

عزات سیریز

ماورائی نمبر

کار مارا

Pakistanipoint.com

ظہیر احمد

Waqar  
Fazeem

محترم قارئین۔  
السلام علیکم۔

میرا نیا ناول ”کار مارا“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نام کی طرح یہ ناول اپنے اندر انتہائی عجیب و غریب اور پراسرار ماحول سموئے ہوئے ہے۔ یہ ناول میرے لکھے ہوئے ان تمام ماورائی ناولوں سے ہٹ کر ہے جسے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ یوں تو میرے لکھے ہوئے تمام ماورائی ناول آپ پسند کئے ہیں لیکن کچھ ناول ایسے ہوتے ہیں جو قارئین کے ذہنوں میں گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے ذہنوں میں گہرے نقوش چھوڑ دے گا اور آپ اس ناول کو تادیر بھول نہ سکیں گے۔ ناول کی کہانی اور کردار نگاری کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے جسے پڑھتے ہوئے آپ یقیناً محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ناول پڑھنے سے پہلے آپ اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔

لالہ موسیٰ سے محترمہ عصمت طاہرہ، نورین، شاہینہ، مگینہ اور ان کی سہیلیاں اپنے مشترکہ خط میں لکھتی ہیں کہ ہمیں آپ کے لکھے ہوئے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ ہر ناول نئے اور منفرد انداز میں تحریر کرتے ہیں۔ ناول کا آغاز سسپنس سے ہوتا ہے اور یہ

سپنس پورے ناول میں چھایا رہتا ہے اور پھر جب ناول اختتام پر پہنچتا ہے تب ہی سپنس ٹوٹتا ہے۔ جب تک ہم سارا ناول ختم نہ کر لیں ہاتھ سے نہیں رکھتیں۔ آپ کے اس خوبصورت طرز تحریر پر ہم آپ کو داد تحسین دیتی ہیں اور آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ آپ ہمارے لئے اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز اور مسپنس سے لبریز ناول لکھیں تاکہ ہم آپ کو تسلسل کے ساتھ داد تحسین دے سکیں۔

”محترمہ عصمت طاہرہ، نورین، شاہینہ، مگینہ آپ سب کا اور آپ کی تمام سہیلیوں کا میں دلی طور پر ممنون ہوں کہ آپ میرے لکھے ہوئے ناول نہ صرف پڑھتی ہیں اور انہیں پسند بھی کرتی ہیں بلکہ ان پر مجھے داد تحسین بھی دیتی ہیں۔ اس کے لئے میں خصوصی طور پر ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ سب کی پر خلوص دعاؤں اور نیک تمنائوں کے ساتھ ناولوں کی پسندیدگی کا یہ سلسلہ جاری رہا تو میں انشاء اللہ آپ کے لئے لکھتا رہوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گیں۔

”ساہیوال، چھوٹا وکیل والا سے یعقوب حسین لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کے لکھے ہوئے تمام ناولوں کا مطالعہ کیا ہے اور برملا کہتا ہوں کہ ہر ناول اپنی مثال آپ ہے اور ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ لیکن آپ کے لکھے ہوئے ماورائی نمبر مجھے بے حد پسند آتے ہیں۔ خاص طور پر چند ماہ قبل شائع ہونے والے آپ کے ماورائی

ناول ”اسفل دنیا“ نے بے حد متاثر کیا ہے۔ آپ نے اس ناول میں تمام کرداروں کو نئے اور انوکھے انداز میں ہزاروں سال قدیم دنیا میں پہنچایا ہے اور قدیم دور کی تہذیب اور تمدن کو جس طرح سے اس دور میں رہ کر اجاگر کیا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ اس ناول کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی سوچ میں کس قدر وسعت ہے۔ آپ اپنی خداداد ذہانت سے ہمیں نت نئی دنیاؤں میں لے جاتے ہیں اور ان دنیاؤں کے حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعات سے روشناس کراتے ہیں۔ آپ کی اس ذہانت پر میں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ اس قدر خوبصورت اور عجوبہ کہانی ”اسفل دنیا“ لکھنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محترم یعقوب حسین صاحب۔ سب سے پہلے میری طرف سے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی پر شکریہ قبول کریں۔ میری ہر بار یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں نئے سے نئے اور حیرت سے لبریز ایسے ناول تحریر کر سکوں جو آپ کی سوچ سے بھی کہیں ہٹ کر ہوں اور آپ ان کے ذریعے نئے جہانوں کی بھی سیر کر سکیں۔ ”اسفل دنیا“ کی کہانی کافی عرصہ سے میرے ذہن میں تھی اور میں اسے صُحہ قرطاس پر لانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا لیکن مصروفیت کے باعث اس پر تسلسل سے کام نہ کر پا رہا تھا لیکن جیسے ہی مجھے موقع ملا میں نے فوری طور پر اس پر کام کیا اور اسے اسی انداز میں مسلسل تحریر کرتا چلا گیا جیسا میں چاہتا تھا اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں

ناول اس طرز پر تحریر کرنے میں کامیاب ہوا جسے نہ صرف آپ نے بلکہ ہر طبقے کے افراد نے بے حد سراہا اور مجھے داد تحسین دیتے ہوئے خطوط لکھے۔ میں ان تمام دوستوں کا دلی طور پر مشکور ہوں جنہوں نے اس ناول کی حد سے زیادہ پذیرائی کی۔ میری آئندہ بھی یہی کوشش ہوگی کہ میں اس ناول سے بھی بڑھ کر نئے اور حیرت انگیز اور اسراریت کے حامل ناول آپ کے لئے تحریر کر سکوں۔ اپنی اس سوچ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے میں نے یہ نیا ناول ”کارماز“ لکھا ہے جو ”اسفل دنیا“ سے بھی کہیں بڑھ کر انوکھے اور ناقابل یقین واقعات پر مبنی ہے۔ جسے پڑھ کر آپ یقیناً محفوظ ہوں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران نے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی پارکنگ میں کار روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے حیرتیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

”کیسے ہیں عمران صاحب آپ؟..... پارکنگ بوائے نے عمران کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو الیاس؟“ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔ حیرت ہے آپ نے مجھے پہچان لیا۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم احمد علی کے سب سے بڑے بیٹے ہو جس نے یہاں پارکنگ کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ان کے ساتھ تم بھی اکثر یہاں آتے تھے بس فرق اتنا ہے کہ تم تین چار سالوں میں بڑے ہو گئے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو الیاس بے اختیار

ہنس پڑا۔

”آپ کی یادداشت واقعی بہت اچھی ہے۔ ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ آپ مجھے نہیں پہچان سکیں گے“..... الیاس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے خیال میں کیا میں بوڑھا ہو گیا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بوڑھا۔ کیا مطلب۔ آپ کیوں بوڑھے ہونے لگے“۔ الیاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اصل میں بھولنے اور یادداشت کی کمزوری کا مرض اکثر بوڑھوں کو لاحق ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ میں تم سے تین چار سال بعد ملا ہوں لیکن تمہارے چہرے کے خدوخال، تمہارے بالوں کا اسٹائل اور خاص طور پر تمہاری مسکراہٹ مجھے کیسے بھول سکتی ہے۔ بس ان تین باتوں کو ذہن میں رکھ کر میں نے تمہیں پہچان لیا۔ اگر بوڑھا ہو گیا ہوتا اور مجھے بھولنے کی بیماری لاحق ہوتی تو میں تمہیں اسی صورت میں پہچانتا جب تم مجھے اپنا پورا شجرہ نصب بتا دیتے۔“

عمران نے کہا تو الیاس بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”شجرہ نصب تو میرے فرشتوں کو بھی یاد نہیں“..... الیاس نے ہنستے ہوئے کہا۔

9

جانتے ہو۔ تم ایسا کرو کہ یہاں بیٹھ کر کسی نیک فرشتے سے رابطہ کرو جو تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو جانتا ہو۔ اس سے اپنا شجرہ نصب پوچھو اور اسے یاد کرو۔ تب تک میں سوپر فیاض سے مل کر آتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”آباؤ اجداد۔ یہ آباؤ اجداد کیا ہے“..... الیاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باپ دادا کو کہتے ہیں آباؤ اجداد۔ اگر باپ دادا کا بھی مطلب پوچھنا ہے تو پھر پہلے جا کر اپنا سر کسی دیوار سے مارو اور پھر گھر جا کر اپنے باپ سے پوچھنا وہ تمہیں آباؤ اجداد کے ساتھ ساتھ ان کا پورا شجرہ نصب بھی بتا دے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو الیاس بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے عمران کو ٹوکن دیا اور عمران مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا پارکنگ سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سوپر فیاض کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے آفس میں داخل ہوتے ہی عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی کیونکہ سوپر فیاض کے سامنے ایک فائل پڑی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے فائل اس کے لئے عذاب جان ہو جسے پڑھتے ہوئے وہ اپنے سر کے بال نوچنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”اگر دخل در نامعقولات نہ ہو تو میں بلا اجازت اندر آ جاؤں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر سوپر

فیاض یوں اچھلا جیسے عمران نے اچانک اس کے سر پر دو ہتھڑ رسید کر دیا ہو۔ اس نے سر اٹھایا اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی اس کا منہ بن گیا۔

”یہ اندر داخل ہو کر اس انداز میں اجازت لینے کا کیا طریقہ ہے“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ عمران اندر داخل ہو چکا تھا اور اس کی میز کی دوسری جانب کھڑا تھا۔

”اسے طریقہ عمرانی کہتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

”طریقہ عمرانی۔ یہ کیا ہے“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”طریقہ عمرانی سمجھانے کے لئے مجھے تمہیں لمبا چوڑا لیکچر دینا پڑے گا۔ اس کے لئے مجھے تمہارے پاس بیٹھنا پڑے گا۔ تمہیں میرے چائے پانی اور بھوک پیاس کا خیال رکھنا پڑے گا پھر میں تمہیں تفصیل کے ساتھ طریقہ عمرانی کے بارے میں سمجھا سکوں گا۔ اس طریقے کو سمجھ کر نہ صرف تمہارے چودہ بلکہ پندرہواں طبق بھی روشن ہو جائے گا اور ایسا روشن ہو گا کہ تمہیں ہر طرف ٹیوب لائٹس ہی جلتی جھکتی دکھائی دیں گی اور.....“ عمران کی زبان چل پڑی پھر بھلا کہاں رکنے کا نام لے سکتی تھی۔ یہ سب کہتے ہوئے وہ بڑے اطمینان سے سوپر فیاض کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”بس بس۔ میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو“..... سوپر فیاض

نے اسے نان اسٹاپ بولتے دیکھ کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔  
”گڈ۔ یہی ہے طریقہ عمرانی کہ ابھی اس کے بارے میں تمہیں لیکچر بھی نہیں دیا اور تمہارے دماغ کا پہلا طبق خود ہی روشن ہو گیا۔ اب اس طبق کو روشن ہی رکھنا۔ اگر یہ فیوز ہو گیا تو تمہارے دماغ کا بھی فیوز اڑ جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئے کس لئے ہو“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
”تمہارے طبق روشن کرنے“..... عمران نے برجستہ کہا تو سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

”تم نے اور تمہارے ڈیڈی نے سچ مچ میری جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ نہ مجھے ادھر سے چین ہے اور نہ ادھر سے“..... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے ادھر کا تو نہیں پتہ لیکن ادھر کا سن کر خوشی ہوئی کہ میری وجہ سے تم بے چین رہتے ہو۔ یہ محبت کی نشانی ہے اور اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو پھر میں بھی تم سے محبت بلکہ بے پایاں محبت کرتا ہوں۔ یہ اسی بے پایاں محبت کا ہی اثر ہے کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہارے پاس کھنچا چلا آتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”شروع ہو گئے۔ اب خدا ہی تمہیں روکے“..... سوپر فیاض نے سر جھٹک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تمہارے چہرے کی یہی مسکراہٹ دیکھنے کے لئے آتا ہوں۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری اس مسکراہٹ کا میں دیوانہ ہوں

لیکن افسوس کہ جب میں یہاں آتا ہوں تو تمہارے چہرے کے زاویے ہی بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے سلٹی بھابھی نے تمہیں زبردستی ڈانٹ ڈپٹ کر اور مار مار کر بھیجا ہو جیسے کوئی ماں اپنے کاہل بچے کو صبح چچ چچ کر جگا کر اور زبردستی تیار کر کر اسکول روانہ کرتی ہے۔..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”نانسنس۔ سلٹی ایسی نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ میری کتنی عزت کرتی ہے اور میری ہر ضرورت کا خیال رکھتی ہے۔“..... سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اگر سلٹی بھابھی تمہاری اتنی عزت کرتی ہیں اور تمہارا اتنا خیال رکھتی ہیں تو پھر تمہیں بھی ان کی عزت کرنی چاہئے۔“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں بھی کرتا ہوں اس کی عزت اور اس کی ہر ضرورت کا بھی خیال رکھتا ہوں۔“..... سوپر فیاض نے فوراً کہا۔

”اگر تمہیں ان کی عزت کا پاس ہوتا تو تم انہیں نانسس سلٹی نہ کہتے۔“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے سلٹی کو نانسس کب کہا ہے۔ یہ تم کیے بکواس کر رہے ہو۔“..... عمران کی بات سن کر سوپر فیاض کا پارہ ایک بار پھر چڑھ گیا۔

”ابھی تو تم نے کہا ہے کہ نانسس سلٹی ایسی نہیں ہے۔ فون دینا

مجھے میں ابھی بھابھی سے بات کرتا ہوں پھر اس بات کا فیصلہ وہ خود ہی کریں گی کہ وہ نانسس ہیں یا تم۔“..... عمران نے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے فوراً فون کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

”میں نے تمہیں نانسس کہا تھا۔“..... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”کیوں۔ مجھے کیوں کہا۔ میں تمہاری بیوی ہوں کیا۔“..... عمران نے اس سے بھی زیادہ برا سا منہ بنا کر کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

”تم کہاں کی بات کہاں ملا دیتے ہو۔ کچھ عقل بھی ہے تم میں۔“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”عقل ہوتی تو تمہارے پاس آتا۔“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”سیدھی سی بات ہے۔ عقل مند ہمیشہ عقل مندوں کے پاس جاتا ہے اور۔ آگے تم خود سمجھدار ہو۔“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے یہ کہنا چاہتے ہو کہ احمق احمقوں کے پاس جاتا ہے۔“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔



”اپنے ساتھ میری بھی تعریف کر رہے ہو اس کے لئے شکریہ کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض یلکھت بھڑک اٹھا۔

”یوشٹ اپ نانسس۔ جاؤ یہاں سے۔ دفع ہو جاؤ۔ مجھے تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی۔ تم احمق ہو میں نہیں سمجھ تم۔ جاؤ ابھی جاؤ یہاں سے ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ تم کون ہوتے ہو مجھے احمق کہنے والے میں احمق نہیں ہوں سمجھ تم“..... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

”پاگل خانے میں پاگل بھی اسی طرح سے چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ اگر تم احمق نہیں ہو تو پھر اس طرح چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کیوں کر رہے ہو۔ تمہاری آواز ڈیڈی کے کانوں تک پہنچ گئی تو پھر تمہارے یہی الفاظ الٹ جائیں گے۔ تم چیخ چیخ کر کہو گے کہ ہاں میں احمق ہوں۔ احمقوں کا سردار ہوں۔ پاگل ہوں“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو سوپر فیاض غرا کر رہ گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”دفع ہو جاؤ۔ ابھی نکل جاؤ میرے آفس سے۔ میں تمہارا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔ جاؤ چلے جاؤ یہاں سے ابھی اور اسی وقت“..... سوپر فیاض نے کف اڑاتے ہوئے کہا۔

”اگر نہ جاؤں تو“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر میں ہی چلا جاؤں گا یہاں سے۔ بیٹھے رہو تم یہاں۔“

سوپر فیاض نے بے چارگی کے عالم میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بیٹھ جاؤ۔ بلا وجہ غصہ کر کے اپنا بلڈ پریشر نہ بڑھاؤ۔ تم شاید نہیں جانتے یہ بلڈ پریشر بڑی خطرناک بیماری ہے۔ اس بیماری میں جتلا انسان کو عارضہ قلب بھی ہو سکتا ہے۔ تمہارے لئے تو ایک ہی ایک کافی ہو گا اور تم دوسری دنیا سدھار جاؤ گے اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ ایسا ہو کیونکہ تم بیوی بچوں والے ہو اور پھر سب سے بڑی بات میں تم سے محبت کرتا ہوں“۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔ کیوں میرے سر میں درد لگانے آ جاتے ہو“..... سوپر فیاض نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”اچھی محبت ہے۔ ایک طرف تمہارے ڈیڈی کی مجھ سے محبت ہے کہ وہ ہر مشکل سے مشکل کام مجھ پر تھوپ دیتے ہیں اور شاہی آرڈر جاری کر دیتے ہیں کہ یہ کام فوراً ہونا چاہئے ورنہ وہ مجھے شوٹ کر دیں گے اور ایک تمہاری محبت ہے کہ تم آ کر میرا ہی دماغ کھانا شروع کر دیتے ہو“..... سوپر فیاض نے جیسے روہانے لہجے میں کہا۔

”ایسا تو نہ کہو۔ تمہارے پاس دماغ ہو تو کوئی کھائے“.....

عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا لیکن اس



نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے غصے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عمران ان ڈھیٹ انسانوں میں سے ایک ہے جسے کچھ بھی کہہ لیا جائے اس کے سر پر جوں تک نہیں ریختی اور وہ الٹا زچ کر کے دوسرے کو خودکشی کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

”پلیز۔ عمران میں پہلے ہی الجھا ہوا اور پریشان ہوں اب تم میری الجھن اور پریشانی بڑھانے آ گئے ہو“..... سوپر فیاض نے زچ آتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نہ تمہاری پریشانی بڑھانے آیا ہوں اور نہ ہی تمہارا دماغ کھانے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر کیوں آئے ہو بتاؤ“..... سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”آج سلیمان نے میرے خلاف سابقہ تنخواہیں ادا نہ کرنے پر احتجاج کرتے ہوئے فلیٹ کے دروازے پر سنگل مین دھرنا دے رکھا ہے۔ وہ نہ فلیٹ میں جا رہا ہے اور نہ مجھے جانے دے رہا ہے۔ اس نے ناشتہ، لُنج اور ڈنر نہ کرانے کی دھمکی بھی دی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ سابقہ تنخواہوں میں سے جب تک میں اسے کم از کم دس لاکھ روپے نہیں دے دیتا اس وقت تک وہ مجھے فلیٹ میں بھی نہ گھسنے دے گا۔ میں بھلا اس کی گیدڑ بھمکیوں سے کیسے ڈرنے والا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ اپنے خلاف دھرنے پر بیٹھ گیا۔ وہ کبخت میرے سامنے فون پر ریلیٹورنٹ سے پائے کا بہترین ناشتہ

منگوا کر کرتا رہا اور میں اس کی شکل دیکھتا رہا۔ ناشتہ کرتے ہوئے وہ مجھ سے ایسا انجان بن گیا جیسے وہ مجھے جانتا ہی نہ ہو۔ اس نے اکیلے سارا ناشتہ ہڑپ کر لیا جو کم از کم تین آدمیوں کے ناشتے کے برابر تھا۔ میں سوائے اسے دل میں کوسنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔ بیٹھا رہا پھر لُنج کا ٹائم ہوا تو اس نے دوبارہ تھری سٹار ہوٹل میں فون کیا اور اپنے لئے لمبے چوڑے لُنج کا آرڈر دے دیا۔ اس کا آرڈر سرد ہوا تو یہ دیکھ کر میں خوش ہو گیا کہ اس نے دو آدمیوں کا لُنج منگوایا تھا۔ میں سمجھا کہ اسے مجھ پر رحم آ گیا ہے۔ اس لئے اس نے اس بار اپنے ساتھ میرے لئے بھی لُنج منگوایا ہے لیکن پھر اس وقت میرے اربانوں پر اوس پڑ گئی جب اس نے مجھ سے بے نیاز ہو کر پھر سے اکیلے لُنج کرنا شروع کر دیا اور میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ دو آدمیوں کا لُنج بھی کھا گیا اور میں اس کی شکل ہی دیکھتا رہ گیا۔ اسے لذیذ اور پر تکلف لُنج کرتے دیکھ کر میرے پیٹ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ چوہوں کے ساتھ ہاتھی گھوڑوں نے بھی ریس لگانی شروع کر دی تھی۔ مگر میں مجبور تھا۔ اب ایک باورچی کو میں کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ مجھے ناشتہ کرائے۔ لُنج کرائے۔ میں چپ چاپ بیٹھا رہا اور جب بھوک پیاس برداشت سے باہر ہو گئی اور سلیمان نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا تو میرے دل میں تمہاری دوستی۔ تمہارا پیار اور تمہاری محبت جاگ اٹھی اور میں سلیمان کو اس کے حال پر چھوڑ کر سیدھا تمہارے پاس چلا آیا“.....

عمران نے لمبی چوڑی داستان سناتے ہوئے کہا۔

”سب بکواس۔ میں تمہیں اور تمہارے باورچی دونوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ تم دونوں باہر سے کچھ اور ہو اور اندر سے کچھ اور۔“

سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آہ۔ میری محبت مجھے یوں رسوا کرے گی۔ ایسا سوچا نہ تھا۔“

عمران نے سرد آہ بھر کر کہا۔

”یہ کیا تم نے محبت کی رٹ لگا رکھی ہے۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ تمہاری محبوبہ نہیں۔“ سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

”کیوں دوست سے محبت نہیں ہو سکتی کیا؟“ عمران نے کہا تو سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

”اب میں تمہیں کیا جواب دوں۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”رہنے دو کوئی جواب نہ دو۔ میں تم سے بڑی امید لگا کر آیا ہوں۔ تم نے جواب دیا تو پھر میرا کیا ہو گا میرے دوست، میری محبت۔“ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”لگتا آج تمہارا سچ مچ دماغ خراب ہو گیا ہے جو تم ایسی احمقانہ باتیں کر رہے ہو۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”نہ ناشتہ کیا ہے نہ لُنج۔ بھوک پیاس نے حشر کر رکھا ہے۔ ایسی صورت میں صرف دماغ ہی نہیں طبیعت بھی خراب ہوتی ہے

پیارے۔“ عمران نے کہا۔

”تو تم اب مجھ سے لُنج کرانے کی امید لگا کر آئے ہو۔ بولو۔“

سوپر فیاض نے کہا۔

”صرف لُنج نہیں۔ ڈنر اور پھر صبح کا ناشتہ کی بھی امید لے کر لایا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”بھول جاؤ۔ میں نے یہاں تم جیسے بھیک منگوں کے لئے لنگر خانہ نہیں کھول رکھا کہ میں تمہیں لُنج بھی کراؤں۔ ڈنر بھی اور پھر صبح کا ناشتہ بھی۔“ سوپر فیاض نے ایک بار پھر بھڑک کر کہا۔

”آہ۔ تو مجھے اپنی محبت سے کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ حالانکہ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ شجر سے پیوستہ رہ کر امید بہار بھی رکھنی چاہئے لیکن شاید یہ شجر ہی ببول یا کیکر کا ہے اس سے امید لگانے سے کیا حاصل۔ دل میں کانٹے ہی چھپنے ہیں۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مسکینیت تھی۔

”اچھا میری محبت۔ میرے دوست میں چلتا ہوں۔ اللہ حافظ۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس پر واقعی نقاہت طاری ہو اور اس سے بولا ہی نہ جا رہا ہو۔ وہ مڑا اور پھر بوجھل قدموں کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا۔

”رکو۔“ اچانک سوپر فیاض نے کہا تو عمران نہ صرف رک گیا بلکہ اس نے مڑ کر امید بھری نظروں سے سوپر فیاض کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

”تم نے مجھے رکنے کو کہا میری محبت۔“ عمران نے اسی طرح

بڑے درد بھرے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کی نہ چاہتے ہوئے بھی

ہنسی نکل گئی۔

”بس کرو۔ بہت ہو گیا تمہارا ڈرامہ۔ آؤ بیٹھو۔ منگواتا ہوں میں تمہارے لئے لُنج“..... سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور یوں کرسی پر جا کر بیٹھ گیا جیسے اسے ایک منٹ کی بھی دیر ہو گئی تو سوپر فیاض اپنا فیصلہ بدل دے گا۔ سوپر فیاض اس کی حرکت پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”میں تمہیں لُنج بھی کراؤں گا اور ڈنر بھی بلکہ کہو گے تو ایک ہفتے کے لئے میں تمہارے کھانے پینے کا بندوبست بھی کر دوں گا لیکن اس کے لئے تمہیں میرا بھی ایک کام کرنا پڑے گا“..... سوپر فیاض نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک کیا میں تمہارے ایک ہزار ایک کام کرنے کو تیار ہوں۔ تم کام بتاؤ بس“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور عمران کے سامنے رکھ دی۔

”یہ کیا ہے“..... عمران نے حیرت سے کہا۔

”خود ہی دیکھ لو“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا اور پھر وہ چونک پڑا۔ فائل میں جو پیپرز لگے ہوئے تھے وہ فوٹو کاپی تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نوٹ بک یا ڈائری سے ان صفحات کو کاپی کیا گیا ہو۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر تھی جو عجیب سی زبان میں تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی

منہی سی بچی نے نوٹ بک میں الٹی سیدھی کتنی لکھ دی ہو۔ صرف کتنی ہی نہیں بلکہ اس میں انگریزی کے مخصوص حروف بھی تھے جیسے کتنی لکھتے لکھتے یاد آنے پر انگریزی کے حروف بھی لکھ دیئے گئے ہوں۔ فائل میں بیس سے زائد پیپرز تھے جن پر ایسی ہی تحریر تھی البتہ لکھائی بے حد صاف اور خوش خط تھی۔

”یہ کیا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”یہی تو میں نے تم سے پوچھنا ہے کہ یہ کیا ہے“..... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو کسی بچی کی نوٹ بک معلوم ہوتی ہے جس نے بیٹھ کر جو دل میں آیا لکھ دیا لیکن خوشخطی میں“..... عمران نے کہا۔  
”یہ بات میں نے بھی تمہارے ڈیڈی سے کہی تھی لیکن انہوں نے مجھے جھاڑ پلا دی تھی“..... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”کیوں۔ اس میں جھاڑ پلانے والی کون سی بات ہے۔ کوئی احمق بھی اس تحریر کو دیکھ کر بتا سکتا ہے کہ یہ کسی بچی کی تحریر ہے اور کچھ نہیں“..... عمران نے کہا۔

”جبکہ تمہارے ڈیڈی کا کہنا ہے کہ یہ ایک کوڈ ہے“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کوڈ“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر تحریر کو دیکھنے لگا۔

”ہاں۔ ایک ایسا کوڈ جو نئے انداز میں اور نئے طریقے سے

ایجاد کیا گیا ہے۔ وہ اسے ورڈز اور نمبرنگ کوڈ کہہ رہے ہیں۔ سوپر فیاض نے کہا۔

”ورڈ نمبرنگ کوڈ۔ لیکن ورڈ نمبرنگ کوڈ ایسا تو نہیں ہوتا۔“ عمران نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ ورڈ نمبرنگ کوڈ میں پورا ایک ورڈ ہوتا ہے اور پھر چند نمبر اس کے بعد پھر ورڈ اور نمبر ہوتے ہیں لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ یہاں گنتی زیادہ ہے اور ورڈ کم آٹھ، دس، پندرہ لکھا ہے پھر ایک ڈی اور پھر سترہ، چودہ، تیرہ، دس اس کے بعد ٹی۔ یہ کیا بات ہوئی۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”گھن چکر قسم کا کوڈ معلوم ہوتا ہے۔ خیر تم کیا چاہتے ہو۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ بک دیکھ کر اس کے ذہن میں بھی یہی خیال ابھرا تھا کہ یہ نئے قسم کا کوڈ ہے جسے نہایت خوبصورتی سے تحریر کیا گیا تھا۔

”تمہارے ڈیڈی کا حکم ہے کہ میں جلد سے جلد اس کوڈ کو حل کروں یا پھر کسی ایسے ایکسپٹ کو تلاش کروں جو اس کوڈ کو حل کر سکے۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”یہ فائل تمہیں ملی کہاں سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”فائل نہیں۔ مجھے ایک نوٹ بک ملی تھی۔ یہ اس نوٹ بک کی کاپی ہے۔“ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”تو وہ نوٹ بک کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”تمہارے ڈیڈی کے پاس۔“ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”ڈیڈی کو کہاں سے ملی یہ نوٹ بک۔“ عمران نے کہا۔

”ڈیڈی کو نہیں۔ کہہ تو رہا ہوں نوٹ بک مجھے ملی تھی۔“ سوپر فیاض نے کہا۔

”اور میں پوچھ رہا ہوں کہاں سے۔“ عمران نے کہا۔

”کل صبح تمہارے ڈیڈی کو وکٹوریہ ہوٹل کے منیجر احمد شہزاد نے کال کیا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کے ہوٹل کے تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر تیرہ میں کوئی گڑبڑ معلوم ہو رہی ہے۔ اندر سے کسی کے لڑنے جھگڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں اور انہوں نے اندر سے ایک گولی کے چلنے کی بھی آواز سنی ہے۔ اس کمرے میں پچھلے دو روز سے ایک غیر ملکی لڑکی ٹھہری ہوئی ہے۔ چونکہ منیجر احمد شہزاد تمہارے ڈیڈی کا دوست ہے اس لئے اس نے متعلقہ تھانے میں رپورٹ کرنے کی بجائے ڈائریکٹ تمہارے ڈیڈی کو کال کر دیا۔ چونکہ معاملہ ایک غیر ملکی لڑکی کا تھا اس لئے تمہارے ڈیڈی نے مجھے چند آفیسرز لے کر فوراً وہاں جانے کا حکم دیا۔ میں آفیسرز لے کر وکٹوریہ ہوٹل پہنچ گیا اور پھر جب میں تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر تیرہ کے پاس پہنچا تو کمرے کا دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازے کے ساتھ ٹکی ہوئی کال بیل کو بار بار بجایا۔ دروازہ دھڑ دھڑایا لیکن اندر سے مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ ابھی میں دروازہ توڑنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ تمہارے ڈیڈی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہیں وہاں دیکھ کر میری تو

ہم نے لڑکی کا سامان اپنے قبضے میں لیا۔ لڑکی کاغذات کے رو سے شوگرانی تھی اور اس کا نام ہوکویا تھا۔ وہ شوگران نے دو روز قبل سیدھی اس ہوٹل میں پہنچی تھی۔ ریکارڈ کے مطابق لڑکی نے ہوٹل میں پہلے سے کوئی بکنگ نہیں کرائی تھی وہ ایئر پورٹ سے ڈائریکٹ اس ہوٹل میں پہنچی تھی اور چونکہ اس کے کاغذات مکمل تھے اس لئے اسے ہوٹل میں کمرہ مل گیا تھا۔ بعد میں اس کے کاغذات کی چیکنگ کرائی گئی تو پتہ چلا کہ اس لڑکی کا تعلق شوگران سے ہی ہے اور وہ شوگران کے ایک بڑے شہر ہوکیانگ کی رہنے والی ہے۔ وہ سیر و سیاحت کی غرض سے پاکیشیا آئی تھی۔ ابتدائی تحقیق سے یہی پتہ چل سکا تھا کہ وہ جس روز سے ہوٹل آئی تھی اس روز سے اپنے کمرے میں ہی مقیم تھی۔ وہ ایک بار بھی ہوٹل سے تو کیا کمرے سے بھی باہر نہ آئی تھی۔ وہ ناشتہ، لچ اور ڈنر اپنے کمرے میں ہی منگواتی تھی۔ جو ویٹرز اسے ناشتہ، لچ اور ڈنر سرو کرتے تھے ان کے کہنے کے مطابق وہ لڑکی ہر وقت ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر کھول کر بیٹھی رہتی تھی اور اس پر کام کرتی رہتی تھی۔ تفتیش کے دوران ہمیں وہاں سے کوئی لیپ ٹاپ اور اس لڑکی کا سیل فون نہیں ملا تھا البتہ ایک میز کے نیچے چپکی ہوئی ایک نوٹ بک ملی تھی جس پر یہ تحریر تھی۔ نوٹ بک تمہارے ڈیڑی نے اپنے قبضے میں لے لی تھی۔

لڑکی کے ساتھ کیا ہوا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔ نہ ہی کسی نے لڑکی کے کمرے میں کسی کو جاتے دیکھا تھا نہ باہر نکلتے۔ ساتھ

سٹی ہی گم ہو گئی۔ بہر حال ان کے حکم پر کمرے کا دروازہ توڑا گیا اور پھر میں اپنے آفیسرز کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کمرے کی حالت بگڑی ہوئی تھی۔ وہاں ہر چیز یوں ٹوٹی اور بکھری ہوئی تھی جیسے وہاں زبردست فائٹ ہوئی ہو اور دو افراد نے ایک دوسرے کو بری طرح سے اٹھا اٹھا کر ادھر ادھر پٹھا ہو۔ یہی نہیں وہاں جگہ جگہ خون کے نشانات بھی تھے۔ شاید لڑنے والے ایک دوسرے سے لڑ کر زخمی ہو گئے تھے۔ بہر حال کمرے کی تلاشی لی گئی تو کمرے کے واش روم میں ہمیں ایک غیر ملکی لڑکی دکھائی دی جو شدید زخمی حالت میں تھی۔ اس کے پہلو میں گولی لگی ہوئی تھی اور وہ دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ اس کا خون ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ میں نے فوری طور پر ایک لیڈی انسپکٹر سے کہہ کر اس کا چیک اپ کرایا تو اس نے بتایا کہ لڑکی زندہ ہے لیکن اس کی حالت انتہائی مخدوش ہے۔ تمہارے ڈیڑی کے حکم پر وہاں فوراً ایک ایسویلنس بلائی گئی اور اس زخمی لڑکی کو سٹی ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ لڑکی کے جانے کے بعد تمہارے ڈیڑی اور میں نے کمرے کی مکمل چیکنگ کی۔ وہاں سے ہمیں جو نشانات ملے انہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں ایک مرد اور ایک عورت کی زبردست فائٹ ہوئی ہو۔ مرد کا تو پتہ نہیں تھا عورت کے قدموں کے نشانات سے پتہ چلتا تھا کہ وہ وہی ہے جو ہمیں زخمی حالت میں واش روم سے ملی تھی۔ کمرے میں ہمیں کوئی قابل ذکر چیز نہ ملی۔

والے کمرے کے مکینوں نے کمرے میں ہونے والی دھینگا مشتی کے بارے میں فیجر کو بتایا تھا تو فیجر نے کمرے کے دروازے کے پاس آ کر اندر کی صورتحال کا جائزہ لیا تھا۔ اندر سے واقعی لڑائی جھگڑے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر گولی چلی اور اندر خاموشی چھا گئی۔ گولی کی آواز سن کر فیجر بھی ہراساں ہو گیا اور ارد گرد کے مکین بھی۔ اس لئے فیجر نے فوراً تمہارے ڈیڈی کو فون کر دیا۔..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اگر اندر سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی تھی اور فیجر کے ساتھ وہاں اور لوگ بھی موجود تھے تو پھر کسی نے گولی چلانے والے آدمی کو باہر نکلتے کیوں نہیں دیکھا۔ تمہارے کہنے کے مطابق جب تم ڈیڈی کے کہنے پر دروازہ توڑ کر اندر گئے تھے تو اندر سوائے زخمی لڑکی کے اور کوئی نہیں تھا۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ لیکن کمرے کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ شاید گولی چلانے والا اس کھڑکی کے راستے باہر نکل گیا تھا۔ وہاں ہمیں اس کے قدموں کے نشانات بھی ملے تھے جنہیں ہم نے محفوظ کر لیا تھا۔..... سوپر فیاض نے کہا۔

”لڑکی کی اور کمرے کی تفتیش کے دوران تم نے جو تصاویر لی تھیں وہ کہاں ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”میرے سیل فون میں محفوظ ہیں۔..... سوپر فیاض نے میز کی دراز سے سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔

”جتنی بھی تصویریں ہیں ساری کی ساری میرے سیل فون پر ایم ایم ایس کر دو۔..... عمران نے کہا۔

”ایم ایم ایس کرنے سے بہتر ہے کہ میں بلیو ٹوتھ ڈیوائس کے ذریعے تصویریں تمہارے سیل فون میں ٹرانسفر کر دیتا ہوں۔ اس سے جلد ہی ساری تصویریں تمہارے سیل فون میں منتقل ہو جائیں گی۔..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی بلیو ٹوتھ ڈیوائس آن کرنے لگا۔

”بھجوا دو۔..... عمران نے کہا اور سیل فون سامنے میز پر رکھا اور پھر وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کو ایک بار پھر غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے سیل فون پر سوپر فیاض کے سیل فون سے تصویریں ٹرانسفر کرنے کی پرمیشن کا کاشن سنائی دیا تو اس نے سیل فون اٹھا کر ریکورسٹ ایکسپٹ کر لی دوسرے لمحے اس کے سیل فون پر تیزی سے تصویریں ٹرانسفر ہونا شروع ہو گئیں۔

”کیا نام بتایا تم نے اس لڑکی کا۔..... عمران نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہو کو پایا۔..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اس کے پاسپورٹ اور اس کے کاغذات کی کاپیاں ہیں تمہارے پاس۔..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ ان کی تصویریں بھی تمہارے سیل فون پر ٹرانسفر کر رہا

”تم نے شوگرانی لڑکی پر حملہ کرنے والے آدمی کو ٹریس کرنے کے لئے کیا کیا ہے اب تک“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔  
 ”میں نے چند آفیسرز کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے وہ کیس کو انوسٹی گیٹ کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی امید افزاء خبر نہیں ملی ہے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اور وہ لڑکی۔ اس کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”وہ بدستور ہسپتال میں ہے۔ اس کا آپریشن کر کے اس کے جسم سے گولی نکال دی گئی تھی لیکن چونکہ اس کا کافی خون نکل گیا تھا اس لئے اس کی حالت بدستور خدوش ہے۔ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے سٹی ہسپتال کے ایم ایس، ڈاکٹر دانیال سے بات ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ لڑکی بدستور بے ہوش ہے اور اس کے لئے اگلے دس گھنٹے اہم ہیں۔ لہذا اسے دس گھنٹوں تک ہوش آ گیا تو اس کی زندگی کے بچنے کے امکانات ہیں ورنہ نہیں“..... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”اس لڑکی کی حفاظت کے لئے ہسپتال میں تم نے کیا انتظامات کرائے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”وہاں۔ دو آفیسرز اور چار سپاہی موجود ہیں جو اس لڑکی کے لمبرے کے باہر تعینات ہیں۔ تمہارے ڈیڈی کا حکم ہے کہ جب تک لڑکی کو ہوش نہیں آ جاتا اس وقت تک اس کمرے میں لڑکی لے معالج اور نرسوں کو بھی چیکنگ کے بعد جانے دیا جائے۔“ سوپر

ہوں“..... سوپر فیاض نے کہا۔  
 ”اس گولی چلانے والے کے بارے میں کوئی کلیو ملا تھا۔“  
 عمران نے پوچھا۔  
 ”نہیں۔ اس کے جوتوں کے نشانوں کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔“  
 سوپر فیاض نے جواب دیا۔

”کمرے میں خون کے جو دھبے ملے تھے کیا وہ اسی لڑکی کے تھے یا اس آدمی کے بھی جس سے اس لڑکی کو کوپایا نے فائٹ کی تھی“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”ہم نے وہاں سے خون کے نمونے حاصل کر کے ان کی جانچ پڑتال کے لئے فرانزک لیبارٹری میں بھجوا دیئے ہیں۔ ابھی تک وہاں سے رپورٹ نہیں ملی ہے۔ رپورٹ ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ وہ ایک ہی فرد کا خون ہے یا دو افراد کا“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ڈیڈی کیا کہتے ہیں“..... عمران نے فائل بند کرتے ہوئے کہا  
 کیونکہ انتہائی کوشش کے باوجود اسے فائل کی تحریر سمجھ نہ آ رہی تھی۔  
 یہ واقعی نیا کوڈ تھا اور کسی پیپر میں اس کوڈ کی، کی بھی نہ تھی۔  
 ”انہوں نے نادر شاہی حکم سنانے کے سوا کیا کرنا ہوتا ہے۔ حکم دیا ہے کہ اس لڑکی پر حملہ کرنے والے یا والوں کو جلد سے جلد ٹرہس کیا جائے اور اس کوڈ کو حل کیا جائے اور بس“..... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔



فیاض نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا اس لڑکی پر ہونے والے حملے کی اطلاع شوگرانی سفارت خانے والوں کو دے دی گئی ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ تمہارے ڈیڈی نے ہی شوگرانی سفارت خانے میں فون کر کے فرسٹ سیکرٹری سے بات کی تھی اور انہیں ساری باتیں بتا دی تھیں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”تو کیا وہاں سے کوئی اس لڑکی کو دیکھنے کے لئے ہسپتال نہیں گیا؟“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی تک تو ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے کہ لڑکی سے ملنے کوئی آیا ہو“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اس لڑکی کے سیل فون کے بارے میں کوئی معلومات۔ اس کا نمبر“..... عمران نے کہا۔

”سیل فون تو نہیں ملا ہے لیکن اس نے اپنا سیل فون نمبر ہوٹل کے رجسٹر میں درج کرایا تھا۔ وہ ہے میرے پاس“..... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ایک نمبر بتا دیا۔

”نمبر بھی شوگران کا ہی ہے۔ شاید ہو کو یا انٹرنیشنل رومنگ کے تحت اس نمبر کا استعمال کر رہی تھی“..... عمران نے کہا۔

”شاید“..... سوپر فیاض نے کہا۔ اس وقت تک عمران کے سیل فون میں سوپر فیاض کے سیل فون سے تمام تصاویر ٹرانسفر ہو چکی تھیں۔ عمران نے سیل فون اٹھایا۔ اس نے فوٹو آپشن آن کیا تو

اسے ایک نوجوان اور خوبصورت شوگرانی لڑکی کا کلوز اپ چہرہ دکھائی دیا۔ لڑکی بے حد معصوم تھی اور اس کی کشادہ پیشانی اس کی ذہانت کا ثبوت تھی۔ عمران دوسری تصویریں دیکھنے لگا۔ یہ تصویریں اس کمرے کی تھیں جس میں وہ لڑکی ٹھہری ہوئی تھی۔ کمرے کی حالت واقعی اتر تھی۔ کمرے میں ہونے والی دھینگا مشتی کے ساتھ ساتھ بیڈ اور صوفے بھی ادھر لے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور الماری کے ساتھ ساتھ لڑکی کا سامان بھی بکھرا ہوا نظر آ رہا تھا جیسے لڑکی پر حملہ کرنے والے کو لڑکی کو گولی مار کر اسے واش روم میں ڈالا ہو اور پھر واپس کمرے میں آ کر غلٹ میں کمرے کی تلاشی لی ہو۔ عمران غور سے اور کافی دیر تک ان تصویروں کو دیکھتا رہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لڑکی پر حملہ کس نے کیا ہے یہ میں اور میرے آفیسرز دیکھ لیں گے۔ تم بس مجھے اس فائل میں لکھے ہوئے کوڈ کو کسی طرح سے ڈی کوڈ کرا دو تاکہ میں اسے تمہارے ڈیڈی کو دے کر اپنی جان چھڑا سکوں ورنہ انہوں نے اپنا سرکاری ریوالور لے کر میرے سر پر سوار رہنا ہے اور اس وقت تک میری جان نہیں چھوڑنی جب تک میں اس کوڈ کو ڈی کوڈ نہیں کرا لیتا“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اگر میں تمہارا کام نہ کروں تو؟“..... عمران نے کہا۔

”تو میں اس کے لئے تمہیں مجبور نہیں کروں گا لیکن اس بار ایسا

نہیں ہوگا کہ تم میری مدد کرنے کے لئے مجھ سے رقم ایٹھ سکو۔ میں تمہارے ڈیڈی کے ہاتھوں گولی کھالوں گا لیکن تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا۔ لکھ لو..... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے لکھ لیتا ہوں۔ لیکن تم نے کہا ہے کہ اگر میں تمہارا کام کروں گا تو تم مجھے ایک ہفتے تک فائیو اشار ہوٹل میں ناشتہ، لंच اور ڈنر کراؤ گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فائیو اشار ہوٹل کا نہیں کہا میں نے اور نہ میں ایسا کروں گا۔ ہاں ایک ہفتے تک تمہارا کھانا پینا میرے ذمے ہوگا اور بس“۔ سوپر فیاض نے کہا۔

”چلو فائیو اشار نہیں تو تھری اشار ہی سہی۔ اب تھری اشار سے کم پر تو بات طے نہیں ہو سکتی۔ باقی تم سوچ لو“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض اسے گھور کر رہ گیا۔

”پکے ڈھیٹ ہو۔ خیر تھری اشار میں ہی سہی لیکن ایسا تب ہوگا جب تم مجھے یہ پوری فائل ڈی کوڈ کر کے یا کرا کر دو گے“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ڈن“..... عمران نے کہا اور پھر وہ فائل لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کب تک ڈی کوڈ ہو جائے گی یہ فائل“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”جتنی جلدی کروں گا اتنا میرا ہی فائدہ ہے۔ مجھے زیادہ دن بھوکا پیاسا نہیں رہنا پڑے گا۔ اب یہ فائل ہی میری روزی روٹی کا

سہارا ہے ورنہ سلیمان نے تو میرا حقیقت میں حقہ پانی بند کر دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”پھر شروع ہو گئی تمہاری ڈرامہ بازی“..... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”یہ تمہاری محبت ہے پیارے کے تم اسے ڈرامہ بازی کہہ رہے ہو۔ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو میری حالت دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگتا“..... عمران نے کراہ کر کہا تو سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ فائل میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے یہ فوٹو کاپی تھی اس لئے اسے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ عمران نے اس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ مڑ کر اس کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران کا وقت ظاہر ہے زیادہ تر فلیٹ میں ہی گزرتا تھا۔ وہ فلیٹ میں ہوتا تو پھر ظاہر ہے کتابی کیرٹا بننے کے سوا اس کے پاس کیا کام ہو سکتا تھا۔ جب وہ کتابیں پڑھتا تھا تو سلیمان کی شامت آئی رہتی تھی اور اسے عمران کے لئے بار بار چائے بنانی پڑتی تھی۔ چائے کے ساتھ ساتھ کتابیں پڑھ کر عمران کے دماغ پر جب خشکی چھا جاتی تو وہ اپنی خشکی جھانسنے کے لئے سلیمان کے ساتھ ٹوک جموئک شروع کر دیتا تھا۔ سلیمان سے ٹوک جموئک کر کے اس کے دماغ کی خشکی

جھڑ جاتی تھی لیکن مسلسل فلیٹ میں رہ رہ کر اب وہ بھی بوڑھا ہو جاتا تھا اس لئے اس نے آج کتابیں پڑھنے کی بجائے باہر نکل کر تفریح کرنے کی ٹھانی اور پھر وہ کار میں شہر گردی کرنے کے لئے نکلا تو اتفاق سے اس نے کار کا رخ سنٹرل انٹیلی جنس کی بلڈنگ کی طرف موڑ لیا اور پھر وہ سیدھا سوپر فیاض کے آفس آ پہنچا۔

سوپر فیاض کے آفس سے نکل کر وہ باہر آیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیاں خالی تھیں اس وقت وہاں کوئی آ جا نہ رہا تھا۔ عمران ابھی آخری سیڑھی کے نزدیک پہنچا تھا کہ اسی لمحے ایک بوڑھا آدمی سیڑھیوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس آدمی نے سفید رنگ کا اجلا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے سر پر باقاعدہ عمامہ بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی جس پر اس کی انگلیاں مسلسل چل رہی تھیں۔ اس کی داڑھی مونچھیں برف کی طرح سفید تھیں اور اس کے چہرے پر عجیب سا نور دکھائی دے رہا تھا۔ بوڑھے آدمی کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے عمران ٹھٹھکا لیکن پھر وہ تیزی سے نیچے آ گیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ بوڑھے کی جانب خود بخود کھچا چلا گیا۔ بوڑھے کی نظریں بھی اس پر مرکوز تھیں۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے انہیں بڑے ادب سے مکمل سلام کرتے ہوئے کہا۔

”علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ تم سے مکمل سلام سن کر دل و روح کو بے حد سکون ملا ہے بیٹا۔ ورنہ اس دور میں لوگ مکمل سلام

کرنا تو ایک طرف ایک دوسرے کو سلام کرنا تک بھول گئے ہیں۔“  
بزرگ نے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ یہ ان کی ناعاقبت اندیشی ہے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا سنو۔ تمہارا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو“..... بزرگ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”نشانہ کمزور ہے۔ اسے پختہ کروں۔ کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”مجھے تمہارے پاس یہی پیغام دینے کے لئے بھیجا گیا ہے اور میں نے پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ حافظ“..... بزرگ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا بزرگ مڑے اور بھر وہ بوڑھے ہونے کے باوجود نوجوانوں کے سے انداز میں تیز تیز چلتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران حیرت سے انہیں جاتے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بزرگ ایک موڑ مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

”نشانہ کمزور ہے پختہ کروں۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔“

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر وہ کچھ سوچ کر تیزی سے اس موڑ کی طرف بڑھا جس طرف وہ بزرگ گئے تھے۔ موڑ کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ موڑ کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا راستہ تھا جہاں پرانی کنٹینر کی کنسٹرکشن کا کام چل رہا تھا۔ اس وقت شام ہو

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بڑی سی میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا ایک گینڈے نما شخص بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بڑی سی بوتل تھی جسے اس نے منہ سے لگایا ہوا تھا۔ فون کی گھنٹی سنتے ہی اس نے بوتل منہ سے ہٹا کر میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے کئی رنگوں کے فون سیٹس میں سے نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... اس گینڈے جیسے آدمی نے اس قدر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا جیسے کال کرنے والے کو پھاڑ کھائے گا۔  
 ”شیکھر کی کال ہے باس۔ وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔  
 ”کون شیکھر“..... گینڈے نما آدمی نے اسی طرح غصیلے لہجے

میں کہا۔

”شیکھر کلیان باس“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے

رہی تھی اس لئے وہاں کوئی مزدور موجود نہ تھا۔ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی اور یہ دیکھ کر عمران حیران رہ گیا کہ اس طرف جانے والا بزرگ کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”ارے۔ یہ بزرگ کہاں چلے گئے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کنٹین کی عمارت کے پاس گیا اور ارد گرد ہر طرف دیکھ لیا لیکن بزرگ وہاں کہیں موجود نہ تھے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بزرگ کا تعلق جنات سے تھا کیا جو وہ اس طرح یہاں آ کر غائب ہو گئے ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر بزرگ کو ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن بزرگ وہاں کہیں دکھائی نہ دیئے۔ وہاں دوسرا کوئی راستہ بھی نہ تھا جہاں سے نکل کر وہ کسی اور طرف جا سکتے تھے۔ عمران حیرانی کے عالم میں پارکنگ میں آیا اور پھر اپنی کار میں سوار ہو کر وہاں سے لھکتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں بدستور بزرگ کے الفاظ گونج رہے تھے۔

تمہارا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ اسے بزرگ کا حیرت انگیز طور پر غائب ہونا بھی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر بزرگ تعمیر ہونے والی کنٹین کی طرف مڑ کر کہاں غائب ہو گئے تھے۔

گینڈے نما آدمی نے انتہائی غصے لہجے میں کہا اور میز پر پڑی ہوئی بوتل اٹھائی اور اسے منہ سے لگا کر بوتل میں موجود شراب پینے لگا۔  
بوتل آدھی سے زیادہ بھری ہوئی تھی۔ اس نے اس وقت تک بوتل منہ سے نہ ہٹائی جب تک بوتل میں موجود شراب کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں نہ اتر گیا۔ بوتل خالی کرتے ہی اس نے منہ سے ہٹائی اور میز کی سائیڈ میں پڑی ہوئی ڈسٹ بن میں ڈال دی۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”یس“..... اس نے مخصوص کرخت اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”شیکھر آیا ہے باس“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اندر بھیج دو“..... گینڈے نما آدمی نے کہا اور ساتھ ہی انٹرکام کا بٹن پر لیں کر کے اسے آف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا ترنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر گہرے کٹ کا انا نشان تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر ہے اور اس کی ساری زندگی ہی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔

”میں اندر آ سکتا ہوں باس“..... نوجوان نے جس کا نام شیکھر تھا دروازے کے پاس کھڑے ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

نے کہا۔  
”کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے۔ کیوں کال کی ہے اس نے۔ کراؤ بات“..... گینڈے نما آدمی نے پہلے سے زیادہ سرد اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... پی اے نے کہا۔ ایک لمحے کے لئے رسیور میں خاموشی چھائی اور پھر ایک اور آواز سنائی دی۔

”شیکھر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں کتنی بار کہا ہے نانسنس کہ اس طرح مجھے فون کال مت کیا کرو۔ جو بات کرنی ہو میرے آفس میں آ کر ڈائریکٹ کیا کرو۔ بند کرو فون اور فوراً میرے آفس آؤ۔ نانسنس“..... گینڈے نما آدمی نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے جواب سننے بغیر غصے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”نانسنس۔ ان لوگوں کے دماغ خالی ہیں۔ کچھ سوچتے سمجھتے ہی نہیں اور جب دل کرتا ہے اصل نام لے کر مجھے ڈائریکٹ کال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی دن یہ خود بھی ڈوبیں گے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔ ایک بار نہیں ہزار بار ان سے کہا ہے کہ کوئی بھی بات ہو مجھے کال کر کے کوئی رپورٹ نہ دیا کریں اور ڈائریکٹ میرے آفس آیا کریں لیکن کوئی میری بات ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتا۔ اپنی ہی من مانیاں کرتے رہتے ہیں۔ نانسنس“.....

”آ جاؤ“..... گینڈے نما آدمی نے سرد لہجے میں کہا تو شیکھر اندر آ گیا اور میز کے پاس آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

”تمہارے دماغ میں عقل نام کی بھی کوئی چیز ہے یا نہیں نانس۔ یا بالکل ہی عقل سے پیدل ہو“..... گینڈے نما آدمی نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری باس“..... شیکھر نے سہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یوشٹ اپ نانس۔ تم جانتے ہو کہ غلطی کرنے اور خاص طور پر غلطی کر کے سوری کرنے والوں سے مجھے شدید نفرت ہے۔ تم میرے خاص آدمی ہو اس لئے میں تمہاری جان بخش رہا ہوں ورنہ ابھی گولی مار دیتا۔ دوبارہ ایسی غلطی کی تو میں بھول جاؤں گا کہ تم میرے خاص آدمی ہو۔ سبھے“..... باس نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا تو شیکھر بری طرح سے سہم گیا۔

”یس۔ یس باس۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی“..... شیکھر نے سہی ہوئی آواز میں کہا۔

”اب بیٹھ جاؤ نانس کہ اس کے لئے بھی تمہیں الگ سے کہنا پڑے گا“..... باس نے اسی انداز میں کہا تو شیکھر فوراً میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اب بتاؤ کس لئے کال کیا تھا۔ کون سی اہم بات تھی جو تم مجھے بتانا چاہتے تھے“..... باس نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے

کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور غراہٹ تھی۔  
 ”میں نے سوچی تارا کا پتہ لگا لیا ہے باس“..... شیکھر نے کہا۔  
 اس کی بات سن کر باس بری طرح سے اچھل پڑا۔  
 ”سوچی تارا۔ اوہ اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ کہاں ہے“..... باس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے اس کے سیل فون کے نمبر سے ٹریک کیا تھا باس۔ وہ جب سے یہاں آئی تھی اس نے اپنا سیل فون آف کیا ہوا تھا لیکن میں نے اس کا نمبر ٹریک سسٹم پر لگایا ہوا تھا۔ میں ٹریک سسٹم پر بیٹھا تھا کہ مجھے اس کے سیل فون گمے آن ہونے کا کاشن ملا۔ میں نے فوراً اسے ٹریک کرنا شروع کر دیا۔ ٹریک سسٹم سے پتہ چلا کہ وہ وکٹوریہ ہوٹل میں موجود ہے۔ میں نے آپ کو کال کر کے بتانا چاہا لیکن آپ آفس میں موجود نہیں تھے۔ آپ کا سیل فون بھی آف تھا جس کا مطلب تھا کہ آپ اپنی رہائش گاہ میں ریٹ کرنے گئے ہیں۔ سوچی تارا کا سیل فون بند ہو سکتا تھا اور وہ ہوٹل چھوڑ کر میک اپ کر کے کہیں اور پہنچ سکتی تھی اس لئے میں نے فوراً اس کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اسے اکیلے ہی چھاپنے کا منصوبہ بنا کر وکٹوریہ ہوٹل پہنچ گیا“..... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مہر“..... باس نے اس کی باتیں دلچسپی سے سنتے ہوئے کہا۔  
 ”میں اپنے ساتھ مٹی ٹریک مشین بھی لے گیا تھا۔ اس مشین

کے ذریعے مجھے پتہ چل گیا کہ سوچی تارا ہوٹل کے تھرڈ فلور کے تیرہ نمبر کمرے میں ٹھہری ہوئی ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ہوٹل سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ دو روز سے اس ہوٹل میں موجود ہے اور اس نے کمرہ ہوکویلیا کے نام سے بک کرایا ہوا ہے۔ میں وہاں سے نکل گیا اور پھر میں میک اپ کے ہوٹل کے عقبی راستے سے اندر آیا اور فائر ڈور سے ہوتا ہوا تھرڈ فلور پر پہنچ گیا۔ میں نے کمرہ نمبر تیرہ پر دستک دی تو اندر موجود سوچی تارا جو ہوکویلیا کے روپ میں موجود تھی اس نے میرے لئے دروازہ کھول دیا۔ شاید اس نے ہوٹل کے کسی ویٹر کو کوئی آرڈر دے رکھا تھا اس لئے اس نے بغیر پوچھے دروازہ کھولا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا میں نے اسے لات مار کر پیچھے گرایا اور تیزی سے اس کے کمرے میں داخل ہو گیا..... شیکھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کوئی نہیں نانسنس۔ پوری بات بتاؤ تفصیل کے ساتھ“..... باس نے اسے خاموش ہوتے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوچی باس۔ مسلسل بولتے ہوئے سانس پھول جاتا ہے اس لئے کچھ دیر کے لئے رکتا ہوں“..... شیکھر نے کہا۔

”آگے کیا ہوا۔ تفصیل بتاؤ“..... باس نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”کمرے میں داخل ہو کر میں نے دروازہ بند کیا تو اس وقت تک سوچی تارا اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ اس نے میک اپ کیا ہوا

تھا لیکن میں نے اس کا قد کاٹھ دیکھ کر اسے پہچان لیا۔ وہ مجھے غصے سے گھور رہی تھی۔ جب اس نے میرے بارے میں پوچھا اور میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا تو وہ غصے میں آ گئی اور اس نے مجھ پر حملہ کر دیا لیکن میں ماسٹر فاسٹر ہوں۔ اس کی اور میری زبردست فائٹ ہوئی۔ اس سے پہلے کہ میری اور اس کی فائٹ طویل ہو جاتی میں نے موقع کا فائدہ اٹھا کر اسے گولی مار دی“..... شیکھر نے کہا تو باس چونک پڑا۔

”کیا کہا گولی ماری دی“..... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ وہ ہوٹل تھا۔ ہماری فائٹ طول پکڑ رہی تھی اور باہر سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے ہمارے فائٹ کی آوازیں سن کر ساتھ والے کمروں کے افراد دروازے کے باہر جمع ہو رہے ہوں۔ اس لئے مجھے مجبوراً اسے گولی مارنی پڑی اور پھر میں نے اس کی لاش اٹھا کر واش روم میں پھینک دی۔ باہر سے بار بار کال بیل بجائی جا رہی تھی دروازہ دھڑ دھڑایا جا رہا تھا لیکن میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور کمرے کی تلاشی لینے لگا لیکن مجھے وہاں سے کوئی نوٹ بک نہ ملی۔ میں وہاں سے سوچی تارا کا سیل فون اور اس کا لیپ ٹاپ کمپیوٹر اٹھا کر کمرے کی عقبی کھڑکی سے نکل گیا اور پھر انہی راستوں سے ہوتا ہوا ہوٹل سے نکل آیا جن راستوں سے میں ہوٹل کے اندر اور تھرڈ فلور پر پہنچا تھا“..... شیکھر نے جواب دیا۔



”کیا تم نے چپک کیا تھا۔ کیا وہ واقعی مر چکی تھی“..... باس نے پوچھا۔

”میں نے اس کے دل کے مقام پر گولی ماری تھی باس۔ وہ فوراً مر گئی تھی۔ اس کا خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ جب میں نے اسے اٹھا کر واش روم میں ڈالا تو اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہلاک ہو چکی تھی“..... شیکھر نے جواب دیا۔

”ہونہ۔ میری اطلاع کے مطابق کوڈ بک اسی کے پاس تھی پھر تمہیں وہ کیوں نہیں ملی“..... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کے کمرے کی باریک بینی سے تلاشی لی تھی باس۔ اس کے سامان کی بھی چیکنگ کی تھی لیکن وہاں کوئی کوڈ بک نہیں تھی۔ اس نے کوڈ بک کو اپنے سیل فون یا پھر لیپ ٹاپ میں محفوظ کر کے ضائع نہ کر دیا ہو اس خیال کے پیش نظر میں دونوں چیزیں اٹھا لیا تھا“..... شیکھر نے کہا۔

”پھر تم نے اس کا سیل فون اور کمپیوٹر چپک کیا۔ کچھ ملا“۔ باس نے کہا۔

”ییس باس۔ میں نے اس کا سیل فون اور سارا کمپیوٹر کھنگال لیا ہے لیکن اس میں کوئی کوڈ بک نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی اشارہ موجود ہے کہ وہ کہاں ہے“..... شیکھر نے کہا تو باس نے غصے سے ہونٹ بھیجنے لئے۔

”تو تمہیں اسے اتنی جلدی گولی مارنے کی کیا ضرورت تھی۔

اسے بے ہوش کرتے اور اٹھا کر میرے پاس لے آتے۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دیتا۔ اس کا ایسا بھیاک حشر کرتا کہ وہ خود ہی کوڈ بک میرے حوالے کر دیتی لیکن تم نے اسے گولی مار کر سارا کھیل ہی ختم کر دیا۔ اب کہہ رہے ہو کہ اس کے لیپ ٹاپ کمپیوٹر اور اس کے سیل فون میں کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔ اب تمیں بگ باس کو کیا جواب دوں گا۔ اس نے مجھے ہر صورت میں سوچی تارا کو ٹریس کر کے اس سے کوڈ بک حاصل کرنے کا حکم دیا تھا“..... باس نے غصے سے چیخنے ہوئے کہا۔

”وہ باس۔ وہ لڑکی نہیں آفت کی پرکالہ تھی۔ ماسٹر فاسٹر تھی۔ اگر میں اسے گولی نہ مارتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتی۔ میں نے اپنی جان بچانے کے لئے اس پر گولی چلائی تھی اور.....“ شیکھر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اپنی جان بچانے کے لئے نائنس۔ تمہیں اپنی جان اتنی پیاری تھی جو تم نے میرے احکامات کو ہوا میں اڑا کر اپنی من مانی کرتے ہوئے اسے گولی مار دی۔ میں نے تمہیں اس لڑکی کو ٹریس کرنے اور اس سے ہر صورت میں کوڈ بک حاصل کرنے کا کہا تھا۔ جب تک کوڈ بک نہ مل جاتی تمہیں اسے گولی نہیں مارنی چاہئے تھی۔ اب میں بگ باس کو کیا جواب دوں گا۔ وہ تو مجھ سے زیادہ غصیلی طبیعت کا مالک ہے۔ جب اسے پتہ چلے گا کہ کوڈ بک بھی نہیں ملی اور میرے آدمی نے اس لڑکی کو بھی گولی سے اڑا دیا ہے تو وہ یہاں

کے ایجنٹوں کے ذریعے مجھے بھی گولی مروا دے گا نانس۔ تمہاری غلطی کی وجہ سے اب خواہ مخواہ میری جان بھی عذاب میں آ جائے گی..... باس نے غصے سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”سس۔ سس۔ مم م میرا مطلب ہے۔ اب کیا کریں باس۔“  
 شکھر سوری کہتے کہتے رک گیا اور فوراً بات بدل کر کہا۔

”اب تم بھی مرو گے اور میں بھی۔ بگ باس کے لئے ہم دونوں تک پہنچنا اور ہمیں گولی سے اڑانا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے اس کے بے شمار ایجنٹ یہاں موجود ہیں..... باس نے غصیلے لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ شکھر کوئی اور بات کرتا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس چونک پڑا۔ میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تھی جو سیٹلائٹ فون تھا۔ اس فون پر بگ باس ڈائریکٹ کال کرتا تھا۔

”لگتا ہے بگ باس تک ساری اطلاع پہنچ گئی ہے۔ اب وہ یقیناً مجھ سے کوڈ بک کے بارے میں پوچھے گا۔ میں اب اسے کیا جواب دوں نانس..... باس نے خوف بھری نظروں سے سرخ فون پر جلتے بجتے بلب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ ابھی کال نہ سنیں باس۔ بگ باس کو علم نہیں ہو گا کہ آپ آفس میں ہیں یا نہیں.....“ شکھر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔  
 ”نہیں۔۔۔ ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ میں کس وقت کہاں ہوتا

ہوں اس سے چھپا نہیں رہ سکتا۔ تم اپنا منہ بند رکھو اب.....“ باس نے غرا کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”پاکیشیا سے راجندر بول رہا ہوں بگ باس.....“ باس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
 ”بگ باس بول رہا ہوں۔ فون اٹھانے میں اتنا وقت کیوں لگایا ہے نانس.....“ دوسری طرف سے بگ باس کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

”میں واش روم میں تھا بگ باس.....“ باس نے فوراً کہا۔  
 ”اوکے۔ یہ بتاؤ کہ سوچی تارا پر تمہارے کس ساتھی نے حملہ کیا تھا اور اس کے پاس جو کوڈ بک تھی اس کا کیا ہوا ہے۔ وہ تمہیں ملی ہے یا نہیں.....“ دوسری طرف سے بگ باس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ باس جس کا نام راجندر تھا کے پاس اب کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ بگ باس کو ساری بات سچ سچ بتا دے کیونکہ کوڈ بک اس تک پہنچی نہ تھی اور بگ باس کو پہلے سے معلوم تھا کہ اسی کے کسی ساتھی نے سوچی تارا پر حملہ کیا تھا۔

”اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے کہ اس لڑکی سے کوڈ بک نہیں ملی ہے۔ وہ کوڈ بک ہمارے لئے بے حد اہمیت کی حامل ہے راجندر۔ اس کوڈ بک میں پاکیشیا میں موجود تمام سمیت تمام فارن ایجنٹوں کے نام و پتے درج ہیں جو پاکیشیا میں کافرستان کے مفاد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ کوڈ بک کسی سرکاری ایجنسی کے ہاتھ لگ گئی



بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

”یس بگ باس عمران واقعی اس صدی کا سب سے خطرناک اور خوفناک انسان ہے۔ اگر وہ ہم تک پہنچ گیا تو پھر سب کچھ ختم ہو جائے گا ہمیشہ کے لئے“..... راجندر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے ساتھ ساتھ کافرستان کے انتہائی زیرک اور پاور فل ایجنٹ بھی اس سے نہیں بچ سکیں گے۔ اسی لئے میں نے تمہیں ہدایات دی تھیں کہ تمہیں سوچی تارا سے ہر صورت میں کوڈ بک حاصل کرنی ہے چاہے اس کے لئے تمہیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے لیکن تم نے اپنے احمق ساتھی کو اس کام پر لگا دیا جو سوچی تارا کو قابو نہ کر سکا اور اس نے اسے گولی مار دی۔ نانسس“..... بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوچی تارا ہلاک ہو چکی ہے بگ باس۔ اگر اس سے شکھر کو کوڈ بک نہیں ملی تھی تو مجھے یقین ہے کہ ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض کو بھی اب تک وہ کوڈ بک نہ ملی ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے وہ کوڈ بک کہیں اور چھپا رکھی ہو۔ شکھر، سوچی تارا کا سیل فون اور اس کے زیر استعمال لیپ ٹاپ کمپیوٹر اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے سیل فون اور لیپ ٹاپ کمپیوٹر مکمل طور پر چیک کر لیا ہے۔ ان میں کوڈ بک کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہے“..... راجندر نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جو ہوگا کافرستان کے لئے بہت

برا ہوگا۔ کافرستان کا ایک بھی ایجنٹ ان کے ہاتھوں نہ بچ سکے گا وہ پاکیشیا میں جن اہم محکموں اور عہدوں پر تعینات ہیں انہیں وہاں سے فوری طور پر ہٹایا بھی نہیں جاسکتا اور ان سے فوری رابطہ بھی ممکن نہیں کیونکہ خصوصی رپورٹنگ کرنے کے لئے انہیں دن سائیڈ ٹرانسمیٹر دیئے گئے ہیں تاکہ انہیں کافرستان سے کوئی کال موصول نہ ہو سکے اور کوئی ان کی کال ٹریس کر کے ان تک نہ پہنچ سکے۔ ان میں سے بہت سے ایجنٹس اپنی فیملیز کے ہمراہ پاکیشیا میں موجود ہیں۔ اصلیت سامنے آتے ہی وہ سب مصیبت میں آجائیں گے اور یہ سب تمہاری اور تمہارے ساتھی کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے نانسس“..... بگ باس نے کہا۔

”پھر اس مسئلے کا کیا حل ہے بگ باس۔ کیا ہم اس کوڈ بک کو تلاش کریں“..... راجندر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”کہاں تلاش کرو گے تم کوڈ بک نانسس۔ کوڈ بک کے بارے میں صرف سوچی تارا ہی بتا سکتی تھی اور تمہارے آدمی نے اسے گولی مار دی ہے۔ نانسس“..... بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا تو راجندر غصیلے نظروں سے شکھر کی طرف دیکھنے لگا۔ شکھر نے فوراً اپنا سر جھکا لیا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو ہم سپرنٹنڈنٹ فیاض اور سر عبدالرحمن پر نظر رکھیں۔ اگر کوڈ بک انہیں ملی ہوگی تو ہمیں اس کا پتہ چل جائے گا ایسی صورت میں ہم ان کے خلاف تیز ترین کارروائی کر

کے ان سے کوڈ بک حاصل کر سکتے ہیں“..... راجندر نے کہا۔  
 ”ہاں۔ اب اس مسئلے کا بھی حل ہے۔ سر عبدالرحمن کے ساتھ ساتھ سوپر فیاض پر بھی نظر رکھو اگر کوڈ بک ان کے ہاتھ لگی ہے تو ان سے وہ کوڈ بک فوراً حاصل کرو چاہے اس کے لئے تمہیں ان دونوں کو ہلاک ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اپنی اسپیشل فورس کو الرٹ کرو اور ان دونوں کی سائنسی آلات سے چیکنگ کراؤ، ان کے فون شیپ کرو اور کوشش کرو کہ ان کی ہر ایکٹیوٹی پر نظر رکھ سکو“..... بگ باس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ میں ابھی انتظامات کراتا ہوں۔ اس کام کے لئے اسپیشل فورس ہی کارآمد رہے گی۔ اس کے ممبرز نہ صرف سوپر فیاض اور سر عبدالرحمن پر نظر رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کے خلاف تیز ترین کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔ کوڈ بک اگر ان دونوں میں سے کسی کے پاس بھی ہوئی تو وہ اسے اس سے ہر صورت میں حاصل کر لیں گے۔“ راجندر نے کہا۔

”ٹھیک ہے جو کرنا ہے کرو لیکن وہ کوڈ بک کسی بھی صورت میں عمران تک نہیں پہنچنی چاہئے“..... بگ باس نے کرحش لہجے میں کہا۔

”نہیں پہنچے گی بگ باس۔ اگر ایسا ہوا بھی تو میں عمران کے خلاف اسپیشل فورس کو حرکت میں لے آؤں گا۔ چاہے میری ساری اسپیشل فورس ہی کیوں نہ ختم ہو جائے لیکن میں عمران کو کسی بھی

صورت میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس بار اسے ہمارے ہاتھوں مرنا ہی پڑے گا۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں“..... راجندر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”اس کا مرنا اتنا آسان ہوتا تو اب تک وہ سینکڑوں بار مر چکا ہوتا نانس۔ اس کی موت کی حسرت میرے دل میں بھی ہے۔ میں بھی اسے متعدد بار ہلاک کرنے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن وہ ہر بار مجھ سے بازی مار کر نکل جاتا رہا ہے۔ وہ تمہارے اور تمہاری اسپیشل فورس کے بس کی بات نہیں ہے اس لئے اس پر حملہ کرنے اور اسے ہلاک کرنے کا خیال دل سے نکال دو اور اگر تم نے ایسی حماقت کی تو یہ حماقت الٹا تمہارے گلے پڑ جائے گی۔ عمران تک کوڈ بک پہنچی ہو نہ پہنچی ہو وہ تم تک ضرور پہنچ جائے گا اور پھر تمہارا اس سے بچنا ناممکن ہو گا قطعی ناممکن اس لئے جیسا کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو اور بس“..... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس باس“..... راجندر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اپنے اسپیشل گروپ سے کہنا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے جس قدر دور رہ سکتے ہیں رہیں کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر ان کے پیچھے لگ گئے تو بھی تمہارے لئے وہ بڑا خطرہ بن سکتے ہیں“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس بگ باس۔ میں انہیں ہدایات کر دوں گا“..... راجندر نے

کہا اور پھر بگ باس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ راجندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”بگ باس، عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بہت زیادہ خائف معلوم ہوتے ہیں“..... شیکھر نے راجندر کو ریسور کریڈل پر رکھتے دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

”نہیں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے خوفزدہ نہیں ہیں۔ وہ احتیاط پسندی کے قائل ہیں۔ انہیں اپنی اور ہماری نہیں بلکہ ان کافرستانی ایجنٹوں کی فکر ہے جو پاکیشیا میں کسی بھی حوالے سے کافرستان کے مفاد کے لئے کام کر رہے ہیں اور یہ سن کر مجھے واقعی شدید دھچکا لگا ہے کہ سوچی تارا کے پاس جو کوڈ بک ہے اس میں پاکیشیا میں موجود تمام کافرستانی ایجنٹوں کی تفصیل موجود ہے۔ ان کے نام، ان کے پتے اور ان کے رابطہ نمبر۔ سوچو اگر واقعی وہ کوڈ بک عمران اور اس کے ساتھیوں یا پھر پاکیشیا کی کسی بھی سرکاری ایجنسی کے ہاتھ لگ گئی اور انہوں نے اسے ڈی کوڈ کر لیا تو کافرستانی ایجنٹوں کا کیا انجام ہوگا“..... باس نے سنجیدگی سے کہا۔

”یس باس۔ وہ ان سب کو یا تو پکڑ لیں گے یا پھر گولی مار دیں گے“..... شیکھر نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے بگ باس فکر مند ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ کوڈ بک کسی بھی صورت میں عمران یا پاکیشیا کی کسی بھی سرکاری ایجنسی

کے ہاتھ لگے“..... راجندر نے کہا۔

”لیکن باس یہ سوچی تارا ہے کون اور اسے یہ کوڈ بک ملی کہاں سے“..... شیکھر نے کہا۔

”سوچی تارا کو کوڈ بک ملی نہیں ہے۔ اس نے یہ کوڈ بک خود بنائی ہے۔ وہ شوگران کی لیڈی ایجنٹ ہے۔ اس کا تعلق شوگران کی سیکرٹ سروس سے ہے وہ کافرستان میں شوگران کے مفادات کے لئے کام کرتی تھی۔ اس نے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے کافرستانی وزرات خارجہ کے سیکرٹریٹ میں اپنے لئے جگہ بنا لی تھی وہ سیکرٹری خارجہ کی پرسنل سیکرٹری بن گئی تھی۔ وہ سیکرٹری خارجہ کے راز بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کافرستان سے شوگران منتقل کر رہی تھی۔ وزرات خارجہ نے سیکرٹری خارجہ کو ان ایجنٹوں کے بارے میں تفصیلی فائل تیار کرنے کے لئے کہا جو کافرستان کے لئے پاکیشیا میں کام کر رہے تھے۔ سیکرٹری خارجہ نے فائل تیار کرنی شروع کی تو ان کی پرسنل سیکرٹری سوچی تارا ان کے ساتھ تھی۔ جیسے جیسے سیکرٹری خارجہ فائل تیار کرتے جا رہے تھے سوچی تارا اس فائل کو اپنی نوٹ بک میں کوڈ کی شکل میں تحریر کر رہی تھی چونکہ سوچی تارا سیکرٹری خارجہ کے بہت قریب تھی اور سیکرٹری خارجہ اس پر بے حد اعتماد کرتے تھے اس لئے انہیں اس پر شک نہ ہوا۔ سوچی تارا اس نظریے کے تحت کوڈ بک تیار نہیں کر رہی تھی کہ اسے پاکیشیا میں موجود کافرستانی فارن ایجنٹوں کی تفصیل مل رہی ہے بلکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ سیکرٹری

خارجہ پاکیشیا میں کام کرنے والے کافرستانی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ ممکن ہے شوگران میں کام کرنے والے کافرستانی فارن ایجنٹوں کی بھی فائل بنا رہے ہیں اس لئے وہ تفصیل سے ساری فائل کاپی کر رہی تھی۔ سیکرٹری خارجہ نے جب فائل صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کے حوالے سے تیار کر کے وزارت خارجہ کے حوالے کی تو وہ مایوس ہو گئی۔ اس نے جو کوڈ بک تیار کی تھی وہ اس نے اپنے پاس محفوظ کر لی۔ اس نے یہ کام اس قدر رازداری سے کیا تھا کہ کسی کو اس پر معمولی سا شک بھی نہ ہوا تھا۔ کافرستان میں ان دنوں اسپیشل جینٹو پر کی جانے والی خفیہ ٹرانسمیٹر کالوں اور سیٹلائٹ فون کی کالوں کو چیک کرنے کے لئے خصوصی آلہ کی تیاری پر تیزی سے کام جاری تھا اور پھر یہ منصوبہ تقریباً مکمل ہو گیا۔ اسے ٹیسٹ کرنے کے لئے استعمال میں لایا گیا تو ایک خصوصی فریکوئنسی پر ایک ٹرانسمیٹر کال کچھ کی گئی۔ اس کال میں ایک لڑکی سوچی تارا اور شوگرانی سیکرٹ سروس کا چیف شوتان ہاری بات چیت کر رہے تھے۔ وہ دونوں چونکہ سیف چینل پر بات کر رہے تھے اس لئے وہ کھل کر بات کر رہے تھے۔ سوچی تارا اپنے چیف کو اس فائل اور کوڈ بک کے بارے میں تفصیل بتا رہی تھی جس پر فوری طور پر اس کال کو ٹیپ کیا گیا اور پھر اسے وزارت خارجہ بھجوا دیا گیا۔ وزارت خارجہ نے جب یہ ٹیپ سنا تو ان کے سامنے سوچی تارا کا اصل روپ ظاہر ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ سوچی تارا کو پکڑا جاتا یا اس کے خلاف کارروائی کر کے اس

سے کوڈ بک حاصل کی جاتی اسے شاید اپنا راز کھل جانے کا علم ہو گیا اس لئے وہ فوراً سیکرٹریٹ سے نکل گئی اور پھر اس نے اپنا ٹھکانہ بدل دیا۔ وہ چونکہ شوگرانی لیڈی ایجنٹ تھی اس لئے اس نے میک اپ کیا اور نجانے کہاں غائب ہو گئی۔ اس کی تلاش میں بے شمار ایجنسیوں کو حرکت میں لایا گیا لیکن سوچی تارا کسی طرح سے بھی ٹریس نہ ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا راز کھل چکا ہے اور کافرستانی ایجنسیوں کو یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ اس کے پاس پاکیشیا کے فارن ایجنٹوں کی تفصیلات پر مشتمل ایک کوڈ بک ہے اس لئے وہ کسی صورت میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس لئے وہ روپ بدل بدل کر شوگران جانے کی بجائے ناپال اور ناپال کے راستے پاکیشیا پہنچ گئی۔ چونکہ کافرستانی ریڈیو سیکشن نے اس خصوصی چینل کا پتہ چلا لیا تھا جس پر سوچی تارا اور شوگرانی سیکرٹ سروس کے چیف آپس میں بات کرتے تھے اس لئے اس چینل کو خصوصی طور پر مارک کر لیا گیا اور پھر اس چینل پر ان دونوں کی ہونے والی باتیں ریکارڈ کی جانے لگیں۔ سوچی تارا اپنے چیف کو صرف یہی پیغام دے رہی تھی کہ وہ فلاں جگہ سے فلاں جگہ پہنچ گئی ہے اور سیف ہے۔ اس لئے شوگرانی سیکرٹ سروس کا چیف مطمئن تھا پھر سوچی تارا کی آخری کال پاکیشیا سے چیک کی گئی تو کافرستان کے اعلیٰ حکام ہل کر رہ گئے کیونکہ سوچی تارا کے پاس وہ کوڈ بک تھی جس میں کافرستانی ایجنٹوں کی تفصیل تھی۔ اگر وہ کوڈ بک پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کے سپرد



کر دیتی تو کافرستان کو زبردست نقصان پہنچتا۔ اس کے سارے ایجنٹ پکڑے جاتے اور کافرستان کی رسوائی ہوتی وہ الگ۔ چنانچہ کافرستان کی اسپیشل ایجنسی بلیک ہنٹرز کو حرکت میں لایا گیا جس کے لئے ہم کام کرتے ہیں۔ بگ چیف نے مجھے ٹاسک دیا کہ میں ہر ممکن طریقے سے اس سوچی تارا کو ٹریس کراؤں اور اس سے کوڈ بک حاصل کر کے اسے ہلاک کرا دوں۔ میں نے یہ کام تمہارے ساتھ ساتھ دوسرے ایجنٹوں کے سپرد کر دیا۔ بگ باس نے مجھے سوچی تارا کا فون نمبر بھی دیا تھا۔ اس کے خلاف کافرستان میں کام کرنے والی ایجنسیوں نے اپنے ذرائع سے اس کا ایک خفیہ فون نمبر ٹریس کیا تھا جسے وہ بہت کم استعمال کرتی تھی۔ چنانچہ وہ نمبر میں نے تمہیں دیا تاکہ تم اسے ٹریکنگ میں ڈال کر سوچی تارا کو تلاش کر سکو لیکن پاکیشیا میں سوچی تارا نے وہ نمبر کافی وقت تک استعمال نہ کیا تھا۔ آخری بار سوچی تارا نے سیکرٹ سروس کے چیف کو ٹرانسمیٹر کے خصوصی چینل پر اطلاع دیتے ہوئے اسے بتایا کہ وہ پاکیشیا میں موجود ہے اور موقع ملتے ہی وہ پاکیشیا سے نکل جائے گی اور شوگران پہنچ کر وہ کوڈ بک اس کے حوالے کر دے گی اور پھر وہ خصوصی فون نمبر آن ہونے پر تم نے سوچی تارا کو نوٹ بک حاصل کئے بغیر ہلاک کر دیا۔..... راجندر نے شیکھر کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سوچی تارا کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ وہ

کوڈ بک پاکیشیا کے حوالے کرے۔ وہ اپنی حفاظت کے لئے کافرستان سے فرار ہو کر پاکیشیا میں چھپی ہوئی تھی تاکہ موقع ملے ہی یہاں سے فرار ہو کر شوگران پہنچ سکے اور کوڈ بک اپنے چیف کے حوالے کر سکے۔..... شیکھر نے ساری باتیں سن کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن شوگران کی سیکرٹ سروس کا چیف شوتان ہاری، عمران کا دوست ہے۔ وہ کوڈ بک چیک کراتا اور اس میں چونکہ شوگران کے مفاد کی کوئی چیز نہیں تھی اس لئے وہ کوڈ بک عمران کو بھیج دیتا تب بھی وہی صورتحال ہوتی جواب ہے۔ یہ کوڈ بک سوچی تارا نے تیار کی ہے اس کوڈ بک کی، کی بک بھی ظاہر ہے سوچی تارا جانتی ہو گی اس لئے کسی بھی صورت میں کوڈ بک کا عمران یا پاکیشیائی ایجنسیوں تک پہنچنا کافرستانی ایجنٹوں کی موت کے مترادف ہو گا۔..... راجندر نے کہا۔

”لیکن باس اب سوچی تارا تو ہلاک ہو چکی ہے۔ اس کے پاس جو کوڈ بک ہے اس کی، کی بک ظاہر ہے اس نے زبانی یاد کر رکھی ہو گی۔ اگر وہ ڈائری عمران یا کسی کو مل بھی جائے تو وہ اسے ڈی کوڈ کیسے کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے تو وہ کوڈ بک بے کار ثابت ہو گی۔..... شیکھر نے کہا۔

”یہ ضروری نہیں ہے کہ سوچی تارا نے کوڈ بک کی، کی بک زبانی یاد کر رکھی ہو ہو سکتا ہے اس نے نوٹ بک کے کسی حصے میں کی بک بھی تحریر کر رکھی ہو۔..... راجندر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے“..... شیکھر نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”اس وقت کافرستانی ایجنٹوں کے سروں پر اس کوڈ بک کی شکل میں تلواری لگی ہوئی ہے اور یہی تلواری ہمارے سروں پر بھی لٹک رہی ہے اس لئے ہمیں ہر حال میں اس کوڈ بک کو تلاش کر کے اسے ضائع کرنا ہو گا ورنہ دوسرے ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ ہم میں سے بھی کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اگر تو سوچی تارا نے کوڈ بک کہیں اور چھپا دی ہے تو اچھی بات ہے اور اگر اس کے کمرے کی تلاشی کے دوران تم سے غفلت ہوئی ہے اور تم اس کوڈ بک کو تلاش نہیں کر سکتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوڈ بک سر عبدالرحمن یا سوپر فیاض کے ہاتھ لگ گئی ہو۔ ان کے لئے تو وہ کوڈ بک کوڈ کی شکل میں بے کار ہو گئی۔ خطرہ اسی صورت میں ہو گا جب وہ کوڈ بک یا اس کی تحریر عمران تک پہنچے گی اور ہمیں یہ تحریر عمران تک پہنچنے سے روکنی ہے۔ بگ باس نے مجھے اسپیشل فورس حرکت میں لانے کے لئے کہا ہے اور وہ بھی سوپر فیاض اور سر عبدالرحمن کی حد تک تاکہ ان سے یہ پتہ چلایا جاسکے کہ کوڈ بک ان تک پہنچی ہے یا نہیں اور پھر ہمارے لئے یہ بھی پتہ لگانا ضروری ہے کہ سوچی تارا واقعی ہلاک ہو چکی ہے یا وہ ابھی زندہ ہے“..... راجندر نے کہا۔

”نو باس۔ میں نے اسے دل کے مقام پر گولی ماری تھی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہلاک ہو چکی ہے“..... شیکھر نے فوراً کہا۔

”میں سنی سنائی اور غیر تصدیق شدہ باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ یہ بات تم بھی جانتے ہو۔ میں اپنے طور پر اس کی تصدیق کروں گا اور جب تک میں اپنی آنکھوں سے سوچی تارا کی لاش نہیں دیکھ لیتا میں تمہاری باتوں پر یقین نہیں کروں گا۔ سمجھے تم۔“..... راجندر نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... شیکھر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”چونکہ تم نے سوچی تارا پر حملہ کیا تھا اور اس پر گولی چلائی تھی اس لئے ممکن ہے کہ سوپر فیاض اور اس کا ڈیپارٹمنٹ تمہاری تلاش میں لگ گیا ہو۔ معاملہ چونکہ شوگرانی لڑکی کے قتل کا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس معاملے کی چھان بین پاکستانی کی کوئی ایجنسی اپنے ہاتھ میں لے لے یا پھر یہ کیس پاکستانی سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا جائے اس لئے تمہارے لئے بہتر ہو گا کہ تم وقتی طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ تم میرے پرانے ساتھی ہو اور بہترین ایجنٹ ہو اس لئے میں تمہیں کسی بھی قیمت پر ضائع نہیں ہونے دینا چاہتا۔ یہ کیس اگر کسی ایجنسی یا پاکستانی سیکرٹ سروس تک پہنچ گیا تو انہیں تم تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی اور تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی ان کی پلیٹ میں آ جاؤں گا۔ جب حالات موافق ہو جائیں گے تو میں تمہیں خود ہی بلا لوں گا اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے جس پر تم اعتراض نہیں کر سکتے۔ سمجھے تم“..... راجندر نے تیز تیز بولتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”لیس باس“..... شیکھر نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔  
 ”اب جاؤ۔ اپنے سارے رابطہ نمبر آف کر دو اور کسی ایسی جگہ  
 انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ کہ میں بھی تمہارے بارے میں پتہ چلانا چاہوں  
 تو نہ چلا سکوں“..... راجندر نے کہا۔  
 ”لیکن باس.....“ شیکھر نے کہنا چاہا۔

”بس۔ ایک بار کہا ہے نا کہ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔ اس پر مجھے  
 تمہارے کسی آرگومنٹس کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے اور جا  
 کر غائب ہو جاؤ۔ یہ سن لو کہ عمران اور اس کے ساتھی یا پاکستانی  
 کوئی ایجنسی تمہیں تلاش کرے یا نہ کریں۔ میرے آدمی تمہاری  
 تلاش میں لگے رہیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی تم تک پہنچ گیا تو  
 پھر وہ تمہیں گولی مارنے کے لئے میرے حکم کا پابند ہو گا۔ اس لئے  
 کسی ایسی جگہ جا کر چھپنا کہ میرا کوئی آدمی تم تک نہ پہنچ سکے۔  
 جب ضرورت ہوگی تو میں سپیشل ٹرانسمیٹر پر خود ہی تم سے رابطہ کر  
 لوں گا۔ اب جاؤ“..... راجندر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو  
 شیکھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر  
 مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے ایک بار پھر راجندر کی  
 طرف ترحم بھری نظروں سے دیکھا کہ شاید وہ اپنے حکم میں کوئی  
 ترمیم کر لے لیکن راجندر نے اس کی طرف دیکھنے کی بجائے ٹیبل کی  
 سائپڈ پر پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور اسے کھول کر اپنے سامنے رکھ کر  
 اسے پڑھنے میں محو ہو گیا جیسے وہ شیکھر کی موجودگی سے لاتعلق ہو گیا

ہو۔ شیکھر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے راجندر کو سلام  
 کیا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا  
 گیا۔ اس کے چہرے پر کبیدگی اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے  
 لیکن راجندر نے اسے جو فیصلہ سنا دیا تھا اس پر اسے اب ہر صورت  
 میں عمل کرنا تھا۔ اگر واقعی راجندر کے ساتھی اسے تلاش کر لیتے تو وہ  
 اسے گولی مار کر ہلاک کر دیتے اس لئے شیکھر کسی ایسی جگہ چھپنے کا  
 سوچ رہا تھا کہ پاکستانی ایجنسیاں تو کیا راجندر کے آدمی بھی اس  
 تک کسی صورت نہ پہنچ سکتے ہوں۔

دی۔

”حیرت ہے۔ ایک بزرگ آدمی آپ سے کہتے ہیں کہ آپ کا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو۔ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے اور پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ خالی جگہ پر پہنچ کر غائب بھی ہو گئے تھے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں صرف حیرت ہے اور میں شدید ترین حیرت کا شکار ہوں۔ ان بزرگ محترم نے یہ بھی کہا تھا کہ انہیں مجھ تک پیغام دینے کے لئے بھیجا گیا تھا اور انہوں نے وہ پیغام مجھ تک پہنچا دیا ہے۔ پہلی بات تو مجھے اس پیغام کی سمجھ نہیں آئی پھر مجھے یہ پیغام کس نے اور کیوں بھیجا ہے میں اس پر سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اس بزرگ محترم نے آپ سے مذاق کیا ہو یا پھر آپ کو کوئی اور سمجھ کر ایسی بات کر دی ہو“..... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”نہیں۔ وہ خصوصی طور پر مجھ سے ہی ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کے چہرے پر نورانیت، سچائی اور خلوص دیکھا تھا۔ وہ ایک نیک اور سچے انسان معلوم ہو رہے تھے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی جن ہوں اسی لئے کنسرکشن کے مقام پر جا کر غائب ہو گئے ہوں“..... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں ان کا تعلق جنات سے نہیں تھا۔ وہ انسان ہی تھے میں

عمران جیسے ہی دافن منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بیٹھو“..... سلام و دعا کے بعد عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آج شاید آپ کی ملاقات کسی سنجیدہ بی بی سے ہوئی ہے جو اس قدر سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنجیدہ بی بی سے تو نہیں ملاقات ہوئی البتہ ایک سنجیدہ بابا ضرور ملے تھے اور انہوں نے مجھے واقعی سنجیدہ ہونے پر مجبور کر دیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”سنجیدہ باباجی۔ کیا مطلب۔ کون ہیں یہ سنجیدہ باباجی اور انہوں نے آپ سے ایسا کیا کہہ دیا کہ آپ کو سنجیدہ ہونے پر مجبور ہونا پڑا“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا

نے انہیں پلکیں جھپکاتے دیکھا تھا۔ اگر ان کا تعلق جنات سے ہوتا تو وہ پلکیں نہ جھپکاتے اور پھر میری کسی جن سے رشتہ داری نہیں ہے جو وہ مجھ تک ایسا پیغام پہنچائے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو پھر اس پیغام کا کیا مطلب ہو سکتا ہے اور کس نے یہ پیغام آپ کے پاس بھیجا ہو گا؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی سوچ سوچ کر تو میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے اور وہی بات تم مجھ سے پوچھ رہے ہو“..... عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ آپ سوچیں تب تک میں آپ کے لئے چائے بنا کر لے آتا ہوں۔ آپ ہی کہتے ہیں نا کہ چائے پینے کے بعد آپ کے دماغ کی ساری بیٹریاں چارج ہو جاتی ہیں ہو سکتا ہے کہ چائے پی کر آپ کے دماغ کی ڈاؤن ہونے والی بیٹریاں ری چارج ہو جائیں اور آپ کو آپ کے سوالوں کے جواب مل جائیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ چائے کی تو واقعی طلب محسوس ہو رہی ہے۔ جاؤ جلدی بنا کر لاؤ۔ اللہ تمہارا بھلا کرے گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور آپریشن روم سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کچھ دیر اس بزرگ کے بارے میں سوچتا رہا لیکن جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کھولی

اور اس نمبرنگ اور ورڈز کے کوڈ کو چیک کرنے لگا۔

”بظاہر بڑا سادہ اور عام سا کوڈ دکھائی دے رہا ہے لیکن اسے بڑی ہوشیاری اور ذہانت سے ترتیب دیا گیا ہے جسے سمجھنے کے لئے مجھے واقعی اپنے دماغ کی ڈاؤن شدہ بیٹریوں کو چارج کرنا ہی پڑے گا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر تک فائل پر مغز ماری کرتا رہا لیکن اسے کوڈ سمجھ نہ آ سکا۔ اتنی دیر میں بلیک زیرو چائے کے دو کپ لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ کیسی فائل ہے؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس نیک بزرگ کی طرح ابھی ہوئی اور سمجھ میں نہ آنے والی فائل ہے یہ۔ دیکھو ان ورڈز اور نمبروں کو شاید تمہیں کچھ سمجھ میں آ جائے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اٹھ کر اس سے فائل لی اور دوبارہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل کھولی اور فائل کے فوٹو پرنٹ دیکھنے لگا۔

”یہ تو کوئی کوڈ فائل معلوم ہوتی ہے؟“..... بلیک زیرو نے پرنٹ دیکھ کر کہا۔

”تو میں نے کب کہا کہ یہ فوٹو فائل ہے اس میں مختلف لڑکیوں کی تصویریں لگی ہوئی ہیں اور یہ فائل میں تمہیں اس لئے دکھا رہا ہوں کہ ان میں سے ایک اپنے لئے اور ایک میرے لئے پسند کر

الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر یہ بات ان بزرگ کی بجائے کسی اور نے کی ہوتی تو میں اسے مذاق ہی سمجھتا لیکن وہ بزرگ واقعی اس دنیا کے نہیں بلکہ کسی اور دنیا کے ہی معلوم ہو رہے تھے۔ ان کے چہرے پر پاکیزگی، نورانیت اور خلوص مجھے ان کی سچائی کا ثبوت دے رہا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ کے خیال میں آپ کو یہ پیغام کسی اور دنیا سے بھیجا گیا ہے؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”جس طرح سے وہ بزرگ پیغام دے کر کنسرکشن سائیڈ پر جا کر غائب ہو گئے تھے اس سے تو ایسا ہی لگ رہا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی ان کا اتنی تیزی سے غائب ہونا سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کیا آپ نے ساری جگہ چیک کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں کسی اور راستے کی طرف چلے گئے ہوں؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ وہ عمارت کا عقبی حصہ تھا اور بند تھا۔ وہاں سے کسی اور طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ میں نے ساری جگہ چیک کی تھی۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”حیرت تو اس بات کی ہے کہ آخر اس پیغام میں کیا راز چھپا ہوا ہے؟“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”راز۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو شاید ان جملوں میں کوئی اور

لو“..... عمران نے منہ بنا کر اور جلے کٹے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ حالانکہ عام حالات میں وہ اتنا سنجیدہ نہ ہوتا تھا اور ہر بات کو ہنسی مذاق میں ٹال دیتا تھا لیکن اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی بری طرح سے الجھا ہوا ہو اور اندر ہی اندر کسی بات پر وہ ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔ کوئی اور بھی خاص بات ہے کیا؟“..... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ان بزرگ محترم کے پیغام نے ہی الجھایا ہوا ہے اور کچھ نہیں؟“..... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”پیغام تو واقعی عجیب و غریب ہے۔ نجانے آپ کو کس نشانے کو پختہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ اگر نشانہ بازی کی بات ہے تو آپ جیسا نشانہ باز تو پوری دنیا میں نہیں ہو گا۔ آپ تو حقیقت میں اڑتی چڑیا کے بھی پر کاٹ سکتے ہیں۔ آپ کی آنکھیں بند بھی ہوں تب بھی آپ کا نشانہ نہیں چوکتا پھر آپ کو یہ پیغام کیوں بھیجا گیا ہے کہ آپ کا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کریں اور سب سے بڑی بات کہ یہ پیغام ایک بزرگ کے ذریعے آپ تک پہنچایا گیا ہے جو پیغام دیتے ہی خالی عمارت کی طرف جاتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ یہ پیغام کس نے اور کیوں آپ تک پہنچایا ہے؟“..... بلیک زیرو نے

حقیقت چھپی ہوئی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ نشانے کی کمزوری اور اسے  
پختہ کرنے کی بات کے پیچھے کوئی اور حقیقت ہو۔ پھر تو مجھے اس  
پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے“..... عمران نے کہا۔

”نشانے اور اس کی پختگی کے پیچھے کیا راز ہو سکتا ہے“۔ بلیک  
زیرو نے کہا۔

”کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے ورنہ اس طرح اس نیک بزرگ  
کو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی“..... عمران نے کہا۔

”تو اب کیسے پتہ چلے گا کہ اس پیغام کا راز کیا ہے“..... بلیک  
زیرو نے کہا۔

”اپنے دماغ کی ڈاؤن بیٹریوں کو مزید چارج کرنا پڑے گا اور  
کیا بھی کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی  
مسکرا دیا۔

”اور اس فائل کا کیا کرنا ہے۔ یہ کوڑ میری تو سمجھ میں نہیں آ  
رہا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر تمہیں دانش منزل میں بیٹھ کر یہ کوڑ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے  
تو پھر مجھ جیسے غیر دانش مند آدمی کو یہ کوڑ بھلا کیسے سمجھ آ سکتا  
ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”خیر اب ایسا بھی نہیں ہے۔ دانش منزل میں بیٹھ کر تو کوئی غیر  
دانش مند بھی دانش مند ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو اس  
کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تو پھر پہلے سے یہاں رہنے والے دانش مند انسان کی دانش  
یقیناً اس دانش منزل میں دفن ہو جاتی ہوگی اور وہ غیر دانش مند ہو  
جاتا ہوگا“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

”اب آئے ہیں آپ لائن پر ورنہ مجھے آپ کو سنجیدہ دیکھ کر  
واقعی الجھن ہونا شروع ہو گئی تھی“..... بلیک زیرو نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

”ہر الجھن کا کوئی حل ہوتا ہے۔ میری الجھنیں بھی سلجھ جائیں گی  
جب کسی عورت کا ہاتھ میرے پیچھے ہوگا“..... عمران نے مسکراتے  
ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”الجھنوں کو سلجھانے کے لئے کسی عورت کا ہاتھ ہونے کی منطق  
پہلی بار سن رہا ہوں۔ میں تو ہمیشہ یہی سنتا آیا ہوں کہ ہر کامیاب  
انسان کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے“..... بلیک زیرو نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف کامیابی کے پیچھے ہی نہیں عورت کا ہاتھ ناکامیابی اور  
تباہی کے پیچھے بھی ہوتا ہے۔ جب یہ سب ہو سکتا ہے تو پھر میں بھی  
کہہ سکتا ہوں کہ میری الجھنوں کو سلجھانے کے لئے کسی عورت کا  
ہاتھ میرے پیچھے ہونا ضروری ہے جسے عرف عام میں بیگم یا بیوی کہا  
جاتا ہے“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ضروری نہیں ہے کہ وہ عورت بیوی یا بیگم ہی ہو“..... بلیک  
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔



”تو پھر..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہونے والی بیوی یا بیگم بھی تو ہو سکتی ہے“..... بلیک زیرو نے

کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اور میرے ساتھ ستم ظریفی کا یہ عالم ہے کہ میں ہونے والی

بیوی کے نام سے بھی محروم ہوں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو

ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”خیر ایسا تو نہیں ہے۔ آپ کے پیچھے تو کئی خواتین ہیں جو

آپ سے شادی کرنے کے لئے پاگل ہو رہی ہیں۔ جن میں

سرفہرست جولیا کا نام ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”جولیا کا تو نام بھی نہ لو۔ اس کا سوچتا ہوں تو سب سے پہلے

میری آنکھوں کے سامنے اپنے رقیب رؤفید کا چہرہ آ جاتا ہے جو

غصے سے بگڑا ہوتا ہے اور وہ ہاتھ میں مشین پستل لئے مجھے گھور رہا

ہوتا ہے جیسے مشین پستل کی ساری گولیاں مجھ پر ہی ختم کر دے

گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔ اس سے پہلے کہ ان

میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج

اٹھی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اسکرین کا ڈسپلے

دیکھنے لگا۔ اسکرین پر جولیا کے سیل فون کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔

”لو ابھی شیطان کی نانی کو یاد کیا تھا کہ اس کا فون بھی آ

گیا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”مس جولیا کی کال ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے کہا۔

”اور آپ اسے شیطان کی نانی کہہ رہے ہیں“..... بلیک زیرو

نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا کہوں۔ اب وہ شیطان کی دادی بننے سے تو رہی اور

مثال نانی کی ہی دی جاتی ہے دادی کی نہیں“..... عمران نے منہ بنا

کر کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران نے کال رسیونگ کا

بٹن پریس کیا اور سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

”وہ آئی ان کی کال ہمارے سیل فون پر۔ کبھی ڈسپلے پر ہم ان

کے نام کو اور کبھی اپنے زخمی دل فون کو دیکھتے ہیں“..... عمران نے

مخصوص لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے“..... دوسری طرف سے جولیا کی چوٹکی

ہوئی آواز سنائی دی۔

”بڑی سلیس سی زبان میں بات کی ہے۔ ابھی تمہارا ہی ذکر ہو

رہا تھا اور تم سامنے تو نہ آئی لیکن تمہارا نام سیل فون پر ابھر آیا اور

ساتھ ہی دل کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ اپنے ٹوٹے پھوٹے اور پرانے

سیل فون کو زخمی دل فون کہا ہے اور ڈسپلے پر تمہارے نام کو دیکھ کر

خوشی کا اظہار کیا ہے“..... عمران کی زبان چل پڑی۔

”فضول اور الجھی ہوئی باتیں نہ کیا کرو۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے

کہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... دوسری طرف سے جولیا نے جھلائے

ہوئے لہجے میں کہا۔

”سچ کہہ رہی ہو۔ ہماری زندگی ہی الجھی ہوئی ہے جس کا کوئی سلجھاؤ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ جس طرح ہر کامیاب انسان کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اس لئے الجھنوں کو سلجھانے کے لئے بھی کسی عورت کا پیچھے ہاتھ ہونا ضروری ہوتا ہے اور میں اس نعمت سے بھی محروم ہوں“..... عمران نے بڑے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہاری بڑی بڑی اور الجھن زدہ باتیں سننے کے لئے فون نہیں کیا ہے۔ سارے ممبران یہاں میرے فلیٹ میں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کی دعوت کی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ تم بھی یہاں آ جاؤ۔ اگر تم نے آنے سے انکار کیا تو پھر میں سب کو لے کر تمہارے فلیٹ میں پہنچ جاؤں گی پھر تم کہو گے کہ ہم نے تمہارے بے چارے سلیمان پر بار ڈال دیا ہے اگر تم سلیمان پر بار نہیں ڈالنا چاہتے تو فوراً پہنچو“..... دوسری طرف سے جولیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا جولیا نے رابطہ ختم کر دیا۔

”اسے کہتے ہیں سرمنڈواتے ہی اولے پڑتا“..... عمران نے کراہ کر کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”تو آپ نے کس سے کہا تھا کہ آپ اس موسم میں سر منڈوائیں جب اولے پڑتے ہیں“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شامت آنی ہوتی ہے تو بن سرمنڈوائے بھی اولے پڑ جاتے

ہیں“..... عمران نے برجستہ کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔

”مس جولیا نے آپ کے لئے اچھی دھمکی اپنا رکھی ہے کہ آپ ان کے فلیٹ میں نہ آئے تو وہ سب کو لے کر سلیمان پر بار بننے کے لئے پہنچ جائیں گے جو ظاہر ہے آپ ہونے نہیں دیں گے“۔

بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ سلیمان بے چارہ مرنبجاں مرنج ٹائپ کا باورچی ہے وہ کہاں ان سب کے لئے کھانا تیار کرتا پھرے گا۔ اس لئے مجبوراً مجھے جولیا کی اس دھمکی سے ڈرنا پڑتا ہے اور اس کی بات ماننے میں ہی اپنی اور سلیمان کی عافیت سمجھتے ہوئے اس کے پاس جانے پر مجبور ہونا پڑتا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس فائل کا کیا کرنا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس پر سرکھپانے کی کوشش کرو ہو سکتا ہے دانش منزل میں تمہاری دانش کا کوئی حصہ کام کر جائے اور یہ کوڈ تمہارے پلے پڑ جائے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں“..... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ہنٹر والا بول رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ باس آپ“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیوں کسی اور کی کال کے انتظار میں تھے جو میری آواز سن کر چونکے ہو۔ یہ کسی اور کا فون روزی راسکل کا تو نہیں تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نو باس۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں کسی کے فون کا انتظار نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے کافی دنوں بعد فون کیا اس لئے میرے منہ سے یہ بات نکل گئی“..... ٹائیگر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اچھا ہوا یہ بات میرے لئے تمہارے منہ سے نکلی ہے اگر فون روزی راسکل کا ہوتا اور تم یہی بات اس سے کرتے تو وہ شک میں پڑ کر فوراً تمہارے پاس پہنچ جاتی اور پھر وہ کچھ بولتی نہ بولتی اس کا پسٹل تم پر خوب گرجتا برستا“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کی اتنی جرات نہیں باس کہ وہ ٹائیگر کو اپنا نشانہ بنا سکے۔ ٹائیگر پر نشانہ لگانے سے پہلے ٹائیگر اس کے جسم میں سینکڑوں سوراخ کر سکتا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”پہلی بار ایسا ٹائیگر دیکھا ہے جو بچوں اور نوکیلے دانتوں سے شکار کرنے کی بجائے اپنے شکار کو گولیاں مارتا ہے“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”حکم باس۔ اتنے دنوں بعد کیسے یاد کیا“..... ٹائیگر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ذمہ دو کام لگانے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ حکم“..... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

”کل دن کے وقت ہوٹل وکٹوریہ کے تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر تیرہ

میں ایک شوگرانی لڑکی کے کمرے میں کوئی آدمی گھسٹا تھا۔ اس نے شوگرانی لڑکی سے باقاعدہ فائنٹ کی تھی اور پھر اسے گولی مار کر شدید زخمی حالت میں کمرے کے واش روم میں پھینک کر چلا گیا تھا۔ اس نے کمرے کی بھرپور تلاشی لی تھی جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔ کمرے میں شوگرانی لڑکی کے پاس اس کا سیل فون اور ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر تھا جو وہ ساتھ لے گیا ہے۔ تمہیں پتہ لگانا ہے کہ اس لڑکی کے کمرے میں کون آیا تھا اور اس نے شوگرانی لڑکی کو ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو لڑکی کا نام اور وہ تمام باتیں بتا دیں جو اسے سوپر فیاض نے بتائی تھیں۔ اس نے کوڈ فائل کے بارے میں بھی ٹائیگر کو بتا دیا جو سر عبدالرحمن کو اس لڑکی کے کمرے کی ایک میز کے نیچے چسکی ہوئی ملی تھی۔

”لیس باس۔ میں تحقیقات کرتا ہوں اور پھر جیسے ہی کوئی بات معلوم ہوتی ہے آپ کو مطلع کرتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ایک بار سٹی ہسپتال کا بھی چکر لگا لینا۔ لڑکی وہاں زخمی حالت میں پڑی ہے اور ابھی بے ہوش ہے۔ وہ ہوش میں آ جائے تو مجھے بتا دینا میں اس لڑکی سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو چند مزید ہدایات دیں اور

فون بند کر دیا۔

”آپ نے یہ کام ٹائیگر کے ذمہ لگا کر اچھا کیا ہے وہ ساری حقیقت کا پتہ لگا لے گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ظاہر ہے سیکرٹ سرورس کے ممبران ایک جگہ جمع ہو کر دعوت اُڑا رہے ہوں تو پھر مجھے ان کے کام کسی اور کو ہی سوچنے پڑتے ہیں“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”یہ کیس ہمارا نہیں ہے پھر بھی آپ کہیں تو میں فور اشارز کو یہ کیس سوئپ دیتا ہوں۔ وہ بھی ٹائیگر کی طرح انتہائی باصلاحیت ہیں۔ امید ہے وہ کچھ نہ کچھ ضرور معلوم کر لیں گے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ پہلے ٹائیگر کو ہاتھ پاؤں مار لینے دو پھر ضرورت پڑی تو فور اشارز یا ممبران کو بھی اس کیس میں جھونک دیں گے اس مصداق کے مطابق کہ کچھ نہ کچھ کیا کر چاہے کپڑے ادھیڑ کر سیا کر“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس بے موقع مثال پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب تم یہاں بیٹھے ہنتے رہو اور اس فائل میں مغز ماری کرتے رہو۔ میں ذرا جولیا کے فلیٹ کا چکر لگا آؤں۔ اس نے ممبران کے ساتھ میری دعوت کی ہے ہو سکتا ہے موقع دیکھ کر میں اس دعوت کو دعوت ولیمہ میں بدل دوں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ عمران اٹھا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دانش منزل سے نکلتا چلا گیا۔

راجندر اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”ہی“..... اس نے اپنے مخصوص انتہائی کرخت اور سخت لہجے میں کہا۔

”کالی داس بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن مودبانہ آواز سنائی دی تو راجندر چونک پڑا۔ کالی داس آپیشل فورس کا انچارج تھا جو اس سے مخصوص نمبر پر ڈائریکٹ بات کر سکتا تھا۔ راجندر نے دس افراد کا ایک آپیشل گروپ بنایا ہوا تھا جسے اس نے آپیشل فورس کا نام دے رکھا تھا۔ اس کی یہ آپیشل فورس اس کے آپیشل کاموں کے لئے ہی کام کرتی تھی۔ جب کوئی معاملہ راجندر کے ہاتھوں سے نکل جاتا یا اسے اس معاملے میں بے یقینی اور ناکامی کا اندیشہ ہوتا تھا تو وہ اپنی اس آپیشل فورس کو حرکت

آپریشن کیا گیا اور اس کے جسم سے گولی نکال لی گئی۔ اب وہ انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج ہے اور تیزی سے صحت یاب ہو رہی ہے۔ اس کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ ابھی وہ بے ہوش ہے۔ ہوش میں آتے ہی وہ آؤٹ آف ڈیجیٹل کونڈیشن میں آ جائے گی۔ دوسری طرف سے کالی داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اور دوسری بری خبر کیا ہے؟..... راجندر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”جس کوڈ بک کو آپ نے ٹریس کرنے کے لئے کہا تھا وہ اس لڑکی نے اپنے کمرے میں موجود ایک میز کے نیچے چپکائی ہوئی تھی جسے شیکمر تلاش نہ کر سکا تھا لیکن جب سر عبدالرحمن نے وہاں کی بذات خود سرچنگ کی تو انہیں وہ کوڈ بک مل گئی تھی اور یہ کوڈ بک اب ان کی تحویل میں ہے“..... کالی داس نے جواب دیا تو راجندر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”بیڈ نیوز۔ شیکمر کو وہ کوڈ بک نہیں ملی اور سر عبدالرحمن کو وہ مل گئی۔ ریڈی بیڈ نیوز“..... راجندر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس سے بھی بری خبر یہ ہے باس کہ اس کوڈ بک کی کاپی کر کے ایک فائل بنائی گئی تھی جو سر عبدالرحمن نے خصوصی طور پر سپرنٹنڈنٹ فیاض کو دی تھی کہ سوپر فیاض اسے ڈی کوڈ کرے یا کسی ایسے ایکسپٹ کو تلاش کرے جو اس فائل کو ڈی کوڈ کر سکے۔ سوپر فیاض تو فائل ڈی کوڈ نہ کر سکا لیکن اس کے پاس عمران پہنچ گیا تھا

میں لانا تھا جو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتی تھی اور ناممکن دکھائی دینے والے کام کو بھی کامیابی سے مکمل کر دیتی تھی۔ آپیشل فورس انوا اور ٹارگٹ کلنگ کے ساتھ ساتھ کے ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتی تھی۔

راجندر نے کالی داس کو اس فورس کا انچارج بتایا ہوا تھا جو سپر ماسٹر کہلاتا تھا۔ وہ سوائے راجندر کے کسی کو جواب دہ نہ تھا۔ وہ راجندر کو اپنا اصل نام کالی داس بتاتا تھا لیکن سب اسے سپر ماسٹر کے نام سے جانتے تھے۔ سپر ماسٹر ہمیشہ انڈر گراؤنڈ رہتا تھا اس کے ٹھکانے کے بارے میں سوائے راجندر کے کوئی نہ جانتا تھا اور سپر ماسٹر اپنے آپیشل گروپ کے ہمراہ تیزی سے کارروائی کرنے کے لئے نکلتا تھا اور تیزی سے ہی اپنا کام کر کے غائب ہو جاتا تھا۔ اس کی کارروائی کا انداز ایسا ہوتا تھا کہ وہ اور اس کے گروپ کا کوئی بھی آدمی اپنے پیچھے معمولی سا بھی کلیو نہ چھوڑتے تھے۔ یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔

”نہیں کالی داس۔ کیا رپورٹ ہے؟..... راجندر نے کہا۔  
”رپورٹس اچھی نہیں ہیں باس“..... دوسری طرف سے کالی داس نے کہا تو راجندر چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا ہوا؟..... راجندر نے چونک کر کہا۔  
”شیکمر نے جس لڑکی کو گولی ماری تھی وہ ابھی زندہ ہے۔ اسے فوری طور پر طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا جہاں اس کا

اور سوپر فیاض نے وہ فائل عمران کے حوالے کر دی ہے..... کالی داس نے کہا تو اس بار راجندر محاورتا نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

”اودہ اودہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کوڈ بک کی کاپی عمران تک پہنچ گئی ہے“..... راجندر نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ میں نے ہر بات کو پوری طرح کنفرم کرنے کے بعد آپ کو رپورٹ دی ہے۔ اس کے لئے مجھے ہر ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین کو لمبی رقم دینی پڑی لیکن میں نے ان سے ہر بات کنفرم کروا لی تھی“..... کالی داس نے جواب دیا۔

”تم تو ہلا دینے والے خبریں سنا رہے ہو کالی داس۔ وہ فائل کسی بھی حال میں عمران تک نہیں پہنچی چاہے تھی۔ میں نے تمہیں اس کوڈ بک کی ساری تفصیل بتا دی تھی۔ اس کوڈ بک کے عمران کے ہاتھ میں جانے کا مطلب صرف اور صرف کافرستانی ایجنٹوں کی مکمل ہلاکت ہے“..... راجندر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ آپ نے مجھے یہ ساری معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا اور میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اب آپ آگے جو حکم دیں گے میں اس پر عمل کروں گا“..... کالی داس نے کہا۔

”اب میں کیا حکم دوں۔ جس بات کا ڈر تھا وہ ہو گیا ہے اور مجھے شیکھر پر غصہ آ رہا ہے۔ اس نے تو کہا تھا کہ اس نے کمرے

کی نہایت باریک بینی سے تلاشی لی تھی پھر اسے میز کے نیچے چپکی ہوئی کوڈ بک کیوں دکھائی نہیں دی۔ کیا وہ اندھا ہو گیا تھا یا اس کی عقل ماری گئی تھی“..... راجندر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس بات کا جواب تو آپ کو وہی دے سکتا ہے باس“۔ کالی داس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں کرتا ہوں اس سے بات۔ اس سے جواب بھی مانگوں گا۔ اس کی غفلت کی وجہ سے کوڈ بک سر عبدالرحمن کو ملی تھی۔ اس نے ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے اس لئے میں اب وہ سزا کا حقدار ہے اور اس کی سزا صرف موت ہے“..... راجندر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس“..... کالی داس نے مختصر سے انداز میں کہا۔

”اب بتاؤ کیا کیا جائے۔ کوڈ بک کی کاپی عمران تک پہنچ چکی ہے۔ وہ اسے ڈی کوڈ کر لے گا اور اگر وہ اسے ڈی کوڈ نہ کر سکا تو وہ لڑکی زندہ ہے وہ اسے بتا دے گی کہ کوڈ کوڈی کی کی کیا ہے۔ ہمارے سروں پر لٹکنے والی تلوار اور تیز دھار ہو گئی ہے جو ہم پر گری تو ہمیں کاٹ کر رکھ دے گی“..... راجندر نے پریشانی اور خوف سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

”اگر اس کوڈ بک کی، کی وہ شوگرانی لیڈی ایجنٹ جانتی ہے تو پھر اس کا ہلاک ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اگر وہ ہلاک ہو گئی تو عمران کوڈ بک کو کسی بھی صورت میں ڈی کوڈ نہیں کر سکے گا۔ آپ نے

ہی بتایا تھا کہ شوگرانی لیڈی ایجنٹ کی بتائی ہوئی کوڈ بک خود ساختہ ہے جسے اس نے اپنے کسی مخصوص کوڈ میں لکھا ہوا تھا..... کالی داس نے کہا۔

”ہاں۔ وہ کوڈ اس شوگرانی لیڈی ایجنٹ کا خود ساختہ ہی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی، کی وہ لڑکی ہی جانتی ہے۔ اگر وہ لڑکی ہلاک ہو جائے تو عمران کے لئے بھی اس کوڈ بک کو ڈی کوڈ کرنا آسان نہ ہو گا لیکن اس کے باوجود بہر حال خطرہ رہے گا کہ عمران اپنی ذہانت یا پھر کسی ایکسپٹ کی مدد سے اسے ڈی کوڈ نہ کر لے۔ لڑکی کے ساتھ ساتھ عمران بھی ہمارے لئے شدید خطرہ بن چکا ہے۔ اس لئے مجھے اب بگ باس سے بات کرنی ہی پڑے گی۔ انہیں اس ساری صورتحال سے آگاہ کرنا بے حد ضروری ہے۔“

راجندر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس باس..... کالی داس نے مخصوص انداز میں کہا۔

”یہ پتہ چلا ہے کہ اس لڑکی کو کس ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔“

راجندر نے پوچھا۔

”لیس باس۔ وہ سٹی ہسپتال میں ہے اور خصوصی وارڈ میں ہے

اس کی حفاظت کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس کے مسلح افراد موجود ہیں جو کسی کو اس وارڈ میں بغیر چیکنگ کے نہیں جانے دیتے۔“ کالی

داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تھوڑی دیر بعد کال کرتا ہوں۔ میں ہیڈ

کوارٹر میں بگ باس سے بات کرلوں پھر وہ جیسا کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے.....“ راجندر نے کچھ سوچ کر کہا۔

”اوکے باس.....“ کالی داس نے جواب دیا اور راجندر نے رسیور کرینڈل پر رکھ دیا۔

”بیڈ نیوز۔ ریٹلی بیڈ نیوز۔ یہ سب جو بھی ہوا ہے۔ اچھا نہیں ہوا ہے۔ بہت برا ہوا ہے۔ بہت ہی برا“..... راجندر نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے سرخ رنگ کا فون اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اسے سیٹلائٹ سے لنک کیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”بلیک ہنٹرز ہیڈ کوارٹر“..... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے اسپیشل سروسز کا چیف راجندر بول رہا ہوں۔ کوڈ تھری سٹکس ون ون زیزو“..... راجندر نے کہا۔

”ماسٹر کوڈ بتاؤ“..... دوسری طرف سے اسی طرح سے چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

”ریڈ ماؤنٹ“..... راجندر نے کہا۔

”اوکے۔ ہولڈ کرو۔ تمہاری ابھی بگ باس سے بات کرائی جائے گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

”لیس۔ بگ باس بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بگ باس کی غراہٹ بھری اور کرخت آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے راجندر بول رہا ہوں بگ باس“..... راجندر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں کال کیا ہے“..... دوسری طرف سے اسی لہجے میں پوچھا گیا۔

”آپ کو کوڈ بک کے بارے میں رپورٹ دینی ہے بگ باس“..... راجندر نے اسی انداز میں کہا۔

”اوکے۔ دو رپورٹ“..... بگ باس نے کہا تو راجندر نے اسے کالی داس سے ملی ہوئی ساری رپورٹس دینا شروع کر دیں۔

”اوہ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے کہ کوڈ بک کی فائل عمران تک پہنچ گئی ہے۔ ریٹلی بیڈ نیوز“..... بگ باس نے پوری تفصیل کر انتہائی تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

”صورتحال انتہائی مخدوش ہے بگ باس۔ عمران نے اگر فائل ڈی کوڈ کر لی تو ہم سب مشکل میں آ جائیں گے۔ وہ لڑکی بھی زندہ ہے۔ فائل ملنے کے بعد عمران یقیناً اس لڑکی سے ملنے جائے گا اور لڑکی اسے فائل کی، کی بتا دے گی“..... راجندر نے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران اس فائل کو لڑکی کے کی بتائے بغیر ڈی کوڈ نہیں کر سکے گا“..... بگ باس نے پوچھا۔

”لیس باس۔ آپ نے ہی بتایا تھا کہ کوڈ بک کو شوگرانی لیڈی

ایجنٹ نے خود ساختہ کوڈ میں تحریر کیا تھا۔ یہ بات اس نے شاید شوگران کے سیکرٹ سروس کے چیف کو بتائی تھی۔ اگر یہ کوڈ اس کا خود ساختہ ہے تو یقیناً نیا اور حیرت انگیز ہو گا اس لئے اسے ڈی کوڈ وہی کر سکتی ہو گی تو پھر عمران یا کسی اور کے لئے بھلا اسے آسانی سے ڈی کوڈ کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے“..... راجندر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن سوچی تارا جس انداز میں اپنے چیف کو اس کوڈ کے بارے میں بتا رہی تھی اس کی باتوں سے صاف اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ بھی اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا جانتا ہے اور یہ بات بھی مصدقہ ہے کہ شوگرانی سیکرٹ سروس کا چیف شوتان ہاری، عمران کا دوست ہے۔ اگر اس نے عمران کو کال کر دیا تو بات وہیں آ جائے گی کہ عمران کے سامنے سب کچھ آشکار ہو جائے گا“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس بگ باس۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس لئے ہمیں اس کے لئے کچھ سوچنا ہو گا۔ یہ ہمارے تین سو سے زائد فارن ایجنٹس کی زندگیوں کا معاملہ ہے جو پاکیشیا کے مختلف محکموں میں اہم پوسٹس پر فائز اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر وہ پکڑے گئے تو پھر کافرستان کی بہت بدنامی ہو گی اور اس کی ساکھ کو بھی شدید نقصان پہنچ سکتا ہے“..... راجندر نے کہا۔

”تو پھر کیا کیا جائے بتاؤ۔ فائل تو عمران تک پہنچ چکی ہے۔“

بگ باس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔



”آپ مجھے اجازت دیں بگ باس۔ اپنے ساتھ ساتھ دوسرے ایجنٹوں کی زندگیاں بچانے کے لئے مجھے عمران کے خلاف ایکشن لینا پڑے گا۔ اس سے پہلے کہ وہ فائل ڈی کوڈ کر لے میں یا تو اس سے کسی بھی طریقے سے فائل حاصل کر لوں گا یا پھر میں اپنی حتی الوسع کوشش کروں گا کہ عمران کا ہی خاتمہ کر دیا جائے تاکہ نہ رہے باس اور نہ بچے بانسری“..... راجندر نے کہا۔

”کیا یہ سب اتنا آسان ہوگا“..... بگ باس نے کہا۔

”موت تو پہلے ہی ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ جان بچانے کے لئے ہمیں ہاتھ پاؤں تو مارنے ہی پڑیں گے۔ اب ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ ہم ملی کو دیکھ کر اس کی طرح آنکھیں بند کر لیں کہ جس کا خیال ہو کہ ایسے کرنے سے ملی اسے نہیں دیکھ سکتی“..... راجندر نے کہا۔

”تمہاری بات تو ٹھیک ہے لیکن عمران خطرناک ترین ایجنٹ ہے اگر تم اس کے سامنے ایکسپوز ہو گئے تو بھی صورتحال ایسی ہی ہوگی جو اب ہے“..... بگ باس نے کہا۔

”نو بگ باس پھر ایسی صورتحال نہ ہوگی۔ میں عمران اور اس کے باپ سر عبدالرحمن سے بھی اصل کوڈ بک حاصل کروں گا اور اس بات کو یقینی بنائوں گا کہ اس کوڈ بک کی کوئی اور کاپی نہ ہو۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے اپنے ایک ایک ساتھی کی جان کی قربانی دینی پڑے یا پھر مجھے خود بھی اپنی جان گنوانی پڑے تو مجھے فخر ہوگا۔

میری اور میرے ساتھیوں کی قربانیوں سے اگر ہمارے باقی ایجنٹ بچ سکتے ہیں تو یہ سودا مجھے منظور ہے“..... راجندر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”بہت بڑی بات کر رہے ہو تم راجندر“..... بگ باس نے کہا۔

”اس کے سوا میرے پاس دوسرا کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے بگ باس“..... راجندر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کوئی پلاننگ ہے تمہارے ذہن میں“..... بگ باس نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”ابھی تو نہیں ہے لیکن میں بنا لوں گا اور مجھے اپنی اپیشل فورس پر فخر ہے۔ ان میں ایسی صلاحیت موجود ہے کہ وہ عمران جیسے دس افراد کو نشانہ بنا سکیں“..... راجندر نے بگ باس کو راضی ہوتے دیکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران کے مقابل کسی کی صلاحیت نام نہیں آتی راجندر۔ تم اسے ٹھیک طور پر نہیں جانتے اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔ بہر حال اب ہمارے پاس چونکہ اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم عمران کو ہلاک کر سکتے ہو تو کر دو۔ کوڈ بک اور اس کی کاپی ان کے پاس نہیں رہنی چاہئے بس“..... بگ باس نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

”یس بگ باس۔ میں ہر صورت میں اصل کوڈ بک اور اس کی کاپی یا کاپیاں حاصل کروں گا۔ عمران پر حملہ کرنے سے پہلے میں

اس لڑکی کو ہلاک کراتا ہوں تاکہ وہ عمران کو ڈی کوڈ کرنے والی کی کے بارے میں نہ بتا سکے۔ اس کے علاوہ مجھے سر عبدالرحمن کے خلاف بھی فوری کارروائی کرنی پڑے گی تاکہ اس سے اصل کوڈ بک حاصل کی جاسکے“..... راجندر نے کہا۔

”تم نے جو کرنا ہے کرو۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے میرے پاس بھی ایک آئیڈیا ہے۔ میں اس پر کام کرتا ہوں۔ اگر میرا آئیڈیا کام کر گیا تو عمران کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچ سکے گا“..... بگ باس نے کہا۔

”اوہ۔ وہ کون سا آئیڈیا ہے بگ باس“..... راجندر نے چوکتے ہوئے کہا۔

”اس آئیڈیے کے بارے میں تمہیں میں ابھی کچھ نہیں بتا سکتا۔ یہ سمجھ لو کہ یہ ایک پراسرار اور خوفناک آئیڈیا ہے جس پر کام کر کے میں عمران کو اس کے انجام تک پہنچا سکتا ہوں اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ عمران کے خلاف ایسا قدم اٹھایا جائے کہ اس کی موت یقینی ہو“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس بگ باس“..... راجندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے طور پر کام کرو اور عمران کو ہلاک کرنے کے لئے جو کر سکتے ہو کرو اگر عمران تم سے بچ گیا تو اس کے خلاف میں جو کرنے جا رہا ہوں اس سے وہ کسی بھی صورت میں نہ بچ سکے گا یہ

میرا دعویٰ ہے“..... بگ باس نے کہا۔

”اگر آپ عمران کی یقینی ہلاکت کا دعویٰ کر رہے ہیں تو پھر مجھے اس پر حملہ کرانے کی کیا ضرورت ہے بگ باس۔ پھر آپ اپنے آئیڈیے پر کام کریں۔ ہمارا مقصد تو عمران کی ہلاکت ہے جیسے بھی ہو“..... راجندر نے کہا۔

”نہیں۔ میں جس آئیڈیے پر کام کرنا چاہتا ہوں اس میں ابھی وقت لگے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم عمران کو زیادہ دیر زندہ چھوڑ دیں۔ تم یا تمہارے ساتھی اسے ہلاک نہ کر سکتے تو تمہارے حملوں سے وہ الجھا رہے گا اور ڈہنی طور پر ڈسٹرب ہو جائے گا۔ میں اسے جس نچ تک پہنچانا چاہتا ہوں اس کے لئے اس کا ڈہنی طور پر ڈسٹرب رہنا بے حد ضروری ہے۔ وہ جتنا ڈہنی طور پر ڈسٹرب رہے گا پھر میں اسے ہلاک کرنے کے لئے جو ترکیب استعمال کروں گا وہ ترکیب ایک سو ایک فیصد اس کی موت کا باعث بن جائے گی اور یہی ہماری جیت ہوگی“..... بگ باس نے کہا۔

”اوکے بگ باس۔ پھر میں آج ہی عمران کے خلاف کارروائیاں کرنے کے لئے اسپیشل فورس کو حرکت میں لے آتا ہوں۔ عمران پر حملے سے پہلے میں شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا کا خاتمہ کراتا ہوں پھر سر عبدالرحمن سے اصل کوڈ بک حاصل کرتا ہوں اور پھر اس کے فوراً بعد میں اور میری فورس عمران کی موت کے لئے کمر کس لیں گے۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہمارا کوئی وار کارگر

”اوہ۔ کیا ہوا اس لڑکی کو۔ کیا اسے ہوش آ گیا ہے۔“..... راجندر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نو باس۔ وہ ہوش میں آنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گئی ہے۔“ کالی داس نے کہا تو راجندر اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یلکھت مسرت کی آبشار بہنے لگی۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ سوچی تارا ہلاک ہو گئی ہے۔ کیا تم نے یہی کہا ہے نا۔“..... راجندر نے مسرت سے چیخنے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ ڈاکٹرز نے اس کے لئے اگلے دس گھنٹے اہم قرار دیئے تھے کہ ان دس گھنٹوں میں اسے ہوش نہ آیا تو اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور وہی ہوا۔ نو گھنٹے بعد ہی اس نے دم توڑ دیا ہے اور ڈاکٹروں نے اس کی موت کنفرم کر دی ہے۔“..... کالی داس نے کہا۔

”اوہ۔ تھینک گاڈ۔ تم نے یہ واقعی بڑی خوشخبری سنائی ہے ورنہ میں تو شدید ذہنی اذیت کا شکار تھا اور مجھے کوئی راستہ سمجھائی نہ دے رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ میں نے بگ باس سے اجازت لے لی تھی کہ اس لڑکی کو ہلاک کرا دیا جائے لیکن قدرت نے خود ہی ہمارا یہ کام کر دیا۔ تھینک گاڈ۔“..... راجندر نے اسی طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“..... کالی داس نے کہا۔

”سوچی تارا کا کھیل تو اب ختم ہو گیا۔ اس کی طرف سے اب

پڑ جائے اور عمران کی موت یقینی ہو جائے۔ اگر پھر بھی وہ بچ گیا تو پھر آپ کے آئیڈیے یا آپ کے پلان کے تحت تو اس کی موت یقینی ہو ہی جائے گی۔“..... راجندر نے کہا۔

”ہاں۔ یہی مناسب ہے۔“..... بگ باس نے کہا اور پھر بگ باس نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ راجندر نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے نیلے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”یس۔“..... راجندر نے مخصوص کرحٹ لہجے میں کہا۔

”کالی داس بول رہا ہوں باس۔“..... دوسری طرف سے اسپیشل فورس کے انچارج کالی داس کی آواز سنائی دی۔

”تم۔ میں نے تو تم سے کہا تھا کہ میں خود تم سے رابطہ کروں گا۔ پھر تم نے کیوں کال کیا۔“..... راجندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو ایک اہم اطلاع دینی تھی باس۔“..... کالی داس نے کہا۔

”کون سی اطلاع۔“..... راجندر نے پوچھا۔

”شوگرانی لیڈی ایجنٹ کے بارے میں میرے ساتھی نے ابھی ایک اہم اطلاع دی ہے باس۔ میں نے اسے ہسپتال میں اس لڑکی کی نگرانی کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔“..... راجندر نے کہا۔

نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران کی نگرانی اس انداز میں ہونی چاہئے کہ عمران تو کیا اس کے سائے کو بھی اس بات کی خبر نہ ہو کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے“..... راجندر نے کہا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں عمران کی نگرانی کے لئے سائنسی آلات کا استعمال کروں گا۔ ان آلات کی وجہ سے عمران کے سائے کو بھی علم نہ ہو سکے گا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔“ کالی داس نے جواب دیا۔

گڈ۔ مجھے اس کے ایک ایک پل کی رپورٹ ملنی چاہئے۔ راجندر نے کہا۔

”یس باس“..... کالی داس نے کہا۔

”کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لو“..... راجندر نے کہا۔

”یس باس۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ بر عبدالرحمن سے کوڈ بک آپ خود حاصل کرنے جائیں گے۔ کیا یہ ضروری ہے۔ مجھے حکم کریں میں ابھی جا کر سر عبدالرحمن سے وہ کوڈ بک حاصل کر لاتا ہوں“..... کالی داس نے کہا۔

”نہیں۔ تم نے اپنے مخصوص طریقے سے کام لینا ہے اور فاسٹ ایکشن کر کے سر عبدالرحمن کو نقصان پہنچا کر اس سے کوڈ بک حاصل کرنی ہے جبکہ میں یہ کام نہایت قتل مزاجی، ذہانت اور ہوشیاری سے کرنا چاہتا ہوں۔ میں سر عبدالرحمن کو نقصان پہنچائے بغیر اس

ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اب تمہیں دو کام اور کرنے ہیں۔ اس کے لئے تیار ہو جاؤ“..... راجندر نے کہا۔

”حکم باس۔ میں ہر وقت تیار رہتا ہوں“..... کالی داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سب سے پہلا کام میں نے تمہیں یہی کہنا تھا کہ ہسپتال میں موجود شوگرانی لیڈی ایجنٹ کا خاتمہ کر دو لیکن اب جبکہ وہ خود ہی اپنی موت مر چکی ہے تو اب اس کے لئے تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اب عمران کی بھرپور طریقے سے نگرانی کرنی ہے لیکن تم نے اسے اس وقت تک ہاتھ نہیں لگانا جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں۔ تم نے بتایا ہے کہ سر عبدالرحمن کی تحویل میں شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا کی اصل کوڈ بک ہے۔ سب سے پہلے مجھے سر عبدالرحمن سے کوڈ بک حاصل کرنی ہے اور یہ کام میں خود کروں گا۔ جب تک مجھے کوڈ بک نہیں مل جاتی اس وقت تک تم عمران کو کچھ نہیں کہو گے۔ ایک بار مجھے کوڈ بک مل جائے تو پھر میں تمہیں احکامات دوں گا اور تمہیں عمران پر بھرپور حملے کرنے ہیں۔ تمہارے حملے ایسے ہوں گے کہ عمران کسی بھی صورت میں زندہ نہ بچ سکے۔ اس سلسلے میں میری بگ باس سے بات ہو گئی ہے اور اس نے ہمیں عمران کو ہلاک کرنے کے لئے فری ہینڈ دے دیا ہے۔“ راجندر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ جیسا آپ کا حکم“..... دوسری طرف سے کالی داس

سے وہ کوڈ بک حاصل کروں گا اور اسے اس حد تک مجبور کر دوں گا کہ وہ خود ہی اصل کوڈ بک میرے حوالے کر دے۔ اگر ہم نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پاکیشیا کی پوری انٹیلی جنس فورس اور بے شمار ایجنسیاں ہمارے پیچھے لگ جائیں گی جبکہ میں سر عبدالرحمن سے اس انداز میں کوڈ بک حاصل کروں گا کہ میں وہاں اپنا کوئی کلیوٹک نہ چھوڑ دوں گا۔ پھر انٹیلی جنس فورس تو کیا پورے پاکیشیا کی ایجنسیاں بھی سرپشتی رہ جائیں وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گی“..... راجندر نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن اس کے لئے آپ کریں گے کیا“..... کالی داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے لئے میرے ذہن میں ایک پلان ہے اور میں اسی پلان پر عمل کروں گا“..... راجندر نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسا پلان باس“..... کالی داس نے پوچھا۔

”یہ ایک سیکرٹ پلان ہے اور سیکرٹ پلان کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے واضح کر دیا جائے تو پھر وہ سیکرٹ نہیں رہتا۔ مجھے اپنے پلان پر عمل کر لینے دو اس کے بعد میں تمہیں خود ہی بتا دوں گا کہ میرا سیکرٹ پلان کیا تھا اور میں نے اس پر کیسے عمل کیا“.....

راجندر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے باس“..... کالی داس نے کہا۔ راجندر نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”میں نے تم سے کوڈ بک حاصل کرنے کے لئے ایک خاص پلان سوچا ہے سر عبدالرحمن۔ تم میرے اس پلان کے جال میں ضرور پھنس جاؤ گے اور وہ کوڈ بک تمہیں میرے حوالے کرنی ہی پڑے گی۔ تیار ہو جاؤ۔ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں“..... راجندر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز چلا ہوا بیردنی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کھنٹی۔ کیا کہہ رہی ہو۔ میں کوئی اسکول کا چڑاسی ہوں جو چھٹی ہونے پر کھنٹی بجاتا ہے“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”عمران پلیز“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران پلیز۔ کیا مطلب۔ یہ عمران پلیز کون ہے۔ تم نے کسی عمران پلیز کو بھی بلایا تھا کہاں ہے وہ“..... عمران نے کہا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”کال بیل کے بٹن سے انگلی ہٹاؤ۔ نانسس“..... جولیا نے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ تم کسی نانسس کو کال بیل بٹن سے انگلی ہٹانے کا کہہ رہی ہو لیکن یہاں تو میرے علاوہ کوئی نہیں ہے“..... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

”میں تمہیں کہہ رہی ہوں۔ نانسس“..... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نانسس۔ تم مجھے نانسس کہہ رہی ہو۔ حیرت ہے کیا تمہیں کم نظر آنا شروع ہو گیا ہے جو تم مجھے پہچان ہی نہیں رہی۔ میں نانسس نہیں تمہارا ہم نوالہ ہم پیالہ بلکہ ہم خیالہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں“..... عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”تم ایسے نہیں مانو گے نانسس“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکے سے کال بیل کے بٹن سے ہٹا لیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ کے دیوار پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور اندر مسلسل کھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”رکو آ رہی ہوں“..... اندر سے جولیا کے جھلاہٹ بھری آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے کال بیل پر انگلی رکھنے کے بعد ہٹائی ہی نہیں تھی اور اندر مسلسل کھنٹی بج رہی تھی۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور جولیا کا سرخ ہوتا ہوا چہرہ دکھائی دیا۔

”یہ کیا حرکت ہے“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”حرکت۔ کون سی حرکت۔ میں تو بے حس و حرکت بلکہ صما بکھا کھڑا ہوا ہوں“..... عمران نے کال بیل سے انگلی ہٹائے بغیر کہا۔

”خدا کے لئے کھنٹی بجانا بند کرو“..... جولیا نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ کیا کر رہی ہو؟ اماں بی کہتی ہیں کسی عورت کو کسی نامحرم کا ہاتھ نہیں پکڑنا چاہئے۔ اگر پکڑ لیا تو پھر اسے زندگی بھر نہیں چھوڑنا چاہئے“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ کیا حرکت ہے“..... اچانک پیچھے سے تنویر نے آتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بڑی عجیب و غریب حرکت ہے۔ دیکھ لو ایک نامحرم عورت ایک نامحرم کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

”تم نہیں سدھر سکتے نانسس۔ چلو اندر آؤ“..... جولیا نے کہا اور عمران کے اندر آنے کے لئے راستہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔

”اندر۔ ارے تو کیا میں اتنی دیر سے باہر کھڑا تھا۔ ویسے یہ حضرت کون ہیں۔ شکل و صورت سے تو یہ میاں منچو دکھائی دے رہے ہیں“..... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میاں منچو۔ یہ میاں منچو کیا ہوتا ہے“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا ہوتا ہے یہ شاید میرے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو گا لیکن بہر حال تم بالکل میاں منچو ہی دکھائی دے رہے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

”ہمیشہ الٹی سیدھی ہی ہاں کہتے ہو۔ عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے تم میں“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جولیا نے دروازہ بند کیا اور

پھر وہ تینوں سنگ روم میں آ گئے جہاں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے ہمراہ فور اشارز کے رکن بھی موجود تھے۔

”ارے۔ یہاں تو دلہن مع باراتی موجود ہیں بہر حال السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ یا برادران و اہلیان جولیا“..... عمران نے ان سب کو دیکھ کر مخصوص لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ ان سب نے عمران کے مکمل سلام کا مکمل جواب دیا اور پھر ان سب نے باری باری عمران سے مصافحہ کیا۔ صالحہ بھی تھی اس نے عمران کو اٹھ کر احترام سے سلام ہی کیا تھا۔

”تو آپ آگئے عمران صاحب جبکہ ہمارا خیال تھا کہ آپ نہیں آئیں گے“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہ آتا۔ اگر لیٹ ہو جاتا تو اب تک میرا رقیب و رو سفید اس موقع کا فائدہ اٹھا جاتا“..... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کس موقع کا فائدہ“..... کیپٹن ٹھکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے مسکرانے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران کیا کہنا چاہتا ہے۔

”سب سمجھدار ہیں جہاں تمام باراتی ہوں اور نکاح خواں بھی موجود ہو۔ دلہن بھی تیار ہو اور ایسے موقع پر دلہا نہ آئے تو باراتی دلہن کی عزت بچانے کے لئے اس کی شادی کسی نیک اور شریف آدمی سے کرا ہی دیتے ہیں تاکہ دلہن سماج کو منہ دکھا سکے اور یہاں

سب سے نیک اور شریف آدمی میرا رقیب روسفید ہی ہے۔ کیوں  
تغیر شریف“..... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس  
پڑے۔

”سب کو دیکھ کر باراتیوں والی بات تو تم ہمیشہ کہتے ہو لیکن اس  
بار تم نے نکاح خواں کی موجودگی کا بھی کہا ہے۔ کون ہے نکاح  
خواں“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید موڈ میں تھی اس  
لئے اس نے عمران کی بات کا برا نہ منایا تھا۔

”صدیوں سے صفدر سے درخواست کرتا چلا آ رہا ہوں کہ یہ  
خطبہ نکاح یاد کر لے۔ جس طرح تم نے مجھے بلایا ہے اس سے میں  
تو یہی سمجھا تھا کہ آخر صفدر نے میری نہیں تو تمہاری سن ہی لی ہے  
اور اس نے خطبہ نکاح یاد تو نہیں کیا کسی طوطے کی طرح ضرور رٹ  
لیا ہو گیا۔ آخر اسے ایک بار ہی تو خطبہ نکاح پڑھنا ہے۔ اس کا اور  
صالحہ کا خطبہ یقیناً میرا رقیب روسفید ہی پڑھ دے گا کیوں تغیر  
شریف“..... عمران نے مسکرا کر تغیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ  
سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”یہ تم مجھے بار بار تغیر شریف کیوں کہہ رہے ہو“..... تغیر نے  
منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ تو کیا تم شریف نہیں ہو۔ چیچ چیچ۔ میں تو تمہیں  
شریف سمجھ رہا تھا اور شریفوں کی محفل میں شریف ہی ہوتے ہیں مگر  
یہاں.....“ عمران نے کہا اور جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

”مگر یہاں کیا۔ کیا تم کہنا چاہتے ہو کہ شریفوں کے بچ میں  
اکیلا بدمعاش ہوں“..... تغیر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”توبہ توبہ۔ میں بھلا کسی شریف کو بدمعاش کیسے کہہ سکتا ہوں  
اب تم خود کو شریف نہیں مانتے اور خود کو بدمعاش سمجھ رہے ہو تو پھر  
میں بے چارہ کیا کہہ سکتا ہوں“..... عمران نے بے حد معصومیت  
سے کہا تو وہ سب اس کی معصومیت پر ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”اگر میں بدمعاش ہوتا تو اب تک یہاں تمہاری لاش پڑی  
ترپ رہی ہوتی“..... تغیر نے منہ بنا کر کہا۔

”لاشیں بھی ترپتی ہیں حیرت ہے۔ میں نے تو آج تک کسی  
لاش کو ترپتے نہیں دیکھا ہے۔ اگر مظاہرہ کر کے دکھا دو تو میرے  
نانچ میں ہی اضافہ ہو جائے گا لیکن کسی اور کی لاش گرا کر اسے  
ترپانے کی بجائے اپنی لاش گرانا تاکہ تمہارے لاش کے ترپنے کا  
لطف لیا جاسکے“..... عمران نے کہا تو تغیر عرا کر رہ گیا۔

”تو تم میری لاش گرا کر لطف لینا چاہتے ہو“..... تغیر نے غصیلے  
لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ لاش کے ترپنے کا لطف“..... عمران نے تصحیح کی۔  
”عمران صاحب پلیز“..... چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر  
کہا جیسے وہ اس موضوع کو بدلنا چاہتا ہو۔

”پلیز کیا ہوتی ہے“..... عمران نے اسی طرح معصومیت سے  
کہا۔



”ہوتی نہیں ہوتا ہے۔ بہر حال ہم سب تمہارے انتظار میں تھے۔ ابھی تک نہ ہم نے کھانا کھایا ہے اور نہ چائے پی ہے۔ اب بتاؤ پہلے چائے پیو گے یا کھانا سرو کیا جائے“..... جولیا نے بھی بات کو بدلتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

”پہلے نکاح تو پڑھو لو اتنی جلدی کیا ہے دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانے کی“..... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”دعوت ولیمہ شادی کے دوسرے روز ہوتا ہے۔ پہلے روز شادی کا کھانا کھلایا جاتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن شادی کا کھانا بھی تو نکاح کے بعد ہی کھلایا جاتا ہے پہلے تو نہیں“..... عمران نے جیسے بحث کرنے کے انداز میں کہا۔

”اس نے اب نہیں رکنا اس کی زبان اسی طرح چلتی رہے گی۔

تم میرے ساتھ آؤ صالحہ ہم کھانا میز پر سجاتے ہیں“..... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دلہن کو میز پر سجانا ہے۔ یہ کیا تک ہوئی“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دلہن نہیں۔ ہم کھانا میز پر سجانے کی بات کر رہے ہیں عمران بھائی“..... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن کھانا کیوں۔ سجانا ہے تو پہلے دلہن کو سجاؤ۔ جب تک دلہن سچے سنورے گی نہیں وہ دلہن کیسے لگے گی“..... عمران نے کہا تو جولیا نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھا اور پھر صالحہ کا ہاتھ پکڑ کر

اسے کھینچتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

”آجاؤ۔ یہ پاگل ہو گیا ہے“..... جولیا کی آواز سنائی دی تو وہ سب ہنس پڑے۔

”ارے تنویر۔ یہ واقعہ کب رونما ہوا“..... عمران نے تنویر کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کون سا واقعہ“..... تنویر جو کسی اور خیال میں کھویا ہوا تھا، نے چونک کر کہا۔

”جولیا بتا رہی ہے کہ تم پاگل ہو گئے ہو“..... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنسا شروع ہو گئے۔

”مس جولیا نے تنویر کو نہیں آپ کو پاگل کہا ہے“..... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ہونے والی دلہن اپنے ہونے والے شوہر کو کیسے پاگل کہہ سکتی ہے۔ اپنے دماغ کا علاج کراؤ۔ اس نے تنویر کو ہی پاگل کہا ہے کیوں تنویر“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب چھوڑیں۔ کسی اور موضوع پر بات کریں۔ اب ایسی باتیں سن سن کر ہم سب کے کان پک گئے ہیں“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو کیا جولیا اور صالحہ نے مجھے دعوت پر تم سب کے بچے ہوئے کان کھلانے کے لئے بلایا ہے لیکن میں تو کان نہیں کھاتا“۔ عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

”اس سے اچھا ہوتا کہ وہ تمہارے کان پکانے کی بجائے لذیذ قسم کے کھانے پکا لیتی۔ اگر ایسا نہیں کرتا تھا تو وہ انواع و اقسام کے کھانے کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ سے بھی تو منگوا سکتی تھی“..... عمران نے کہا۔

”مس جولیا نے ہماری دعوت کی ہے اور انہوں نے بہت کچھ پکایا ہے“..... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم زندہ سلامت کیسے دکھائی دے رہے ہو“..... عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کھانے پکانے سے ہمارے زندہ سلامت ہونے کا کیا تعلق“..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران کی بات نہ سمجھ پایا ہو۔

”خاور کہہ رہا تھا کہ ہم سب کے کان کپکے ہیں۔ اب چوہان کہہ رہا ہے کہ جولیا نے بہت کچھ پکایا ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے کانوں کے ساتھ تم سب کے دماغ پکائے ہوں۔ تمہاری ٹانگیں پکائی ہوں۔ چیٹ روٹ کیا ہو اور تمہارے دل گردے بھی پک گئے ہوں۔ ایسی صورت میں تم سب زندہ اور سلامت کیسے ہو سکتے ہو“..... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مس جولیا نے ہم سب کو کاٹ کاٹ کر پکایا ہے“..... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہاری باتوں سے تو مجھے ایسا ہی لگا تھا“..... عمران نے

سنجیدگی سے کہا تو وہ پھر ہنسنے لگے۔

”میرا کہنے کا مطلب تھا کہ مس جولیا اور صالحہ نے پر لطف اور لذیذ دعوت کا اہتمام کیا ہے۔ ان دونوں نے مختلف اور انواع اقسام کے کھانے پکائے ہیں۔ جن میں چکن بریانی، شاہی زعفرانی بریانی، نرگسی پلاؤ، کوفتہ قورمہ، مٹن قورمہ، بیف کے کباب، بونے زردہ، کھیر آکس کریم اور بہت کچھ شامل ہے“..... چوہان نے کہا تو عمران یکنخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب تو واقعی دعوت ولیمہ کا کیا ہوا اہتمام لگتا ہے۔ صفر سچ سچ بتاؤ کہیں تم نے میرے بغیر جولیا کا نکاح تو نہیں پڑھا دیا“..... عمران نے صفر کی طرف دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنستا شروع ہو گئے۔

”یہ تمہیں بار بار نکاح کے ہی خواب کیوں دکھائی دیتے ہیں۔“ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”کیونکہ چھپچھڑوں کے خواب صرف بلیاں ہی دیکھتی ہیں۔ اب بے بھی دیکھنا شروع ہو گئے ہوں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں“۔ عمران نے بے ساختہ کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا کیونکہ عمران کی بے والی بات ظاہر ہے اس کے لئے تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں صالحہ اور جولیا نے ڈائننگ ٹیبل پر واقعی پر تکلف کھانے کی ڈشز سجا دیں اور پھر انہوں نے سب کو ڈائننگ ٹیبل پر بلا لیا۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ڈشز کو دیکھ رہا تھا

جو واقعی انواع اقسام کے کھانوں سے بھری ہوئی تھی۔ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے لیکن عمران بدستور کرسی کے پاس کھڑا کھانے کی ڈشز کو دیکھ رہا تھا۔

”کیا دیکھ رہے ہو۔ بیٹھ جاؤ“..... جولیا نے اسے کھڑے دیکھ کر کہا۔

”دیکھ رہا ہوں کہ اگر تم نے عام سی دعوت کے لئے اتنا بڑا اہتمام کیا ہے تو بارات کے کھانے اور دعوت ویسے کے لئے تم کتنا بڑا اہتمام کراؤ گی“..... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ آپ شادی کی تیاری تو کریں باقی ہم سنبھال لیں گے“..... صفدر نے کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔ اس کے چہرے پر مایوسی سی چھا گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اس معاملے میں عمران بے حد کثور ثابت ہوا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن شادی کے معاملے میں نہ سنجیدہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی کے جذبات کی پرواہ کرتا تھا۔

”چلو پھر سمجھو شادی پکی۔ بس ایک چھوٹی سی بات مان لو تم سب میری“..... عمران نے کہا تو جولیا چونک کر اور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگی اس کے چہرے پر ایک بار پھر امید و بیم کی چمک ابھر آئی تھی۔

”کیا“..... سب نے ایک ساتھ کہا۔

”بارات کے کھانے کا انتظام تم سب مل کر کر لینا دعوت ولیہ پر جتنا بھی خرچ ہوگا وہ سب میرا سب سے پیارا اور عزیز بھائی تنویر اٹھائے گا“..... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے جبکہ اس کی بات سن کر تنویر نے غصے سے ہونٹ بھیج لئے۔

”ٹھیک ہے۔ تم شادی کے لئے کوئی لولی لنگڑی، اندھی کافی اور کالی دہن ڈھونڈو پھر بارات کا اور ویسے کا کھانا بھی میرے ذمہ۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”میرے خیال میں جولیا میں تو ایسی ایک بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ کیوں جولیا“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب ایک مرتبہ پھر کھلکھلا کر ہنسنے لگے جبکہ جولیا کے چہرے پر غصہ اور تنویر کے چہرے پر خفت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”فضول باتیں بند کرو اور کھانا شروع کرو“..... جولیا نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ویسے بھی بزرگوں کا قول ہے کہ اول طعام بعد کلام“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ جولیا نے کھانے کے ساتھ کولڈ ڈرنکس بھی منگوائی تھیں۔ صالحہ اور صفدر نے سب کو کولڈ ڈرنکس سرودیں اور پھر وہ واقعی خاموشی سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے بعد کافی کا دور چلا اور پھر وہ سب ایک بار پھر سٹنگ روم میں آ کر

بیٹھ گئے۔

”کھانا پینا تو ہو گیا لیکن افسوس کہ نکاح ہوا اور نہ ہی چھوہارے باٹے گئے اس لئے اس کھانے پینے کو سادہ دعوت کے سوا کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ اب یہ بھی بتا دو کہ یہ دعوت دی کس خوشی میں گئی تھی“..... عمران نے کہا۔

”تمہیں پنانے کے لئے“..... تنویر نے فوراً کہا تو وہ سب اسے گھورنے لگے۔

”مجھے پنانے کے لئے۔ کیا مطلب۔ ویسے میں تو پہلے ہی پنا پتایا ہوں۔ کیوں جولیا“..... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرانے لگے جبکہ اس بار جولیا نے منہ بنا لیا۔

”ہم نے ایک پروگرام بنایا ہے“..... صفدر نے کہا۔  
”پروگرام۔ کیا اس دعوت کے علاوہ بھی کوئی پروگرام تھا۔“  
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں“..... جولیا نے کہا۔

”کیا“..... عمران نے پوچھا۔

”ہم ہمیشہ سیر و تفریح کا پروگرام بناتے ہیں اور کہیں نہ کہیں پکنک منانے چلے جاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ہم نے جتنی بار بھی سیر یا پکنک منانے کا پروگرام بنایا کسی نہ کسی الجھن یا کسی کیس میں پھنس کر رہ گئے لیکن اس بار دور دور تک کسی کیس کا امکان دکھائی نہیں دے رہا ہے اس لئے ہم اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہتے

ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”موقع کا فائدہ۔ کیا مطلب۔ کیا پھر کہیں سیر و تفریح کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے“..... عمران نے چونک کر کہا۔  
”سیر کا نہیں شکار کا“..... صفدر نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔

”شکار“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ اس بار ہم نے گھومنے پھرنے اور کسی تفریحی مقام پر جانے کی بجائے شکار کرنے کا پروگرام بنایا ہے“..... صدیقی نے کہا۔

”شکار بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک انسانی شکار جو ہم سیکرٹ ایجنٹس کرتے ہی رہتے ہیں اور دوسرا شکار جنگلوں میں یا پھر شکار گاہوں میں جا کر درندوں یا پھر معصوم جانوروں کا کیا جاتا ہے۔ اب تم نے کون سے شکار کا پروگرام بنایا ہے یہ بتا دو“۔ عمران نے کہا۔

”ہم مانجو داڑ کی شکار گاہ میں جانا چاہتے ہیں۔ وہ قدیم کھنڈرات بھی ہیں اور شکار گاہ بھی جہاں ہم مرغابیاں، سیاہ مرغوں اور سرخ خرگوشوں کا بھی شکار کر سکتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ان تینوں جانوروں کا گوشت انتہائی لذیذ اور غذائیت بخش ہوتا ہے۔ ہم نے آج تک ان جانوروں کا گوشت نہیں کھایا ہے اس لئے ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ ہم مانجو داڑ جا کر ان جانوروں کا شکار کریں اور

انہیں کونٹوں پر بھون کر ان کا تازہ اور لذیذ گوشت کھا سکیں۔“ کیپٹن ٹھیکل نے کہا۔

”صرف گوشت ہی کھانا ہے نایا کوئی اور بھی پروگرام ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ہمارا اور کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جو پروگرام ہے وہ تم پر واضح کر دیا ہے اور بس“..... جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

”تو پھر مسئلہ کیا ہے۔ اس میں مجھے پٹانے والی کون سی بات ہے۔ جب تم نے پروگرام بنایا ہے تو اپنے پروگرام پر عمل کرو۔ میں تو ویسے بھی ہمیشہ کی طرح نہ تین میں ہوں اور نہ تیرہ میں۔“ عمران نے کہا۔

”بات یہ ہے ہم نے شکار کرنے کا پروگرام پہلی بار بنایا ہے۔ چیف سے ہم سیر و تفریح اور پنک کی اجازت تو لے لیتے ہیں لیکن شکار کے لئے ہم نے چیف سے کبھی بات نہیں کی اس لئے ہم میں سے کسی میں ہمت نہیں ہو رہی ہے کہ اس شکار جسے لئے چیف سے اجازت لے سکے“..... خاور نے کہا۔

”اوہ۔ تو شکار پر جانے کی اجازت لینے کے لئے تم مجھے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو مطلب پہلا شکار میرا کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چیف تمہاری بات سن بھی لیتے ہیں اور مان بھی لیتے ہیں۔ اس لئے سب سے صلاح مشورے کے بعد

ہی تمہیں یہاں بلایا گیا تھا ہمارے لئے چیف سے تم بات کرو اور انہیں راضی کرو کہ وہ ہمیں شکار کھیلنے کی اجازت دے دیں۔“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور تم سب کا کہنا ہے کہ چیف صرف میری بات ہی سنتا ہے۔“ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”جی ہاں عمران صاحب۔ یہ تو حقیقت ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں چاہوں تو چیف سے میں بھی اجازت لے سکتی ہوں اور مجھے یقین ہے اگر میں چیف سے بات کروں تو وہ مجھے انکار نہیں کرے گا“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر تمہیں خود پر اتنا بھروسہ تھا کہ چیف تمہاری بات مان لے گا تو پھر تم نے مجھے کیوں بلایا“..... عمران نے کہا۔

”اب تم خود کو زیادہ تیس مار خاں نہ سمجھو۔ مس جولیا، چیف سے بات کرنا چاہتی تھیں لیکن ہمارا خیال تھا کہ چیف شاید انہیں انکار کر دے اس لئے سب نے صلاح مشورے کے بعد ہی تمہیں بلایا تھا“..... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”تیس مار خاں تو میں ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ چیف سیر و تفریح اور پنک منانے کی تو اجازت دے سکتا ہے لیکن شکار کے لئے وہ کسی بھی صورت میں اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ چیف یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ تم منہ کے ذائقے اور پیٹ بھرنے کے لئے

معصوم جانوروں کا شکار کرو“..... عمران نے بھی منہ بنا کر کہا۔  
 ”ہم منہ کا ذائقہ بدلنے اور اپنا پیٹ بھرنے کے لئے شکار کا پروگرام نہیں بنا رہے“..... جولیا نے کہا۔  
 ”تو پھر شکار کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے“..... عمران نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی ایک طرح کی تفریح ہے۔ ہم صرف ان جانوروں کا شکار کریں گے جن کے شکار کی ممانیت نہیں ہے اور حلال جانوروں کا شکار کرنے کی اسلام بھی اجازت دیتا ہے“..... تنویر نے کہا۔  
 ”تم تو یوں فتویٰ دے رہے ہو جیسے تم سے بڑا یہاں کوئی عالم فاضل نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”فضول باتیں چھوڑو اور بتاؤ کہ تم چیف سے ہمیں اجازت لے کر دو گے یا نہیں“..... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”پہلے یہ مان لو کہ یہ کام میں ہی کر سکتا ہوں اور کوئی نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نہیں تمہارا غرور اور گھمنڈ بول رہا ہے“..... تنویر غرایا۔  
 ”میں گھمنڈی نہیں ہوں سمجھو تم اور نہ ہی مجھے کسی بات کا غرور ہے۔ میں ایک سادہ اور عام سی بات کر رہا ہوں“..... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر میں نہ مانوں تو“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”کیا نہ مانوں“..... عمران نے کہا۔  
 ”یہ کہ صرف تم ہی ہمیں چیف سے اجازت دلا سکتے ہو اور کوئی نہیں“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔  
 ”جو سچ ہے وہ سچ ہی رہتا ہے بدل نہیں جاتا“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر شرط لگائیں“..... جولیا نے کہا۔  
 ”کیسی شرط“..... عمران نے چونک کر کہا۔  
 ”یہ کہ شکار کی چیف سے میں اجازت مانگوں تو وہ مجھے انکار نہیں کرے گا اور شکار کی اجازت دے دے گا“..... جولیا نے کہا۔  
 ”اسلام میں شرط حرام ہے۔ میں شرط نہیں لگا سکتا۔ سوری۔“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”چلو شرط نہ لگاؤ یہ طے کر لیتے ہیں کہ اگر چیف نے مجھے اجازت دے دی تو پھر تم ہم سب کو کتنی فائیو اسٹار ہوٹل میں پر تکلف دعوت دو گے اور اس کا سارا خرچ تم اکیلے اٹھاؤ گے۔“ جولیا نے کہا۔ وہ سب انہیں آپس میں نوک جھونک کرتے دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے۔

”اور اگر تم ہار گئی تو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔  
 ”تو پھر یہ دعوت میری طرف سے ہو گی“..... جولیا نے اٹل لہجے میں کہا۔

”اس کی کیا ضرورت ہے مس جولیا۔ آپ نے ہمیں پہلے ہی

دعوت کھلا دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چیف آپ کو اجازت دے دیں گے۔ اس لئے دعوت کا اہتمام اب عمران کو ہی کرنا پڑے گا اگر اس کی بات درست ہوئی اور چیف نے آپ کو اجازت نہ دی تو پھر آج کی دعوت ہی ہم سب کے لئے کافی ہے..... تنویر نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ اب مجھے اس دعوت کا قرض چکانا ہے تو ایسا ہی سہی“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اگر چیف نے تمہاری بات مان لی تو سب کی فائینو اسٹار ہوٹل میں دعوت میرے ذمہ اور اگر چیف نے تمہاری بات نہ مانی تو پھر تمہاری آج کی دی ہوئی پر تکلف دعوت کا مجھ پر سے قرض اتر جائے گا“..... عمران نے کہا تو جولیا ہونٹ کاٹتے ہوئے اسے گھورنے لگے۔

”عمران صاحب۔ یہ آپ کن چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ اگر مس جولیا سے فون کرانا ہوتا تو پھر ہمیں آپ کو یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی“..... صفدر نے کہا۔

”ایک کے بدلے دو دعوتیں اڑانے کے لئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک کے بدلے دو دعوتیں۔ کیا مطلب“..... صدیقی نے کہا۔

”ایک دعوت تو ہو چکی۔ اب اگر جولیا جیت گئی تو پھر میری طرف سے تم سب کی دوسری دعوت ہوگی ورنہ اسی دعوت پر قناعت

کرنا اور صبر شکر کر کے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جانا“..... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ مس جولیا سے چیف کو فون کرایا جائے“..... کیپٹن کھلیل نے بے چین لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ واقعی چیف، جولیا کو شکار کھیلنے کی اجازت دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے سارے کئے دھرے پر پانی پھر جائے گا اور وہ ایسا نہ چاہتا تھا۔

”تم فکر نہ کرو۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ چیف مجھے انکار نہیں کرے گا تو نہیں کرے گا۔ میں ابھی کرتی ہوں چیف سے بات“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ اٹھی اور سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

”ایک بار پھر سوچ لیں مس جولیا۔ چیف نے اگر واقعی انکار کر دیا تو پھر ہم کبھی شکار کا پروگرام تک نہ بنا سکیں گے“..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو تم سمجھتے ہو کہ چیف کے لئے سب کچھ عمران ہی ہے میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں ڈپٹی چیف ہوں۔ یہ صرف فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے۔ اگر چیف فری لانسر کی بات مان سکتا ہے تو پھر ڈپٹی چیف کی کیوں نہیں۔ کیا اس کی نظر میں تم سب کی اور میری کوئی حیثیت نہیں ہے“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جبکہ جولیا کے ریمارکس پر عمران بے

اختیار مسکرا دیا۔

”فون کرو تم“..... عمران نے کہا تو جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے چیف کے نمبر پر پریس کرنے لگی۔ نمبر پر پریس کرتے ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پر پریس کر دیا۔

”ایکسٹو“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص کرخت اور سرد آواز سنائی دی اور چیف کی آواز سن کر سب کے چہرے ست گئے۔

”جولیا بول رہی ہوں چیف“..... جولیا نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں فون کیا ہے“..... چیف نے اسی انداز میں کہا۔  
 ”ان دنوں ہمارے پاس کوئی کیس نہیں ہے چیف اور ہم سب بے حد بوریت محسوس کر رہے ہیں“..... جولیا نے ہمت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو کیا تم نے یہ سب بتانے کے لئے مجھے کال کیا ہے“۔  
 دوسری طرف سے ایکسٹو کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”نو چیف“..... چیف کی غراہٹ سن کر جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی چیف کی غراہٹ سن کر ہونٹ بھیج کر رہ گئے جبکہ عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تو پھر فون کیوں کیا ہے یہ بتاؤ“..... چیف نے اسی انداز میں

کہا۔

”چیف ہم سب سوچ رہے ہیں کہ ہم اس موقع کا فائدہ اٹھا کر کچھ تفریح کر آئیں“..... جولیا نے جھجکتے جھجکتے کہا۔

”تو تم سیر و تفریح کے لئے جانا چاہتے ہو“..... چیف نے کہا۔  
 ”لیس چیف۔ لیکن اس بار ہمارا ارادہ صرف سیر و تفریح کا نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”تو پھر“..... چیف نے پوچھا۔  
 ”ہم سیر و تفریح کے ساتھ شکار بھی کھیلنا چاہتے ہیں“..... جولیا نے رک رک کر کہا۔ جولیا کی بات سن کر دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی اور چیف کی یہ خاموشی انہیں کسی طوفان کا پیش خیمہ محسوس ہونے لگی۔ عمران بدستور مسکرا رہا تھا کہ بلیک زیرو نے انہیں شکار کھیلنے کے لئے جانے سے صاف منع کر دینا ہے۔

”شکار کے لئے کس شکار گاہ کا انتخاب کیا ہے تم نے“ دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو نہ صرف جولیا اور اس کے ساتھیوں بلکہ عمران کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ چیف کے لہجے میں وہ سختی اور غراہٹ پن نہیں تھا جو ایک لمحہ قبل تھا۔

”چیف۔ ہم نے مانجوداڑ کے علاقے کا انتخاب کیا ہے۔ وہاں تلور، مرغابیاں، سرخ خرگوش اور سیاہ مرغ پائے جاتے ہیں“..... چیف کے لہجے میں نرمی دیکھ کر جولیا نے فوراً کہا۔



”کیا عمران بھی تمہارے ساتھ جائے گا“..... چیف نے کہا۔  
 ”وہ ہمیں بیٹھا ہے چیف۔ ابھی ہم نے اس سے پوچھا نہیں ہے اگر وہ جانا چاہے تو اس کی مرضی اور نہ جانا چاہے تو بھی اس کی مرضی ہو گی“..... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو حیرت سے بت بنا ٹیلی فون سیٹ کی جانب دیکھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ جولیا سے بات کرنے والا بلیک زیرو ہی ہے یا پھر اس کی جگہ کسی اور نے لے لی ہے۔ بلیک زیرو اس قدر آسانی سے انہیں شکار پر جانے کی اجازت دے دے گا یہ واقعی اس کے لئے انتہائی حیران کن بات تھی۔

”ٹھیک ہے۔ جاؤ لیکن اپنے ساتھ بی فائیو ٹرانسمیٹر ضرور لے جانا تاکہ ضرورت پڑنے پر تمہیں بلایا جاسکے اور عمران سے کہنا کہ وہ دانش منزل میں آ کر ایک بار مجھ سے بات کر لے مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا کے چہرے پر سرشاری کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا کہ چیف نے اس سے کوئی سوال نہ کیا تھا اور نہ ہی اسے شکار کھیلنے جانے کے لئے منع کیا تھا بلکہ اس نے نہایت آسانی سے ان سب کو اجازت بھی دے دی تھی۔

”ہرا۔ ہرا۔ چیف نے ہمیں شکار پر جانے کی اجازت دے

دی۔ آپ شرط ہار گئے عمران صاحب۔ مس جولیا نے اپنی بات سچ کر دکھائی ہے کہ چیف انہیں آسانی سے اجازت دے دیں گے۔“  
 یلکھت صفدر نے اٹھ کر زور زور سے نعرے لگانے والے انداز میں کہا تو باقی سب بے اختیار جولیا کی طرف دیکھ کر تالیاں بجانے لگے جبکہ عمران ہولنقوں کی طرح انہیں دیکھ رہا تھا۔

”چیف نے تم سب کو شکار پر جانے کی اجازت دی ہے تمہیں شادیاں کرانے کی اجازت نہیں دی جو تم اس قدر خوش ہو رہے ہو“..... عمران نے جلے کٹے لہجے میں کہا تو وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”خوشی کو شادی مرگ بھی کہتے ہیں۔ سمجھ لو ہم سب اس وقت شادی مرگ کی کیفیت میں ہیں“..... تنویر نے برجستہ کہا تو تنویر کے اس برجستہ جواب پر وہ سب ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گئے۔  
 ”شادی مرگ کا اصل مفہوم جانتے بھی ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہت زیادہ خوشی کے موقع پر کہا جاتا ہے“..... تنویر نے کہا۔  
 ”کہا تو بہت زیادہ خوشی کے موقع پر جاتا ہے لیکن اس کا لغوی معنی ہے کہ ایسی موت جو بہت زیادہ خوشی کی حالت میں ہو۔ تمہیں خوشی تو ہے لیکن تم میں سے مرا تو کوئی نہیں کہو تو مشین پمپل نکال کر اس محاورے کو تم پر سچ کر دکھاؤں خاص طور پر اس جل ککڑ کو“۔  
 عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

پارکنگ سے باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ کار لے کر پارکنگ سے نکلا اسی لمحے سیاہ رنگ کی ایک کار اچانک اس کی کار کے سامنے آ گئی۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اسی لمحے کار کی پچھلی کھڑکی سے ایک مشن گن کی نال نکلی اور دوسرے لمحے مشین گن کی اس نال سے شعلے نکلے اور ماحول مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور گولیاں تڑاتڑ عمران کی کار پر برسنے لگیں۔

”جل ککڑ۔ کیا مطلب۔ یہ جل ککڑ کیا ہے۔ جل کا مطلب تو پانی ہوتا ہے اور ککڑ غالباً مرغ کو کہتے ہیں مگر اس کا مفہوم کیا ہو سکتا ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عقل مندوں کو بھی سبق دینا پڑتا ہے۔ جل ککڑ ہماری مادری زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی پانی کا پرندہ یعنی مرغابی ہے لیکن محاورے کے طور پر جل ککڑ بات بات پر غصہ کرنے والے کو کہتے ہیں جیسا کہ تنویر“..... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا۔ تم سب کو اجازت مل گئی ہے۔ اب تو تمہیں خوش ہو جانا چاہئے اور تمہیں جلد سے جلد تیاری مکمل کر کے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ چیف کا ارادہ بدل جائے اور پھر تم سب کو اپنی حسرتوں پر آنسو بہانا پڑے“..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”ہم اکیلے نہیں جائیں گے۔ تم ہمارے ساتھ جاؤ گے اگر تم نہیں جاؤ گے تو پھر ہم میں سے بھی کوئی بھی نہیں جائے گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے جسے میں کسی بھی صورت میں نہیں بدلوں گی۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر تم میرا سارا خرچ اٹھانے کے لئے تیار ہو تو پھر مجھے جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے“..... عمران نے مسکرا کر کہا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا کے فلیٹ سے نکل کر وہ پلازہ کی پارکنگ میں آیا اور پھر وہ کار لے کر

”حیرت ہے۔ سرسلطان کو ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ وہ خود یہاں آئے ہیں۔ اگر وہ مجھے فون کر دیتے تو میں ان کے پاس چلا جاتا“..... سرعبدالرحمن نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے انہوں نے میز کی سائیڈ پر رکھ دی۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور سرسلطان مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر سرعبدالرحمن ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور میز کے پیچھے سے نکل کر مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔

”کیسے ہیں آپ“..... علیک سلیک کے بعد سرسلطان نے سرعبدالرحمن سے پوچھا۔

”اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ آپ سنائیں۔ آپ کیسے ہیں اور بھابھی کا کیا حال ہے“..... سرعبدالرحمن نے کہا۔  
 ”میں بھی ٹھیک ہوں اور آپ کی بھابھی بھی الحمد للہ ٹھیک ہیں۔ آپ سنائیں۔ بڑی بیگم صاحبہ کی اب طبیعت کیسی ہیں“۔ سرسلطان نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”شکر ہے اللہ کا۔ کبھی کبھی ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے ورنہ وہ اب کافی حد تک نارمل رہتی ہیں“..... سرعبدالرحمن نے کہا اور پھر وہ سرسلطان کو لے کر کمرے کے ایک کونے میں پڑے ہوئے صوفے اور کرسیوں کی طرف بڑھے۔

”تشریف رکھیں“..... سرعبدالرحمن نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا

سرعبدالرحمن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ اچانک انٹرکام کی کھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑے انہوں نے فائل سے سر اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔  
 ”لیں“..... سرعبدالرحمن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سر۔ سیکرٹری خارجہ سرسلطان آپ سے ملنے کے لئے بذات خود تشریف لائے ہیں“..... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سرعبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

”سرسلطان۔ کیا مطلب۔ کیا انہوں نے آنے کا کوئی پیغام دیا تھا“..... سرعبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نوسر“..... پرسنل سیکرٹری نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ انہیں عزت اور احترام کے ساتھ اندر بھیج دو“۔  
 سرعبدالرحمن نے کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔

تو سرسلطان شکر یہ کہہ کر سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔ سر عبدالرحمن بھی ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

”کیا خدمت کی جائے آپ کی“..... سر عبدالرحمن نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو بس ایسے ہی یہاں سے گزر رہا تھا سوچا کہ آپ سے ملتا چلوں۔ اگر آپ مصروف ہیں تو بتا دیں میں پھر کبھی ملاقات کے لئے آ جاؤں گا۔“ سرسلطان نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آج پہلی بار آپ نے خود یہاں آ کر کر میرے آفس کی رونق بڑھائی ہے ورنہ آپ مجھے فون کر دیتے تو میں خود آپ کے پاس پہنچ جاتا۔“ سر عبدالرحمن نے کہا۔

”جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو کال نہیں کیا اور خود ہی آپ کو بغیر بتائے یہاں پہنچ گیا“..... سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن بھی مسکرا دیئے۔

”آج آفس نہیں گئے آپ“..... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

”نہیں۔ آج میرا موڈ نہیں تھا اس لئے آف لے لیا۔ میرا ارادہ لاگ ڈرائیو کرنے کا تھا اور میں اسی مقصد سے نکلا تھا۔ ادھر سے گزرا تو سوچا کہ ڈیوٹی کر کے آپ بھی تھک گئے ہوں گے۔ اگر آپ بھی میرے ساتھ لاگ ڈرائیو پر جانا چاہیں تو ہم دونوں

ساتھ ہی چلتے ہیں“..... سرسلطان نے کہا۔

”ڈیوٹی کو میں ڈیوٹی نہیں اپنا فرض سمجھ کر کرتا ہوں اور میں ڈیوٹی سے جان چھڑانے کے لئے کوئی بہانہ نہیں کرتا اور آپ کے بارے میں بھی مجھے معلوم ہے۔ آپ بلاوجہ کبھی رخصت نہیں لیتے۔ آپ کی یہ بات سچ میں مجھے حیرت میں مبتلا کر رہی ہے کہ آج آپ کا آفس جانے کا موڈ نہیں تھا اور آپ لاگ ڈرائیو پر جانا چاہتے ہیں۔ یقیناً بات کوئی اور ہے“..... سر عبدالرحمن نے ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو سرسلطان ہنس پڑے۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بے شک میرے آفس میں فون کر کے دیکھ لیں۔ میں نے باقاعدہ رخصت لی ہے“..... سرسلطان نے کہا۔

”اوکے“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور اٹھنے لگے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ واقعی میرے آفس میں فون کریں گے“..... سرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”آپ نے ہی تو کہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کا کوئی حکم ٹال نہیں سکتا“..... سر عبدالرحمن نے مسکرا کر کہا تو ایک لمحے کے لئے سرسلطان نے چونک کر ان کی طرف دیکھا پھر وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”آپ بھی اچھا مذاق کر لیتے ہیں“..... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن کے چہرے پر اور زیادہ حیرت لہرانے لگی۔

”مذاق اور میں“..... سر عبدالرحمن نے ان کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اچھا چھوڑیں یہ باتیں میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میں یہاں ایک خاص مقصد سے آیا ہوں“..... سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اور وہ خاص مقصد کیا ہے“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”آپ کو کچھ دکھانا ہے“..... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا“..... سر عبدالرحمن نے چونک کر کہا تو سر سلطان نے جیب

میں ہاتھ ڈالا اور پھر انہوں نے خالی ہاتھ جیب سے نکال لیا۔

”کیا ہوا“..... انہیں جیب سے خالی ہاتھ نکالتے دیکھ کر سر

عبدالرحمن نے چونک کر کہا۔

”کچھ نہیں۔ آپ پہلے کمرے کا دروازہ لاکڈ کر دیں اور کمرے

کو اگر ساؤنڈ پروف کر دیں تو اچھا ہو گا میں نہیں چاہتا کہ ہمارے

درمیان جو بھی بات ہو اس کے بارے میں کسی اور کو بھی کوئی علم ہو

سکے اور میں آپ کو جو دکھانے لایا ہوں وہ کوئی اور بھی دیکھے۔“ سر

سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”اوہ۔ ایسی کیا خاص چیز ہے جس کے لئے آپ اس قدر

پراسرار بن رہے ہیں“..... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”جب وہ چیز آپ کے سامنے آئے لی اور اس کے بارے میں

آپ کو بتاؤں گا تو آپ بھی ششدر رہ جائیں گے۔ اس کے لئے احتیاط کیوں ضروری ہے یہ بھی بتاؤں گا پہلے آپ وہ کریں جو میں کہہ رہا ہوں“..... سر سلطان نے انتہائی متانت بھرے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن ان کی طرف دیکھتے رہ گئے۔ سر سلطان کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ آپ ایسا چاہتے ہیں تو ایسا ہی سہی۔ لیکن پہلے یہ

بتائیں کہ آپ کے لئے چائے منگواؤں یا مشروب۔ آپ پہلی بار

میرے آفس میں آئے ہیں کچھ نہ کچھ تو آپ کو لینا ہی پڑے گا۔“

سر عبدالرحمن نے کہا۔

”یہ سب بعد میں دیکھا جائے گا۔ آپ ان تکلفات میں نہ

پڑیں“..... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا تو سر عبدالرحمن ایک بار پھر

چونک پڑے اور حیرت سے سر سلطان کی طرف دیکھنے لگے۔ انہیں

سر سلطان کا انداز قدرے بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

”اوکے۔ میں کرتا ہوں“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور اٹھ کر

دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے دروازہ لاک کیا اور پھر

اپنی ٹیبل کے پاس آ گئے۔ انہوں نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن

پریس کیا تو کمرے میں ہلکی ہلکی نیلی روشنی پھیل گئی۔ روشنی کے

پھیلنے ہی کمرے میں جو سیلنگ فین چل رہا تھا اس کی آواز یوں ختم

ہو گئی جیسے اسے بند کر دیا گیا ہو۔ سر عبدالرحمن نے بٹن پریس کر

کے کمرے کو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف کر دیا تھا۔ کمرے کو ساؤنڈ

پروف کرنے کے بعد انہوں نے انٹرکام کا بٹن پر لیں کیا۔

”لیس سر“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ان کے پرسل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”میں سر سلطان کے ساتھ ایک ضروری میٹنگ میں ہوں۔ جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر نہ آنے دینا اور تمام کالز خود انڈر کر لیتا“..... سر عبدالرحمن نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”لیس سر“..... پرسل سیکرٹری نے کہا تو سر عبدالرحمن نے بٹن پر لیں کر کے انٹرکام آف کر دیا اور پھر مڑ کر وہ اس طرف بڑھے جہاں سر سلطان بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچے یلکھت چوٹک پڑے۔ سر سلطان کے سامنے میز پر سرخ رنگ کی توپ کا ایک ماڈل رکھا ہوا تھا۔ توپ چھوٹی سی تھی لیکن اس کی نال کافی لمبی دکھائی دے رہی تھی۔ توپ پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے شارز دکھائی دے رہے تھے جو سرخ رنگ کے تھے اور غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتے تھے۔

”یہ کھلونا کیا ہے“..... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

”یہی میں تمہیں دکھانا چاہتا تھا اور یہ کھلونا نہیں کچھ اور ہے۔“ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ اور۔ کیا مطلب“..... سر عبدالرحمن نے کہا اور توپ نما کھلونے کو اٹھانے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ارے ارے۔ اسے چھوٹا نہیں“..... سر سلطان نے چیخے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

”کیوں کیا ہوا اور آپ نے کیا کہا یہ کھلونا نہیں ہے۔ اس بات کا کیا مطلب ہوا“..... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ”یہ ہولناک بم ہے۔ جسے اگر تم چھو لیتے تو یہ اسی وقت بلاسٹ ہو جاتا اور اس بم کے ساتھ تمہارے پر نچے اڑ جاتے۔“ سر سلطان نے اچانک اپنا رویہ بدلتے ہوئے کہا وہ آپ سے تم پر آ گئے تھے۔ سر عبدالرحمن چونکہ توپ کے کھلونے نما ماڈل کی طرف متوجہ تھے اس لئے انہوں نے سر سلطان کے بدلے ہوئے رویے پر غور نہ کیا۔

”اوہ۔ کھلونے نما توپ میں بم۔ کہاں سے ملا یہ آپ کو“۔ سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ مجھے کہیں راستے میں پڑا ہوا نہیں ملا ہے۔ یہ میں خود لایا ہوں تمہارے لئے“..... سر سلطان نے اسی انداز میں کہا تو اس بار سر عبدالرحمن بری طرح سے اچھل پڑے۔

”میرے لئے اور یہ آپ کا رویہ کیوں بدل گیا ہے“..... سر عبدالرحمن نے سر سلطان کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم اس توپ جیسے کھلونے کی ایک خوبی دیکھ لو پھر میں تمہیں ساری بات بتا دیتا ہوں“..... سر سلطان نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کھلونے نما توپ پر لگا

ہوا ایک بٹن پر لیس کیا۔ توپ کی نال کا رخ پہلے ہی سر عبدالرحمن کی طرف تھا۔ جیسے ہی سر سلطان نے بٹن پر لیس کیا اچانک توپ کے دہانے پر ایک چمک سی پیدا ہوئی۔ اس سے پہلے کہ سر عبدالرحمن کچھ کرتے اسی لمحے توپ کے دہانے سے شعاع سی نکل کر سر عبدالرحمن پر پڑی اور دوسرے لمحے سر عبدالرحمن کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے سارے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ انہیں اپنا جسم بے حس و حرکت ہوتا ہوا محسوس ہوا اور پھر دوسرے لمحے انہیں یوں محسوس ہونے لگا جیسے ان کا جسم کسی پتھر کی طرح سخت ہوتا جا رہا ہو۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا لیکن جلد ہی یہ اندھیرا دور ہو گیا۔ ان کے کانوں میں سائیں سائیں ہو رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ سائیں سائیں کی یہ آوازیں کم ہونے لگیں۔ سر عبدالرحمن کے سامنے بیٹھے ہوئے سر سلطان بدستور مسکرا رہے تھے۔

”کیوں سر عبدالرحمن اب پتہ چلی اس کھلونے نما توپ کی خاصیت“..... سر سلطان نے بدلے ہوئے اور نہایت طنزیہ لہجے میں کہا۔ یہ آواز سر سلطان کی آواز سے قدرے مختلف تھی۔

”میں نے تم پر ایکوریتار شعاع فار کی ہے۔ اس شعاع سے تمہارا جسم ساکت ہو گیا ہے۔ اب تم نہ بول سکتے ہو نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتے ہو البتہ تم سن سکتے ہو اور دیکھ بھی سکتے ہو۔ اس لئے میں تمہیں جو بھی بتاؤں گا وہ سب تمہیں سننا بھی پڑے گا اور میں تمہارے سامنے جو کروں گا وہ تمہیں دیکھنا بھی پڑے گا۔ میں

چاہوں تو تمہیں اسی حالت میں ہلاک بھی کر سکتا ہوں اور تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے“..... سر سلطان نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

”تم مجھے یقیناً سر سلطان سمجھ رہے ہو جبکہ ایسا نہیں ہے۔ میں کون ہوں یہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن مجھے تم تک پہنچنا تھا اس لئے میں نے سر سلطان کا میک اپ کیا اور تمہارے پاس آ گیا۔ سر سلطان کے روپ میں مجھے تم تک پہنچنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے کسی آدمی اور خاص طور پر تم نے بھی مجھے نہیں پہچانا اور مجھے سر سلطان ہی سمجھ لیا۔ یہ میری بہت بڑی کامیابی ہے“..... سر سلطان نے اسی طرح سے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ سر عبدالرحمن کا جسم چونکہ شعاع کے زیر اثر ساکت تھا اس لئے ان کے چہرے پر حیرت اور غصے کے کوئی تاثرات ظاہر نہ ہو رہے تھے۔ وہ پتھر کے بت بنے ایک نک سر سلطان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”میں تمہیں اپنا چہرہ نہیں دکھاؤں گا اور نہ ہی تمہیں اپنا نام بتاؤں گا لیکن میں یہاں کس لئے آیا ہوں یہ ضرور بتاؤں گا۔“ سر سلطان کے روپ میں موجود آدمی نے کہا اور پھر وہ اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا سر عبدالرحمن کی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے سر عبدالرحمن کی میز کی درازیں کھولیں اور پھر وہ میز کی درازوں کی

تلاش لینے لگا۔ میز کی سب سے چلی دراز کھولتے ہی اس کی نظریں سبز رنگ کی ایک نوٹ بک پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے نوٹ بک اٹھائی اور اسے کھول کر چیک کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں کی چمک بے انتہا بڑھ گئی۔ وہ نوٹ بک لے کر دوبارہ سر عبدالرحمن کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے نوٹ بک سر عبدالرحمن کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

”مجھے یہ نوٹ بک چاہئے تھی۔ اگر یہ میں تم سے زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو تم یہ نوٹ بک کبھی میرے حوالے نہ کرتے اس لئے مجھے سر سلطان کے میک اپ میں یہاں آنا پڑا اور مجھے شک تھا کہ تم مجھے پہچان سکتے ہو اس لئے میں یہاں پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔ دیکھ لو میں نے تمہیں بغیر کوئی نقصان پہنچائے یا تمہارا انکار سننے سے یہ نوٹ بک حاصل کر لی ہے۔ یہ وہی نوٹ بک ہے جو تمہیں وکٹوریہ ہوٹل کے اس کمرے سے ملی تھی جہاں شوگرانی لڑکی کی لاش پائی گئی تھی۔ میرے جس ساتھی نے اس لڑکی کو قتل کیا تھا وہ اس نوٹ بک کو ہی حاصل کرنے کے لئے وہاں گیا تھا لیکن اسے نوٹ بک وہاں سے نہیں ملی تھی جبکہ تمہیں یہ نوٹ بک اسی کمرے کی ایک میز کے نیچے چپکی ہوئی مل گئی تھی۔ تم نہیں جانتے ہمارے لئے یہ نوٹ بک کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے اس نوٹ بک کی کاپی بنا کر ایک فائل بنائی ہے جو تم نے سرٹنڈنٹ فیاض کو دی ہے تاکہ وہ اسے کسی ایکسپرس سے ڈی

کوڈ کر اسکے۔ سرٹنڈنٹ فیاض نے وہ فائل تمہارے ناخلف بیٹے علی عمران کو دے دی ہے۔ میں نے تم سے اصل کوڈ بک حاصل کر لی ہے۔ عمران سے بھی فوٹو کاپی کی فائل حاصل کر لی جائے گی۔ تم سے چونکہ میری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے اس لئے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا لیکن تمہارے بیٹے علی عمران سے میری پرانی دشمنی ہے۔ اس نے مجھے کئی بار زک پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ اس بار میں اس سے بدلہ لوں گا۔ اس سے فوٹو کاپی فائل بھی حاصل کی جائے گی اور اسے ہلاک بھی کیا جائے گا۔ میں نے اپنے ٹارگٹ کلرز کو اس کے پیچھے لگا دیا ہے۔ جلد ہی تمہیں اس بات کی خبر مل جائے گی کہ تمہارا بیٹا علی عمران اب اس دنیا میں نہیں رہا۔“ اس آدمی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”مجھے افسوس ہے کہ تم نہ تو میری کسی بات کا جواب دے سکتے ہو اور نہ ہی مجھ پر غصہ ظاہر کر سکتے ہو۔ مجھے یہ کوڈ بک مل گئی ہے اس لئے میں یہ لے کر جا رہا ہوں۔ تمہیں ایک گھنٹے تک اسی حالت میں رہنا ہوگا۔ ایک گھنٹے کے بعد تم پر سے اس شعاع کا اثر ختم ہو جائے گا۔ اس ایک گھنٹے میں تمہاری پہنچ سے میں اتنی دور نکل جاؤں گا کہ تم میری گرد کو بھی نہ پاسکو گے اور مجھے یقین ہے کہ اس ایک گھنٹے میں میرے آدمی تمہارے بیٹے علی عمران کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ تمہیں اپنے بیٹے کی موت کی خبر کی اذیت سہنی ہی پڑے گی اس لئے تم اسی حالت میں اس اذیت ناک خبر کو سننے



اور پھر اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے کے لئے خود کو تیار کر لو..... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے توپ نما کھلونے کو اٹھا کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور نوٹ بک کو دوسری جیب میں ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”گڈ بائی سر عبدالرحمن“..... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازے کا لاک ہٹایا اور پھر وہ دروازہ کھول کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں باہر نکلتا چلا گیا۔ سر عبدالرحمن اپنی جگہ پر ساکت بیٹھے اندر ہی اندر کڑھتے اور چیختے رہ گئے۔ واقعی ان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اس آدمی کو پکڑ کر اس کی بوٹیاں اڑا دیتے۔ جس نے سر سلطان کے میک اپ میں ان کے آفس میں آ کر نہ صرف انہیں دھوکہ دیا تھا بلکہ ان کی دراز سے نوٹ بک بھی نکال کر لے گیا تھا اور جاتے جاتے انہیں یہ پیغام بھی دے گیا تھا کہ وہ ان کے بیٹے علی عمران کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے عمران کے پیچھے ٹارگٹ کلرز لگا دیئے تھے جو اسے کسی بھی وقت ٹارگٹ کر سکتے تھے۔

سر عبدالرحمن ایک گھنٹے تک اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ انہوں نے چونکہ خود ہی اپنے پرسل سیکرٹری سے کہا تھا کہ انہیں اس وقت تک ڈسٹرب نہ کیا جائے جب تک وہ فری نہ ہو جائیں اس لئے اس دوران نہ تو کوئی ان کے کمرے میں آیا تھا اور نہ ہی فون کی کھنٹی بجی تھی۔ انہیں آنے والی فون کالز ان کا پرسل سیکرٹری وصول

کر رہا تھا۔ پھر ایک گھنٹے کے بعد اچانک انہیں اپنے جسم میں توانائی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ان کے رگ و پے میں خون سرایت کرنے لگا اور پھر ان کا جسم آہستہ آہستہ متحرک ہونا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ اسی حالت میں بیٹھے رہے پھر جیسے ہی وہ مکمل طور پر ٹھیک ہوئے انہوں نے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنا شروع کر دیا لیکن ان کے کمرے میں چونکہ ساؤنڈ پروف سسٹم آن تھا اس لئے ظاہر ہے ان کے چیخنے کی آوازیں کمرے سے باہر نہ جاسکتی تھیں۔ وہ تیزی سے اٹھے اور پھر دوڑتے ہوئے اپنی میز کے پاس آئے اور پھر انہوں نے میز کے نیچے لگا ہوا ساؤنڈ پروف سسٹم آف کیا اور مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی انہوں نے چیخ چیخ کر آفیسرز کو بلانا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے مختلف کمروں سے آفیسرز نکل نکل کر ان کی طرف دوڑنے لگے۔ ان کا پرسل سیکرٹری اور سوپرفایض بھی اپنے کمرے سے نکل کر ان کے پاس آ گیا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا سر“..... ان سب نے سر عبدالرحمن کو غصے میں دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ سر سلطان۔ وہ سر سلطان نہیں تھا۔ وہ کوئی اور تھا جو سر سلطان کے میک اپ میں آیا تھا“..... سر عبدالرحمن نے چیختے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ان سب کو ساری باتیں بتا دیں۔

”اوہ۔ اب تو ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے۔ وہ تو

نجانے کہاں سے کہاں نکل گیا ہو گا..... ایک آفیسر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”وہ جہاں بھی گیا ہے اسے ڈھونڈ کر لاؤ۔ اس کے پاس خطرناک اسلحہ ہے اور وہ میری پرسنل دراز سے ایک کوڈبک نکال کر لے گیا ہے۔ اسے ڈھونڈو۔ وہ ابھی شہر میں ہی ہو گا۔ سارے علاقوں کی ناکہ بندی کر دو۔ اسے اس شہر سے نہیں نکلنا چاہئے۔ جاؤ..... سر عبدالرحمن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو آفیسرز تیزی سے مڑ کر بیرونی راستے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

”تم کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو نانسنس۔ فوراً آؤ میرے آفس میں۔ ابھی فوراً..... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور واپس اپنے آفس کی طرف مڑے گئے۔ سوپر فیاض بھی ان کے پیچھے اندر آ گیا۔

”ایک آدمی سر سلطان کے میک اپ میں آیا اور کسی کو اس بات کا پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ اصل سر سلطان ہیں یا نہیں۔ نانسنس..... سر عبدالرحمن نے اپنی کرسی پر بیٹھ کر سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو اس بات کا علم ہی نہیں تھا سر کہ سر سلطان صاحب یہاں آئے ہیں۔ میں پیٹرولنگ کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے لوٹا ہوں..... سوپر فیاض نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کس نے بھیجا تھا تمہیں پیٹرولنگ کے لئے نانسنس۔ کس نے

کہا تھا کہ تم اپنی سیٹ چھوڑ کر جاؤ۔ تمہیں تو بس گھومنے پھرنے کا بہانہ چاہئے۔ نانسنس..... سر عبدالرحمن نے اپنا سارا غصہ سوپر فیاض پر نکالتے ہوئے کہا۔

”وہ سر آپ نے ہی کہا تھا کہ میں اپنے آفیسرز کے ساتھ روزانہ دو گھنٹے شہر کی پٹرولنگ کیا کروں کیونکہ ان دنوں شہر کے حالات صحیح نہیں ہیں..... سوپر فیاض نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے کب کہا تھا تم سے نانسنس۔ میں نے کہا تھا کہ تم اپنی سیٹ پر رہا کرو اور آفیسرز کی ڈیوٹیاں لگاؤ کہ وہ شہر میں پٹرولنگ کیا کریں۔ اس بات سے تم نے اپنی مرضی کا مطلب نکال لیا اور جب چاہا سیٹ سے اٹھے اور پیٹرولنگ کے بہانے سیر کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہو۔ نانسنس..... سر عبدالرحمن نے اسی طرح غصے لہجے میں کہا۔

”سس۔ سس۔ سر وہ وہ..... سوپر فیاض نے گھٹکیاتے ہوئے کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ میں نے تمہیں ایک کام کہا تھا اور وہ بھی تم سے نہ ہوا اور تم نے وہ فائل خود ڈی کوڈ کرنے یا کسی ایکسپلورٹ کو ڈھونڈنے کی بجائے عمران کو دے دی۔ بولو کیوں دی تھی تم نے وہ فائل عمران کو۔ اگر دی تھی تو اس کے بارے میں تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ بولو جواب دو.....

سر عبد الرحمن نے اور زیادہ غصے میں آتے ہوئے کہا۔

”وہ سر۔ وہ عمران کہہ رہا تھا کہ وہ فائل ڈی کوڈ کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اسے فائل دے دی کہ وہ فائل کو ڈی کوڈ کر کے مجھے دے دے گا اور اور.....“ سوپر فیاض نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اور اور کیا۔ اگر وہ فائل ڈی کوڈ کر سکتا تھا تو پھر اس نے اب تک اس فائل کو ڈی کوڈ کیا کیوں نہیں۔ وہ تمہارے پاس آیا تھا۔ تم اسے اپنے پاس بٹھاتے اور اسے اس وقت تک جانے نہ دیتے جب تک وہ پوری فائل تمہارے سامنے ڈی کوڈ نہ کر دیتا۔ تم نے ایسا کرنے کی بجائے فائل ہی اٹھا کر اسے دے دی۔ اپنی جان چھڑانے کے لئے تم ایسا ہی کرتے ہو نانسنس“..... سر عبد الرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں آج ہی اس سے فائل واپس منگوا لیتا ہوں سر۔ اس نے فائل ڈی کوڈ کر دی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے کسی ایکسپرٹ کے پاس لے جا کر ڈی کوڈ کرا لیتا ہوں“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”اب وہ فائل تمہیں کہاں سے ملے گی نانسنس۔ اس کوڈ بک کے لئے ہی تو وہ مجرم میرے پاس سر سلطان کے میک اپ میں آیا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کوڈ بک کی فوٹو کاپی فائل بنائی گئی تھی اور وہ فائل تم نے عمران کو دے دی ہے۔ جس طرح اس نے مجھے دھوکہ دے کر مجھ سے کوڈ بک حاصل کر لی ہے اسی طرح اس نے

عمران کے پیچھے بھی ٹارگٹ کلرز لگا دیئے ہیں۔ وہ عمران سے فائل حاصل کریں گے اور اسے ہلاک بھی کر دیں گے۔ نانسنس۔ تمہاری وجہ سے عمران کی زندگی بھی خطرے میں پڑ گئی ہے“..... سر عبد الرحمن نے کہا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

”ٹارگٹ کلرز۔ یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہی جو تم سن رہے ہو۔ فوٹو کاپی کی فائل حاصل کرنے کے لئے وہ عمران کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے اپنے بیٹے سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا اور کوڈ بک کی فائل بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ تم سے اتنا نہیں ہوا کہ عمران کو فائل دینے سے پہلے اس کی ایک اور فوٹو کاپی فائل بنا کر اپنے پاس رکھ لیتے۔ تم نانسنس ہو بہت بڑے نانسنس“..... سر عبد الرحمن نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”تو سر ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے فائل کی پہلے سے ہی ایک اور فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس محفوظ کر لی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ ایک فائل میں کسی ایکسپرٹ کو لے جا کر دوں گا اور دوسری فائل اپنے پاس رکھوں گا اور اپنے طور پر بھی اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا“..... سوپر فیاض نے کہا تو سر عبد الرحمن چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تمہارے پاس کوڈ بک کی فوٹو

کاپی فائل موجود ہے“..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”لیس سر۔ میرے آفس کے خفیہ سیف میں موجود ہے۔ کہیں تو لا کر دکھاؤں“..... سوپر فیاض نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے ابھی اپنے پاس محفوظ رکھو اسے بعد میں دیکھیں گے۔ فی الحال تم عمران سے بات کرو۔ ابھی اسی وقت۔ اس کی جان خطرے میں ہے۔ اس کے پیچھے ٹارگٹ کلرز لگے ہوئے ہیں۔ اسے فون کر کے ساری حقیقت بتا دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ احتجاجانے میں مار کھا جائے اور.....“ سر عبدالرحمن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔ عمران سے لاکھ اختلاف سہی لیکن آخر وہ اس کے والد تھے یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کے ناخلف ہی سہی بیٹے کو کوئی نقصان پہنچانے کا سوچ بھی سکے۔ اس لئے وہ انتہائی بے چین اور پریشان ہو گئے تھے۔

”لیس سر۔ میں ابھی عمران سے بات کرتا ہوں اور اسے الرٹ کر دیتا ہوں کہ وہ ہوشیار رہے“..... سوپر فیاض نے فوراً کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ جو کرنا ہے جلدی کرو۔ بلکہ عمران کا نمبر ملاؤ اور اس سے میری بات کراؤ۔ میں اسے ساری بات بتاتا ہوں۔“

سر عبدالرحمن نے بے چین لہجے میں کہا۔

”لیس سر“..... سوپر فیاض نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے عمران کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔ اس نے بٹن پر پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

”سیل فون کا لاؤڈر آن کرو نانسس“..... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض نے سیل فون کان سے ہٹایا اور اس کا لاؤڈر آن کر کے سیل فون میز پر رکھ دیا۔ لاؤڈر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے تیل جانے کی آواز سنائی دی۔

”یہ نانسس کیا کر رہا ہے۔ کال کیوں انڈ نہیں کر رہا“..... سر عبدالرحمن نے بے چین لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہیں مصروف ہو“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”کہاں مصروف ہو سکتا ہے یہ۔ اسے اتنا بھی نہیں معلوم کہ میں اس کی وجہ سے کتنا پریشان ہوں“۔ سر عبدالرحمن نے کہا تو ان کی پدرانہ شفقت دیکھ کر سوپر فیاض کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تم مسکرا رہے ہو نانسس۔ ادھر میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ ایک مجرم میرے سامنے بیٹھ کر مجھے دھمکی دے کر گیا ہے کہ وہ عمران کو ہلاک کر دے گا۔ اس نے عمران کے پیچھے ٹارگٹ کلرز لگا رکھے ہیں اور تم میرے سامنے ہنس رہے ہو۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا نانسس“..... سر عبدالرحمن نے اسے مسکراتے دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کے ہونٹوں نے مسکراہٹ یکلخت غائب ہو گئی۔ سیل فون پر بدستور تیل جانے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن عمران کال رسیو نہ کر رہا تھا۔

”دوبارہ ملاؤ کال۔ ہو سکتا ہے تم نے رائگ نمبر ملا دیا ہو۔“

جلدی کرو“..... سر عبدالرحمن نے غصے سے کہا تو سوپر فیاض نے فوراً سیل فون اٹھایا اور ایک بار پھر عمران کے نمبر پر لیس کرنے لگا۔ اس نے نمبر پر لیس کر کے کالنگ بٹن پر لیس کیا اور لاؤڈر آن کر کے سیل فون ایک بار پھر میز پر رکھ دیا۔ سیل فون کے اسپیکرز سے کال بیل جانے کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن عمران کال انڈ نہ کر رہا تھا اور عمران کو کال انڈ نہ کرتے دیکھ کر سر عبدالرحمن کے ساتھ ساتھ اب سوپر فیاض کے دل میں بھی بے شمار دوسو سے جاگ اٹھے تھے۔

کیپٹن کھلیل کی کار خراب تھی اور اس نے کار ورکشاپ پر مرمت کے لئے دی ہوئی تھی اس لئے وہ جولیا کے فلیٹ میں صفدر کی کار میں آ گیا تھا۔ اب چونکہ دعوت ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ صفدر کے ساتھ ہی جولیا اور اپنے باقی ساتھیوں سے اجازت لے کر نکل آیا تھا۔

صفدر نے اپنی کار پلازہ کی بیسمنٹ میں موجود پارکنگ میں لگانے کی بجائے پلازہ کے باہر دوسری سڑک کے کنارے پر لگا دی تھی۔ وہ پلازہ سے نکل کر سڑک کر اس کرتے ہوئے سڑک کی دوسری جانب آ گئے جہاں صفدر کی کار کھڑی تھی۔

صفدر کی کار بیسمنٹ کی پارکنگ سے باہر آنے والے راستے کے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ وہ ابھی کار میں بیٹھے ہی تھے کہ انہوں نے بیسمنٹ کے راستے سے عمران کی کار کو باہر آتے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کی کار سڑک پر آتی اچانک عقب سے نئی اور جدید

ماڈل کی سیاہ رنگ کی ایک کار تیزی سے سڑک کے کنارے سے حرکت کرتی ہوئی آگے بڑھی اور عین عمران کی کار کے سامنے آ کر رک گئی۔ سیاہ کار کو اس طرح عمران کی کار کے سامنے آ کر رکے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن کھلیل چونک پڑے۔

”ارے یہ کیا..... کیپٹن کھلیل کے منہ سے نکلا اسی لمحے انہوں نے کار کی سائیڈ کھڑکی کھلتے اور اس میں سے مشین گن کی نال باہر نکلتے دیکھی اور پھر دوسرے لمحے ماحول یکفخت مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ مشین گن کی گولیاں عمران کی کار کی ونڈ اسکرین اور باڈی سے ٹکرا رہی تھیں۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی وہاں موجود لوگ بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ سیاہ کار سے عمران کی کار پر مشین گن سے فائرنگ ہوتے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن کھلیل کے اعصاب تن گئے۔ وہ تیزی سے کار سے باہر نکل آئے۔ وہ چونکہ سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے ہمیشہ مسلح رہتے تھے۔ کار سے نکلتے ہی انہوں نے اپنے کوٹوں کی اندرونی جیبوں سے مشین پستل نکال لئے۔

عمران کی کار چونکہ بلٹ پروف تھی اس لئے سیاہ کار سے ہونے والی فائرنگ کا کار پر کوئی اثر نہ ہو رہا تھا۔ گولیاں کار کی باڈی اور اسکرین سے ٹکرا ٹکرا کر اچٹ رہی تھیں اور عمران کار کی فرنٹ سیٹ پر اطمینان سے بیٹھا فائرنگ کرنے والے آدمی کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے فائرنگ کرنے والے نے مشین گن کی نال پیچھے ہٹائی اور پھر

یہ دیکھ کر صفدر اور کیپٹن کھلیل بوکھلا گئے کہ اس بار کار کی کھڑکی پر منی میزائل لانچر نمودار ہوا تھا۔ شاید فائرنگ کرنے والے کو علم ہو گیا تھا کہ عمران کی کار بلٹ پروف ہے جسے گولیوں سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا اس لئے انہوں نے عمران کی کار پر میزائل فائر کرنے کے لئے منی میزائل لانچر نکال لیا تھا۔ یہ دیکھ کر صفدر اور کیپٹن کھلیل سیاہ کار پر فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اس طرف دوڑے۔ صفدر سیاہ کار کی ونڈ اسکرین پر فائرنگ کر رہا تھا جبکہ کیپٹن کھلیل اپنا رخ بدل کر اس کھڑکی کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے بھاگ رہا تھا جس پر منی میزائل گن نکلی ہوئی تھی۔ جیسے ہی انہوں نے فائرنگ شروع کی سیاہ کار والے نے فوراً میزائل لانچر اندر کھینچا اور ساتھ ہی کھڑکی بند کر لی۔ سیاہ کار بھی عمران کی کار کی طرح بلٹ پروف معلوم ہو رہی تھی کیونکہ صفدر اور کیپٹن کھلیل کی چلائی ہوئی گولیاں کار کی باڈی اور اسکرین سے ٹکرا کر بری طرح سے اچٹ رہی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں صفدر سیاہ کار کے دائیں جبکہ کیپٹن کھلیل کار کے بائیں جانب آ گیا۔ ان دونوں کو دیکھ کر عمران بھی مشین پستل لے کر کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ سیاہ کار رکی ہوئی تھی۔ اس کے شیشے ٹکڑے تھے اس لئے انہیں یہ نظر نہیں آ رہا تھا کہ کار میں کتنے افراد ہیں اور وہ کون ہیں۔

”کون ہیں یہ عمران صاحب اور یہ آپ پر فائرنگ کیوں کر رہے تھے..... کیپٹن کھلیل نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ مجھ پر نہیں میری کار پر فائرنگ کر کے شاید اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا رہے تھے اور کار کے سیاہ شیشے ٹپس گئے تو معلوم ہو گا کہ یہ کون ہیں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔ فائرنگ کی آوازوں نے وہاں جیسے ہو کا عالم طاری کر دیا تھا۔ سڑک اور پلازہ کے ارد گرد جتنے بھی افراد تھے سب کے سب محفوظ پناہ گاہوں میں چھپ گئے تھے۔ عمران، کیپٹن کھلیل اور صفدر نے سیاہ کار کو تین اطراف سے گھیرا ہوا تھا۔ کار کا انجن چل رہا تھا اور اس کی ساری کھڑکیاں بند تھیں۔

”ہمیں کار کے شیشے ہٹانے پڑیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ تب ہی پتہ چلے گا کہ یہ کون ہیں اور انہوں نے مجھے نشانہ بنانے کی کوشش کیوں کی تھی“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ کار بھی آپ کی کار کی طرح بلٹ پروف ہے“۔ کیپٹن کھلیل نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے کار کو حرکت کرتے دیکھا۔ کار تیزی سے بیک ہو رہی تھی۔

”ارے کار تو ریورس ہو رہی ہے“..... صفدر نے کہا۔ اس نے ایک بار پھر کار پر فائرنگ کی لیکن بلٹ پروف کار پر بھلا فائرنگ کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ کیپٹن کھلیل نے کچھ سوچ کر کار کے ٹائروں پر فائرنگ کی لیکن ٹائر بھی شاید خصوصی ساخت کے تھے اس لئے گولیوں نے ان پر بھی کوئی اثر نہ کیا۔ کار تیزی سے پیچھے ہٹ رہی تھی۔ وہ تینوں سڑک پر آئے اور ریورس ہوتی ہوئی کار کی طرف

دوڑنے لگے۔

”ہمیں ہر حال میں انہیں روکنا ہے۔ صفدر تم تیزی سے کار کے عقب کی طرف جاؤ اور اس کے سائیلنسر پر فائرنگ کرو۔ کار کا سائیلنسر بلٹ پروف نہیں ہوتا۔ اگر تمہاری گولی سائیلنسر کے اندر گھس گئی تو کار کا انجن بند ہو جائے گا اور کار رک جائے گی پھر یہ لاکھ کوشش کر لیں یہاں سے نہ بھاگ سکیں گے“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے کار کے دائیں طرف والی سڑک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ جس سڑک پر کار تھی وہ ٹرن لئے ہوئے تھی۔ مین سڑک پر آنے کے لئے اسے گھوم کر دوسری سڑک پر جانا تھا۔ صفدر اسی سڑک کی طرف دوڑا تھا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا جلد ہی کار کے عقب میں پہنچ گیا اور پھر اس نے بیچ سڑک پر آتے ہی ریورس ہونے والی کار کے سائیلنسر پر جھک کر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ پھر شاید اس کی چلائی ہوئی کوئی گولی کام کر گئی اور سائیلنسر کے اندر جا کر سائیلنسر میں موجود بانسری میں پھنس گئی۔ کار ایک لمحے کے لئے گھر گھرائی اور پھر رک گئی۔ اس کا انجن خود بخود بند ہو گیا تھا۔ کار رکتے دیکھ کر عمران اور کیپٹن کھلیل تیزی سے کار کے سامنے آ گئے۔ اسی لمحے عقب سے فور اسٹارز بھی دوڑتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ وہ بھی شاید جولیا کے فلیٹ سے نکل آئے تھے اور باہر کی سچویشن دیکھتے ہی وہ ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے تھے۔

”کیا ہوا ہے۔ آپ اس کار کو کیوں گھیر رہے ہیں“..... صدیقی نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”کار میں موجود افراد نے عمران صاحب کو ٹارگٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ بلٹ پروف کار ہے اور کار کے اندر کون لوگ ہیں یہ جاننے کے لئے ہم نے کار کو روکا ہے“..... کیپٹن ٹھکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیوں۔ انہوں نے عمران صاحب کو ٹارگٹ کرنے کی کوشش کیوں کی تھی“..... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین پستل موجود تھے۔

”انہیں کار سے باہر نکالو پھر اس بات کا جواب یہ خود دیں گے“..... عمران نے کہا تو وہ چاروں کار کے گرد پھیل گئے۔ کار کا انجن بند تھا اور کار میں موجود افراد چاروں طرف سے مشین پستلوں برداروں میں گھرے ہوئے تھے۔

”ہمیں جلدی کچھ کرنا ہو گا۔ اگر پولیس یہاں آ گئی تو“..... چوہان نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ میرے پاس اسپیشل فورس کا کارڈ ہے۔ میں پولیس کو اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کرنے دوں گا۔ پولیس ارد گرد کے علاقے کو کور کر لے گی پھر ان کے فرار کے راستے اور زیادہ مسدود ہو جائیں گے“..... کیپٹن ٹھکیل نے کہا۔

”لیکن ان کے پاس طاقتور اسلحہ ہے۔ گولی چلنے کے ڈر سے یہ

کار کی کھڑکیاں نہیں کھول رہے ہیں ورنہ یہ عمران صاحب کی کار کو منی میزائل لانچر سے نشانہ بنانے کی کوشش میں تھے“..... صفدر نے کہا۔ عقب میں خاور اور نعمانی چلے گئے تھے اس لئے وہ اس طرف آ گیا تھا۔

”ہم پر فائرنگ کرنے یا میزائل فائر کرنے کے لئے انہیں کھڑکیوں کے شیشے ہٹانے پڑیں گے اور ہم تیار ہیں۔ جیسے ہی یہ کھڑکی کھولیں گے ہم ان پر فائرنگ کر دیں گے اور انہیں کسی اسلحہ کے استعمال کو موقع ہی نہ دیں گے“..... صدیقی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے اسی لمحے کار کی عقبی کھڑکی تیزی سے کھلی اور اس سے پہلے کہ وہ کھلنے والی کھڑکی پر فائرنگ کرتے اسی لمحے کھڑکی سے سیاہ رنگ کی کوئی چیز نکل کر تیزی سے اڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی بند ہو گئی۔

”بم“..... ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا اور ساتھ ہی انہوں نے ایک ساتھ دائیں اور بائیں چھلانگیں لگا دیں۔ بم ان سے کچھ فاصلے پر آ کر زمین سے ٹکرایا اور ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ آگ کا الاؤ سا بلند ہوا اور سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہو کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ عمران اور کیپٹن ٹھکیل دائیں طرف جبکہ صفدر اور صدیقی نے بائیں جانب چھلانگیں لگائی تھیں۔ بم کافی طاقتور تھا جس کے پھٹنے ہی نہ صرف زمین پر گڑھا پڑ گیا تھا بلکہ ارد گرد کھڑی کئی کاروں کے شیشے بھی ٹوٹ گئے تھے۔ عمران نے ایک بار پھر کھڑکی



کھلتے دیکھی تو اس نے زمین پر لیٹے لیٹے کھڑکی کی طرف فائرنگ کر دی۔ کھڑکی سے پھر شاید کوئی بم پھینکنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی فائرنگ ہوئی کھڑکی ایک لمحے میں بند ہو گئی۔ کار کا انجن بار بار گھر گھرا رہا تھا شاید ڈرائیور کار کو اشارت کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن صفر کی چلائی ہوئی کوئی گولی سائیلنسر کے اندر موجود بانسری میں پھنس چکی تھی اس لئے باوجود کوشش کے کار اشارت نہ ہو رہی تھی اور کار میں موجود افراد کو بھاگ نکلنے کا موقع نہ مل رہا تھا۔ وہ چاروں طرف سے مسلح افراد کے زرنے میں تھے اس لئے وہ کار سے باہر آنے کا بھی رسک نہ لے رہے تھے۔

عمران اور وہ سب اٹھے اور انہوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر مشین پمپل کے رخ کار کی کھڑکیوں کی جانب کر دیئے تاکہ جیسے ہی کوئی کھڑکی کھلے وہ فائرنگ کر سکیں۔ اسی لمحے انہوں نے عقب سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو عقب سے جولیا، صالحہ اور تنویر بھی دوڑے چلے آ رہے تھے۔ شاید تنویر بعد میں باہر آیا تھا اور اس نے واپس جا کر جولیا اور صالحہ کو اس پتویشن سے آگاہ کر دیا تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ کون ہے اس کار میں تم سب نے کار کو کیوں گھیر رکھا ہے“..... جولیا نے دوڑ کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا تو صفر نے اسے ساری بات بتا دی۔

”تو کار کو اس طرح گھیر کر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کار پر

فائرنگ کرو۔ کار میں جو بھی ہو گا باہر آ جائے گا“..... تنویر نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”ہماری گولیاں تو ربڑ کی بنی ہوئی ہیں۔ کار پر اثر نہیں کر رہیں۔ تم کوشش کرو شاید تمہاری فولادی گولیاں کار پر اثر کر سکیں۔“ عمران نے کہا تو تنویر چونک پڑا۔

”اوہ۔ تو کیا یہ کار بلٹ پروف ہے“..... تنویر نے عمران کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

”میری بھی کار بلٹ پروف تھی اس لئے میں بچ گیا ورنہ انہوں نے تو مجھے عالم بالا پہنچانے اور تمہیں چانس دینے کا پورا بندوبست کر دیا تھا“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”مجھے چانس دینے کا۔ کیا مطلب“..... تنویر نے چونک کر کہا۔

”مطلب میرے بعد ہی تمہیں چانس مل سکتا ہے کیوں جولیا۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ نہ موقع دیکھتے ہو نہ محل بس شروع ہو جاتے ہو راگ الاپنا“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”راگ الاپنے کے لئے نہ موقع دیکھا جاتا ہے اور نہ محل۔ بہر حال تم اور صالحہ جا کر گاڑیوں اور ارد گرد چھپے ہوئے افراد کو یہاں سے ہٹا کر کسی محفوظ مقام پر چلی جاؤ۔ مجھے ان لوگوں کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے واقعی ان کے پاس اسلحے کا ذخیرہ ہو۔ اگر انہوں نے اسے بلاسٹ کر دیا تو یہاں

کافی تباہی پھیل جائے گی“..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔  
 ”لیکن یہ تو بلٹ پروف کار کے اندر ہیں۔ تم کیا کرو گے۔“  
 جولیا نے پوچھا۔

”مجھے انہیں کار سے باہر لانا ہے اور یہ کار سے کیسے باہر آئیں گے یہ میں بخوبی جانتا ہوں“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔  
 ”میرے پاس منی راکٹ گن ہے۔ اس راکٹ گن سے بلٹ تو کیا بم پروف کار کو بھی بلاسٹ کیا جاسکتا ہے“..... تنویر نے کہا۔  
 ”گڈ شو۔ کہاں ہے گن“..... عمران نے کہا۔

”میری کار کی سیٹ کے نیچے ہے“..... تنویر نے کہا۔  
 ”اور تمہاری کار کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”نیچے بیسمنٹ میں“..... تنویر نے کہا۔

”تو جاؤ اور جا کر جلدی سے راکٹ گن نکال لاؤ۔ اگر یہ اسلحہ کے کھلاڑی ہیں تو راکٹ گن دیکھ کر انہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم انہیں کار سمیت اڑا سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا کار سے باہر نکلنا ناگزیر ہو جائے گا“..... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے پلازہ کی پارکنگ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ جولیا اور صالحہ کاروں اور ارد گرد چھپے ہوئے افراد کو پلازہ کی طرف بھیجنے کے لئے چلی گئی تھیں۔

”تم لوگوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ اپنا اسلحہ کار میں چھوڑ کر کار سے باہر آ جاؤ ورنہ تمہیں اس کار سمیت اڑا دیا جائے گا۔“

عمران کے اشارے پر صدیقی نے کار کے سامنے آتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی بدستور کار اشارت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اچانک کیپٹن کھیل آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کار کے فرنٹ پر چڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پستل وڈ اسکرین کی طرف کیا اور پھر اس نے یلکھت ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور دوسرے لمحے انہوں نے اسکرین پر لکیریں سے پھیلتی دیکھیں۔

”ویل ڈن کیپٹن کھیل۔ اسکرین کے ایک ہی حصے پر اسی طرح سے فائرنگ کرتے رہو۔ ایک برسٹ پر اسکرین پر اسکرینچ آ جائیں گے اور دوسرے برسٹ پر اسکرین ٹوٹ جائے گی“..... عمران نے کہا تو کیپٹن کھیل اسکرین کے ایک ہی حصے پر گولیاں برساتا رہا اور اسکرین پر واقعی کڑی کے جال کی طرح تیزی سے لکیریں پھیلتی چلی گئیں۔

”بس کافی ہے۔ اب تم نیچے آ جاؤ“..... عمران نے کہا تو کیپٹن کھیل نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ کار کے سامنے زمین پر آ کھڑا ہوا۔ عمران مشین پستل لے کر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے مشین پستل کا رخ کار کی وڈ اسکرین کی جانب کر دیا۔

”تمہارے لئے آخری موقع ہے۔ تمہاری کار کی اسکرین تڑخ

چکی ہے۔ میں نے فائرنگ کی تو اسکرین ٹوٹ جائے گی اور تم سب گولیوں کے شکار بن جاؤ گے۔ بے موت مرنے سے بہتر ہے ہماری بات مان جاؤ اور کار سے نکل آؤ“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا اور نہ صرف عمران بلکہ کار کے ارد گرد کھڑے اس کے ساتھی بھی یکھخت اچھل اچھل کر پیچھے جا گرے۔ کار میں موجود جبرم یا مجرموں نے کار کے اندر ہی دھماکہ کر دیا تھا۔ دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ کار کے تمام شیشے ٹوٹ گئے تھے۔ شیشوں کے ٹوٹنے ہی آگ کی پھواریں سی نکلی تھیں اور دھماکے کا پریش اور اس کی رز سٹس اتنی زیادہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے پیروں پر نہ کھڑا رہ سکا تھا اور اچھل اچھل کر دور جا گرے تھے۔ کار بیرونی طور پر تو تباہ نہ ہوئی تھی لیکن اندر سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی اور کار کے اندر سے بدستور آگ کے شعلے نکل رہے تھے جیسے کار میں گیس کا سلنڈر پھٹ پڑا ہو اور گیس کے پریش سے آگ کے شعلے کار کے چاروں طرف سے باہر آ رہے ہوں۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا راجندر چونک چڑا۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ فون کی گھنٹی سن کر اس نے سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔ ”لیں“..... راجندر نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔ ”کالی داس بول رہا ہوں ہاس“..... دوسری طرف سے اسپیشل فورس کے انچارج کالی داس کی آواز سنائی دی۔

”لیں کالی داس۔ کیوں فون کیا ہے“..... راجندر نے پوچھا۔ ”ہاس۔ میں نے اپنے دو آدمیوں کو عمران کے پیچھے لگایا ہوا تھا۔ عمران اپنے فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ میرے ساتھی اسے تلاش کر رہے تھے پھر انہیں عمران کی کار ایک سڑک پر دکھائی دی تو وہ اس کی نگرانی کرنے لگے۔ نگرانی کے لئے وہ عمران کی کار سے دور رہ کر سائنسی آلات استعمال کر رہے تھے۔ عمران کسی رہائشی پلازہ میں

گیا تھا۔ میرے دونوں ساتھی اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ وہ پارکنگ کی سائیڈ والی سڑک پر رک گئے تھے کہ عمران جب بھی پلازہ سے باہر آئے گا اپنی کار لے کر پارکنگ کے راستے سے ہی نکلے گا اور پھر جیسے ہی انہوں نے عمران کی کار پارکنگ سے نکلتے دیکھی وہ فوراً اپنی کار لے کر اس کی کار کے سامنے آ گئے۔ کار میں بیٹھے ہوئے میرے ایک ساتھی نے کار کی کھڑکی کھول کر اچانک عمران کی کار پر فائرنگ کر دی لیکن فائرنگ کرتے ہی اسے پتہ چل گیا کہ عمران کی کار بلٹ پروف ہے۔ میرے ساتھی نے عمران کی کار کو میزائل گن سے اڑانا چاہا لیکن عمران نے اچانک اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں میرے ساتھی نے فوراً کار کی کھڑکی بند کر دی۔ وہ اپنے ساتھ بلٹ اور بم پروف کار لے گئے تھے۔ ان کی کار کے ٹائر بھی بلٹ پروف تھے۔ چونکہ عمران بلٹ پروف کار میں موجود تھا اور اس کے پاس اسلحہ بھی تھا اس لئے میرے ساتھیوں نے وقتی طور پر وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکلتے اچانک پلازہ کی سائیڈ سڑک پر موجود دو افراد مشین پستل سے فائرنگ کرتے ہوئے میرے ساتھیوں کی کار کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران بھی کار سے باہر آ گیا اور وہ بھی میرے ساتھیوں کی کار پر فائرنگ کرنے لگا۔ میرے ساتھیوں کے پاس کار ریورس کر کے لے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ کار ریورس کر رہے تھے لیکن عمران کا ایک ساتھی سائیڈ

سڑک پر دوڑتا ہوا کار کے عقب میں آ گیا اور اس نے کار کے سائیڈلنر میں فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں کار رک گئی۔ کار رکتے ہی پلازہ سے مزید چار افراد اور پھر تین افراد آئے اور انہوں نے میرے ساتھیوں کی کار اپنے گھیرے میں لے لی۔ میرے ساتھیوں کے پاس وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ وہ مجھ سے مسلسل رابطے میں تھے۔ جب انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے زرخے میں ہیں تو میں نے کار میں لگایا ہوا ڈی بلاسٹر چارج کر دیا جس کے نتیجے میں کار کے اندر لگا ہوا بم بلاسٹ ہو گیا اور کار کے اندر موجود میرے دونوں ساتھیوں کے پرچے اڑ گئے۔ میرے ساتھیوں چونکہ کلرڈ شیشوں والی کار لے گئے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی ان کی ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکے تھے۔ ڈی بلاسٹر سے کار اندر سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی کار میں نصب ایم پی ڈی بجلی چارج ہو گیا جس سے کار مکمل طور پر اسی جگہ پکھل گئی۔ اب سڑک پر کار کے پچھلے ہوئے طبع کے سوا کچھ باقی نہیں بچا ہے..... دوسری طرف ہے کالی داس نے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ ریلی ویری بیڈ۔ اس عمران کی وجہ سے ہمیں اپنے دو بہترین ساتھیوں اور ایک قیمتی کار سے محروم ہونا پڑا۔ ریلی ویری بیڈ.....“ راجندر نے ساری باتیں سن کر غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ میرے دونوں ساتھیوں کو پکڑ لیتے اور پھر ان کے ذریعے وہ مجھ تک اور میرے ذریعے آپ تک پہنچ سکتے تھے اسی لئے مجھے مجبوراً اپنے دو ساتھیوں سمیت قیمتی کار قربان کرنی پڑی“..... کالی داس نے کہا۔

”تم نے اچھا کیا۔ ورنہ عمران ان دونوں یا پھر کار کی مدد سے ہمارا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور لگا لیتا۔ بہر حال ہمارے دو ساتھی ہی ضائع ہوئے ہیں اور ایسے کاموں میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں نے سر عبدالرحمن سے اصل ڈی کوڈ بک حاصل کر کے اسے جلا دیا ہے۔ اب عمران کے پاس اس کی ایک فوٹو کاپی فائل موجود ہے۔ اگر ہم اس سے وہ فائل حاصل کر سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ عمران کا ہلاک ہونا تو طے ہے۔ اسے اب ہم کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑ سکتے۔ بگ باس نے ہمیں فری ہینڈ دیا ہے اور ہمیں اس کا ہر حال میں فائدہ اٹھانا ہے کیونکہ جب تک عمران زندہ ہے ہم یہاں چین اور سکون کے ساتھ کوئی بھی کام صحیح ڈھنگ سے نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک بار ہمارے راستے سے عمران نام کا کانٹا ہٹ جائے تو ہم اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں اور اس ملک کے بے تاج بادشاہ بن سکتے ہیں پھر اس ملک کے سیاہ کے مالک بھی ہم ہوں گے اور سفید کے بھی“..... راجندر نے کہا۔

”لیس باس“..... کالی داس نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمارے لئے عمران کے ساتھ اس کے ساتھی بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر وہ راستے میں آئیں تو انہیں بھی زندہ نہ چھوڑنا۔ یہ سمجھ لو کہ تمہیں اپنی اسپیشل فورس کی پوری قوت عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے پر لگانی ہے۔ اس میں تمہاری زندگی کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں اور تمہارے ساتھی بھی ہلاک ہو سکتے ہیں لیکن تم نے کسی بات کی پرواہ نہیں کرنی ہے۔ اپنی جانیں دے کر بھی تم نے عمران جیسے خطرناک انسان کو ہلاک کر دیا تو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی یہ قربانی کافرستان کی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھی جائے گی اور تم سو کروڑ سے زائد کافرستانیوں کے ہیرو بن جاؤ گے“..... راجندر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ میں جانتا ہوں۔ عمران کو ہلاک کرنا اب میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مجھے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑے لیکن اگر میں مرنے مرتے بھی عمران کو ہلاک کر گیا تو یہ میری نہیں بلیک ہنٹرز ایجنسی اور کافرستان کی پوری قوم کی جیت ہوگی۔ عمران کی لاش میری جانب سے میری قوم کے لئے ایک تحفہ ہوگا“..... کالی داس نے جذباتی لہجے میں کہا۔

”ویل ڈن۔ تم جیسے ملک کے سپوت ہی ملک و قوم کا نام روشن کرتے ہیں اور تم جیسے عظیم انسانوں کی وجہ سے ہی ملک و قوم کا مستقبل روشن ہوتا ہے۔ ویل ڈن مائی بوائے۔ ویری ویل ڈن“۔

راجندر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تھینک یو باس“..... کالی داس نے اسی انداز میں کہا۔

”اگر تم عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے اور زندہ بچ گئے تو میں بلیک ہنرز کی طرف سے تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اتنا بڑا انعام دلاؤں گا کہ تمہاری سات پشتیں بھی اس انعام سے فیض یاب ہوتی رہیں گی اور کافرستان کی ہسٹری میں تمہارا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور پوری دنیا میں تمہارا چرچہ ہو گا“..... راجندر نے کہا۔

”لیس باس۔ عمران جیسے خطرناک ایجنٹ کو ہلاک کرنا میرے لئے اعزاز ہو گا اور اس اعزاز کا کریڈٹ صرف مجھے ہی نہیں ہماری ایجنسی کو بھی ملے گا۔ میرے ساتھ ساتھ ایجنسی کا بھی بول بالا ہو گا اور پوری دنیا میں اس ایجنسی کی دھوم مچ جائے گی کہ یہی وہ ایجنسی ہے جس کے ٹاپ ایجنٹ کالی داس نے عمران جیسے ناقابلِ تسخیر اور خطرناک انسان کا سامنا کیا اور اسے ہلاک بھی کیا“..... کالی داس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا جیسے اس نے یہ ٹاسک فون پر ہی پورا کر لیا ہو اور عمران کو واقعی اس نے اپنے ہاتھوں سے شکست دے کر ہلاک کر دیا ہو۔

”یہ سب کہنے سے نہیں ہو گا کالی داس۔ اس کے لئے تمہیں عملی کام کرنے ہوں گے۔ تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے اپنے ہی ملک میں ناکوں چنے چبوانے ہیں۔ کیسے۔ یہ سب میں

تمہاری صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ مجھے بس اب ایک ہی رپورٹ ملنی چاہئے اور وہ رپورٹ عمران کی موت کی ہو۔ سمجھے تم“۔ راجندر نے اپنے لہجے میں کرختگی لاتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ میں جلد ہی آپ کو یہ خوشخبری سناؤں گا“۔ کالی داس نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”گڈ لک اینڈ گڈ بائی“..... راجندر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”عمران اب تمہارا کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہو چکا ہے۔ میں کالی داس کو اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ یہ ایسا انسان ہے جو ایک بار موت بن کر کسی کے پیچھے لگ جائے تو پھر اس سے بچنا محال ہو جاتا ہے۔ اب وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرے گا اور اپنی پوری قوت لگا کر تمہیں ہلاک کر دے گا۔ اب تمہارا اس سے بچنا ناممکن ہے۔ موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے عمران۔ اس سے بچ سکتے ہو تو بچ جاؤ“..... راجندر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی کھنٹی بج اٹھی تو راجندر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ بگ باس کی کال ہے“..... راجندر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر رکھے اسے سیلائٹ سے ڈائریکٹ لنک کیا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”پاکیشیا سے راجندر بول رہا ہوں بگ باس“..... باس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”بگ باس بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے بگ باس کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

”باس آپ کو رپورٹ دینی ہے“..... راجندر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... بگ باس نے پوچھا تو راجندر نے کالی داس کی بتائی ہوئی ساری باتیں تفصیل کے ساتھ بگ باس کو بتانا شروع کر دیں۔

”ہونہ۔ یہ عمران تو واقعی ہمارے لئے عذاب جان بن گیا ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ اس کے دن اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ میں نے اس کی موت کا انتظام کر لیا ہے۔ بہت جلد اس پر کارمارا کا ایک ہونے والا ہے۔ کارمارا کے ایک سے اس کا زندہ بچ نکلتا ناممکن ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں نہیں بچ سکے گا۔“ بگ باس نے ساری باتیں سننے کے بعد کہا۔

”کارمارا۔ یہ کارمارا کیا ہے بگ باس“..... راجندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بہت جلد تمہیں بھی علم ہو جائے گا کہ کارمارا کیا ہے۔ فی الحال تم کارمارا کو عمران کی موت کا دوسرا نام سمجھو۔ بھیا تک اور اذیت ناک موت“..... بگ باس نے کہا۔

”او کے بگ باس۔ اگر آپ نے اپنے طور پر عمران پر ایک کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے تو پھر میں کالی داس کو روک دیتا ہوں کہ وہ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی انرجی ویسٹ نہ کرے“..... راجندر نے کہا۔

”نہیں۔ اسے جو کرنا ہے کرنے دو۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارا مقصد عمران کی موت ہے اور عمران کی موت تمہارے کسی آدمی کے ہاتھوں ہو یا پھر وہ کارمارا کے حملے میں ہلاک ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور فی الحال اس پر کارمارا کا حملہ ہونے میں ابھی وقت لگے گا اس لئے تم کالی داس سے کہو کہ وہ اپنی کوشش جاری رکھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی داؤ چل جائے اور وہ عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ عمران کی ہلاکت کا کریڈٹ ہر صورت میں بلیک ہنٹرز ایجنسی کو ملنا چاہئے“..... بگ باس نے کہا۔

”لیں بگ باس“..... راجندر نے کہا۔

”کالی داس سے کہو کہ عمران کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے کوڈ بک کی فوٹو کاپی فائل حاصل کرنا بھی بے حد ضروری ہے اس لئے وہ عمران کو ہلاک کرنے سے پہلے اس سے فائل ضرور حاصل کر لے۔ ایسا نہ ہو وہ فائل ایکسٹو تک پہنچ جائے۔ ایسی صورت میں ایکسٹو ہمارے لئے عمران سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے“..... بگ باس نے کہا۔

”اوہ۔ لیں بگ باس۔ اس کے بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ عمران تو ہمارے لئے اوپن ٹارگٹ ہے اسے کسی بھی وقت ہٹ کیا جاسکتا ہے لیکن ایکسٹو۔ وہ کون ہے اس کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ ایکسٹو کی حقیقت سے پاکیشیائی پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر بھی واقف نہیں ہے۔ عمران کو ہلاک بھی کر دیا جائے تو ایکسٹو تک پہنچنا ہمارے لئے ناممکن ہے“..... راجندر نے سنجیدگی سے کہا۔

”بہر حال مجھے یقین ہے کہ کوڈ بک فائل عمران کے پاس ہو گی۔ میں اس کی فطرت جانتا ہوں وہ جب تک اس کوڈ بک کو ڈی کوڈ نہیں کر لیتا اس وقت تک ایکسٹو تو کیا کسی کے حوالے نہیں کرے گا۔ تم کالی داس سے کہو کہ وہ کسی طرح سے عمران کو اغوا کرنے کی کوشش کرے اور پھر تم عمران کو کسی ایسی جگہ رکھو جہاں سے عمران کا فرار ہونا ناممکن ہو۔ اس کے بعد اس پر شدید ترین تشدد کرو۔ ایسا تشدد جو تربیت یافتہ ہونے کے باوجود بھی عمران برداشت نہ کر سکے۔ ہو سکتا ہے اس طرح وہ زبان کھول دے اور بتا دے کہ کوڈ بک کی فائل کہاں پر ہے“..... بگ باس نے کہا۔

”امید تو نہیں ہے کہ عمران کسی بھی حالت میں زبان کھولے گا لیکن آپ کہتے ہیں تو میں یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ کالی داس کو دوبارہ کال کر کے اسے عمران پر جان لیوا حملے کرانا بند کر کے اسے اغوا کرنے کا حکم دے دیتا ہوں“..... راجندر نے کہا۔

”نہیں۔ اس سے کہنا کہ وہ ہر ممکن کوشش کرے کہ وہ عمران کو زندہ اغوا کر سکے اگر اس کے لئے یہ مشکل ہو تو پھر اسے رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اسے ہلاک بھی کر سکتا ہے“..... بگ باس نے جواب دیا۔

”لیں بگ باس۔ یہ ٹھیک ہے۔ اگر عمران کالی داس کے ہاتھ آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اسے ہلاک کر دے گا“..... راجندر نے کہا۔

”اوکے۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ ہم کوڈ بک کی فائل کیسے حاصل کر سکتے ہیں“..... بگ باس نے کہا۔

”لیں بگ باس“..... راجندر نے کہا اور بگ باس نے بغیر مزید کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا۔ راجندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ بگ باس کی بھی سمجھ نہیں آتی کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ پہلے اس کا حکم تھا کہ عمران کو ہر صورت میں ٹارگٹ کیا جائے اور اب اس کا کہنا ہے کہ عمران کو اغوا کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ اغوا نہ ہو سکے تو اسے ہلاک کیا جائے اور یہ نجانے کس کارمارا کی بات کر رہا تھا۔ آخر یہ کارمارا کون ہے اور وہ ایسا کون سا ایک کرے گا جس سے عمران کسی بھی صورت میں زندہ نہ بچ سکے گا“..... راجندر نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا۔



انہیں نقصان نہ پہنچ سکے۔ جولیا اور صالحہ نے لوگوں کو پہلے ہی وہاں سے ہٹا دیا تھا اس لئے یہ سارا علاقہ ویران سا ہو کر رہ گیا تھا۔ کافی دیر گزر گئی کار اسی طرح سے جل جل کر پھلتی رہی لیکن کار کے فیول ٹینک میں کوئی دھماکہ نہ ہوا تو ان کی حیرت اور بڑھ گئی۔ انہوں نے کار کے ٹینک سے تیزی سے فیول بہتے اور اس میں آگ لگتے دیکھی تھی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے عمران۔ کار میں لگی ہوئی آگ اس قدر خوفناک کیسے ہو سکتی ہے کہ کار کو کسی موم کی طرح پگھلا کر رکھ دے“..... جولیا نے ایک پلر کے پیچھے سے نکل کر دوسرے پلر کے پاس موجود عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے عمران کے پاس آ گئے۔

”میں خود بھی حیران ہو رہا ہوں۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع ہے جب میں نے کسی کار کو اس طرح پگھلتے دیکھا ہے“..... عمران نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ اسی لمحے انہیں دور سے پولیس موبائلوں کے سائرن کی آوازیں سنائی دیں۔

”پولیس آ رہی ہے۔ یہاں سے نکل چلو جلدی“..... عمران نے کہا۔

”میرے فلیٹ میں ہی چلو“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ سب اپنے اپنے فلیٹوں کی طرف جاؤ۔ تم صالحہ کے ساتھ اس کے فلیٹ میں چل جاؤ۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں

عمران اور اس کے ساتھی سڑک پر گرے ہوئے تھے اور وہ حیرت بھری نظروں سے اس سیاہ کار کی طرف دیکھ رہے تھے جس کے اندر دھماکہ ہوا تھا اور اب کار بری طرح سے جلنا شروع ہو گئی تھی۔ انہیں کار میں دھماکہ ہونے اور آگ لگنے پر حیرت نہ ہوئی تھی بلکہ وہ اس بات پر حیران ہو رہے تھے کہ کار جل کر یوں پگھل رہی تھی جیسے آگ میں موم پگھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ کار کا سیاہ مادہ تیزی سے پگھل کر سڑک پر بہہ رہا تھا اور سیاہ دھواں اٹھنے کی وجہ سے ہر طرف عجیب اور انتہائی ناگوار بو پھیلی جا رہی تھی۔

”اٹھو اور یہاں سے دور ہٹ جاؤ۔ آگ کسی بھی لمحے کار کے فیول ٹینک تک پہنچ سکتی ہے جس کے نتیجے میں دھماکے سے یہ کار اڑ جائے گی“..... عمران نے اٹھ کر لکھت چیتے ہوئے کہا اور تیزی سے پلازہ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اٹھے اور تیزی سے ایسی جگہوں کی طرف دوڑ پڑے جہاں پر کار کے دھماکے سے

اور اس انوکھے واقعے کے بارے میں انہیں تفصیل بتاتا ہوں پھر وہ جیسا کہیں گے دیا ہی کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ لوگ تھے کون اور انہوں نے آپ پر اس طرح اچانک حملہ کیوں کیا تھا۔ یہ تو آپ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ نے احتیاطاً کار کو بلٹ پروف بنا لیا ہے ورنہ جس انداز میں آپ کی کار پر فائرنگ کی گئی تھی۔ کار کے ساتھ آپ بھی چھلنی ہو جاتے۔“ کیپٹن ٹھیل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کون تھے اور مجھ پر انہوں نے کیوں حملہ کیا تھا اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ ہم نے انہیں گھیر لیا تھا اور وہ اپنی شناخت چھپانا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے خود ہی اپنی کار کو اندر سے دھماکے سے اڑا لیا اور کار کو مکمل طور پر پھللا بھی دیا تاکہ ہم ان کے بارے میں کوئی سراغ نہ لگا سکیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو ہم سب نے ہی دیکھا ہے لیکن.....“ جولیا کہتے کہتے رک گئی۔

”جس لیکن کا کوئی جواب نہ ہو اس پر خاموش ہی رہنا بہتر ہوتا ہے۔ چلو جلدی کرو۔ پولیس موبائل یہاں پہنچنے ہی والی ہیں۔ نکلو یہاں سے“..... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پلر کے پیچھے سے نکل کر اپنی کار کی طرف دوڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں سوار نہایت تیزی سے وہاں سے نکل جا رہا تھا۔ وہ کار ایک

سڑک پر موڑ کر پلازہ کے عقبی سڑک پر آ گیا تھا تاکہ سامنے والے راستے سے آنے والی پولیس موبائل سے اس کی مدھبھڑ نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھیوں نے بھی وہاں سے نکلنے میں دیر نہ لگائی تھی۔

عمران کار دانش منزل جانے والے راستے کی طرف لے گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس پر واقعی جس تیزی اور خوفناک انداز میں حملہ کیا گیا تھا وہ اپنی نوعیت کا انوکھا ترین واقعہ تھا۔ وہ کون لوگ تھے اور انہیں کیسے معلوم تھا کہ عمران اس پلازہ کی پارکنگ سے نکل کر آئے گا۔ پلازہ سے نکلتے ہی اس کی کار کے سامنے سیاہ کار روکی گئی تھی جس کے تمام شیشے کھڑے تھے اور پھر ایک کھڑکی کھلی تھی جس میں سے ہاتھ اور مشین گن ہی دکھائی دی تھی اور پھر وہ مشین گن گرجنے لگی۔ عمران نے خود پر مسلسل ہونے والے حملوں سے بچنے کے لئے حال میں ہی اپنی کار بلٹ پروف کرائی تھی اور اس کی یہی احتیاط آج کام آ گئی تھی ورنہ اس کی کار پر ہونے والی فائرنگ اس قدر اچانک اور تیز تھی کہ کار کے ساتھ واقعی اس کا جسم بھی چھلنی ہو جاتا۔

”آخر مجھ پر اس طرح حملہ کرنے والے کون ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ مسلسل کار دوڑاتا رہا پھر ایک ٹریفک سگنل پر اس نے کار روک لی۔ اس کی کار کے آگے چار پانچ کاریں موجود تھیں اور دائیں بائیں بھی چند گاڑیاں رکی ہوئی تھیں۔ ان

گاڑیوں کے درمیان پرانے لباس میں لمبوس ایک بوڑھا بھکاری ہاتھ میں کسکول لئے گھوم رہا تھا اور لوگ اس کے کسکول میں کچھ نہ کچھ ڈال رہے تھے۔

بوڑھا بھکاری بے حد لاغر ملام ہو رہا تھا اور وہ نگڑا بھی رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا ہوا تھا اور کچھ بولے بغیر ہر ایک کے سامنے اپنا کسکول کر دیتا تھا۔ جس کی مرضی ہوتی تھی اس کے کسکول میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا تھا ورنہ لوگ اسے سلام کر دیتے تھے۔ بوڑھا بھکاری اسی طرح آگے بڑھتا آ رہا تھا اور پھر وہ عمران کی کار کی کھڑکی کے پاس آ گیا۔ عمران نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر اس نے کار کی کھڑکی کھولی اور جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک بڑا نوٹ نکالا اور بوڑھے کے کسکول میں ڈال دیا۔ بوڑھے نے چونک کر نوٹ کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے فوراً کمر والا ہاتھ سیدھا کیا اور کسکول میں عمران کا ڈالا ہوا نوٹ اٹھایا اور کھڑکی میں ہاتھ ڈال کر نوٹ اس کی طرف اچھال دیا۔

”مجھے دس روپے چاہئیں اس سے زیادہ نہیں۔ یہ بڑے نوٹ تم جیسے بڑے لوگوں کو مبارک ہو“..... بوڑھے نے انتہائی درشت لہجے میں کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”میرے پاس کھلے دس روپے نہیں ہیں“..... عمران نے کہا۔  
”تو پھر اسے بھی اپنے پاس رکھو“..... بوڑھے نے ناراض لہجے

میں کہا اور تیزی سے آگے جانے کے لئے بڑھا لیکن پھر رک گیا۔  
”سنو۔ تمہیں ایک پیغام دیا گیا تھا۔ تم نے اس پر غور نہیں کیا اور نہ عمل“..... بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پیغام۔ کون سا پیغام“..... عمران نے چونک کر کہا۔  
”یہی کہ تمہارا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو“..... بوڑھے نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”نشانہ“..... عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ بوڑھا تیزی سے آگے بڑھا اور پھر بھیک مانگنے کے لئے کسی دوسری کار کی طرف جانے کی بجائے سڑک پر کھڑی گاڑیوں کے درمیان راستہ بناتا ہوا تیزی سے فٹ ہاتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بوڑھا فٹ ہاتھ کی طرف گیا اور آگے موجود ایک موٹر کی طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے ٹریفک سگنل گرین ہو گیا۔ سب نے کاریں آگے بڑھانا شروع کر دیں لیکن عمران کی نظریں اس موٹر کی طرف جمی ہوئی تھیں جہاں وہ بوڑھا گیا تھا۔ عمران جیسے ساکت سا ہو گیا تھا۔ اس کے پیچھے موجود گاڑیاں زور زور سے ہارن بجانے لگیں لیکن عمران کو اپنے کانوں میں اس بوڑھے کی آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ تمہارا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو۔ یہ بات واقعی اسے دوسری بار کہی گئی تھی۔ ایک بار ایک پر نور چہرے والے بوڑھے آدمی نے اس وقت کہی تھی جب وہ سوپر فیاض کے آفس سے نکل رہا تھا اور اب یہی الفاظ دوسرے

بوڑھے آدمی نے اس سڑک پر اس کے سامنے ادا کئے تھے اور پھر وہ بغیر کوئی بات کئے وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔

”ارے بھائی صاحب رات کو اپنے گھر سوئے نہیں جو کار میں بیٹھے بیٹھے سو گئے ہو۔ جاگو۔ ٹریفک سگنل کھل چکا ہے۔ آپ کی کار کے پیچھے گاڑیوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ آگے بڑھ کر انہیں راستہ دیں“..... کسی نے چیختے ہوئے کہا تو عمران چونک اٹھا۔ چوکتے ہی اس کے کانوں میں پیچھے موجود گاڑیوں کے تیز ہارن بجنے کی آواز پڑی تو اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کار آگے بڑھا دی۔ کار آگے بڑھاتے ہی اس نے کار کو تیزی سے اس سڑک کی طرف موڑا جس طرف اس نے بوڑھے بھکاری کو جاتے دیکھا تھا۔ لیکن اس طرف جاتے ہی وہ یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ وہاں کوئی بوڑھا بھکاری موجود نہ تھا حالانکہ دور تک طویل فٹ پاتھ تھا اور اس طرف کوئی دکان یا کاروباری مرکز نہ تھا جہاں وہ بوڑھا جا سکتا ہو۔ اس سڑک پر ایک یونیورسٹی کی طویل باؤنڈری وال تھی جو سات سے آٹھ فٹ اونچی تھی اور بوڑھا لاغر بھی تھا اور لنگڑا بھی کم از کم وہ اتنی اونچی دیوار نہ پھاند سکتا تھا۔ عمران کافی دور تک کار لے گیا لیکن بوڑھا واقعی غائب ہو چکا تھا۔

”حیرت ہے۔ آخر مجھے یہ پیغام بار بار کیوں دیا جا رہا ہے کہ میرا نشانہ کمزور ہے۔ میں اسے پختہ کروں“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”سیاہ کار سے جب مجھ پر حملہ ہوا تھا تو میں نے بھی جواباً کار پر فائرنگ کی تھی اور میں نے پرفیکٹ نشانے لگائے تھے اسی لئے مشین گن والا ہاتھ فوراً پیچھے ہٹ گیا تھا اور کلرڈ شیشے کو بند کر لیا گیا تھا۔ اگر میرا نشانہ پختہ نہ ہوتا تو ایسا کیسے ہو سکتا تھا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کار کو دوڑاتا ہوا دوسری مین سڑک پر لایا اور پھر تیزی سے اس سڑک کی طرف بڑھاتا لے گیا جو دانش منزل کی طرف جاتی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کار دانش منزل میں داخل ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر سختی اور غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ بلیک زیرو کو ناگوار نظروں سے گھورنے لگا۔

”کیا ہوا آپ بڑے غصے میں دکھائی دے رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے اسے غصے میں دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”غصہ نہ کروں تو اور کیا کروں۔ یہ تم نے کیا حرکت کی ہے“..... عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

”حرکت۔ کون سی حرکت۔ میں نے کیا کیا ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جولیا کو شکار پر جانے کی اجازت دینے کی کیا ضرورت تھی۔

پہلے تو تم ہر بات باہمی مشورے سے کرتے تھے پھر اس بار کیا ہوا جو تم نے مجھ سے بات کئے بغیر انہیں شکار پر جانے کی اجازت دے دی..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ مجھ سے واقعی غلطی سرزد ہو گئی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”غلطی۔ تم اسے غلطی کہتے ہو۔ میری نظر میں یہ حماقت ہے۔“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ آپ میری بات کا یقین کریں کہ میں انہیں کسی بھی صورت میں اجازت نہ دینا چاہتا تھا“..... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”اجازت نہ دینا چاہتے تھے۔ کیا مطلب۔ اگر اجازت نہ دینا چاہتے تھے تو پھر کیسے دے دی تم نے انہیں اجازت“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نہیں جانتا“..... بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا نہیں جانتے تم“..... عمران نے کہا۔

”یہی کہ آخر میں نے جولیا کو اجازت کیسے دے دی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب شاید تم مجھ جیسے احمق کو مزید احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہو“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ میں آپ سے سچ کہہ رہا ہوں۔ جولیا

نے جب شکار پر جانے کی بات کی تو میں اسے انکار کرنا چاہتا تھا لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ میرے منہ سے خود بخود وہ سب نکلتا چلا گیا جو میں نہیں کہنا چاہتا تھا“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر واقعی سنجیدگی تھی اور عمر اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ غلط بیانی نہیں کر رہا ہے۔

”ہوا کیا تھا۔ مجھے تفصیل بتاؤ“..... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جب جولیا کی کال آئی اور اس نے مجھ سے شکار پر جانے کی اجازت مانگی تو میں نے فوری طور پر اسے انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اچانک مجھے ہلکا سا جھٹکا لگا اور پھر میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے تمام ساتھیوں سمیت شکار پر جانے کی اجازت دے دی۔ میں خود کو بولنے سے روکنے کی کوشش بھی کر رہا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی میرے دماغ کے اندر گھسا ہوا ہو اور وہ مجھے زبردستی بولنے پر مجبور کر رہا ہو اور وہ سب کہہ لیا ہو جو میں نہیں کہنا چاہتا تھا۔ بعد میں جب مجھے خیال آیا تو میں نے دوبارہ جولیا سے بات کرنی چاہی کہ میں اسے روک دوں لیکن.....“ بلیک زیرو نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

”لیکن۔ اس لیکن کے بعد کیا ہے“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”انتہائی کوشش کے باوجود نہ تو جولیا سے کال مل رہی تھی نہ

آپ سے اور نہ ہی کسی ممبر سے۔ میں نے ایک ایک کر کے سب کے نمبروں پر کال کیا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سب کو واچ ٹرانسمیٹر پر بھی کال کیا تھا لیکن ممبران سمیت آپ نے بھی میری کال کا جواب نہ دیا تھا..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس نے اپنی ریٹ واچ دیکھی لیکن اس پر کسی کال کا کوئی کاشن موجود نہ تھا۔

”میری واچ پر تو تمہاری کال کا کوئی کاشن نہیں ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ ریڈیو مشین بھی یہی ظاہر کر رہی تھی کہ آپ میں سے کسی سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ یہ مشین واچ ٹرانسمیٹر کو آؤٹ آف ریٹج ظاہر کر رہی ہے جبکہ جولیا نے کہا تھا کہ وہ تمام ممبران کے ساتھ اپنے فلیٹ میں موجود ہے اور آپ بھی وہیں ہیں پھر ایک ساتھ کسی سے رابطہ نہ ہونا میرے لئے باعث حیرت ہی ہو سکتا تھا۔ میں اس مشین کو چیک کر رہا تھا کہ شاید اس میں کوئی مسئلہ ہو لیکن ایسا کچھ نہیں ہے پھر آپ آگئے“..... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ یہ ہمارے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے ساتھ۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے جولیا کے فلیٹ سے نکلنے، سیاہ کار کے سامنے آنے اور

اس کی کار پر فائرنگ کرنے سے لے کر سیاہ کار کے اندر ہونے والے دھماکے اور کار کے پھٹنے کی تمام تفصیل بتا دی۔

”حیرت ہے۔ کار موم کی طرح پکھل گئی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“

ساری تفصیل سن کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی بات نے تو مجھے الجھا رکھا ہے۔ کار کے اندر ہونے والے دھماکے کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ کار کا پکھلنا میرے لئے واقعی نئی اور حیرت انگیز بات ہے۔ کار میں موجود افراد نے ہمارے سامنے آنے سے بچنے کے لئے خود کو کار کے اندر ہی اڑا لیا ہو گا لیکن یہ کار کا پکھلنا۔ میرا تو واقعی ذہن ماؤف سا ہو کر رہ گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا کار مکمل طور پر پکھل گئی تھی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا پکھلا ہوا ملبہ سڑک پر چپک گیا تھا۔ نجانے کس ٹیکنیک کے تحت کار کو پکھلایا گیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن وہ حملہ آور کون تھے اور انہوں نے آپ کو نشانہ کیوں بنایا تھا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کار کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے میں یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ حملہ آور کون ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے اور تمہارے نشانے والی بات سے یاد آیا کہ راستے میں پھر مجھ سے وہی بات کہی گئی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”کون سی بات“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہی کہ میرا نشانہ کمزور ہے۔ اسے پختہ کرو“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت امنڈ آئی۔

”اوہ۔ کیا یہ بات اسی بزرگ نے کہی تھی جو آپ کو سوپر فیاض کے آفس کے باہر ملے تھے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ ڈیفنس کے چوراہے پر ٹریفک سگنل بند تھا۔ میں نے وہاں کار روکی تھی۔ وہاں ایک بوڑھا بھکاری جس نے مجھے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور جس کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال بے حد الجھے ہوئے تھے گھومتا پھر رہا تھا۔ وہ ہاتھ میں کھکول لئے میرے پاس بھی آیا تھا۔ میں نے اس کے کھکول میں ایک بڑا نوٹ ڈالا تھا لیکن اس نے بڑے نوٹ کو حقارت سے دیکھا اور کھکول سے نکال کر میری طرف اچھال دیا کہ اسے اتنے بڑے نوٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے صرف دس روپے چاہئے۔ تو میں نے کہا کہ میرے پاس دس روپے نہیں ہیں تو وہ منہ بنا کر آگے بڑھا لیکن پھر رک کر وہ میری طرف آیا اور پھر اس نے یہ بات کی۔“ عمران نے کہا۔

”حیرت ہے۔ بار بار آپ سے ایک ہی بات کیوں کہی جا رہی ہے۔ آخر یہ کیا اسرار ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میری تو زندگی ہی اسرار بنی ہوئی ہے۔ کسی سے کچھ کہوں تو مشکل نہ کہوں تو مشکل۔ جولیا سے کہوں تو وہ نہ نہ کرتے ہوئے بھی اقرار کر دیتی ہے۔ تنویر سے بات کروں تو وہ خونخوار نظروں سے

گھورتا ہے اور گولیاں مارنے کی دھمکیاں دیتا ہے اور صفدر سے کہوں کہ وہ خطبہ نکاح یاد کرے تو وہ یہ بات ہمیشہ ہنس کر ٹال دیتا ہے۔ میرا کنوارا رہنا اور شادی نہ کرنا ایک اسرار ہی تو بن کر رہ گیا ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا مخصوص موڈ بحال ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا عمران نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا فون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”صالح بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صالحہ کی مخصوص آواز سنائی دی۔ عمران نے نمبر پر لیس کرنے کے بعد چونکہ لاؤڈر بھی آن کر دیا تھا اس لئے بلیک زیرو نے بھی صالحہ کی آواز سن لی تھی اور اس کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس چیف“..... چیف کی آواز سن کر دوسری طرف سے صالحہ نے فوراً مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا جولیا تمہارے ساتھ تمہارے فلیٹ میں پہنچ گئی ہے۔“

عمران نے پوچھا۔

”لیس چیف۔ ہم ابھی ابھی یہاں پہنچی ہیں“..... صالحہ نے

جواب دیا۔

”جولیا سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”لیس چیف“..... صالحہ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”لیس چیف۔ جولیا بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد جولیا کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران نے پلازہ کی پارکنگ سے باہر آتے ہوئے خود پر حملہ ہونے کی ساری تفصیل مجھے بتا دی ہے۔ حملہ آوروں کو جس طرح تم سب نے گھیرا تھا اور انہوں نے اپنی شناخت چھپانے کے لئے خود کو کار کے اندر ہی بلاسٹ کر لیا تھا اور پھر ان کی کار جس طرح سے میلٹ ہو گئی تھی یہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ ہے۔ عمران پر حملہ ہونے کا مطلب ہے کہ پھر کوئی تنظیم پاکیشیا میں وارد ہو گئی ہے جس کا ٹارگٹ عمران ہے۔ انہوں نے عمران کو کیوں ٹارگٹ کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ کون لوگ تھے اس کے بارے میں ابھی کوئی بات سامنے نہیں آئی ہے۔ کار کو کار کے اندر موجود فرد یا افراد نے خود بلاسٹ کر کے میلٹ کیا ہے یا کسی اور نے ریموٹ کنٹرول ڈیوائس سے یہ سب کیا ہے اس کے بارے میں بھی ابھی کچھ معلوم نہیں ہوا ہے لیکن جس طرح سے عمران پر حملہ کیا گیا ہے اس سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پاکیشیا کے خلاف پھر کوئی نیا کھیل شروع ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔ عمران اور تم سب کو اسی صورت میں ٹارگٹ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جب دشمن عناصر ملک کے خلاف کوئی نئی سازش کرنے کے لئے وارد ہوتے ہیں۔

بہر حال یہ دشمن عناصر کون ہیں اور انہوں نے عمران کو ٹارگٹ کرنے کی کوشش کیوں کی تھی اس کے بارے میں جلد ہی پتہ چلا لیا جائے گا۔ میں نے تمہیں یہ کہنے کے لئے فون کیا ہے کہ تم وقتی طور پر صالحہ کے ساتھ ہی رہو کیونکہ عمران پر اسی بلڈنگ کے باہر حملہ کیا گیا تھا جہاں تم رہتی ہو۔ تم جس میک اپ میں ہو اس میک اپ میں وہاں گئی تو فوراً مارک ہو جاؤ گی اور نئے میک اپ میں بھی وہاں جانے سے تمہارے لئے کئی پریشانیاں کھڑی ہو سکتی ہے“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف“..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ طے ہے کہ حملہ آوروں کو تمہارے فلیٹ کے بارے میں معلوم نہ تھا ورنہ وہ پارکنگ کے باہر رک کر عمران کے باہر آنے کا انتظار نہ کرتے۔ انہوں نے شاید عمران کا تعاقب کیا تھا اور عمران کو اس پلازہ میں جاتے دیکھا ہو گا۔ انہیں اس بات کا پتہ نہ چل سکا ہو گا کہ عمران کس فلور اور کس فلیٹ میں گیا ہے اس لئے وہ باہر ہی رک کر اس کا انتظار کر رہے تھے اور پھر جیسے ہی عمران کار لے کر پارکنگ سے باہر نکلا اس پر ایک کیا گیا“..... عمران نے کہا۔

”لیس چیف۔ ان حالات میں تو ایسا ہی لگ رہا ہے ورنہ وہ عمران کے پیچھے میرے فلیٹ تک پہنچ سکتے تھے اور وہاں بھی حملہ کر سکتے تھے۔ ان کے پاس مشین گن اور میزائل گن بھی موجود تھی“..... جولیا نے کہا۔



”بہر حال تم اور صالحہ الرث رہو اور ممبران کو بھی الرث رہنے کا حکم دے دو۔ حالات کسی بھی وقت نیا موڑ لے سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”یس چیف۔ تو کیا ہم شکار پر جانے کا پروگرام کینسل کر دیں؟“ ..... دوسری طرف سے جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے البتہ کچھ دنوں کے لئے اپنا پروگرام ملتوی کر لو۔ ان مجرموں کے بارے میں معلومات مل جائیں تو پھر میں انہیں خود ہی سنبھال لوں گا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ حالات کے پیش نظر عمران چاہتا تو انہیں شکار پر جانے سے منع کر سکتا تھا اور جولیا سمیت تمام ممبران صورتحال کی نزاکت کے تحت رک سکتے تھے لیکن عمران نے انہیں روکنے کی کوشش نہ کی تھی بلکہ وہ انہیں کچھ روز پروگرام ملتوی کرنے کا کہہ رہا تھا۔

”تھینک یو چیف۔ میں ممبران کو الرث کر دیتی ہوں تاکہ وہ میک اپ بدل کر سارے شہر کا راؤنڈ لگائیں اور پتہ کرنے کی کوشش کریں کہ عمران پر حملہ کس نے اور کیوں کیا تھا۔ جیسے ہی یہ معاملہ ختم ہو گا ہم پھر سے اپنا پروگرام ترتیب دے لیں گے۔“ جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ممبران کو اس معاملے میں مت ڈالو۔ حملہ عمران پر ہوا

ہے اس لئے وہ خود پتہ کرے گا کہ اس پر حملہ کس نے اور کیوں کیا تھا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ لیکن.....“ جولیا نے کہنا چاہا۔

”جیسا کہا ہے ویسا کرو۔ عمران پر حملہ ہوا ہے تو اس کے بارے میں عمران خود ہی پتہ چلائے گا۔ ہو سکتا ہے یہ حملہ اس کی کسی ذاتی دشمنی کا شاخسانہ ہو اس لئے سیکرٹ سروس کو بلا وجہ دوڑ دھوپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر یہ معاملہ قومی مفادات کے خلاف ہوا یا پالیٹیک کے سلامتی کو کوئی خطرہ درپیش ہوا اور مجرم یا مجرموں کا ٹارگٹ عمران کے ساتھ ساتھ تم ہوئے تو پھر تمہیں حرکت میں لایا جائے گا“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ آپ نے کیا کیا؟“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ ہاں۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی“..... عمران نے کہا۔

”غلطی۔ کیسی غلطی؟“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”میں نے جولیا کو گڈ بائی کہے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ نے گڈ بائی کہے بغیر رسیور کریڈل

پر کیوں رکھ دیا؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تو پھر اور میں نے کیا کیا ہے جو تم نے ایسی بات کی۔“ عمران

نے کہا۔

”آپ پر حملہ ہوا ہے اور وہ کار خود ہی تباہ بھی ہوئی اور پکسل بھی گئی اور آپ ممبران کو اس بارے میں دوڑ دھوپ کرنے سے روک رہے ہیں اور دوسرا یہ کہ آپ کو موقع ملا تھا حالات کے پیش نظر آپ ممبران کو شکار پر جانے سے روک سکتے تھے لیکن آپ نے انہیں صرف چند روز پروگرام ملتوی کرنے کا کہہ دیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ کبھی کبھار پروگرام بناتے ہیں اور شکار پر جانے کا یہ پروگرام انہوں نے پہلی بار بنایا ہے اس لئے میں ان کے راستے کی رکاوٹ کیوں بنوں اور پھر سب سے اہم بات چیف نے ایک بار انہیں اجازت دے دی تو دے دی۔ اب اگر چیف انہیں منع کر دیتا تو اس سے چیف کی حیثیت مجروح ہو سکتی تھی۔ چیف کا فیصلہ فائنل ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات تم نے جولیا کو ہاں کی تھی۔ اب اگر میں نہ کر دیتا تو جولیا کا دل ٹوٹ جاتا اور تم جانتے ہو کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن جولیا کا دل نہیں توڑ سکتا“..... عمران نے تقریر کرنے والے انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اور آپ جو ہر وقت اس کے جذبات کو مجروح کر کے اس کا دل توڑتے ہیں وہ کچھ نہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں دل اس انداز میں توڑتا ہوں کہ اسے دوبارہ ریخیز کر سکوں اور دل توڑا ہی اسی لئے جاتا ہے کہ اسے پھر سے جوڑا جائے اور میں تو اس کا دل اپنے دل کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جوڑنا چاہتا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”اور وہ دن آئے گا کب جب آپ کا دل جولیا کے دل کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جڑ جائے گا“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو کب سے شجر سے پیوستہ ہوں اور بہار آنے کی امید بھی لگائے بیٹھا ہوں لیکن میرے ساتھ جو ببول کا درخت ہے وہ بہار آنے ہی نہیں دیتا“..... عمران نے کراہ کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا وہ ببول کے درخت کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ عمران کا واضح اشارہ تنویر کی طرف تھا۔

”تو آپ ببول سے کہہ کر اسے راستے سے ہٹا کیوں نہیں دیتے یا اس کے لئے کوئی اور تلاش کر لیں جو اس کے ہم پلہ ہو اور وہ اس کے دل کو بھا جائے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب اس کے لئے جولیا جیسی کہاں سے تلاش کروں۔ وہ ببول ہے تو اس کے لئے کوئی ببولی ہی ہوگی جس کی جڑیں زمین کے نیچے نجانے کہاں ہوں گی اور وہ زمین سے پھوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے“..... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو ایک

بار پھر ہنس پڑا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی کھنٹی بج اٹھی تو عمران نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھا۔ اسکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن پر پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

”عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔  
 ”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”دم والے ٹائیگر بول رہے ہو یا بے دم والے“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔  
 ”دم، بے دم۔ میں سمجھا نہیں باس“..... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جس ٹائیگر کی دم بھاری اور لمبی ہوتی ہے وہ زیادہ خونخوار اور دہشت ناک ہوتا ہے اور ایسا ٹائیگر ہمیشہ جنگلوں میں پایا جاتا ہے جبکہ چھوٹی دم والے ٹائیگر کو دم کٹا لنگور کہا جاتا ہے اور وہ سرکس میں ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں لنگور نہیں۔ ٹائیگر ہوں باس“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ”ایک ہی بات ہے۔ چھوٹی دم والے ٹائیگر اور لنگور میں کوئی فرق نہیں ہوتا دونوں ہی سرکس کے پنجرہوں میں اچھلتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”نو باس۔ میں سرکس کا ٹائیگر نہیں ہوں“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ”تو کیا تم جنگل کے ٹائیگر ہو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔  
 ”یس باس۔ جنگل کا سب سے خطرناک اور سب سے زیادہ خونخوار ٹائیگر لیکن یہ خونخواری صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ملک دشمن عناصر ہوتے ہیں یا قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم رکھتے ہیں ٹائیگر ایسے لوگوں کے لئے عفریت سے کم نہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اور میرے سامنے یہ ٹائیگر کس حیثیت سے ہوتا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”آپ کے سامنے تو جنگل کے بادشاہ بھی بیٹھی ملی بن جاتے ہیں میری بھلا آپ کے سامنے کیا اوقات ہو سکتی ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا کیونکہ ٹائیگر نے بڑی خوبصورتی سے خود کو بیٹھی ملی بننے سے بجالیا تھا۔  
 ”اگر میرے سامنے جنگل کے بادشاہ بیٹھی ملی بن سکتے ہیں تو پھر ٹائیگر بے چارے تو بھیسے چوہے ہی بنتے ہوں گے“..... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ میرے باس ہے۔ آپ مجھے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔  
 ”اچھا۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ وہ لڑکی ہسپتال میں دم توڑ چکی ہے۔ اس کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی۔ ڈاکٹروں نے اسے بچانے کی سر توڑ کوشش کی تھی لیکن شاید اس کا وقت پورا ہو چکا تھا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ سیڈ نیوز، ریپلی سیڈ نیوز“..... عمران نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

”اور باس میں نے ہسپتال جا کر اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ لڑکی اپنے اصلی چہرے میں نہیں تھی“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

”اصلی چہرے میں نہیں تھی۔ کیا مطلب۔ کیا اس نے نقلی چہرہ لگایا ہوا تھا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ وہ میک اپ میں تھی۔ اس نے ڈبل پلاسٹو میک اپ کر رکھا تھا جسے کوئی چیک نہ کر سکا لیکن میں چونکہ ان دنوں ڈبل پلاسٹو میک اپ پر ریسرچ کر رہا ہوں اس لئے میں نے اس لڑکی کا چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ ڈبل پلاسٹو میک اپ میں ہے۔ اتفاق سے میرے سیل فون میں ایک ایسا سافٹ ویئر موجود ہے جس سے ڈبل پلاسٹو میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے اصل چہرے کی کیمرے سے تصویر لی جاسکتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے اصل چہرے کی تصویریں لے لی ہیں۔ آپ کہیں تو آپ کو ایم ایم ایس کر دوں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں کر دو“..... عمران نے کہا۔

”اوکے باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اور کوئی خاص بات“..... عمران نے پوچھا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا۔ بولو“..... عمران نے کہا۔

”میں جب لڑکی کی لاش دیکھنے ہسپتال کے سرد خانے میں جا کر واپس لوٹ رہا تھا تو مجھے ہسپتال کی پارکنگ سے ایک آدمی کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ بھی اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے ہسپتال میں موجود ایک وارڈ بوائے نے بتایا تھا جو میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ آدمی اس لڑکی کے بارے میں یہ معلوم کر رہا تھا کہ لڑکی زندہ ہے یا مر چکی ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ کون تھا وہ آدمی۔ کیا اس کے بارے میں تم نے معلومات حاصل کی ہیں“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”یس باس۔ وہ آدمی ہسپتال میں ہی موجود تھا اور وہ بھی اسی کوشش میں لگا ہوا تھا کہ وہ کسی طرح سرد خانے تک رسائی حاصل کر سکے اور ایک نظر اس لڑکی کی لاش دیکھ سکے۔ میں نے اسے چیک کیا تھا۔ وہ بظاہر مقامی آدمی معلوم ہو رہا تھا لیکن اس کا ڈبل ڈول اور اس کے چلنے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق انڈر گرورلڈ سے ہے چنانچہ میں نے اس کی بھی مخصوص کیمرے سے چند تصویریں لے لیں۔ اس کی تصویریں دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا

کہ وہ آدمی مونٹی تھا۔ دشمنو بار کا چھٹا ہوا اور انتہائی ہتھ چھٹ بد معاش..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ مونٹی کس کے لئے کام کرتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”دشمنو بار کا منیجر اور مالک جس کا نام دشمنو دادا ہے مونٹی اس کا خاص آدمی ہے اور وہ اسی کے لئے کام کرتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا مونٹی اس دشمنو دادا کے لئے اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ مونٹی کوئی بھی کام دشمنو دادا کی اجازت کے بغیر نہیں کرتا“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کیا تم دشمنو دادا کو جانتے ہو“..... عمران نے کہا۔  
 ”لیس باس۔ میں اس کے لئے کام کر چکا ہوں۔ وہ مجھے کوبرا کے نام سے جانتا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر جاؤ اور جا کر اس دشمنو دادا سے معلوم کرو کہ اسے شوگرانی لڑکی کی لاش سے کیا دلچسپی ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے اس کے بار میں فون کیا تھا باس لیکن وہ بار میں موجود نہیں ہے۔ وہ کسی ذاتی کام کے لئے باہر گیا ہوا ہے اور شام تک اس کے لوٹنے کا کوئی چانس نہیں ہے البتہ وہ پانچ بجے کے بعد اپنی رہائش گاہ میں ہوتا ہے۔ ویسے تو وہ اپنی رہائش گاہ میں کسی

سے نہیں ملتا لیکن میں اس کی رہائش گاہ میں جا کر اس سے ملنے کی کوشش کروں گا اور اس سے معلومات حاصل کروں گا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ تمہاری زبان پر کوشش کا لفظ کہاں سے آ گیا۔ تم جانتے ہو کہ مجھے کوشش کے لفظ سے سخت نفرت ہے۔ جو کام کرنا ہوتا ہے اسے ہر صورت میں کیا جاتا ہے کوشش کرنے کا کہنا کام سے جان چھڑانے والی بات ہوتی ہے“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”سوری باس۔ میں ہر صورت میں جا کر دشمنو دادا سے ملوں گا اور اس سے ساری معلومات حاصل کروں گا“..... ٹائیگر نے فوراً سنہلے ہوئے کہا۔

”اس کے علاوہ تمہارے ذمہ مجھے ایک اور کام بھی لگانا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ حکم“..... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے خود پر حملہ ہونے کے بارے میں اور اس سیاہ کار کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

”کار موم کی طرح پکھل گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ کار کے نیچے ایم پی ڈی چارجر لگا ہوا تھا“..... ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ایم پی ڈی چارجر۔ کیا مطلب“..... عمران نے چونک کر کہا۔  
 ”باس۔ یہ ایک خاص قسم کی ڈیوائس ہے جو بیٹری سسٹم کے تحت

کام کرتی ہے۔ جب بیڑی پاور بڑھائی جاتی ہے تو یہ ڈیوائس آن ہو کر کار کی باڈی سمیت کار کی ہر چیز کو اس حد تک ہیٹ اپ کر دیتی ہے کہ فولاد سمیت ہر چیز تیزی سے پگھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس ڈیوائس کا پورا نام میلٹ پاور ڈیوائس ہے اور اسے عام طور پر فولاد کی بھاری چٹانوں کو پگھلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ڈیوائس تو انتہائی قیمتی ہوتی ہے۔ اس کا پاکیشیا میں کیا کام۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”تمہیں اس ڈیوائس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پچھلے دنوں ایک سائنسی میگزین میں اس ڈیوائس کے بارے میں ایک مضمون چھپا تھا۔ یہ مضمون اسرائیل کے ایک سائنس دان جان ہنس اور کافرستان کے سائنس دان ڈاکٹر رام لال کے مشترکہ ناموں سے چھپا تھا جنہوں نے مشترکہ طور پر یہ ڈیوائس ایجاد کی تھی اور ان دونوں سائنس دانوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ انہوں نے ایم پی ڈیوائس کو نہایت چھوٹے سائز میں بھی تیار کیا ہے جسے اگر وہ کسی ایئر بس طیارے میں بھی فکس کر دے اور پھر ریوٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر دے تو ڈیوائس طیارے کی بیڑی سے آٹو چارج ہو کر اسے بھی لحوں میں موم کی طرح پگھلا سکتی ہے اور اس ڈیوائس میں بڑے بڑے جنگی ٹینکوں کو بھی پگھلا دینے کی صلاحیت ہے لیکن اس

ڈیوائس کو خصوصی طور پر ایڈجسٹ کرنا پڑتا تھا اور اس کے لئے ظاہر ہے انسانی ہاتھوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ جب اس ڈیوائس کو کار، طیارے یا جنگی ٹینک کے کسی حصے میں ایڈجسٹ کر دیا جائے تو ہیٹ اپ ہونے پر یہ کام کرتی ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے اس کار کو پگھلانے کے لئے اسی ڈیوائس کا استعمال کیا گیا ہے اور کار میں موجود افراد جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا ان کا تعلق یا تو اسرائیلی ایجنسی سے ہو سکتا ہے یا پھر کافرستانی اور تمہارے ذریعے دوسرا نام دشمنو دادا کا پتہ چلا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہاں کافرستان کے ایجنٹ کسی خاص کار کے لئے کام کر رہے ہوں اور اس کے لئے وہ مجھے راستے کا کاٹنا سمجھتے ہو اور مجھے رانٹے سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”لیس باس۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کار کو جس طرح سے ایم پی ڈی سے پگھلایا گیا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑنا چاہتے تھے یا پھر کسی نے کار میں موجود حملہ آور یا حملہ آوروں کی شناخت چھپانے کے لئے دور سے ریوٹ کنٹرول کے ذریعے اس ڈیوائس کو چارج کر دیا ہو“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہونہ۔ تو معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا میں سمجھ رہا تھا۔ اس سارے چکر کے پیچھے کوئی بڑا دماغ بھی کام کر رہا ہے جو مجھے فالو بھی کرنے کی کوشش کر رہا ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے

کہا۔

”آپ نے اس کار کو دیکھا تھا“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ نئی کمپنی کی سوڈاک کار تھی۔ نیا ڈیزائن اور بالکل نیا ماڈل۔ کار کا نمبر بھی تھا لیکن ظاہر ہے وہ جعلی ہی ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”کیا اس کار پر کوئی نشان تھا“..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”نشان تو نہیں تھا اس پر کوئی لیکن وہ بلٹ پروف کار تھی اور ہاں اس کے فیول ٹینک کے پاس سرخ رنگ کے ایک خنجر کا اسٹیکر لگا ہوا تھا۔ گو وہ اسٹیکر کافی چھوٹا تھا لیکن میں نے اسے چیک کر لیا تھا“..... عمران نے کہا۔

”اوکے باس۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کار کس کی ہے اور آپ مجھے کار کا نمبر بھی بتا دیں تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ یہ کار کس کے نام رجسٹرڈ ہے۔ ہو سکتا ہے آپ نے جو نمبر دیکھا ہو وہ اصل ہو جعلی نہ ہو“..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے کار کا نمبر بتا دیا اور پھر اس نے سیل فون آف کر دیا۔

”ہاں تو کالے صفرے۔ اب تم بتاؤ۔ تمہارا کیا پروگرام ہے۔“ سیل فون بند کر کے جیب میں رکھنے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا کیا پروگرام ہوتا ہے۔ جیسا آپ کہیں گے۔“ بلیک زیرو نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”تو پھر چلو۔ آج اپنی نشانہ بازی چیک کر لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ کیا میرا نشانہ واقعی کمزور ہے اور اسے پختہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ گلتا ہے آپ نے اس معاملے کو زیادہ ہی سیریس لینا شروع کر دیا ہے“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا کروں۔ کرنے کو کوئی کام جو نہیں ہے تو سوچا واقعی دیکھوں کہ میرا نشانہ کمزور تو نہیں ہو گیا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اٹھا تو بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اس فائل کا کیا ہوا۔ کچھ پلے پڑا کہ کیا کوڑ ہے“..... اچانک عمران کو خیال آیا تو اس نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”نہیں۔ بہت مغز ماری کی لیکن وہ عجیب سا کوڑ ہے۔ میں لائبریری سے ڈی کوڈ بک بھی نکال کر لایا تھا لیکن یہ بالکل نیا کوڑ ہے جس کی کوئی بھی کی ڈی کوڈ بک میں درج نہیں ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ایک منٹ۔ ٹائیگر نے بتایا تھا کہ لڑکی کے چہرے پر ڈبل پلاسٹو میک اپ تھا۔ اس نے اس لڑکی کی تصویریں لی تھیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے بھیجے ہوئے ایم ایم ایس آئے ہیں یا نہیں۔ دیکھیں تو سہی کہ آخر وہ لڑکی ہے کون“..... عمران نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون پر چار ایم ایم ایس رسبو ہوئے

تھے۔ عمران نے فولڈر کھولا اور دوسرے لمحے اس کے سیل فون کی اسکرین پر ایک لڑکی کی تصویر ابھر آئی۔ اس لڑکی کو دیکھتے ہی عمران اچھل پڑا۔

”کیا ہوا“..... اسے اچھلتے دیکھ کر بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو سوچی تارا کی تصویر ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سوچی تارا۔ آپ کا مطلب ہے شوگرانی سیکرٹ سروس کی لیڈی ایجنٹ“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر عمران کے سیل فون پر تصویر دیکھی تو اس کے چہرے پر بھی حیرت لہرائے لگی۔

”ہاں۔ یہ شوگرانی سیکرٹ سروس کی انتہائی ذہین اور زیرک ایجنٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ کوڈ اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اسی لئے مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اب مجھے لگ رہا ہے جیسے یہ کوڈ خالصتاً شوگرانی زبان کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے۔ میں لاکھ سرپنک لوں تب بھی اس کوڈ کو ڈی کوڈ نہیں کر سکتا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے“..... عمران نے کہا۔  
”تو پھر آپ کو نشانہ بازی کرنے سے پہلے شوتان ہاری سے بات کر لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہ اس بات سے انجان ہو کہ اس

کی لیڈی ایجنٹ پاکیشیا میں ہلاک ہو چکی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس کوڈ کے بارے میں کچھ معلوم ہو“..... بلیک زیرو نے کہا۔  
”ہاں۔ صورتحال کی نزاکت تو یہی کہتی ہے کہ پہلے مجھے شوتان ہاری سے بات کر لینی چاہئے“..... عمران نے کہا اور پھر وہ دوبارہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”لیں“..... رابطہ ملتے ہی دوسری جانب سے ایک شوگرانی کی سخت گیر آواز سنائی دی۔

”اگر تم پاکیشیا میں ہوتے اور تین بار لیں کہتے تو تم نے زنجیروں میں بندھ جانا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم“..... دوسری طرف سے چونکتی ہوئی اور حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”وہی۔ جو تمہاری ہونے والی بیوی کو پہلے سے ہی بھابھی بولتا ہے“..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ عمران۔ آپ۔ آپ عمران صاحب ہیں“..... دوسری طرف سے یکفخت بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔

”ابھی تک تو صرف عمران ہوں اور تمہاری طرح بدستور مسٹر اینڈ مسز بننے کے خواب دیکھ رہا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف موجود آدمی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آپ کی انہی باتوں سے آپ کی شناخت ہو جاتی ہے۔ آپ



واقعی ایسے انسان ہیں جسے بھول بھی جاؤ تو آپ کی باتیں آپ کے بارے میں سب کچھ یاد کرا دیتی ہیں“..... دوسری طرف سے اسی طرح سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صرف میری باتیں تمہیں میری یاد دلاتی ہیں اور کچھ نہیں۔“  
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو دوسری طرف موجود آدمی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”شوتان ہاری کی ایسی مجال کہاں جو آپ کو کبھی بھول بھی سکے“..... دوسری طرف سے آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”صرف مجھے ہی یاد رکھتے ہو یا اپنی ہونے والی جو رو اور ان لوگوں کو بھی جو تمہارے ساتھ کام کرتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”میری یادداشت بہت اچھی ہے۔ میں ایک بار جسے دیکھ لوں اسے زندگی بھر نہیں بھولتا۔“ شوتان ہاری نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر تمہیں اپنی پیاری سی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا بھی یاد ہو گی“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

”اوہ۔ تو آپ کو پتہ چل گیا کہ وہ سوچی تارا ہے“..... دوسری طرف سے شوتان ہاری نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہے نہیں تھی۔ اب وہ زندہ نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ مجھے اس کی موت کی اطلاع مل چکی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں ایک انتہائی ذہین اور زیرک لیڈی ایجنٹ سے

محروم ہو گیا وہ واقعی اپنی مثال آپ تھی“..... شوتان ہاری نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم پہلے سے ہی جانتے تھے کہ سوچی تارا یہاں پر موجود ہے۔ اگر وہ یہاں تھی تو اسے اس طرح ڈبل پلاسٹو میک اپ میں رہنے کی کیا ضرورت تھی“..... عمران نے کہا۔

”وہ اپنی جان بچانے کے لئے کافرستان سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچی تھی عمران صاحب“..... دوسری طرف سے شوتان ہاری نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر آن کر رکھا تھا اس لئے بلیک زیرو بھی اس کی باتیں سن رہا تھا۔

”کافرستان سے فرار ہو کر۔ کیا مطلب“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شوتان ہاری نے اسے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر عمران اور بلیک زیرو کی حیرت بڑھتی چلی گئی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کوڈ بک عام کوڈ بک نہیں ہے بلکہ اس میں ان تمام کافرستانی ایجنٹوں کے نام و پتے موجود ہیں جو پاکیشیا میں کہیں بھی کام کر رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ اسی لئے سوچی تارا نے اسے اپنے خاص کوڈ میں تحریر کیا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ وہ کوڈ بک میرے پاس لائے اور پھر وہ اسے ڈی کوڈ کر کے مجھے دے تاکہ میں اسے آفیشل طور پر آپ کو یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بھیج سکوں لیکن افسوس کہ

اس سے پہلے ہی مجرم، سوچی تارا تک پہنچ گئے اور انہوں نے اسے گولی مار دی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ کوڈ بک آپ کے والد صاحب کے ہاتھ لگ گئی اور انہوں نے اس کی ایک کاپی کرا کر سوپر فیاض کو دے دی اور سوپر فیاض نے وہ فائل آپ کو دے دی..... شوتان ہاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ کافی گہری نظر رکھ رہے ہو..... عمران نے کہا۔  
”میں اصل میں اس کوڈ بک کو کھونا نہیں چاہتا تھا اسی لئے میں اس پر نظر رکھے ہوئے تھا لیکن افسوس کہ مجرموں نے آپ کے ڈیڈی سے اصل کوڈ بک حاصل کر لی..... شوتان ہاری نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”حاصل کر لی۔ کیا مطلب..... عمران نے چونک کر کہا بلیک زیرو بھی حیران نظر آ رہا تھا۔

”آپ کو نہیں معلوم۔ حیرت ہے۔ آپ کے ڈیڈی کے آفس میں ایک مجرم، سیکرٹری خارجہ سر سلطان کے میک اپ میں گیا تھا اور اس نے آپ کے ڈیڈی سے اصل کوڈ بک حاصل کی اور وہاں سے نکل گیا..... شوتان ہاری نے کہا اور پھر اس نے سر عبدالرحمن کے ساتھ بیٹے ہوئے حالات کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

”حیرت ہے۔ تم اتنی دور بیٹھے ہو اور تمہیں تمام حالات کا علم ہے اور ایک میں اپنے باپ کا نافرمان بیٹا ہوں جسے کچھ علم ہی نہیں..... عمران نے کہا۔

”آپ کے ڈیڈی نے یہ بات سوپر فیاض کو بتائی تھی اور پھر اسے سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ یہ بات کسی کو نہ بتائے۔ آپ کو بھی نہیں..... شوتان ہاری نے ہنس کر کہا۔  
”اور پھر بھی تمہیں معلوم ہو گئی..... عمران نے کہا۔

”میرے اپنے ذرائع ہیں عمران صاحب۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ کوڈ بک آپ کے ڈیڈی کے پاس ہے تو پھر مجھے مجبوراً وہاں اپنا ایک آدمی بھیجنا پڑا تاکہ وہ کوڈ بک کی حفاظت کر سکے لیکن سر سلطان کے میک اپ میں آنے والے مجرم نے اسے بھی ڈاج دے دیا اور کوڈ بک لے جانے میں کامیاب ہو گیا..... شوتان ہاری نے کہا۔

”سوچی تارا نے جس کوڈ میں لکھا ہے اس کی کاپی کس کے پاس ہے..... عمران نے کہا۔

”کاپی۔ کیا مطلب۔ کون سی کاپی..... شوتان ہاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا مطلب ہے اس کوڈ کو ڈی کوڈ کیسے کیا جا سکتا ہے۔“  
عمران نے کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ اس معاملے میں آپ کی میں کوئی مدد نہیں کر سکتا..... شوتان ہاری نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو ایک بار پھر چونک پڑے۔

”کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ..... عمران نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ ایک بہت خاص وجہ ہے“..... شوتان ہاری نے کہا۔  
”میرے گوش گزار کرنا پسند کرو گے وہ خاص وجہ“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں نہیں“..... شوتان ہاری نے کہا۔  
”تو بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”یہ کوڑ سوچی تارا کا اپنا بنایا ہوا ہے عمران صاحب اور اسے ڈی کوڑ بھی وہی کر سکتی تھی۔ وہ ہلاک ہو گئی ہے اس لئے اب اس کوڑ کا ڈی کوڑ ہونا میری نظر میں مشکل نہیں ناممکن ہے“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
”جی ہاں۔ اسے نئے نئے کوڑ بنانے کا بے حد شوق تھا اور وہ آئے دن نئے نئے کوڑ بناتی رہتی تھی پھر اس نے ایک دن مجھے بتایا کہ اس نے آخر کار ایک ایسا کوڑ بنا لیا ہے۔ جیسے اس کے علاوہ دنیا کا کوئی آدمی ڈی کوڑ نہیں کر سکے گا۔ اس نے اپنے اس نئے کوڑ کو سوچی کوڑ کا نام دیا تھا اور اس نے مجھے اس کوڑ میں چند جملے بھی لکھ کر دیئے تھے اور مجھے بھی چیلنج کیا تھا کہ میں اسے ڈی کوڑ کر کے دکھاؤں لیکن لاکھ کوشش کے باوجود میں ایک لفظ بھی ڈی کوڑ نہیں کر سکا تھا“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر اب کیسے پتہ چلے گا کہ سوچی تارا نے

کوڑ بک میں کیا لکھا ہے۔ ان ایجنٹوں کے نام و پتے کیا ہیں جو پاکیشیا میں مختلف حیثیتوں سے کام کر رہے ہیں“..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ کاش کہ سوچی تارا زندہ ہوتی تو وہ آپ کو سب کچھ بتا دیتی“..... شوتان ہاری نے کہا۔  
”جب اس نے اپنے چیف کو اس کوڑ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تو وہ مجھے کیسے بتا دیتی اور اگر اسے یہ فائل مجھے دینی ہوتی تو وہ مجرموں سے بچنے کے لئے اس طرح ہوٹل میں پناہ نہ لیتی اور سیدھی میرے پاس آتی۔ وہ مجھے بخوبی جانتی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میں اس کی مدد بھی کر سکتا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ میری غلطی ہے عمران صاحب۔ وہ تو کوڑ بک لے کر آپ کے پاس ہی آنا چاہتی تھی لیکن میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ میں یہ فائل آپ کو آفیشل طور پر دینا چاہتا تھا۔ کاش میں نے اسے نہ روکا ہوتا تو کوڑ بک اس وقت آپ کے پاس ہوتی اور سوچی تارا اسے آپ کے لئے ڈی کوڑ بھی کر دیتی“..... شوتان ہاری نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری اس غلطی کی وجہ سے ایک تو سوچی تارا کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا ہے اور اس کے ساتھ اس کی ساری محنت بھی رائیگاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ اگر یہ فائل ڈی کوڑ نہ

”تو تم نے ملازمہ سے ان کتابوں کے بارے میں پوچھنا تھا اور وہ کاغذات کہاں ہیں جن پر سوچی تارا کوڈز بنانے کی کوشش کرتی تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”ملازمہ ان پڑھ ہے وہ یہ تو نہیں جانتی کہ سوچی تارا کون سی کتابیں پڑھتی تھی لیکن اس نے یہ ضرور بتایا ہے کہ وہ جن کاغذات پر لکھتی تھی جب ان پر کام ختم ہو جاتا تھا تو وہ اپنے ہاتھوں سے ان کاغذات کو جلا دیتی تھی“..... شوتان ہاری نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھیجنے لئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اس سلسلے میں کام کر چکے ہو لیکن سوچی تارا نے اس کوڈ کوڈی کوڈ کرنے کے لئے کوئی کلیو نہیں چھوڑا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے کافرستان جانے کے بعد میں اس کے فلیٹ میں گیا تھا۔ ملازمہ چھٹی پر تھی تو میں نے اس کوڈ کی ڈی کوڈ بک تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ عجیب سا کوڈ تھا جس نے مجھے بھی اشتیاق میں مبتلا کر دیا تھا کہ آخر اس عجیب و غریب کوڈ کی ڈی کوڈ بک کیا ہو سکتی ہے لیکن تلاشی لینے اور بعد میں ملازمہ سے پوچھ گچھ کے بعد مجھے پتہ چلا کہ سوچی تارا نے ڈی کوڈ بک بنائی ہی نہیں تھی۔ وہ ذہین تھی اور اس کا دماغ واقعی کمپیوٹر تھا۔ ایک بار وہ اپنی میموری میں جو فیڈ کر لیتی تھی نہ بھولتی تھی اسی لئے اس نے کوڈ بنا کر اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور اس کا ڈی کوڈ بھی“..... شوتان

ہوئی تو ہم ان ایجنٹوں تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے جو پاکیشیا میں موجود ہیں“..... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں عمران صاحب۔ یہ میری کوتاہی ہے۔ مجھے معاف کر دیں۔ آئی ایم رینگی سوری“..... شوتان ہاری نے اسی طرح افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تمہیں سوچی تارا نے کوڈ کے بارے میں ایک بھی بات نہیں بتائی تھی کہ اس نے یہ کوڈ کس پیٹرن پر بنایا ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ خاصا پیچیدہ اور عجیب قسم کا کوڈ ہے۔ میں نے بہت اصرار کیا تھا کہ وہ مجھے اس کوڈ کے بارے میں بتا دے لیکن وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتی تھی“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”اس کوڈ کو ایجاد کرنے کے لئے اس نے دن رات محنت کی ہو گی اور اپنے فلیٹ میں رہ کر اسی کوڈ کو بنانے میں سرکھپاتی رہی ہو گی“..... عمران نے کسی خیال کے پیش نظر کہا۔

”جی ہاں۔ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر وہ سیدھی فلیٹ پر چلی جاتی تھی اور پھر جب تک میں اسے کسی کام کے لئے طلب نہ کر لیتا تھا اس وقت تک وہ فلیٹ سے باہر ہی نہ نکلتی تھی۔ اس کی ملازمہ بتاتی تھی کہ وہ ہر وقت فلیٹ میں بنائی ہوئی اپنی پرسنل لائبریری میں گھسی رہتی تھی اور کتابیں کھولے صفحات پر لکھتی رہتی تھی“..... شوتان ہاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاری نے جواب دیا۔

”شوتان ہاری، سوچی تارا ہمارے پاس خزانے کا باکس چھوڑ گئی ہے اور اس کی کنجی نہیں ہے۔ تم ایک بار پھر اس کے فلیٹ میں جاؤ اور نہایت باریک بینی سے چیکنگ کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اس کوڈ کی کنجی کا کوئی نہ کوئی کلیو تمہیں اس کے فلیٹ سے ہی ملے گا۔ ہمارے لئے اس کوڈ کی ڈی کوڈ بک کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں ایک بار پھر چیکنگ کر لیتا ہوں حالانکہ میں پہلے ہی پوری تسلی کر چکا ہوں“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”بعض اوقات کچھ چیزیں سامنے پڑی ہوتی ہیں اور ہم انہیں گہرائیوں میں چیک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہو سکتے ہیں کہ تم سے کوئی مس ٹیک ہو گئی ہو۔ ایک بار اور چیکنگ کر لینے میں کیا حرج ہے۔ اور کچھ نہیں تو اس کی لائبریری میں اس کی کتابوں کو دیکھو۔

اس نے کوڈ بنانے کے لئے اگر کتابوں کا سہارا لیا ہے تو ان کتابوں میں اس نے کہیں نہ کہیں پوائنٹس ضرور لگائے ہوں گے۔ تم ان پوائنٹس کو چیک کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ اس کے بعد میں خود دیکھ لوں گا کہ سوچی تارا کے کوڈز کی چابی کیا ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوکے۔ میں آج بلکہ ابھی جا کر چیکنگ کر لیتا ہوں۔“ شوتان ہاری نے جواب دیا۔

”ایک کام کر سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”کیا“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”اگر تمہیں ان کتابوں میں کچھ نہ ملے تو کوشش کرنا کہ سوچی تارا نے کوڈز کی جن جن کتابوں سے رہنمائی لی ہے وہ کتابیں یا پھر کم از کم ان کی ڈیپلیکٹ کاپیاں مجھے بھجوا دینا۔ میں ایک بار خود بھی ان کتابوں کو دیکھنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”اس کی لائبریری میں سینکڑوں کتابیں ہیں۔ میں کن کن کی کاپیاں کراتا پھروں گا“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”تو پھر وہ کتابیں ہی مجھے بھیج دو۔ میں انہیں پڑھنے کے بعد تمہیں واپس کر دوں گا“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سوچی تارا کی لائبریری میں کوڈز کے متعلق مجھے جو بھی کتاب ملی میں اسے الگ کرتا جاؤں گا اور پھر اس کا بنڈل بنا کر تمہارے فلیٹ کے پتے پر بھیج دوں گا۔ پھر یہ سر درد تم خود مول لینا کہ سوچی تارا کے بنائے ہوئے کوڈز کی چابی کیا ہو سکتی ہے۔“ شوتان ہاری نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تو پھر یہ کام آج ہی کر دو۔ تم کہاں سر درد مول لیتے پھرو گے“..... عمران نے کہا۔

”میں آج اس کے فلیٹ میں جا کر کتابیں دیکھتا ہوں اور کوڈز کے متعلق وہاں موجود ساری کتابیں میں آج ہی تمہیں کوریر کر دوں گا“..... شوتان ہاری نے کہا۔

”شکریہ“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد شوتان ہاری کو اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”واقعی اگر دیکھا جائے تو سوچی تارا ہمارے لئے خزانے کا باکس چھوڑ گئی ہے جس میں کافرستان کے ان تمام ایجنٹوں کے نام و پتے ہیں جو پاکیشیا میں کسی بھی جگہ اور کسی بھی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اگر اس کوڈ کی ہمیں چابی مل جائے تو ہم آسانی سے اس فائل کو ڈی کوڈ کر سکتے ہیں اور پھر ہم ان تمام ایجنٹوں کو پکڑ سکتے ہیں جو پاکیشیا میں رہ کر اندر ہی اندر اس کی جڑیں کاٹ رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ فائل مجھے دو۔ پہلے مجھے اس فائل کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا لیکن اب یہ فائل انتہائی قیمتی ہو چکی ہے۔ میں ایک بار پھر اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں شاید مجھے کسی پوائنٹ کو دیکھ کر اسے ڈی کوڈ کرنے کا طریقہ مل جائے“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا اب آپ نشانہ بازی کی مشق نہیں کریں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ کام یہاں کی بجائے رانا ہاؤس میں بہترین طریقے سے ہو سکتا ہے۔ اپنے ساتھ ساتھ میں جوزف اور جوانا کی بھی نشانہ بازی کی مہارت چیک کرنا چاہتا ہوں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ تم نے نشانہ بازی کی مشقیں کر کے کیا کرنا ہے تمہارا نشانہ تو پہلے ہی انتہائی پختہ ہے۔ ایکسٹو بن کر ایک بار جس پر رعب ڈالو تو وہ ویسے ہی بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ جاتا ہے“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ نہیں لے جانا چاہتے تو آپ کی مرضی“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر میرا نشانہ پختہ ثابت نہ ہوا تو میں کال کر کے تمہیں بلا لوں گا پھر تم میرے استاد بن کر میرا نشانہ پختہ کرا دینا۔ اب خوش“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو اٹھ کر ملحقہ کمرے میں گیا اور اس نے وہ فائل لا کر عمران کو دے دی جو عمران نے سوپر فیاض سے لا کر اسے دی تھی۔ عمران نے فائل کھولی اور اس کے پرندہ صفحات کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کافی دیر سر کھپاتا رہا لیکن اسے کوڈ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

”اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے کے لئے مجھے فلیٹ میں جا کر سلیمان سے اپنے سر پر تیل کی ماش کرانی پڑے گی اور اس کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے بار بار پینی پڑے گی۔ جب وہ مجھے جلی کٹی سنا شروع کرے گا تب شاید مجھے اس کوڈ کی کچھ سمجھ آ جائے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے بلیک زیرو کو اللہ حافظ کہا اور پھر اٹھ کر آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

تھے۔ جیپ نہایت تیزی سے کنگ روڈ پر اڑی جا رہی تھی۔  
 ”سمجھ میں نہیں آتا کہ باس آخر چاہتا کیا ہے“..... کالی داس  
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا باس“..... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے  
 اس کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

”میں باس راجندر کی بات کر رہا ہوں۔ پہلے اس نے مجھے حکم  
 دیا تھا کہ اب عمران کو ہلاک کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اسے ہر  
 صورت میں ٹارگٹ کیا جائے چاہے اس کے لئے ہمیں کچھ بھی  
 کیوں نہ کرنا پڑے لیکن اب اس نے کال کر کے مجھے فوری طور پر  
 عمران کو ہلاک کرنے سے منع کر دیا ہے“..... کالی داس نے منہ  
 بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا اب ہم نے عمران کو ہلاک نہیں کرنا“..... ڈرائیور  
 نے چونکتے ہوئے کہا۔ جیپ میں بیٹھے ہوئے دونوں بد معاش بھی  
 کالی داس کی بات سن کر چونک پڑے تھے۔

”ہلاک تو کرنا ہے لیکن باس راجندر کے کہنے کے مطابق عمران  
 کے پاس ایک اہم فائل ہے۔ اسے ہلاک کرنے سے پہلے ہمیں  
 اس سے وہ فائل حاصل کرنی ہے۔ اس لئے باس نے کہا ہے کہ ہم  
 پہلے عمران کو اغوا کریں اور اسے اپنے کسی خاص ٹھکانے پر لے جا  
 کر قید کر دیں اور پھر اس سے اس فائل کے بارے میں پوچھیں۔  
 اگر وہ آسانی سے ہمیں فائل کے بارے میں بتا دے تو ٹھیک ہے

کالی داس لمبے چوڑے اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک نو جوان  
 آدمی تھا۔ جس کے جسم میں جیسے طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی  
 تھی۔ اس کا چوڑا چکلہ سینہ اور اس کے چہرے پر موجود زخموں کے  
 بے شمار نشان اس بات کے غماز تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی  
 بھڑائی میں ہی گزری ہے۔

اس کے چہرے پر ہر وقت غصہ اور درشتگی کے تاثرات چھائے  
 رہتے تھے۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا  
 تک نہ ہو۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں لیکن ان میں خون کی  
 سرخی بھری ہوئی تھی جو اسے اور زیادہ وحشی انسان ظاہر کرتی تھی۔  
 کالی داس اس وقت اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ ایک فورڈ جیپ  
 میں سوار تھا۔ جیپ اس کا ایک ساتھی ڈرائیور کر رہا تھا اور وہ سائیڈ  
 سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جیپ کی پچھلی سیٹوں پر دو طاقتور بد معاش  
 ٹائپ نو جوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے



ناکامی کی صورت میں نہ صرف اسپیشل فورس ختم ہو سکتی ہے بلکہ ہم سب باس راجندر کے ہاتھوں بھیا تک موت کا شکار بن سکتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ مجھ سمیت تم سب کے جسموں میں بلیو ڈیوائس فکسڈ ہے جس کا کنٹرول باس راجندر کے پاس ہے۔ اس ڈیوائس سے وہ ہم پر نظر رکھتا ہے۔ ہم ناکام ہو کر دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر چھپ جائیں وہ ایک بٹن پر پریس کر کے ہمارے جسموں کو بموں کی طرح اڑا سکتا ہے“..... کالی داس نے کہا۔

”یس باس۔ ہم ان ڈیوائس کو اپنے جسموں سے نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر ہم نے ایسی غلطی کی تو اس کا نتیجہ بھی ہماری موت ہی ہوگا“..... بدری نے جواب دیا۔

”مجھے موت کا خوف نہیں ہے۔ میں نے باس راجندر سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر میں کبھی کسی مشن میں ناکام ہو گیا تو اسے میرے جسم میں موجود بلیو ڈیوائس کا بٹن پریس کر کے اسے بلاسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ میں ناکامی کی صورت میں خود کو اپنے ہاتھوں ہی شوٹ کر لوں گا۔ آج تک باس راجندر نے ہمیں جو بھی ٹاسک دیا ہے ہم نے پورا کیا تھا لیکن اس بار باس راجندر نے واقعی ہمارے ذمہ بہت بڑا کام لگا دیا ہے۔ عمران جیسا شیطانی دماغ رکھنے والا انسان جسے دنیا ایک خوفناک عفریت کے نام سے جانتی ہے۔ اس کا شکار کرنا اور خاص طور پر اسے قابو کر کے پنجرے میں بند کرنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے اور میں نہیں چاہتا کہ

ورنہ اس سے فائل حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس کے ساتھ جو سلوک کرنا پڑے کریں۔ ہمارے لئے عمران کو ہلاک کرنا تو آسان ہے۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے میں نے اس بار اس کی کار کے نیچے ایم پی ڈی لگانے کا پروگرام بنایا تھا۔ جب عمران اپنی کار میں ہوتا تو میں ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کر کے اس کی بلٹ پروف کار کو بھی موم کی طرح پگھلا سکتا تھا لیکن باس راجندر نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا“..... کالی داس نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو کیا اب ہمیں عمران کو ہلاک کرنے کی بجائے اسے اغوا کرنا ہے۔“ پیچھے بیٹھے ہوئے ایک بد معاش نے پوچھا۔

”ہاں“..... کالی داس نے کہا۔

”لیکن اسے ہم کیسے ایسے اغوا کریں گے۔ وہ انتہائی خطرناک اور ہزاروں آنکھیں رکھنے والا انسان ہے۔ کیا وہ اتنی آسانی سے ہمارے قابو میں آ جائے گا“..... دوسرے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا بدری۔ باس راجندر نے اسپیشل فورس اسی لئے تشکیل دی ہوئی ہے کہ ہم ناممکن سے ناممکن کام کو بھی سرانجام دے سکیں۔ تم عمران کی بات کر رہے ہو اگر باس راجندر ہمیں اس ملک کے پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر کو بھی اغوا کرنے کا حکم دیتا تو ہمیں اس کے حکم پر عمل کرنا ہی پڑتا تھا ورنہ



اس میں مجھے ناکامی سے دوچار ہونا پڑے اور باس راجندر سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کرنا پڑے اس لئے ہمیں ہر صورت میں عمران کو اغوا کرنا ہے اور اسے اغوا کرنے کے لئے میں نے ایک پروگرام بنایا ہے..... کالی داس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا باس“..... دوسرے آدمی نے کہا جس کا نام مہاشنکر تھا۔  
 ”عمران کہیں بھی ہو شام یا پھر رات کو وہ لوٹ کر اپنے فلیٹ میں ہی آتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ فلیٹ میں عمران کے ساتھ اس کا ایک ادھیڑ عمر ملازم جس کا نام سلیمان ہے رہتا ہے۔ اس وقت سلیمان فلیٹ میں اکیلا ہی ہوگا۔ اگر ہم سلیمان کو قابو کر لیں اور پھر اس کے فلیٹ پر قبضہ کر لیں تو عمران کے لئے ہم وہاں پھنسا کر سکتے ہیں۔ پھر وہ جیسے ہی فلیٹ میں آئے گا ہم اسے آسانی سے قابو کر لیں گے“..... کالی داس نے کہا۔

”گڈ شو۔ باس۔ ریلی گڈ شو۔ آپ نے واقعی ایک شاندار، بہترین اور انتہائی قابل عمل ترکیب سوچی ہے۔ اس ترکیب پر عمل کر کے ہم واقعی آسانی سے عمران کو اغوا کر سکتے ہیں۔ عمران کو اس بات کا پتہ ہی نہیں چلے گا کہ اس کے فلیٹ پر ہمارا قبضہ ہے اور وہ جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوگا ہم اس پر چیلوں کی طرح چھپٹ پڑیں گے اور اسے اپنے بچوں میں دبوچ لیں گے“..... بدری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران جیسے انسان کو اسی طریقے پر عمل کر کے قابو کیا جاسکتا

ہے ورنہ وہ ان انسانوں میں سے نہیں ہے جو آسانی سے ہمارے ہاتھ آجائے“..... کالی داس نے کہا۔

”لیس باس“..... بدری نے کہا۔ جیپ دوڑتی رہی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ڈرائیور نے جیپ ایک بلڈنگ کے سامنے روک دی۔ جیپ رکتے ہی وہ چاروں جیپ سے اتر آئے اور پھر وہ تیزی سے سامنے موجود بلڈنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کالی داس کے اشارے پر اس کا ساتھی مہاشنکر فلیٹ نمبر دو سو کی کال بیل بجا رہا تھا۔

”آ رہا ہوں۔ آ رہا ہوں۔ کیوں خواہ مخواہ چیخ چیخ کر کال بیل کا گلا خراب کر رہے ہو“..... اندر سے ایک آدمی کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو کالی داس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ملازم ٹائپ آدمی کا چہرہ دکھائی دی۔ اس نے حیرت سے ان چاروں کی طرف دیکھا۔

”جی فرمائیں“..... سلیمان نے ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ہیں“..... کالی داس نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ نہیں ہیں۔ ضروری کام سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ آپ کون“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کالی داس نے دائیں بائیں دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ اسی لمحے اس کی ٹانگ چلی اور سلیمان جو دروازے پر کھڑا حیرت سے انہیں دیکھ رہا

تھا، کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے جاگرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ کالی داس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور تیزی سے فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ سلیمان اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کالی داس نے جیب سے مشین پستل نکالا اور آگے بڑھ کر سلیمان کے سینے پر پاؤں رکھ دیا۔

”خبردار۔ حرکت کی تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا“..... کالی داس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان جیسے ساکت سا ہو کر رہ گیا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم“..... سلیمان نے اس اچانک افتاد پر بری طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دروازہ بند کر کے لاک کر دو“..... کالی داس نے سلیمان کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کا ایک ساتھی مڑا اور اس نے دروازہ بند کیا اور اسے لاکڈ کر دیا۔ اسی لمحے کالی داس کی ٹانگ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور سلیمان کے منہ سے زوردار چیخ نکل گئی۔ کالی داس نے اس کے سر پر ٹھوک ماری تھی۔ سلیمان نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے سر پر کالی داس کے بوٹ کی ایک اور ضرب لگی تو وہ دیں ساکت ہو گیا۔

”دیکھو۔ یہ بے ہوش ہوا ہے یا نہیں“..... کالی داس نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو مہاشنکر تیزی سے سلیمان پر جھکا

اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

”یہ بے ہوش ہو چکا ہے باس اور اس کا دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہے“..... مہاشنکر نے کہا تو کالی داس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سلیمان کے سینے سے پاؤں ہٹا لیا۔

”اسے اٹھا کر اندر لے چلو اور کسی کرسی پر بیٹھا کر رسیوں سے جکڑ دو“..... کالی داس نے کہا تو مہاشنکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سلیمان کو اٹھایا اور اسے لے کر اندر سنٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سنٹنگ روم خاصا وسیع تھا اور شاندار فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ کالی داس اور اس کے ساتھی غور سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔

”بڑا شاندار فلیٹ ہے عمران کا“..... کالی داس نے کہا۔  
 ”لیس باس“..... بدری نے کہا۔

”عمران کے آنے سے پہلے ہمیں اس فلیٹ کی تلاشی لے لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں جو فائل چاہئے وہ یہیں مل جائے۔ فائل مل گئی تو پھر ہمیں عمران کو اغوا کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی ہم اسے یہیں گولی مار کر ہلاک کر سکتے ہیں“..... کالی داس نے کہا۔

”لیس باس“..... بدری نے کہا اور ڈرائیور جس کا نام وکی تھا کو اشارہ کر کے وہ ایک طرف بڑھ گیا۔ مہاشنکر فلیٹ کے سنٹور روم

سے سی کا ایک بنڈل لے آیا تھا۔ اس نے بے ہوش سلیمان کو کرسی پر بٹھایا اور پھر وہ سی کا بنڈل کھول کر سلیمان کو کرسی پر جکڑنا شروع ہو گیا۔

”اسے باندھ کر تم بھی ان کے ساتھ فلیٹ کی تلاشی لو مہاشکر تب تک میں اسے ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کر لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے ہمیں جس فائل کی ضرورت ہے اس کے بارے میں یہ جانتا ہو“..... کالی داس نے مہاشکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس“..... مہاشکر نے کہا۔ اس نے سلیمان کو کرسی پر مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے جکڑ دیا تھا۔

”آپ کہیں تو میں اسے ہوش میں لے آؤں“..... مہاشکر نے کالی داس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ لاؤ اسے ہوش میں“..... کالی داس نے کہا تو مہاشکر اس کرسی کے عقب میں آ گیا جس پر سلیمان جکڑا ہوا تھا۔ اس نے کرسی کے پیچھے آتے ہی ایک ہاتھ سے سلیمان کا ناک پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سلیمان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو مہاشکر نے فوراً اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا لئے۔

”تم جاؤ۔ اب اسے میں خود سنبھال لوں گا“..... کالی داس نے کہا تو مہاشکر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اپنے باقی دو ساتھیوں کے ساتھ فلیٹ کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر بعد سلیمان نے آنکھیں کھولیں اور پھر ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا ہے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم اور مجھے اس طرح رسیوں سے کیوں جکڑا ہے“..... ہوش میں آتے ہی سلیمان نے حیرت اور غصے سے سامنے کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام کالی داس ہے“..... کالی داس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پستل بدستور موجود تھا۔

”کالی داس ہے یا نیلی داس۔ مجھے تمہارے نام سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو اور مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کالی داس نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چند لمحے سلیمان کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور لا کر سلیمان کے سامنے رکھ دی اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں سلیمان کے سامنے بیٹھ گیا۔

”سنو۔ تمہارا نام سلیمان ہے اور تم عمران کے ملازم ہو“..... کالی داس نے سلیمان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میرا نام سلیمان نہیں ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم سلیمان نہیں ہو تو کون ہو“..... کالی داس

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہلاکو خان“..... سلیمان نے جواب دیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خود کو پوری طرح سے سنبھال چکا تھا۔

”ہلاکو خان۔ کیا مطلب۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ اس فلیٹ میں عمران اور اس کا ایک باورچی رہتا ہے جس کا نام سلیمان ہے۔ اگر تم سلیمان نہیں ہو تو کون ہو؟..... کالی داس نے چوکتے ہوئے کہا۔

”بتایا تو ہے میں ہلاکو خان ہوں۔ سلیمان کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے اور تم کس عمران کی بات کر رہے ہو۔ یہ فلیٹ عمران کا نہیں ہے۔ تم غلط فلیٹ میں آ گئے ہو؟..... سلیمان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ اگر یہ فلیٹ عمران کا نہیں ہے تو کس کا ہے۔“ کالی داس نے چونک کر کہا۔

”یہ سوپر فیاض کا فلیٹ ہے؟..... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو کالی داس چونک پڑا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا اس فلیٹ کا نمبر دو سو نہیں ہے؟“ کالی داس نے چوکتے ہوئے کہا۔

”اس فلیٹ کا نمبر دو سو ہی ہے لیکن یہ عمران کا نہیں سوپر فیاض کا فلیٹ ہے اور تم شاید نہیں جانتے کہ سوپر فیاض کون ہے۔“ سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ میں نہیں جانتا۔ تم بتاؤ۔ کون ہے سوپر فیاض؟..... کالی

داس نے کہا۔

”وہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہے اور وہ انتہائی سخت گیر اور نہایت غصیلا انسان ہے۔ کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ مجرم کو دیکھتے ہی وہ گولی مار دیتا ہے۔ تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ سوپر فیاض کسی بھی وقت آ سکتا ہے۔ اگر اس نے مجھے اس طرح رسیوں سے بندھا ہوا اور تم سب کو یہاں دیکھ لیا تو وہ سمجھ جائے گا کہ تم مجرم ہو۔ اس کا نشانہ بے داغ ہے۔ وہ تم چاروں کو ایک ساتھ گولیاں مار دے گا؟..... سلیمان نے کہا تو کالی داس بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے الحق سمجھ رہے ہو کیا؟..... کالی داس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکل سے تو الحق ہی نظر آتے ہو؟..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو کالی داس کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا میں تمہیں شکل سے الحق دکھائی دیتا ہوں؟..... کالی داس نے غصے میں آتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پستل سلیمان کے سر سے لگا دیا۔

”نن۔ن۔نہیں۔ میں نے ایسا کب کہا۔ میں تو کہہ رہا تھا کہ میں الحق ہوں۔ بہت بڑا الحق؟..... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”فضول باتیں مت کرو؟..... کالی داس نے منہ بنا کر کہا اور اس کے سر سے مشین پستل ہٹا لیا۔

”کیوں تم نے کرنی ہیں“..... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو کالی داس اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

”عمران کہاں ہے“..... کالی داس نے ہونٹ چباتے ہوئے اس بار بے حد سخت لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“..... سلیمان نے کہا۔

”تمہیں نہیں معلوم تو کسے معلوم ہے“..... کالی داس نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

”عمران کو ہی معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہے۔ اب وہ میرا ملازم تو ہے نہیں کہ مجھے بتائے کہ وہ کہاں ہے“..... سلیمان نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سنو۔ عمران کے پاس ایک فائل ہے جس میں فوٹو سٹیٹ پیپرز لگے ہوئے ہیں۔ وہ فائل سوپر فیاض نے اسے دی تھی۔ کیا تم جانتے ہو کہ عمران نے وہ فائل کہاں رکھی ہے“..... کالی داس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نہیں جانتا“..... سلیمان نے کہا۔

”اگر تم سچ سچ بتا دو گے کہ فائل کہاں ہے تو میں تمہاری جان بخش دوں گا۔ ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے“..... کالی داس نے اسی انداز میں کہا۔

”جب مجھے فائل کا پتہ ہی نہیں ہے تو میں کیا بتاؤں“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کالی داس غور سے اس کے

چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے سلیمان کے بولنے اور اس کے چہرے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”تو کیا عمران تمہارے سامنے یہاں کوئی فائل نہیں لایا جس میں فوٹو سٹیٹ پیپرز لگے ہوئے ہوں“..... کالی داس نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ صبح سے گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک نہیں لوٹے ہیں۔ جب آئیں گے تو میں ان سے پوچھ کر تمہیں بتا دوں گا کہ فوٹو سٹیٹ پیپرز والی فائل کہاں ہے“..... سلیمان نے کہا۔

”اچھا اگر عمران فائل لے کر یہاں نہیں آیا ہے تو وہ اور کہاں جا سکتا ہے۔ اس کے کسی دوسرے ٹھکانے کے بارے میں جانتے ہو“..... کالی داس نے پوچھا۔

”جو کسی کے فلیٹ میں رہتا ہو اور پچھلے کئی سالوں سے اپنے باورچی کی تنہا رہا ہو اس کا بھلا دوسرا یا تیسرا ٹھکانہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا ہوتا تو اپنی سابقہ تنخواہوں کے عیوض میں اس کے سارے ٹھکانوں پر قبضہ نہ کر چکا ہوتا“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ عمران کا دوسرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جہاں وہ فائل لے کر جا سکتا ہے“..... کالی داس نے کہا۔

”نہیں۔ ان کا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہ صبح سے اب تک لوٹ کر کیوں نہیں آیا یہاں“۔ کالی

داس نے کہا۔

”اس کا جواب تو صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ مجھے کیا معلوم کہ وہ اب تک کیوں واپس نہیں آئے ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”اگر تمہیں کسی وجہ سے اسے بلانا ہو تو کیسے بلاتے ہو“..... کالی داس نے پوچھا۔

”میں انہیں ہمیشہ صاحب کہتا ہوں اور میں جب بھی بلاتا ہوں انہیں صاحب کہہ کر ہی بلاتا ہوں“..... سلیمان نے سادہ سے لہجے میں کہا تو کالی داس اسے گھور کر رہ گیا۔

”میں تم سے کچھ اور پوچھ رہا ہوں نانسنس“..... کالی داس نے غرا کر کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں سمجھا تم مجھ سے کچھ اور پوچھ رہے ہو“۔ سلیمان نے کہا تو کالی داس غرا کر رہ گیا۔

”میں پوچھ رہا ہوں۔ عمران کو تم نے ایمر جنسی طور پر یہاں بلانا ہو تو اس سے رابطہ کیسے کرتے ہو نانسنس“..... کالی داس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”نانسنس۔ کون نانسنس۔ کیا تمہارے کسی ساتھی کا نام نانسنس ہے“..... سلیمان نے کہا تو کالی داس کی آنکھیں شعلے اگلنا شروع ہو گئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ سلیمان اسے احمق بنانے کے چکر میں ہے اور جان بوجھ کر الٹی سیدھی باتیں کر رہا ہے۔

”لگتا ہے تم میرے ہاتھوں مرنا چاہتے ہو“..... کالی داس نے

غرا کر کہا۔

”نہیں۔ کس نے کہا تم سے“..... سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو کالی داس نے غصے سے ایک بار پھر مشین پٹل اس کے سر سے لگا دیا۔

”دباؤں ٹریگر۔ اڑا دوں تمہاری کھوپڑی“..... کالی داس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نن نن۔ نہیں تم نے ایسا کیا تو میں مر جاؤں گا۔ میں مر گیا تو پھر تمہارے سوالوں کے جواب کون دے گا“..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”میں تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں نانسنس۔ بتاؤ کہاں ہے عمران“..... کالی داس نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم آخری بار پوچھو یا اس سے بھی آخری بار میں کہہ چکا ہوں کہ میں صاحب کا ملازم ہوں وہ میرے ملازم نہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ کب آتے ہیں اور کب جاتے ہیں مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ آنے کو وہ ابھی آ جائیں اور نہ آنا چاہیں تو ان کا ہفتوں پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہیں“..... سلیمان نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”ہفتوں پتہ نہیں ہوتا۔ کیا مطلب“..... کالی داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اب تم اتنے بھی احمق نہیں ہو کہ تمہیں ہفتوں کا مطلب نہ پتہ

غصے مزید سرخ ہو گیا۔ اس کا مشین پسل کے ٹریگر پر دباؤ بڑھ گیا جیسے وہ ابھی ٹریگر دبا کر گولی چلا دے گا اور سلیمان کے سر کے پرچے اڑا دے گا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

”نو باس۔ ہم نے سارا فلیٹ چھان مارا ہے۔ ہمیں یہاں کوئی فائل نہیں ملی ہے“..... بدری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ جانتا ہے کہ فائل کہاں ہے۔ یہ مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بس اب بہت ہو گیا۔ بتاؤ کہاں ہے فائل“..... کالی داس نے سلیمان کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی تمہیں فائل چاہئے“..... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کہاں ہے فائل“..... کالی داس نے کہا۔

”یہ فلیٹ ہے کوئی آفس نہیں ہے جہاں فائلیں ہوتی ہیں۔ فائل یا فائلیں چاہئیں تو جاؤ کسی آفس میں وہاں جا کر فائلوں کی لوٹ مار کرو۔ وہاں تمہیں ایک نہیں سینکڑوں فائلیں مل جائیں گی۔“

سلیمان نے ایک بار پھر پڑی بدلتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اگر یہ فائل کے بارے میں جانتا ہے تو آپ اسے

میرے حوالے کر دیں۔ میں ابھی ایک منٹ میں اس کی زبان

کھلاتا ہوں۔ یہ خود ہی بتائے گا کہ فائل کہاں ہے“..... بدری نے

کالی داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میری زبان پہلے سے ہی کھلی ہوئی ہے۔ تم نے مزید کھلوانے

ہو“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”میرے سوالوں کے سیدھے جواب دو نائنس ورنہ بلا وجہ میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے“..... کالی داس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بلا وجہ۔ یہ تو واقعی غلط ہو گا۔ تمہیں چاہئے کہ مجھے مارنے کے لئے کوئی وجہ تلاش کرو۔ چلو ایسا کرو کہ کچھ دیر کے لئے میرے ہاتھ کھول دو۔ کم از کم ایک ہاتھ کھول دو۔ پھر میں اس ہاتھ سے ایسی وجہ بناؤں گا کہ تمہیں پھر یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کہ تم نے مجھے بلا وجہ گولی ماری ہے“..... سلیمان نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کرو گے تم“..... کالی داس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے منہ پر دو چار تھپڑ مار دوں گا اور کیا“..... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو کالی داس غرا کر رہ گیا۔

”تو تم ایسے نہیں مانو گے“..... کالی داس نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں مانوں گا۔ تم ایک بار منا کر تو دیکھو۔ جو کہو گے

کروں گا۔ اگر تھپڑ نہیں کھانا چاہتے تو میں تمہارے سر پر جوتے بھی

لگا سکتا ہوں اور اگر اس سے بھی تم خوش نہیں ہوتے تو مجھے کچن

سے بیلن یا پھر فرائی پین لا کر دے دو۔ میں وہی تمہارے سر پر مار

دوں گا“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا تو کالی داس کا چہرہ

کی کوشش کی تو میری زبان ایسی کھلے گی کہ تم میں سے کسی سے سنبھل نہ پائے گی اور تم سب ایک دوسرے کے سر دیواروں پر مارنے شروع کر دو گے..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ واقعی احمق ہے۔ اس سے کسی بھی صحیح بات کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ٹھیک ہے۔ کرنے دو اسے بک بک۔ کب تک یہ بکتا رہے گا۔ مجھ غصہ آیا تو میں ایک لمحے میں اس کے سر پر گولی مار کر اس کی زبان بند کر دوں گا“..... کالی داس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن زبان سر میں نہیں منہ میں ہوتی ہے۔ پھر تم سر میں گولی مار کر زبان کیسے بند کر سکتے ہو“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کالی داس غصے سے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ابھی بتاتا ہوں کہ سر میں گولی مارنے سے زبان کیسے بند ہوتی ہے۔ نانسنس“..... کالی داس نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا۔ وہ سلیمان کی باتوں سے اس قدر زچ آ گیا تھا کہ اس نے واقعی اسے گولی مارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”باس۔ اگر آپ نے اسے فائرنگ کر کے ہلاک کیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی۔ یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔ فائرنگ کی آواز سے ارد گرد کے لوگ چونک پڑیں گے اور پھر ہمارے لئے یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا“..... اچانک بدری نے کہا تو کالی داس کی انگلی ٹریگر دباتے دباتے رک گئی۔

”تمہارے پاس سائیلنسر لگا ریوالور ہے۔ وہ مجھے دو“..... کالی

داس نے کہا تو بدری نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر سائیلنسر لگا ایک ریوالور نکال کر کالی داس کو دے دیا۔ کالی داس نے مشین پستل اپنی جیب میں رکھا اور سائیلنسر لگا ریوالور سلیمان کے سر سے لگا دیا۔

”اب گولی چلنے کی آواز بھی نہیں آئے گی اور تم جان سے بھی چلے جاؤ گے“..... کالی داس نے غرا کر کہا۔

”رکو۔ فائر نہ کرنا۔ میں بتاتا ہوں کہ صاحب اس وقت کہاں ہوں گے“..... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس بار کالی داس کے چہرے پر سفاکیت کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ اسے واقعی گولی مار سکتا تھا۔ اس کی بات سن کر کالی داس کا ہاتھ رک گیا۔

”کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تم نہیں جانتے کہ عمران کہاں ہے۔ اب کیسے کہہ رہے ہو کہ تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہو سکتا ہے“..... کالی داس نے چوکتے ہوئے کہا۔

”میں اپنی اور صاحب کی جان بچانے کے لئے جھوٹ بول رہا تھا لیکن میں نے تمہارے چہرے پر سفاکیت کے تاثرات دیکھ لئے ہیں۔ اگر میں نے واقعی تمہیں سچ نہ بتایا تو تم مجھے گولی مار سکتے ہو اس لئے میں اب تم سے سچ بولوں گا۔ میں واقعی جانتا ہوں کہ صاحب کہاں ہے اور مجھے یقین ہے وہ جہاں ہیں وہ فائل بھی ان کے پاس ہو گی جس کے لئے تم یہاں آئے ہو“..... سلیمان نے



کہا۔

”تو بتاؤ۔ کہاں ہے وہ؟“..... کالی داس نے اس کے سر سے ریوالبور کی نال ہٹاتے ہوئے کہا۔

”صاحب کا ایک ٹھکانہ رانا ہاؤس ہے۔ وہاں انہوں نے ایک لائبریری بھی بنائی ہوئی ہے۔ جب وہ فلیٹ میں رہ رہ کر بیزار ہو جاتے ہیں تو وہ اس لائبریری میں چلے جاتے ہیں اور وہاں موجود کتابوں میں سرکھپاتے رہتے ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”لیس باس۔ اس بار یہ سچ کہہ رہا ہے۔ میں نے بھی رانا ہاؤس کا نام سنا ہوا ہے اور وہ عمران کا خاص ٹھکانہ ہے۔ اس رانا ہاؤس کے بارے میں میری معلومات کے مطابق عمران کے دو اور ملازم رہتے ہیں جو سیاہ فام حبشی ہیں۔ ان میں ایک کا نام جوزف ہے اور دوسرے کا نام جونا۔ جوزف کے بارے میں تو میرے پاس زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن جونا کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس کا تعلق اکیرمیسا سے ہے اور وہ اکیرمیسا کی ماسٹر کلرز تنظیم کے لئے کام کرتا تھا۔ کافی عرصہ قبل ماسٹر کلرز کی تنظیم عمران کو ہلاک کرنے کے لئے خصوصی طور پر پاکیشیا آئی تھی اور اس میں جونا بھی شامل تھا۔ انہوں نے عمران کو ہلاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن ان کی ہر کوشش بے کار ثابت ہوئی تھی۔ جونا نے عمران کا خالی ہاتھوں مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ عمران جیسے ماسٹر فائٹر کے ہاتھوں شکست کھا گیا تھا اور تب سے وہ عمران کا نہ صرف

غلام بنا ہوا ہے بلکہ اب ہمیشہ اسی رانا ہاؤس میں رہتا ہے اور عمران کا ہر حکم بجا لاتا ہے“..... مہاشنکر نے کہا تو کالی داس بے اختیار چونک پڑا اور مہاشنکر کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم اس کے بارے میں یہ سب کیسے جانتے ہو؟“..... کالی داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کچھ عرصہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کیا ہے باس جس کا چیف شاگل ہے۔ میں چیف شاگل کے بے حد قریب رہا ہوں ان سے ہی مجھے یہ ساری معلومات ملی تھیں لیکن پھر چیف شاگل نے میری کسی بات پر ناراض ہو کر مجھے سکرٹ سروس سے نکال دیا اور میں مجبوراً بلیک ہنٹرز میں شامل ہو گیا۔ چونکہ میرا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے رہا ہے اس لئے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں“..... مہاشنکر نے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ عمران کا ٹھکانہ رانا ہاؤس بھی ہے؟“..... کالی داس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن سے اس رانا ہاؤس کا نام نکلا ہوا تھا باس۔ اب اس نے بتایا تو مجھے یاد آ گیا“..... مہاشنکر نے جواب دیا۔

”تو کیا تمہارے خیال میں عمران اس وقت رانا ہاؤس میں ہو گا؟“..... کالی داس نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم جس فائل کے لئے آئے ہو وہ اگر اہمیت کی حامل

ہے تو مجھے یقین ہے کہ باس وہ فائل رانا ہاؤس ہی لے گئے ہوں گے۔ ایسی فائلیں وہ رانا ہاؤس میں ہی رکھتے ہیں“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا تمہیں رانا ہاؤس کا پتہ معلوم ہے“..... کالی داس نے مہاشنکر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نوباس“..... مہاشنکر نے کہا۔

”تم بتاؤ۔ کہاں ہے یہ رانا ہاؤس“..... کالی داس نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا تو سلیمان نے بڑی شرافت سے اسے رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔

”مجھے اس بات کی تصدیق کراؤ کہ عمران اس وقت رانا ہاؤس میں موجود ہے“..... کالی داس نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہاں کیسے تصدیق کراؤں“..... سلیمان نے چونک کر کہا۔

”رانا ہاؤس میں جوزف یا جونا کو فون کرو یا پھر عمران سے ڈائریکٹ بات کرو۔ اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو ٹھیک ہے ورنہ اس بار میں زبان سے نہیں بلکہ ریوالور سے بات کروں گا اور اگر ریوالور کی زبان کھلی تو تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گی“۔ کالی داس نے سرد لہجے میں کہا۔

”ٹھٹھ۔ ٹھٹھ۔ ٹھیک ہے میں کرتا ہوں فون۔ میرے ہاتھ کھولو“..... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ سچ کچ کالی داس کی دھمکی سے ڈر گیا ہو۔

”ہاتھ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سامنے فون پڑا ہے اور اس پر لاؤڈر بھی موجود ہے۔ تم نمبر بتاؤ۔ میں نمبر ملاتا ہوں پھر تم بات کرو گے اور اگر تم نے کوئی چالاکی دکھائی یا عمران کو کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو اس کا انجام تمہاری موت کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ دکی۔ وہ فون اٹھا کر یہاں لاؤ“..... کالی داس نے پہلے سلیمان سے اور پھر اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو دکی تیزی سے آگے بڑھا اور سامنے میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر کالی داس کے پاس لے آیا۔ کالی داس نے فون کا رسیور اٹھانے کی بجائے اس کا لاؤڈر آن کر دیا۔ لاؤڈر سے ٹون کی آواز سنائی دی۔

”نمبر بتاؤ“..... کالی داس نے کہا۔

”کس کا نمبر“..... سلیمان نے کہا۔

”ڈرامہ بازی مت کرو۔ عمران کا یا پھر رانا ہاؤس کا نمبر بتاؤ۔ جلدی۔ ورنہ“..... کالی داس نے غرا کر کہا۔

”بب بب۔ بتاتا ہوں۔ اب ڈراؤ تو نہیں“..... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا اور اس نے رانا ہاؤس کا نمبر بتا دیا۔

”ایک بار پھر کہہ رہا ہوں۔ کوئی چکر چلانے کی کوشش کی یا یہ نمبر غلط ہوا تو میں اس بار تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔ اس ریوالور کی ساری کی ساری گولیاں تمہارے جسم میں اتار دوں گا۔ سبھے تم“..... کالی داس نے کہا۔

”ہاں سمجھ گیا“..... سلیمان نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ کالی

داس نے سلیمان کے بتائے ہوئے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسرے ہی لمحے دوسری جانب سے تیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

”جوزف بول رہا ہوں“..... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ سلیمان تم۔ تم نے کیسے فون کیا“..... دوسری طرف سے جوزف نے چونک کر کہا۔

”رسیور اٹھایا اور نمبر ملائے تو تم سے رابطہ قائم ہو گیا اور کیسے کیا جاتا ہے فون کالے دیو“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ میرا کہنے کا مطلب تھا کہ تم نے فون کیوں کیا ہے۔“ جوزف کی آواز سنائی دی۔

”بس میرا دماغ خراب ہو گیا ہے اسی لئے تمہیں فون کیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا صاحب یہاں موجود ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ باس یہیں ہیں لیکن اس وقت بہت مصروف ہیں۔ وہ بات نہیں کر سکتے“..... جوزف نے کہا تو کالی داس اور اس کے ساتھیوں سمیت سلیمان بھی چونک پڑا۔

”مصروف ہیں۔ کیوں کیا وہ تمہاری اور جوانا کی دھلائی کر رہے ہیں“..... سلیمان نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں۔ باس اس وقت میرے اور جوانا کے ساتھ نشانہ بازی

کی پریکٹس کر رہے ہیں“..... جوزف نے جواب دیا تو سلیمان ایک بار پھر چونک پڑا۔

”نشانہ بازی۔ کیا مطلب“..... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس کا خیال ہے کہ ان کا نشانہ کمزور ہو چکا ہے اور وہ نشانہ بازی کر کے اپنا نشانہ پختہ کونا چاہتے ہیں اسی لئے وہ یہاں ہمارے ساتھ نشانہ بازی کی پریکٹس کر رہے ہیں اور یہ باس کا محض خیال ہے کہ ان کا نشانہ کمزور ہے۔ ورنہ وہ دنیا کے بہترین شوٹر ہیں۔ اتنے بڑے شوٹر کہ ان کا ایک بھی نشانہ مس نہیں ہوا ہے لیکن اس کے باوجود وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا نشانہ کمزور ہے۔“ جوزف نے جواب دیا تو سلیمان کے چہرے پر حقیقی حیرت لہرانے لگی۔

”حیرت ہے۔ انہیں نشانہ بازی کی کیا سوجھی ہے جو وہ اس طرح وہاں نشانہ بازی کی پریکٹس کرتے پھر رہے ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”میں نہیں جانتا۔ بہر حال تم بعد میں فون کرنا باس مجھے بلا رہے ہیں“..... جوزف نے کہا اور اس سے پہلے کہ سلیمان کچھ کہتا جوزف نے دوسری طرف رسیور رکھ دیا۔

”ارے ارے۔ میری بات تو سنو کالے دیو۔ ارے۔“ سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کالی داس نے فون کا بٹن پر پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

عمران رانا ہاؤس میں موجود تھا اور اس نے واقعی جوزف اور جوانا کو مشکل میں ڈال رکھا تھا۔ عمران رانا ہاؤس آیا تو وہ دونوں اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے تھے کیونکہ عمران کافی دنوں بعد ان سے ملے رانا ہاؤس آیا تھا لیکن عمران نے آتے ہی انہیں وسیع لان میں ایسا سیٹ اپ بنانے کا حکم دے دیا کہ وہ وہاں شوٹنگ کر سکے۔

عمران نے انہیں بتایا تھا کہ وہ یہاں خصوصی طور پر نشانہ بازی کی پریکٹس کرنے کے لئے آیا ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اس کا نشانہ کمزور ہو چکا ہے اور وہ یہاں نشانہ بازی کی پریکٹس کر کے اپنا نشانہ پختہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بات سن کر جوزف اور جوانا بے حد حیران ہوئے تھے لیکن عمران کا حکم تھا اس لئے انہوں نے فوری طور پر عمران کی نشانہ بازی کی پریکٹس کرنے کے انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ دونوں ستور روم سے ہر قسم کا اسلحہ نکال کر

”بس ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ عمران اس وقت رانا ہاؤس میں موجود ہے۔ اب تم ہمارے ساتھ جاؤ گے اور رانا ہاؤس کے اندر بھی ہمیں تم ہی لے جاؤ گے۔ یہ سب کیسے کرنا ہے اس کے بارے میں ابھی سے سوچنا شروع کر دو۔ رانا ہاؤس کے پاس پہنچ کر اگر تم نے ہمیں اپنے ساتھ اندر لے جانے کی ترکیب نہ بتائی تو تمہاری موت یقینی ہوگی“..... کالی داس نے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ تم بات بات پر موت کی دھمکی کیوں دیتے ہو“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”کیونکہ تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے“..... کالی داس نے غرا کر کہا۔

”اچھا۔ دکھاؤ اپنا ہاتھ کہاں لکھی ہے میری موت“..... سلیمان نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ کالی داس کوئی جواب دیتا اچانک کال بیل بج اٹھی تو کالی داس اور اس کے ساتھی چونک پڑے جبکہ بیل کال مخصوص انداز میں بجنے کی آوازیں کر سلیمان کے چہرے پر یکھت تشویش کے سائے دوڑ گئے۔ کال بیل بجانے کا یہ انداز جولیا کا تھا۔

تھا۔ انہوں نے شوٹنگ پوائنٹ بورڈز پر پرفیکٹ نشانہ بازی کی تھی۔ بوتلوں اور کیوں کو اڑانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے انڈوں کو بھی دور سے نشانہ بنایا تھا اور پھر سکوں اور کامن پنوں کی باری آئی تھی تو انہوں نے سکوں کے ساتھ ساتھ کامن پنوں کو بھی پرفیکٹ نشانہ بنایا۔ اتنی دور سے کامن پنوں کو نشانہ بناتے ہوئے ایک دو بار جوزف اور جونا چوک گئے تھے لیکن عمران نے ساری کی ساری کامن پنوں کو اڑایا تھا۔ عمران کے پرفیکٹ نشانے پر وہ دونوں اسے داد تحسین دے رہے تھے۔

اس قدر پرفیکٹ نشانہ بازی کے باوجود عمران مطمئن دکھائی نہ دے رہا تھا۔ جوزف اور جونا نے اس سے بار بار اس کی پریشانی کی وجہ پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کے کہنے کے مطابق وہ خود بھی نہ جانتا تھا کہ وہ کیوں اس نشانہ بازی سے مطمئن نہیں۔

عمران کے ہاتھوں میں ریوالور تھا۔ کھلے لان کی فضا میں چند چڑیاں اور کوئے گزرے تو عمران نے ان پر بھی اپنی نشانہ بازی کو آزمایا۔ اس نے چڑیوں اور کوؤں کو ہلاک نہ کیا تھا بلکہ اس نے چڑیوں اور کوؤں کے پروں کے کنارے کو نشانہ بنایا تھا۔ چڑیاں اور کوئے پروں پر گولیاں لگنے کی وجہ سے ڈمگائے تھے لیکن پھر فوراً سنبھل کر اڑ گئے تھے۔ اسی دوران فون آیا تو جوزف فون سننے کے لئے اندر چلا گیا۔ عمران کے ہاتھ میں لوڈڈ ریوالور تھا اور وہ جونا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

لے آئے تھے جن میں عام ریوالور سے لے کر جدید سے جدید گن بھی موجود تھی اور میزائل گنیں بھی جو انہوں نے ایک بڑے میز پر سجادی تھیں اور دوسری میز پر انہوں نے بموں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے دیواروں پر نشانہ لگانے کے لئے مختلف پوائنٹس بورڈ بھی لگا دیئے تھے۔

عمران اپنی نگرانی میں یہ سارے انتظامات کرا رہا تھا اس نے دیواروں پر شوٹنگ پوائنٹ بورڈ لگوانے کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ پانی کی بوتلیں، کین اور انڈے تک رکھوائے تھے۔ ایک دیوار پر لگے ہوئے بورڈ پر اس نے چھوٹے سکوں کے ساتھ ساتھ کامن پنیں تک لگوا دی تھیں اور پھر اس نے شوٹنگ کرنے کے لئے بیس سے تیس گز کے فاصلے پر دو نشان بنائے تھے تاکہ وہ ان پوائنٹس سے آگے جا کر نشانہ بازی نہ کر سکے۔ اتنی دوری سے کامن پنیں تو ایک طرف سکے بھی آسانی سے دکھائی نہ دے سکتے تھے لیکن عمران کا کہنا تھا کہ وہ ہر صورت میں اپنا نشانہ پختہ کرنا چاہتا ہے اور اپنے ساتھ ساتھ وہ جوزف اور جونا کے نشانے بھی پختہ کروانا چاہتا ہے۔

سارے انتظامات کرنے کے بعد ان میں شوٹنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور رانا ہاؤس مسلسل فائرنگ کی آوازوں سے گونجنے لگا۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آف کر دیا تھا ورنہ وہاں اس طرح فائرنگ کرنا ناممکن تھا۔ عمران، جوزف اور جونا کے نشانے حیرت انگیز تھے۔ ان تینوں کا ایک نشانہ بھی نہ چوکا

”کیا بات ہے ماسٹر۔ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو جو اس طرح میری طرف دیکھ رہے ہو“..... جوانا نے عمران کو اس طرح اپنی طرف دیکھتے پا کر کہا۔

”ہاں۔ میں نے ہر طرح کی نشانہ بازی کر لی ہے۔ اب ایک خاص نشانہ بازی کی مشق کی ضرورت ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ اسے بھی ایک بار آزما لوں۔ اگر یہ مشق کامیاب ہو گئی تو میں واقعی مطمئن ہو جاؤں گا کہ مجھے اور کچھ آتا ہو یا نہ آتا ہو کم از کم نشانہ بازی تو آتی ہی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

”وہ کون سی نشانہ بازی کی مشق ہے ماسٹر جسے پورا کرنے کے بعد تم مطمئن ہو سکتے ہو“..... جوانا نے کہا۔

”رکو۔ جوزف کو آنے دو پھر بتاتا ہوں“..... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد جوزف کمرے سے نکلتا دکھائی دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور قدرے الجھن کے تاثرات دیکھ کر عمران چونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ کس کا فون تھا“..... عمران نے کہا۔

”سلیمان کا فون تھا باس“..... جوزف نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”سلیمان کا۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں موجود ہوں۔“  
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسے یہ معلوم نہیں تھا باس کہ آپ یہاں پر موجود ہیں۔ اس نے یہی کنفرم کرنے کے لئے فون کیا تھا کہ آپ یہاں ہیں یا نہیں اور باس یہ فون سلیمان نے خود نہیں کیا تھا بلکہ اس سے کرایا گیا تھا وہ بھی زبردستی“..... جوزف نے کہا تو اس کے آخری الفاظ سن کر عمران اور جوانا چونک پڑے۔

”زبردستی فون کرایا گیا تھا۔ کیا مطلب“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سلیمان جب بھی فون کرتا ہے وہ کان سے رسیور لگا کر کال کرتا ہے لیکن اس بار اس نے کال کیا تو مجھے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ لاؤڈر پر بات کر رہا ہے اور اس نے مجھے جوزف کہنے کی بجائے کالا دیو کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ سلیمان پہلے مجھے کالا دیو ہی کہا کرتا تھا لیکن اس نے کافی عرصہ سے مجھے ایسا کہنا چھوڑ دیا ہے اور پھر سب سے اہم بات کہ آپ کے فلیٹ کا فون سیٹ جدید ہے۔ اس کے لاؤڈر میں لگا ہوا مائیک بے حد حساس ہے۔ سلیمان مجھ سے بات کر رہا تھا تو مجھے اس کے ساتھ ساتھ چار اور افراد کے سانس لینے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ آوازیں بے حد جھمی تھیں لیکن اس کے باوجود میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سانسوں کی ہی آوازیں تھیں اور چار مختلف انسانوں کے سانس لینے کی آوازیں تھیں“..... جوزف نے کہا تو اس کی باتیں سن کر نہ صرف عمران بلکہ جوانا بھی حیران رہ گیا۔ جوزف کسی ماہر سراغریاں

مسکرا دیئے۔

”آپ کی ذہانت کے سامنے میری ذہانت کچھ بھی نہیں ہے  
باس۔ اگر آپ فون سنتے تو اس سے زیادہ کلیو آپ کو مل جاتے۔“  
جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا واقعی سلیمان کی جان خطرے میں ہے؟“..... جوانا نے  
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو انسان میرے لئے خطرناک ہو اور مجھ سے نہ ڈرتا ہو اس  
کی جان بھلا کسی اور سے کیا خطرے میں ہو سکتی ہے۔ وہ ان  
چاروں کے لئے وبال جان بن جائے گا؟“..... عمران نے کہا۔  
”تو کیا ہمیں اس کی مدد کے لئے نہیں جانا چاہئے؟“..... جوزف  
نے کہا۔

”تم نے جانا ہے تو چلے جاؤ۔ میں تو اس وقت تک یہاں سے  
نہیں جاؤں گا جب تک میری نشانہ بازی بازنی پختہ نہیں ہو جاتی۔“  
عمران نے کہا۔

”ارے۔ اتنی نشانہ بازی کی پریکٹس کرنے کے باوجود آپ کو  
ابھی تک اپنی نشانہ بازی کی پختگی پر یقین نہیں ہے۔ کیوں  
باس؟“..... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر کا کہنا ہے کہ ایک خاص طریقے سے یہ شوٹنگ کریں اور  
اگر یہ اس شوٹنگ میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ خود کو ماہر شوٹر مان  
سکتے ہیں ورنہ نہیں۔“..... عمران کی بجائے جوانا نے جواب دیتے

کے سے انداز میں بات کر رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی  
سرآغریانی میں ہی گزری ہو۔

”حیرت ہے۔ ایک فون کال سے تم نے یہ ساری باتیں نوٹ  
کر لیں۔ تم تو میرے بھی کان کتر رہے ہو۔ مجھ سے بھی بڑے  
جاسوس بن گئے ہو؟“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نو باس۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں شاید ان باتوں پر غور نہ  
کرتا لیکن جب سلیمان نے مجھے کالا دیو کہا تو میری چھٹی حس بیدار  
ہو گئی تھی اور پھر میں نے ان باتوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ حساس  
مائیک پر مجھے ایک کرسی کے پایوں کے گھسنے کی بھی آوازیں سنائی  
دی تھیں جیسے سلیمان جان بوجھ کر یہ آوازیں مجھے سنانے کے لئے  
نکال رہا ہو اور جس طرح کی وہ آوازیں تھیں اس سے مجھے ایسا بھی  
محسوس ہوا تھا جیسے سلیمان اس کرسی سے بندھا ہوا ہو؟“..... جوزف  
نے کہا تو عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

”لگتا ہے اب مجھے جاسوسی چھوڑ کر باربر کی دکان کھول لینی  
چاہئے؟“..... عمران نے کہا۔

”باربر کی دکان۔ وہ کیوں ماسٹر؟“..... جوانا نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔

”تنا کہ میں استرے سے لوگوں کے سر گنجنے کر سکوں کیونکہ  
جوزف نے ایسی ذہانت کی باتیں کر کے میرا سر بغیر استرے کے  
ہی گنجا کرنا شروع کر دیا ہے؟“..... عمران نے کہا تو جوانا اور جوزف

ہوئے کہا۔

”اوہ۔ وہ کون سا طریقہ ہے؟“..... جوزف نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا اسی لمحے اس کے سیل فون کی کھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسکرین پر ڈپلے دیکھنے لگا۔ اسکرین پر جولیا کا نمبر ڈپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے بٹن پر پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ناچنٹہ نشانچی بول رہا ہوں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں اور یہ تم نے کیا کہا ناچنٹہ نشانچی۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا“..... جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”جو انسان نشانہ دل نہ لے سکے وہ ناچنٹہ نشانچی ہی ہوتا ہے۔ میں نے تو کئی بار اپنے دل کی کمان سے تمہارے دل کا نشانہ لینے کی کوشش کی ہے لیکن مجال ہے جو میرا ایک نشانہ بھی تمہارے دل کو چھو کر بھی گزرا ہو۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو میں ماہر نشانہ باز نہ کہلاتا۔“

عمران کی زبان چل پڑی۔

”کیا فضول بکواس ہے؟“..... دوسری طرف سے جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دیکھا۔ اسے کہتے ہیں ناچنگی نشانہ۔ اگر میرا چلایا ہوا ایک بھی تیر تمہارے دل پر لگا ہوتا تو میری بات سن کر تم خوشی سے قلابازیاں کھانا شروع کر دیتی بکواس نہ کہتی“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”سنو عمران۔ میں نے تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے فون نہیں کیا ہے۔ میں اس وقت تنویر، صفدر اور کیپٹن کھلیل کے ساتھ تمہارے فلیٹ کے باہر موجود ہوں۔ ہم نے تمہارے گیراج میں جھانک کر دیکھا تھا۔ وہاں تمہاری کار موجود نہیں ہے جس کا مطلب ہے کہ تم فلیٹ میں موجود نہیں ہو۔ ہم تمہارے فلیٹ کے پاس سے گزر رہے تھے تو تنویر نے تمہارے فلیٹ کی بلڈنگ کے سامنے ایک سیاہ فورڈ جیپ رکھتے دیکھی تھی۔ اس جیپ میں چار لمبے ترنگے اور بد معاش ٹائپ آدمی موجود تھے۔ ان چار افراد میں سے ایک آدمی کو تنویر پہچانتا ہے۔ وہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا تھا اور شاگل کا خاص آدمی ہوا کرتا تھا اور سیکرٹ سروس کے ایکشن گروپ کا باس تھا۔ ایک موقع پر جب ہمارا کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس سے ٹکراؤ ہوا تھا تو تنویر کی اس آدمی جس کا نام مہاشکر ہے سے فائنٹ بھی ہوئی تھی اور تنویر نے اسے شکست دے دی تھی۔ وہ ادھ موا ہو گیا تھا۔ تنویر نے اسے گولی مار دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ بچ گیا۔ اب کافی عرصہ بعد تنویر کو وہ آدمی دوبارہ نظر آیا ہے۔ وہ میک اپ میں ہے لیکن اس کے باوجود تنویر نے اسے پہچان لیا ہے۔ بہر حال وہ آدمی اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ جیپ سے اتر کر اس بلڈنگ کی طرف گیا ہے جہاں تمہارا فلیٹ ہے۔ چونکہ اس آدمی کا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے ہمیں یقین ہے کہ وہ چاروں افراد تمہارے فلیٹ کی طرف ہی گئے



ہوں گے۔ ان کی جیبیں پھولی ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلحے سے لیس ہیں۔ شاید وہ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تنویر کی بات سن کر ہم ان کے پیچھے گئے تو ہم نے دیکھا وہ چاروں واقعی تمہارے فلیٹ کی طرف ہی گئے تھے۔ ہمارے اوپر پہنچنے سے پہلے سلیمان ان کے لئے دروازہ کھول چکا تھا اور چاروں اندر چلے گئے تھے۔ ہم تمہارے فلیٹ کے دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئے اور اندر کی سن گن لینے لگے۔ لیکن چونکہ سٹنگ روم دروازے سے کافی فاصلے پر ہے اس لئے ہمیں اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اندر سلیمان کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے۔ ہمارے پاس ماسٹر کی بھی نہ تھی کہ ہم ماسٹر کی سے دروازہ کھول کر اندر چلے جاتے۔ ہم کافی دیر انتظار کرتے رہے پھر جب ہمیں کوئی راہ نہ سوجھی تو میں نے اندر جا کر سلیمان کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے کال نیل بجا دی۔ کال نیل کے بجتے ہی اندر سے کسی کے چل کر دروازے کی طرف آنے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں بھاری بوٹوں کی تھی جو ظاہر ہے سلیمان نہ پہنتا تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ اندر سلیمان یا تو ان کی قید میں ہے یا پھر انہوں نے سلیمان کو کوئی نقصان پہنچایا ہے۔ ان کے پاس چونکہ خطرناک اسلحہ ہو سکتا تھا اس لئے ہم اندھا دھند اندر جانے کا خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔ اس سے پہلے کہ اندر سے آنے والا آدمی دروازے تک آتا میں نے

پنے ہینڈ بیک سے گیس گن نکالی اور اس کی ٹال لاک کے کی ہول سے لگا کر بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی گن سے گیس نکلی اور دوسرے لمحے ہمیں دروازے کے پاس کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ جس کا مطلب تھا کہ گیس نے اپنا کام کر دکھایا ہے اور وہ آدمی بے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ گیس تیزی سے تہلے فلیٹ میں پھیل گئی جس کے نتیجے میں یقیناً وہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں اور سلیمان اگر زندہ ہے تو وہ بھی اس گیس کا شکار ہو گیا ہے۔ اب چونکہ یہ تمہارا فلیٹ ہے اور ہم اس کا دروازہ توڑ کر اندر نہیں گھس سکتے اس لئے مجھے مجبوراً تمہیں کال کرنا پڑ رہا ہے تاکہ تم سے پوچھ سکوں کہ ہم اندر کیسے جائیں کیونکہ فلیٹ کا دروازہ اندر سے لاکڈ ہے۔..... دوسری طرف سے جولیا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہاں صرف ایک ہی چوہا ہے لیکن چوہیا بھی ہوگی اس کا مجھے تصور بھی نہ تھا۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چوہا۔ چوہا۔ کیا مطلب۔..... دوسری طرف سے جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کترنے کا کام چوہے اور چوہیا ہی کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے جوزف میرے کان کترنے کی کوشش کر رہا تھا اور اب تم نے کوشش ہی نہیں کی بلکہ میرے کان ہی کتر ڈالے ہیں تو اب میں تم

”اس میں انگلیاں ڈالو۔ اندر ایک چابی موجود ہے۔ اسے نکال کر دروازے کا لاک کھول لو“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوہ اچھا۔ ایک منٹ“..... جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔  
 ”ہاں ٹھیک ہے۔ مل گئی ہے چابی“..... جولیا کی آواز سنائی دی۔

”لائن پر رہو اور مجھے اندر جا کر اندر کی صورتحال سے آگاہ کرو“..... عمران نے کہا۔  
 ”اوکے“..... جولیا نے کہا اور چند لمحوں کے لئے پھر خاموشی چھا گئی۔

”اوہ۔ یہ کیا“..... چند لمحوں کے بعد جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔  
 ”کیا ہوا۔ کیا تم نے میرے فلیٹ میں کسی بھوت کو دیکھ لیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ سلیمان ایک کرسی پر جکڑا ہوا ہے اور وہ چاروں افراد یہیں موجود ہیں“..... جولیا نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے۔

”کیا سب بے ہوش ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ سب بے ہوش ہیں۔ سلیمان کے پاس پڑے ایک ادبی کے ہاتھ میں سائیکلنسر لگا ہوا ریوالور موجود ہے۔ وہ شاید اسے

دونوں کو چوہا اور چوہیا نہ کہوں تو اور کیا کہوں“..... عمران نے کہا۔  
 ”کیا۔ کیا مطلب۔ تم مجھے چوہیا کہہ رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو“..... دوسری طرف سے جولیا نے چیختے ہوئے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ بھڑک کیوں رہی ہو۔ میں تو مثال دے رہا تھا۔ تم چوہیا کیسے ہو سکتی ہو۔ اگر میں تمہیں چوہیا کہوں تو میری زبان نہ کٹ جائے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس دی۔  
 ”تم سے خدا ہی سمجھے۔ بات پلٹنا خوب آتا ہے تمہیں“۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ سب تمہاری محبت بھری صحبت کا اثر ہے“..... عمران نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”اچھا بتاؤ۔ ہم اب کیا کریں۔ اندر سلیمان نجانے کس حالت میں ہے۔ میں نے اندر جو گیس پھیلانی ہے وہ ڈود اثر تو ہے لیکن اس کا اثر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گا۔ دس سے پندرہ منٹوں تک ان سب کو ہوش آ جائے گا“..... جولیا نے کہا۔

”دروازے کے اوپر لکڑی کے چوکھٹ کی طرف دیکھو۔ دائیں طرف تمہیں ایک چھوٹا سا رخنہ دکھائی دے گا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہے یہاں رخنہ“..... جولیا نے کہا۔

ہلاک کرنا چاہتا تھا“..... جولیا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم سلیمان کو رسیوں سے آزاد کرو اور اپنے ساتھیوں سے کہو کہ ان چاروں کو رسیوں سے باندھ دیں تاکہ ہوش میں آنے کے بعد وہ تم چاروں پر حملہ نہ کر سکیں“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”اوکے“..... جولیا کی آواز سنائی دی۔

”باندھ کر ان کی تلاشی لینا اور مجھے بتانا کہ ان کے پاس کس کس قسم کا اسلحہ ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... جولیا نے کہا۔

”کیا ہوا باس۔ کیا کوئی خطرناک مسئلہ ہے“..... جوزف اور جونا جو خاموشی سے عمران کی باتیں سن رہے تھے ان میں سے جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں“..... عمران نے کہا۔

”عمران کیا تم لائن پر ہو“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”میں تو ہمیشہ ہی لائن پر رہتا ہوں۔ تم ہی لائن بدل جاتی ہو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”لائن میں نہیں تم بدلتے۔ بہر حال یہ لوگ واقعی خطرناک ارادے سے تمہارے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے پاس

خطرناک اسلحہ ہے۔ جن میں جدید مشین پستول، منی میزائل گنیں اور طاقتور بم بھی شامل ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”کیا ان میں سے کسی کو ہوش آیا ہے“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ ابھی تک تو سب بے ہوش ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم میرے کمرے میں جاؤ۔ وہاں رائٹ سائیڈ پر جو براؤن رنگ کی الماری ہے اسے کھولو۔ اس الماری کے سب سے نچلے خانے کا دروازہ کھولو۔ وہاں تمہیں سفید رنگ کا میڈیکل ایڈ باکس ملے گا۔ اسے لے آؤ“..... عمران نے کہا۔

”میڈیکل ایڈ باکس۔ وہ کیوں۔ ان میں کوئی زخمی نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو“..... عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں صفر کو بھیجتی ہوں“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ صفر کو اس الماری اور سفید رنگ کے میڈیکل ایڈ باکس کے بارے میں بتانے لگی جس کے بارے میں اسے عمران نے بتایا تھا۔

”صفر لینے گیا ہے“..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس باکس میں ایک سرخ اور دو شیشیاں ہیں۔ ان میں ایک سرخ رنگ کے محلول کی شیشی ہے اور دوسری زرد رنگ کی۔ تم سرخ میں زرد رنگ والی شیشی کا انجکشن بھر کر ان چاروں کو لگا دینا۔ یہ

طویل مدت کے لئے بے ہوش کر کے انہیں لے کر رانا ہاؤس پہنچ رہے ہیں اور پھر باقی باتیں وہیں ہوں گی“..... جولیا نے کہا۔  
 ”اوکے“..... عمران نے کہا۔

”سلیمان کا کیا کرنا ہے۔ اسے بھی ساتھ لانا ہے یا اسے ہوش میں لا کر یہیں چھوڑ دیں“..... جولیا نے پوچھا۔

”لے آنا اسے بھی ساتھ تاکہ پتہ چل سکے کہ ان لوگوں نے اسے کیوں باندھا تھا اور وہ اس سے کیا پوچھ رہے تھے“..... عمران نے کہا تو جولیا نے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے سیل فون کان سے ہٹایا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

”کافرستانی سیکرٹ سروس کا یہاں کیا کام۔ کیا یہ لوگ یہاں اسی کوڈ بک کے پیچھے آئے ہیں جو شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا نے بنائی تھی اور کیا مجھ پر حملہ کرنے والے بھی یہی لوگ تھے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”حملہ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ پر حملہ ہوا تھا باس“..... جوزف نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر چونکتے ہوئے کہا۔ جوانا کا چہرہ بھی بگڑ گیا تھا۔

”آپ پر کس نے حملہ کیا تھا ماسٹر۔ مجھے بتاؤ۔ میں ابھی جا کر ان حملہ آوروں کی گردنیں کاٹ کر لے آتا ہوں“..... جوانا نے جوش بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔  
 ”اوہ۔ اگر حملہ آوروں نے خود کو کار میں دھماکے سے اڑا لیا تھا

طویل مدت کے لئے بے ہوش کرنے والا انجکشن ہے۔ اس انجکشن کے کتے ہی وہ چاروں طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو جائیں گے۔ سرخ رنگ کا محلول اینٹی ہے۔ تم ان سب کو بے ہوش کر کے سب ساتھیوں کی مدد سے لے کر رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں یہیں ہوں۔ اپنے ساتھ سرخ محلول والی شیشی بھی لیتی آنا ورنہ اسے لگائے بغیر ان میں سے کسی کو ہوش نہیں آئے گا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی۔ تم شاید خود ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہو“..... جولیا کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ اگر ان کا تعلق کافرستانی سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر میرے لئے یہ پتہ کرنا بے حد ضروری ہے کہ وہ پاکیشیا میں اور خاص طور پر میرے فلیٹ میں کیا کرنے آئے تھے۔ انہوں نے سلیمان کو ریغال کیوں بنایا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے سلیمان نے یہاں کال کیا تھا۔ اس کی باتوں سے جوزف نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ سلیمان کی جان خطرے میں ہے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے جولیا کو جوزف کی بتائی ہوئی ساری باتیں بتا دیں۔

”اوہ۔ تو تم اسی لئے چوہے اور چوہیا کی کان کترنے کی بات کر رہے تھے“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں“..... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔  
 ”صفر میڈیکل ایڈ باکس۔ لے آیا ہے۔ ہم انہیں انجکشن لگا کر

اور ان کی کار بھی پکمل گئی تھی تو پھر یہ لوگ کون ہیں جو آپ کے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے اور جنہوں نے سلیمان کو ریغمال بنایا تھا..... جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ان کا تعلق بھی انہی افراد سے ہو جنہوں نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی..... عمران نے کہا۔

”یہ اچھا ہوا جو مس جولیا اپنے ساتھیوں سمیت پہلے ہی آپ کے فلیٹ میں پہنچ گئی تھیں اور انہوں نے سلیمان کی جان بچا لی ورنہ میں وہاں جانے کا سوچ رہا تھا اور اگر میں وہاں چلا جاتا تو شاید میں بھی جونا کی طرح جذباتی ہو جاتا اور ان چاروں کو ہلاک کر کے ان سے سلیمان کی جان بچانے کی کوشش کرتا..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں جذباتی نہیں ہوں..... جونا نے منہ بنا کر کہا۔

”جانتا ہوں۔ تم غصیلی طبیعت کے مالک ہو اور غصیلہ پن انسان کو جذباتی بنا ہی دیتا ہے..... جوزف نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور یہ جذباتی پن انسان کو پاگل بنا دیتا ہے اس لئے کوشش کیا کرو کہ خود پر غصہ طاری نہ ہونے دیا کرو ورنہ کسی دن تم پاگل بن کر پاگل خانے کی دیواروں سے سرکراتے دکھائی دو گے۔“ عمران نے کہا تو جونا بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں خود کو بے حد کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہوں باس لیکن

کوئی آپ کو نقصان پہنچائے یہ سن کر واقعی میرا خون پارے کی طرح دوڑنا شروع ہو جاتا ہے اور میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے پھر میرا بس یہی دل کرتا ہے کہ آپ کو نقصان پہنچانے والا میرے سامنے آ جائے اور میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں..... جونا نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”یہی پاگل پن کی پہلی نشانی ہے..... عمران نے کہا تو جونا بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کسی خاص نشانے کی بات کر رہے تھے باس۔“ جوزف نے خیال آنے پر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ ہاں۔ اس نشانے کی پرنکیش کر کے میں خود کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی مجھ میں نشانہ لگانے کی صلاحیت ہے..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”تو بتائیں۔ کیسے لگائیں گے وہ نشانہ..... جونا نے کہا۔

”اس نشانے بازی میں تم دونوں کی جانیں بھی جاسکتی ہیں۔“ عمران نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”کیا مطلب..... ان دونوں نے چونک کر کہا۔

”تم دونوں کے سر گنجے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں اپنے سروں پر ایک ایک اخروٹ رکھ کر دیوار کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں بیس گز کے فاصلے پر کھڑا ہو کر آنکھیں بند کروں گا اور پھر تمہارے سروں پر موجود اخروٹوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کروں گا

اور تم سمجھ سکتے ہو کہ میری یہ کوشش محض کوشش بھی ہو سکتی ہے۔ اگر میرا نشانہ چوک گیا تو اخروٹوں کی جگہ گولیاں تمہارے سروں کو بھی اڑا سکتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں باس۔ اگر آپ کے ہاتھوں مجھے موت بھی آ جائے تو مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ آپ کے ہاتھوں مرنا میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہ ہو گا۔ میں اس کے لئے تیار ہوں“..... جوزف نے فوراً کہا۔

”اور مجھے بھی خوشی ہو گی کہ اگر میری موت میرے ماسٹر کے ہاتھوں ہوئی چاہے وہ غلط نشانہ لگنے سے ہی کیوں نہ ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہ نشانہ بھی نہیں چوکے گا اور گولی ہمارے سروں کو چھو کر بھی نہ گزرے گی اور ہمارے سروں پر رکھے ہوئے اخروٹوں کے ٹکڑے ضرور اڑ جائیں گے“..... جوانا نے مسکرا کر کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

”اتنا بھروسہ کرتے ہو مجھ پر“..... عمران نے کہا۔

”ہمارا بھروسہ آپ سے ہی شروع ہوتا ہے باس اور آپ پر ہی ختم ہوتا ہے“..... جوزف نے کہا تو عمران اس کی معصومیت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں بھی آپ پر فل ٹرسٹ کرتا ہوں ماسٹر“..... جوانا نے کہا۔  
”تو کیا خیال ہے میں اپنا نام عمران سے بدل کر بھروسہ خان یا ٹرسٹ خان نہ رکھ لوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ

دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس سے پہلے کہ مس جولیا اور ان کے ساتھی مجرموں کو لے کر یہاں آ جائیں ہم اپنی پریکٹس مکمل نہ کر لیں“..... جوزف نے کہا۔  
”نہیں۔ ابھی رکو۔ انہیں آنے دو۔ میں یہ پریکٹس ان کے سامنے کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔  
”ان کے سامنے۔ لیکن کیوں باس“..... جوزف نے چونک کر کہا۔

”یہ میں ان کے آنے پر ہی بتاؤں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ پھیل ہوئی تھی جو جوزف اور جوانا کی سمجھ سے بالا تھی۔  
”اوکے ماسٹر۔ جیسے آپ کی مرضی“..... جوانا نے کہا۔

”تم یہ سب کچھ اٹھاؤ اور واپس سٹور روم میں پہنچا دو۔ آخری نشانہ بازی کے لئے میں ایک ریوالور کا ہی استعمال کروں گا“۔  
عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ میزوں پر رکھا ہوا اسلحہ اٹھا کر سٹور روم کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد سوائے ایک سائیلنسر لگے ریوالور کے سوا سارا اسلحہ سٹور روم میں منتقل ہو چکا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد گیٹ پر جولیا کی کار کا ہارن سنائی دیا تو عمران کے اشارے پر جوزف گیٹ کھولنے کے لئے بڑھ گیا۔

جوزف نے گیٹ کھولا تو دو کاریں آگے پیچھے اندر آ گئیں۔

آگے آنے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا تھی جبکہ عقبی سیٹ پر سلیمان دکھائی دے رہا تھا۔ دوسری کار کیپٹن کھلیل ڈرائیور کر رہا تھا۔ اس کی سائیڈ سیٹ پر تنویر تھا۔ دونوں کاریں پورچ میں رکیں اور پھر وہ سب کاروں سے نکل کر باہر آ گئے۔

”یہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“..... جولیا نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے لان کی دیواروں پر لگے شوٹنگ پوائنٹ بورڈ اور گولیوں سے چھدے ہوئے کین اور بوتلیں دیکھ لی تھیں۔ لان میں مختلف پھل اور ٹوٹے ہوئے انڈے بھی پھیلے ہوئے تھے۔

”نشانہ بازی کی پریکٹس کر رہا تھا“..... عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”نشانہ بازی کی پریکٹس۔ کیا مطلب؟“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی ابھی تک کاروں کے پاس موجود تھے اور کاروں کی ڈگیاں کھول کر ان میں سے ان چاروں بے ہوش افراد کو باہر نکال رہے تھے جنہیں جولیا نے گیس گن سے عمران کے فلیٹ میں بے ہوش کیا تھا۔

”جوزف جونا۔ تم ان تینوں کی مدد کرو اور بے ہوش افراد کو بلیک روم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دو“..... عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے جونا اور جوزف سے مخاطب ہو کر کہا

تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور تیزی سے صفدر، تنویر اور کیپٹن کھلیل کی طرف بڑھ گئے۔ سلیمان اس دوران آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے قریب آ گیا تھا اس کا چہرہ بچھا ہوا تھا۔

”تمہیں کیا ہوا بزدل باورچی جو اس طرح سر جھکائے اور خاموش کھڑے ہو؟“..... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”میں بزدل باورچی نہیں ہوں“..... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

”بزدل ہی ہو جو یہ چاروں آسانی سے فلیٹ میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے تمہیں باندھ بھی دیا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بزدلی نہیں میری نااہلی تھی جو میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں ان سے کچھ پوچھتا انہوں نے یلکھت مجھ پر حملہ کر دیا تھا“..... سلیمان نے جواب دیا اور پھر اس نے عمران کو تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ وہ کیسے لات مار کر اندر داخل ہوئے تھے اور اس کے سر پر ٹھوکریں مار کر اسے بے ہوش کیا تھا۔

”جب مجھے ہوش آیا تو میں کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا ان میں سے ایک مشین پمپل لے کر میرے سر پر سوار تھا اور باقی تین فلیٹ کی تلاشی لے رہے تھے۔ اگر انہوں نے مجھے بے ہوش کر

بڑے خزانے سے کم نہیں ہے“..... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ ایسا کیا ہے اس فائل میں جس میں ہمارے لئے خزانہ ہے اور کافرستان کے لئے موت کا پیغام“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں فائل کے بارے میں ساری باتیں بتا دیں جو اسے شوگرانی سیکرٹ سروس کے چیف شوتان ہاری نے بتائی تھیں۔

”اوہ۔ پھر تو یہ فائل واقعی ہمارے لئے کسی قیمتی خزانے سے کم نہیں ہے۔ اس فائل کے ذریعے ہم کافرستان کے ان تمام ایجنٹوں کو ان کے انجام تک پہنچا سکتے ہیں جو پاکستان میں رہ کر اندر ہی اندر پاکستان کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں“..... کیپٹن کلکیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس فائل کے ذریعے ہم کافرستان کے ان تمام ایجنٹوں سے اپنے ملک کو پاک کر سکتے ہیں جو نجانے یہاں کب سے موجود ہیں اور کن کن جگہوں پر پھیلے ہوئے ہیں اور کیا کیا کرتے پھر رہے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”پھر تو واقعی عمران کی بات درست ہے کہ یہ فائل کافرستانوں کی موت اور ہمارے لئے قارون کے خزانے سے کم نہیں۔ اگر وہ سارے ایجنٹ بے نقاب ہو کر پکڑے جائیں یا ہمارے ہاتھوں مارے جائیں تو پاکستان، کافرستان کے تمام ایجنٹوں سے پاک ہو

کے باندھ نہ دیا ہوتا تو میں ان سب کو مار مار کر ان کی نانی اور دادی کے ساتھ چھٹی ساتویں اور آٹھویں کا دودھ یاد دلاتا۔“۔ سلیمان نے کہا تو عمران کے ساتھ جولیا بھی مسکرا دی پھر سلیمان نے اسے وہ ساری باتیں بھی بتا دیں جو کالی داس اور اس کے ساتھی اس سے کرتے رہے تھے۔

”اگر مس جولیا وقت پر کال نیل کا بٹن نہ پریس کر دیتیں تو کالی داس مجھے واقعی گولی مار دیتا۔ کال نیل کے بچتے ہی کالی داس کا ہاتھ ٹریگر سے ہٹ گیا تھا اور پھر ایک آدمی جیسے ہی دروازے کی طرف گیا اسی لمحے فلیٹ میں تیز اور عجیب سی بو پھیل گئی۔ اس بو کے ساتھ ہی میرا سر چکرایا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے میں نے کالی داس اور اس کے باقی دو ساتھیوں کو بھی الٹ کر گرتے دیکھ لیا تھا“..... سلیمان نے باقی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو یہ میرے پیچھے اس فائل کے لئے لگے ہوئے ہیں جو مجھے سوپر فیاض نے دی تھی“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آخر اس فائل میں ہے کیا جو یہ لوگ تمہاری جان کے دشمن بن گئے ہیں۔ شاید ان کے ہی ساتھیوں نے پہلے بھی تمہیں نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی“..... جولیا نے کہا۔ اسی وقت صفدر، کیپٹن کلکیل اور تنویر کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی واپس آ گئے۔

”یہ فائل کافرستان کے لئے موت کا پیغام ہے اور ہمارے لئے



جائے گا“..... تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے پاس اس خزانے کے باکس کو کھولنے کی چابی نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔  
 ”چابی۔ کیا مطلب“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”یہ فائل شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا نے نئے اور جدید پرسنل کوڈ میں تحریر کی ہوئی ہے جسے صرف وہی ڈی کوڈ کر سکتی تھی لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے اور ظاہری بات ہے جب تک فائل ڈی کوڈ نہیں ہو جاتی اس وقت تک ہم ان ایجنٹوں کے بارے میں کچھ نہیں جان سکتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں اس لئے فی الحال یہ فائل ہمارے کسی کام کی نہیں ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اگر فائل سوچی تارا نے پرسنل کوڈ میں تحریر کی ہے تو پھر کافرستانی ایجنٹ یہ فائل حاصل کرنے کے لئے تمہارے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں کیا ان کے پاس اس فائل کو ڈی کوڈ کرنے کی، کی بک موجود ہے“..... صفدر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اوہ۔ تم نے میری توجہ اہم پوائنٹ کی طرف مبذول کرائی ہے۔ اگر اس فائل کو واقعی سوچی تارا کے اور کوئی ڈی کوڈ نہیں کر سکتا تو پھر یہ لوگ اس طرح میری جان کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ڈیڈی سے اصل کوڈ بک بھی حاصل کر لی ہے اور اب مجھ سے بھی فائل کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش میں لگے

ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یا تو ان کے پاس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے کی، کی موجود ہے یا پھر“..... عمران کہتے کہتے رہ گیا۔  
 ”یا پھر۔ یا پھر کیا“..... صفدر نے کہا۔

”یا پھر انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میں فائل اپنے طور پر نہ ڈی کوڈ کر لوں۔ اس خدشے کے پیش نظر وہ ہر صورت میں مجھ سے فائل حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس معاملے میں تمہارا مائنڈ کمپیوٹرائزڈ ہے اور تم چاہو تو فائل کو آسانی سے ڈی کوڈ کر سکتے ہو۔ فائل ڈی کوڈ ہونے کی صورت میں ان کے سارے ایجنٹ تمہاری نظروں میں آ جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو ظاہر ہے تم ان میں سے کسی ایک ایجنٹ کو بھی زندہ نہیں چھوڑو گے اس ڈر کے پیش نظر انہوں نے تم سے فائل لینے بلکہ تمہیں ہی ہلاک کرنے کا پروگرام بنا لیا اور تمہیں ٹارگٹ کرنے کے لئے یہاں پہنچ گئے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ اب باقی کی تفصیل یہ خود ہی بتائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”تو آؤ ان سے کرتے ہیں پوچھ گچھ“..... جولیا نے کہا۔  
 ”اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ انہیں تھوڑی دیر آرام کر لینے دو پھر بے چاروں کا نجانے ہمارے ہاتھوں کیا حشر ہو“..... عمران نے کہا

پختہ نہیں ہے“..... عمران نے کراہ کر کہا۔

”ہوائی پیغام۔ کیا مطلب۔ یہ ہوائی پیغام سے تمہاری کیا مراد ہے“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں بزرگ اور بوڑھے بھکاری کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جنہوں نے اس سے کہا تھا کہ اس کا نشانہ کمزور ہے اسے پختہ کرو۔ عمران کی باتیں سن کر وہ سب حیران رہ گئے۔

”حیرت ہے۔ تم ان دو بوڑھوں کی باتوں میں آ گئے اور تم نے ان کی باتیں سن کر یہ سوچ لیا کہ واقعی تمہارا نشانہ کمزور ہے جسے پختہ کرنے کی ضرورت ہے“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اور کیا کروں۔ وہ دونوں بوڑھے پیغام دے کر یوں غائب ہو گئے تھے جیسے وہ انسان نہ ہو بلکہ ہوائی مخلوق ہوں اسی لئے میں نے ان کے پیغاموں کو ہوائی پیغام کہا تھا اور ان کی باتیں سن کر مجھے بھی نجانے کیوں یہ احساس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ میرا نشانہ واقعی کمزور ہے جسے مجھے پختہ کرنے کی ضرورت ہے“..... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بھی ہنس پڑے۔

”یہ تمہاری حماقت کا شاخسانہ ہے اور کچھ نہیں“..... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نشانہ لگانا حماقت کا شاخسانہ ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم تمہارے نشانے کے بارے میں جانتے ہیں۔ تم اڑتی چڑیا

تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ سب بکھری ہوئی چیزیں اور شوٹنگ پوائنٹ بورڈز۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ یہاں نشانہ بازی کی پریکٹس کرتے رہے ہیں“..... کیپٹن کھلیل نے لان میں بکھری ہوئی چیزیں اور دیواروں پر لگے شوٹنگ پوائنٹ بورڈز کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی بات میں نے اس سے پوچھی تھی لیکن اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا تھا“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”کیا جواب دیتا۔ میں واقعی یہاں اپنا نشانہ پختہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا“..... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”نشانہ پختہ کرنے کی کوشش۔ کیا مطلب۔ کیا آپ کا نشانہ پختہ نہیں ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسا کچھ نہیں ہے۔ باس نے اب تک جتنے نشانے لئے ہیں وہ پرفیکٹ تھے۔ ہمارے نشانے چوک گئے تھے لیکن باس کا ایک نشانہ بھی نہ چوکا تھا یہاں تک کہ باس نے بیس گز کے فاصلے پر موجود چھوٹی چھوٹی کامن پنوں تک کو اڑا دیا تھا جو اتنے فاصلے سے ہمیں دکھائی ہی نہ دے رہی تھیں“..... جوزف نے کہا۔

”تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا نشانہ پختہ نہیں ہے۔“

کیپٹن کھلیل نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

”میں نہیں کہہ رہا۔ مجھے ہوائی پیغام مل رہے ہیں کہ میرا نشانہ

کے پر اڑا سکتے ہو۔ جوزف اور جونا کے کہنے کے مطابق تم نے یہاں نشانہ بازی کی جو کامیاب پریکٹس کی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تم واقعی ایک ماہر شوٹر ہو۔ اس کے باوجود تم یہ سمجھو کہ تمہارا نشانہ کمزور ہے اور اسے پختہ کرنے کی ضرورت ہے تو یہ تمہاری حماقت آمیز سوچ نہیں ہے تو اور کیا ہے..... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”چلو۔ اگر تم اسے حماقت سمجھتے ہو تو ایسا ہی سہی۔ میں واقعی ابھی تک اپنے نشانے سے مطمئن نہیں ہوں۔ مجھے ابھی تک ان دونوں بزرگوں کی باتیں سچ لگ رہی ہیں کہ میرا نشانہ کمزور ہے جسے پختہ کرنے کی ضرورت ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس قدر پرفیکٹ نشانہ بازی کے باوجود آپ مطمئن نہیں ہے تو پھر واقعی حیرت کی بات ہے“..... صدر نے کہا۔

”اس میں حیرت والی کون سی بات ہے۔ تنویر کا کہنا سچ ہے میں واقعی نشانہ بازی کی جو پریکٹس کرتا رہا ہوں وہ حماقت آمیز ہی تھی۔ لیکن اب میں جو نشانہ بازی کروں گا اسے یہ حماقت آمیز نہیں کہہ سکتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم ابھی مزید نشانہ بازی کرنا چاہتے ہو“۔ جوبلا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایک آخری کوشش۔ اگر میری یہ کوشش کامیاب ہو گئی تو

مجھے یقین ہو جائے گا کہ میں واقعی بہترین نہ سہی مگر نشانہ باز ضرور ہوں“..... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور تمہاری وہ آخری کوشش کون سی ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں تین اخروٹ ایک گولی سے ایک ساتھ اُراتا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”تین اخروٹ ایک ہی گولی سے۔ کیا مطلب۔“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے جوزف اور جونا سے کہا ہے کہ دونوں اپنے گنچے سروں پر اخروٹ رکھیں اور مجھ سے بیس فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔ میں بیس فٹ کے فاصلے سے ان کے سروں پر رکھے ہوئے اخروٹوں کو آنکھیں بند کر کے نشانہ بتاؤں گا۔ اگر میرا نشانہ درست ہوا تو تو اخروٹ اڑ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”اور اگر تمہارا نشانہ چوک گیا تو اس کا انجام جاننے ہو“۔ جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تو تینوں یا تینوں میں سے ایک ضرور پار لگ جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تین۔ لیکن جوزف اور جونا تو دو ہیں۔ تیسرا کون ہے“۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کہا تو ہے کہ میں ایک گولی سے تین اخروٹوں کو

اُڑانے کی کوشش کروں گا۔ سب سے آگے جوزف کھڑا ہوگا۔ ایک اخروٹ اس کے سر پر ہوگا۔ اس کے دو فٹ کے فاصلے پر جوتا کھڑا ہوگا اس کے سر پر بھی اخروٹ ہوگا اور جوتا کے پیچھے ایک اور آدمی کھڑا ہوگا۔ اس کے سر پر تیسرا اخروٹ رکھا جائے گا۔ میں جوزف سے بیس میٹر دور جاؤں گا اور پھر میں آنکھیں بند کر کے اس کے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ پر اس انداز میں فار کروں گا کہ گولی اس کے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ کو توڑتی ہوئی اس کے پیچھے کھڑے جوتا کے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ اور پھر جوتا کے پیچھے تیسرے آدمی کے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ کو توڑتی ہوئی گزر جائے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اور وہ تیسرا آدمی کون ہے؟“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تینوں اخروٹ ایک جسے قد کاٹھ کے انسانوں کے سروں پر ہوں گے تو ہی میرا نشانہ پرفیکٹ ہو سکتا۔ ہمارے ڈیل ڈول جوزف اور جوتا جیسے تو نہیں ہیں لیکن ہم میں ایک ساتھی ایسا ضرور ہے جس کا قد جوزف اور جوتا جیسا ہے۔ اگر وہ ان دونوں کے پیچھے جا کر کھڑا ہو جائے تو تینوں اخروٹ ایک ہی لائن آف لینتھ پر آ جائیں گے اس طرح ان تینوں کو میں آسانی سے نشانہ بنا لوں گا اور تم سب جانتے ہو کہ جوزف اور جوتا کی لمبائی کے لحاظ سے ان کے برابر کا ہمارا ساتھی کون ہے؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا تو وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور پھر ان کی نظریں تنویر پر جم گئیں کیونکہ تنویر ان سب سے لمبا تھا اور وہ جوزف اور جوتا کے ساتھ کا ندھے سے کا ندھا ملا کر آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ تم مجھے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو۔ مجھے جوزف اور جوتا کے پیچھے کھڑا کرنا چاہتے ہو؟“ تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیوں ڈر رہے ہو کہ میرا نشانہ چوک گیا تو تمہارا کیا ہو گا؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں ڈرتا سمجھے تم۔ تمہارا نشانہ نہیں چوکے گا اس بات کا مجھے بھی یقین ہے لیکن اگر تم نے جان بوجھ کر اپنا نشانہ خطا کرنے کی کوشش کی تو؟“ تنویر نے فوراً کہا۔

”کیا بکواس ہے۔ کیا عمران تمہیں جان بوجھ کر مارنے کی کوشش کرے گا؟“ جولیا نے جھٹلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس سے کوئی بعید نہیں ہے؟“ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں عمران پر بھروسہ نہیں ہے؟“ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اسے مجھ پر تو بھروسہ ہے لیکن میری گولی پر نہیں ہے جو واقعی بھٹک سکتی ہے؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم جان بوجھ کر تنویر کو گولی مارو گے؟“

عمران کی بات سن کر جولیا اس پر الٹ پڑی۔

میں کہا تو اس کی باتیں سن کر جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔  
 ”تو پھر تنویر کیوں۔ لاؤ کہاں ہے اخروٹ۔ جوزف اور جوانا کی  
 بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اخروٹ میں اپنے سر پر رکھ کر تمہارے  
 سامنے کھڑی ہو جاتی ہوں۔ تم اسے نشانہ بنانا“..... جولیا نے غصے  
 میں آتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ اگر میرا نشانہ چوک گیا تو میری ساری محنت  
 اکارت چلی جائے گی اور تمہارے بغیر مجھے ساری زندگی کنوارا ہی  
 رہنا پڑے گا“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”اچھا ہی ہو گا جو تم ساری زندگی کنوارے ہی رہو“..... جولیا  
 نے منہ بنا کر کہا۔

”ارے پھر تو میرا جنازہ بھی جائز نہیں ہو گا۔ ایسی بددعا تو نہ  
 دو“..... عمران نے کہا۔  
 ”مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ جوزف جاؤ اخروٹ لے کر  
 آؤ“..... جولیا نے کہا۔

”ایک منٹ مس جولیا۔ عمران اگر یہ کھیل میرے ساتھ کھیلنا  
 چاہتا ہے تو آپ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ جو کھیل میرے ساتھ کھیلنا  
 چاہتا ہے اب میں یہی کھیل اس کے ساتھ بھی کھیلنا پسند کروں گا۔“  
 اچانک تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”کیا مطلب“..... ان سب نے حیرت بھری نظروں سے تنویر کو  
 دیکھتے ہوئے کہا جبکہ تنویر کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے

”کوشش کروں گا کہ میرے راستے کا کاٹنا ہٹ جائے۔ ایسا ہوا  
 تو یہ محض ایک حادثہ ہو گا اور تم جانتی ہو کہ جان بوجھ کر نہ کیا جانے  
 والا قتل محض حادثہ ہی ہوتا ہے جرم نہیں“..... عمران نے اسی انداز  
 میں کہا۔

”لیکن تم یہ جان بوجھ کر کرو گے۔ یہ حادثہ نہیں جرم ہو گا۔“  
 تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا تو پڑتا ہے نا۔ ہو سکتا ہے کہ میں  
 تمہیں کھو کر کسی کو پالینے میں کامیاب ہو جاؤں۔ کیوں جولیا۔“  
 عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ ہم جانتے ہیں تمہارا نشانہ بے حد پختہ  
 ہے۔ تم نے جتنی پریکٹس کرنی تھی کر لی اب مزید پریکٹس کی کوئی  
 ضرورت نہیں ہے“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ نشانہ بازی تو میں ضرور کروں گا۔ میں اس چانس کو  
 مس نہیں کرنا چاہتا“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب  
 چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”اگر تمہیں مجھے گولی ماری ہے تو پھر اس سارے ڈرامے  
 بازی کی کیا ضرورت ہے ویسے ہی مار دو مجھے گولی“..... تنویر نے  
 بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”تمہیں ڈائریکٹ گولی ماری تو میں مجرم بن جاؤں گا اس لئے  
 میں تمہیں حادثاتی موت مارنا چاہتا ہوں“..... عمران نے اسی انداز

اختیار مسکراہٹ آ گئی جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ تنویر کیا کہنا چاہتا ہے اور کس کھیل کی بات کر رہا ہے۔

”ابھی بتاتا ہوں۔ جوزف جاؤ اور جا کر دو اخروٹ اور دو ریوالور لے آؤ“..... تنویر نے پہلے ان سب سے اور پھر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جوزف، عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے وہ اس سے اجازت مانگ رہا ہو کہ کیا وہ تنویر کی ہدایات پر عمل کرے یا نہ کرے۔

”یہ جو کہہ رہا ہے اس کی بات پر عمل کرو“..... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر کچن کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو اخروٹ تھے۔ اس نے دونوں اخروٹ میز پر رکھ دیئے جہاں ایک سائیلنسر لگا ریوالور رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ہولسٹر سے دوسرا ریوالور نکالا اور وہ بھی میز پر رکھ دیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب آخر ہو کیا رہا ہے۔ کیا کرنا چاہتے ہو تم تنویر“..... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھ کر حیرت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ میرے ساتھ ڈویل کرنا چاہتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

”ڈویل“..... ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

”ہاں۔ جس طرح پرانے دور میں کاؤ بوائے ایک دوسرے سے

کمر ملا کر بیس تیس قدم آگے بڑھتے تھے اور پھر اچانک مڑ کر اپنے ہولسٹروں سے ریوالور نکال کر ایک دوسرے پر فائر کرتے تھے۔ اس میں انتہائی تیزی اور نشانے کی چٹنگ کی ضرورت ہوتی تھی۔ جس کا نشانہ پختہ ہوتا تھا اور وہ جتنی تیزی سے ریوالور نکال کر فائر کرتا تھا وہی کامیاب ہوتا تھا اور دوسرا بے چارہ فائر چوک جانے یا پھر فائر کرنے کی حسرت لئے ہی دنیا سے کوچ کر جاتا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں واقعی تم سے ڈویل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس ڈویل میں ہم ایک دوسرے پر نہیں ایک دوسرے کے سروں پر رکھے ہوئے اخروٹوں کو نشانہ بنائیں گے اور اس کے لئے ہمیں کمر سے کمر ملا کر آگے بڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم ایک دوسرے کے سامنے بیس میٹر کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اپنے اپنے سروں پر اخروٹ رکھیں گے۔ پہلے تم گولی چلاؤ۔ اگر تمہارا نشانہ چوک گیا تو میری خوش قسمتی ہوگی ورنہ دوسری بار گولی میں چلاؤں گا اور میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں جان بوجھ کر نہیں ماروں گا۔ میں اخروٹ کو ہی نشانہ بناؤں گا۔ ہم اس وقت تک ایک دوسرے پر فائرنگ کرتے رہیں گے جب تک ہم ایک دوسرے کے سروں پر رکھے ہوئے اخروٹ نہیں اڑا دیتے یا پھر ہم دونوں میں سے ایک پار نہیں لگ جاتا۔ بولو منظور ہے“..... تنویر نے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا بکواس ہے۔ یہ کیسا کھیل ہے۔ نہیں تم دونوں ایسا کوئی کھیل نہیں کھیلو گے۔ اگر تم دونوں میں سے کسی کو کچھ ہو گیا تو..... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر آپ کو عمران کے نشانے پر بھروسہ ہے تو پھر آپ کو میرے نشانے پر بھی بھروسہ کرنا ہو گا مس جولیا۔ میں بھی ماسٹر شوٹر ہوں“..... تنویر نے کہا۔

”ہم جانتے ہیں کہ تم ماسٹر شوٹر ہو لیکن یہ ڈوبیل کھیل حماقت ہے۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم تمہیں ایسا کھیل نہیں کھیلنے دیں گے“..... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پھر میں یہی سمجھوں گا کہ تم میں سے کسی کو میرے نشانے پر نہیں صرف عمران کے نشانے پر ہی بھروسہ ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے تنویر۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ عمران صاحب کے ساتھ ساتھ ہم تم پر بھی بھروسہ کرتے ہیں۔ تمہارا نشانہ بھی بے داغ ہے لیکن برے وقت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کس وقت کیا ہو جائے۔ اس لئے ایسی حماقتوں سے گریز کرنا چاہئے“..... کیپٹن کھیل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ اگر عمران اس کھیل کو کھیلنے سے منع کرتا ہے تو میں نہیں کھیلوں کا یہ کھیل“۔ تنویر نے کاندھے اچکا کر کہا۔

”اب تم اس بات کا مطلب عمران پر ڈال رہے ہو“..... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ اس بات کے ساتھ اگر یہ تمہارا مطلب بھی مجھ پر ڈال دے گا تو مجھے بھلا کیا اعتراض ہو گا۔ کیوں تنویر“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ تم بتاؤ۔ میرے ساتھ ڈوبیل کرو گے یا نہیں“..... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”ضرور کروں گا لیکن ایک شرط پر“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ میں شرط نہیں لگاؤں گا۔ تم ہی کہتے ہو کہ شرط لگانا حرام ہے“..... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”میں اسلامی نقطہ نظر سے کہتا ہوں۔ اسلام میں ہر قسم کی شرط لگانا ممنوع ہے اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر تم کیوں لگا رہے ہو شرط“..... تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

”اچھا نہیں لگاتا شرط۔ آؤ کرتے ہیں مقابلہ“..... عمران نے

کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک اخروٹ اور ایک ریوالور اٹھا لیا اور پیچھے ہٹا چلا گیا۔ تنویر بھی آگے بڑھا اور اس نے بھی ایک اخروٹ

اور دوسرا ریوالور اٹھا لیا اور عمران کی مخالف سمت ہٹا چلا گیا۔

”میں آنکھیں بند کر رہا ہوں۔ میں ایک دو اور تین کہوں گا اور تین کہتے ہی میں فائر کر دوں گا“..... تنویر نے کہا۔  
 ”کیا کہا۔ یہ آنکھیں بند کر کے فائر کرے گا“..... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ تم آنکھیں بند کر کے فائر کرنا میں اپنا منہ دوسری طرف کر لیتا ہوں اور پیچھے فائر کروں گا“..... عمران نے کہا اور ان کی باتیں سن کر ان سب کے چہرے ست گئے۔ عمران نے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔ تنویر نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ اسی لمحے تنویر نے گنتی شروع کی۔

”ایک۔ دو۔ تین“..... تنویر نے کہا اور تین کہتے ہی اس نے یلکھت فائر کر دیا۔ اس کے تین گنتے ہی عمران نے بھی اپنے عقب میں موجود تنویر پر فائر کر دیا۔ دو دھماکے ایک ساتھ ہوئے اور اس کے ساتھ ایک اور زور دار دھماکہ ہوا۔ تیسرا دھماکہ اس قدر زور دار اور شدید تھا کہ وہ سب یلکھت اچھل کر گر پڑے۔

”یہ دونوں پاگل ہو گئے ہیں“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ کچھ نہیں ہو گا انہیں۔ یہ محض ایک کھیل ہے اور کچھ نہیں“..... صفدر نے جولیا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔  
 ”مجھے ایسے کھیل پسند نہیں“..... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

”اب ان دونوں کو کون سمجھائے۔ آئیں پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ انہیں جو کرنا ہے ایک بار کر لینے دیں“..... کیپٹن ٹھیکل نے کہا اور پھر وہ سب پیچھے ہٹ گئے۔ تنویر اور عمران لان میں آگے بڑھے اور پھر ایک دوسرے سے بیس میٹر دور کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اخروٹ اپنے سر پر رکھا اور تنویر نے دوسرا اخروٹ اپنے سر پر رکھ لیا۔

”پہلے تم فائر کرو“..... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”نہیں۔ ہم ایک ساتھ فائر کریں گے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے“..... تنویر نے کہا اور اس نے ریوالور والا ہاتھ اٹھایا اور عمران کے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ کا نشانہ لینے لگا۔ عمران نے ریوالور والا ہاتھ نیچے کر رکھا تھا۔

”تم بھی نشانہ لو“..... تنویر نے تیز آواز میں کہا۔  
 ”تم فائر کرو۔ تمہارے فائر کرتے ہی میں بھی فائر کروں گا“۔  
 عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔



ایک نمبر پر لیس کر دیا۔

”باس کاؤنٹر سے کالو بول رہا ہوں۔ کافرستان سے سالنٹ ڈیٹھ گروپ کے چیف مہادیر صاحب یہاں آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں“..... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”لیس باس“..... دوسری طرف سے سننے کے بعد کاؤنٹر مین نے رسیور رکھا اور پھر ایک طرف کھڑے ایک نوجوان کو بلایا۔ وہ آدمی تیزی سے اس کے قریب آ گیا۔

”ان صاحب کو باس کے سپیشل آفس میں پہنچا دو“..... کاؤنٹر مین نے اس نوجوان سے کہا۔

”آئیں جناب“..... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ سالنٹ ڈیٹھ گروپ کافرستان کا خاصا معروف گروپ تھا اور ٹائیگر اس کے چیف مہادیر کو چونکہ اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اس نے اس وشنو دادا سے ملنے کے لئے سالنٹ ڈیٹھ کے چیف مہادیر کا ہی میک اپ کیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ سالنٹ ڈیٹھ گروپ کا نام سن کر وہ فوری ملاقات کے لئے تیار ہو جائے گا اور ہوا بھی ایسے ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد بار کے نیچے تہہ خانوں میں اسے ایک کمرے کے دروازے پر لے جایا گیا۔ ساتھ آنے والے نے دروازے کی سائیڈ پر لگا ہوا

ٹائیگر نے کار وشنو بار کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس وقت میک اپ میں تھا۔ اسے فون پر اس کے ایک مخبر نے بتا دیا تھا کہ وشنو دادا بار میں پہنچ چکا ہے اور اب وہیں ہے اس لئے وہ اس سے ملنے چلا آیا تھا۔ بار کے ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”جی صاحب“..... کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے کاروباری انداز میں ٹائیگر سے پوچھا۔

”وشنو دادا سے کہو کہ کافرستان سے مہادیر آیا ہے۔ سالنٹ ڈیٹھ گروپ کا چیف“..... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوکے سر“..... کاؤنٹر مین نے کہا۔ ٹائیگر کی شخصیت اور لہجہ سن کر کاؤنٹر مین خاصا مرعوب نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کے نیچے خانے میں رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا

ایک بٹن دبا دیا۔

”جناب سالمنٹ ڈیجھ کے چیف مہادیر صاحب آئے ہیں  
باس“..... اس نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... اس بٹن کے نیچے لگے ہوئے انڈر گراؤنڈ اسپیکر  
میں سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی  
کمرے کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

”تشریف لے جائیں جناب“..... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے  
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو  
گیا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن کمرے میں کوئی  
آدمی موجود نہ تھا۔ جیسے ہی ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے عقب  
میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی چھت پر لیکھنت  
تیز روشنی کا جھماکا ہوا اور اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سوچتا دوسرے  
لمحے چھت سے نیلے رنگ کی تیز روشنی کا دھارا ٹائیگر پر پڑا اور  
ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس روشنی کے دھارے نے اسے اندھا  
کر دیا ہو۔ یہ احساس بھی ایک لمحے کے ہزارویں حصے کی حد تک  
ٹائیگر کو ہوا۔ اس کے بعد اس کے تمام احساسات ہی فنا ہو کر رہ  
گئے۔ پھر جس طرح انتہائی گہرے اور اندھیرے کنویں کے تہہ میں  
روشنی کا نقطہ چمکتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن کی بعید گہرائی میں  
روشنی کا نقطہ چمکا اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔

جب اس کا شعور جاگا تو ٹائیگر کے ذہن میں پہلا منظر اسی دفتر

نما کمرے کا ابھرا۔ لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھیج  
گئے کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے  
گردن گھما کر دیکھا لیکن وہ وہاں اکیلا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا  
لیکن وہاں چند کرسیوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

”یہ میں کہاں ہوں اور کون لے آیا ہے مجھے یہاں“..... ٹائیگر  
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیوں  
کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے منہ  
سے بے اختیار اطمینان بھرا سانس نکل گیا کہ رسیاں بڑے اتناڑی  
انداز میں باندھی گئی تھیں اور انہیں وہ آسانی سے کھول سکتا تھا۔ اس  
نے اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت دینا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد  
اس کی انگلیاں اس گانٹھ تک پہنچ گئیں جسے کھولنے سے پوری رسی  
آسانی سے کھل سکتی تھی اور اس نے جیسے ہی گانٹھ کھولی اس کے  
ساتھ ہی رسیاں ڈھیلی پڑتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نے تیزی سے خود کو  
رسیوں سے آزاد کیا اور پھر وہ جلدی جلدی اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔  
دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ گو اس کی تلاشی لی  
گئی تھی۔ اس کی جیب سے دوسرا سامان اور اس کا مشین پستل نکال  
لیا گیا تھا لیکن اس کی اندرونی جیب میں موجود چھوٹا اور چپٹا کی  
چین نہیں نکالا گیا تھا جو ایک مخصوص قسم کی گن تھی۔ اس کی چین  
میں بھری ہوئی گولیاں بے حد چھوٹی اور نوکدار تھیں لیکن ان گولیوں  
پر سائٹائیڈ زہر لگا ہوا تھا۔ ان چھوٹی اور نوکدار گولیوں پر لگا ہوا

سائنائیڈ زہر کسی بھی جاندار کے جسم میں جاتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا تھا اور بظاہر معمولی زخمی ہونے والا انسان ایک لمحے میں ہلاک ہو جاتا تھا۔ کی چین ٹائپ کی یہ گن کافی چھوٹی تھی جسے ٹائیگر آسانی سے اپنی ہتھیلی میں چھپا سکتا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اسی لمحے اسے دروازے کے باہر قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ فوراً کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گرد رسی کو اسی انداز میں لپیٹ لیا جس انداز میں اسے باندھا گیا تھا۔ اس نے رسی کے سروں کو موڑ کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ جب تک غور سے نہ دیکھا جاتا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ رسیاں کھلی ہوئی ہیں جبکہ ٹائیگر کے لئے محض ایک جھٹکے کی ضرورت تھی اور وہ تیزی سے اپنا جسم جھٹک کر ان رسیوں سے آزاد ہو سکتا تھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا ایک آدمی جس کے جسم پر چست لباس تھا اندر داخل ہوا۔

اس آدمی کا چہرہ زخموں کے مندرجہ شدہ نشانات سے پر تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس کے سائنڈ ہولسروں میں بھاری دستوں والے ریوالور موجود تھے۔ اس کے پیچھے مشین گنیں اٹھائے و آدمی بھی اندر آئے۔ وشنو دادا تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پُر ٹائیگر سے چند قدم کے فاصلے پر رک کر اسے تیز اور سرخ سرخ آنکھوں سے گھورنے لگا جیسے وہ اپنی سرخ آنکھوں کا ٹائیگر پر رعب

ڈالنا چاہتا ہو لیکن ٹائیگر کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ وشنو دادا کو پہلے سے جانتا تھا وہ انتہائی تھرڈ گریڈ ٹائپ کا مجرم تھا۔ ”تو تم سائلنٹ ڈیٹھ کے چیف مہادیر بن کر میرے پاس آئے تھے کیوں“..... وشنو دادا نے بڑے رعب دار لہجے میں پوچھا۔ ”اس لئے کہ میرا خیال تھا کہ تم سائلنٹ ڈیٹھ کے چیف مہادیر کو ملنے سے انکار نہیں کرو گے اور میرا خیال درست ثابت ہوا“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو اور کیوں مجھ سے ملنا چاہتے تھے“..... اس بار وشنو دادا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر ٹائیگر کا اطمینان دیکھ کر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ”اس لئے تاکہ تم سے پوچھ سکوں کہ تم نے شوگرانی لڑکی سوچی تارا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مونٹی کو کیوں بھیجا تھا“..... ٹائیگر نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو وشنو دادا بے اختیار اچھل پڑا۔

”تم۔ تمہارا کیا تعلق ہے اس لڑکی سے۔ کون ہو تم“..... وشنو دادا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں جو بھی ہوں تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے میں تم سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب دو۔ تم اس لڑکی میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو۔ کیا اسے ہلاک کرنے میں تمہارا یا نہارے آدمیوں کا ہاتھ ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہیں

اس لڑکی میں کوئی ذاتی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ کام تم کسی اور کے لئے کر رہے ہو اس لئے انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے وہ پارٹی بتا دو۔ جس نے تمہیں یہ مشن دیا تھا کیونکہ تمہاری ذہنی سطح کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ تم ٹڈل مین ہو۔ تمہارے اندر ایسی صلاحیتیں نہیں ہیں کہ تم ایسا کوئی کام کر سکو اور سنو اگر تم نے مجھے تفصیل بتا دی تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ دوسری صورت میں تم نہیں جانتے کہ تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے میں تمہارے لئے بھیا تک موت کا بھی روپ دھار سکتا ہوں“..... ٹائیگر نے انتہائی با اعتماد اور ٹھنڈے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مجھے دھمکیاں دو۔ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا“..... وشنو دادا نے یلخت پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے ٹائیگر کے منہ پر تھپڑ مارنے کے لئے اوپر اٹھا ہی تھا کہ یلخت ٹائیگر کا دایاں ہاتھ آگے کی طرف آیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا وشنو دادا کا تھپڑ ٹائیگر کے منہ پر پڑتا ٹائیگر کی ٹانگ چلی اور وشنو دادا چیختا ہوا اچھل کر پیچھے گرا۔ اسی لمحے یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چینوں سے گونج اٹھا۔ مشین گنوں سے مسلح دونوں آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے تھے اور پھر کئے لگے جبکہ وشنو دادا ٹائیگر کی ٹانگ کھا کر دور جا گرا تھا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ تم بھی اپنے ساتھیوں کی طرح

زہریلی گولی کا شکار بن جاؤ گے“..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور وشنو دادا تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور وشنو دادا کپٹنی پر ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر کسی گیند کی طرح سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ ٹائیگر چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کی چین ٹائپ پستل واپس جیب میں ڈالا اور وشنو دادا کے ایک ساتھی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ لیکن عمارت خالی تھی۔ صرف پورچ میں نئے ماڈل کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ مزید وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس عمارت کو انہوں نے پوچھ گچھ کے لئے مخصوص کیا ہوا ہوگا۔ اور یہاں وہی دو آدمی موجود رہتے ہوں گے جنہیں اس نے ہلاک کر دیا ہے اور وشنو دادا اس کار میں آیا ہوگا اور انہی میں سے کسی نے یقیناً اسے بے ہوشی ختم کرنے والا انجکشن وغیرہ لگایا ہوگا۔ کیونکہ وہ وشنو دادا کے دفتر میں کسی ریز کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا اور ظاہر ہے ریز سے بے ہوش ہونے والا خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتا اور وشنو دادا نے انہیں فون پر حکم دیا ہوگا کہ وہ اس سے پوچھ گچھ کے لئے آرہا ہے اس لئے اسے ہوش میں لایا جائے اور وہ لوگ اسے انجکشن لگا کر وشنو دادا کے استقبال کے لئے چلے گئے ہوں گے۔ اس طرح ٹائیگر کو رسیوں سے خود کو آزاد

”یہ باتیں تم جیسے تھرڈ گریڈ ٹائپ بد معاش کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ اس لئے اسے چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ شوگرانی ایجنٹ سوچی تارا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ٹاسک تمہیں کس نے دیا تھا“..... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

”کون شوگرانی ایجنٹ۔ کون سوچی تارا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے کسی نے کوئی ٹاسک نہیں دیا“..... وشنو دادا نے ہونٹ کھینچتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اب تم ٹڈر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے تمہارے آدمی مونٹی کو خود اس ہسپتال میں دیکھا تھا وہ اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ کھل کر بتا دو۔ ورنہ پھر تمہارے جسم پر ایک بوٹی بھی سلامت نہ رہے گی“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی ایک نے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تیز دھار والا خنجر نکال لیا۔ یہ خنجر بھی تلاشی کے دوران وشنو دادا کے ساتھی نہ تلاش کر سکے تھے۔

”میں نے کہا ہے میں نے ایسا کوئی ٹاسک نہیں لیا۔ اور نہ کسی نے مجھے دیا۔ تم بکواس کر رہے ہو۔ نجانے تم کون ہو اور کیوں زبردستی مجھ سے کچھ اگلوانا چاہتے ہو“..... وشنو دادا نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ اب میں کچھ نہ پوچھوں گا۔ جب تمہارا دل چاہے بتا

کرانے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ یہی سوچتا ہوا واپس اس تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ وشنو دادا ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ ٹائیگر وشنو دادا کی طرف بڑھا۔ وشنو دادا کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹا ہوا وہ کرسی کے قریب لے آیا اور اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھایا اور پھر اس نے اسی رسی سے وشنو دادا کو باندھنا شروع کر دیا جس سے پہلے وہ خود بندھا ہوا تھا۔

دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز کے ساتھ کرسی پر رسیوں کے ساتھ جکڑے بیٹھے وشنو دادا کے منہ پر ٹائیگر کا تھپڑ پڑا۔ ٹائیگر کا ایک تھپڑ ہی اس قدر زور دار تھا کہ وشنو دادا کو بے ہوشی کی وادی سے کھینچ کر ہوش کی دنیا میں لے آیا۔ وشنو دادا کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے پھڑکنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا لیکن اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ وہ ٹیڑھا میڑھا ہو کر خود کو رسیوں سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

”سیدھے بیٹھے رہو وشنو دادا“..... ٹائیگر نے اس کے منہ پر ایک اور زور دار تھپڑ مارتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو وشنو دادا تیزی سے سیدھا ہو گیا۔

”تم۔ تم کیسے آزاد ہو گئے تھے۔ تم تو بندھے ہوئے تھے۔“ وشنو دادا نے تکلیف اور حیرت سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

نہیں کیا تھا۔ مجھے بس یہی ٹاسک دیا گیا تھا کہ میں ہسپتال سے معلوم کروں کہ وہ لڑکی واقعی ہلاک ہوئی ہے یا اس کے بارے میں جھوٹ بولا گیا ہے..... دشنو دادا نے کراہتے ہوئے کہا۔

”کس نے دیا تھا ٹاسک..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔  
”راجندر نے۔ اس کا ایک آدمی ہری رام میرا دوست ہے۔ اس کی معرفت ایسے مشن مجھے پہلے بھی ملتے رہتے ہیں..... دشنو دادا نے کراہتے ہوئے اور نیم غشی کی حالت میں تفصیل بتائی۔

”کون ہے یہ راجندر اور کہاں ملے گا..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
”راجندر کون ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس کی مجھے بس فون کال آتی ہے اور وہ مجھے جو بھی کام کرنے کا کہتا ہے میں اس کا کام کر دیتا ہوں جس کے بدلے میں وہ میرے اکاؤنٹ میں بھاری رقم ڈال دیتا ہے۔ بعض اوقات راجندر کا کام کرانے کے لئے اس کا خاص آدمی ہری رام میرے پاس آتا ہے اور بڑے کام کرانے کے لئے وہ ایڈوائس بھی بڑا معاوضہ لاتا ہے..... دشنو دادا نے جواب دیا۔

”اس ہری رام کا پتہ..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”وہ سار کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ بظاہر کوئی دھندہ نہیں کرتا..... دشنو دادا نے جواب دیا۔

”اس کا حلیہ کوئی خاص نشانی..... ٹائیگر نے پوچھا اور دشنو دادا نے حلیہ اور نشانی بھی بتا دی۔

دینا..... ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر کمرہ یکلفت دشنو دادا کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونجنے لگا۔ ٹائیگر نے خنجر مار کر اس کا ایک کان کاٹ دیا تھا۔ ٹائیگر نے اس کے چیخنے کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے چل رہا تھا اور دشنو دادا کا دوسرا کان اور پھر اس کے ناک کی نوک اور پھر اس کا ایک گال بری طرح سے کٹتا چلا گیا اور اس کا جسم جگہ جگہ سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ تیسری یا چوتھی ضرب سے ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ ٹائیگر نے اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر اس پر خنجر چلانا روک دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے زخمی منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دشنو دادا تھپڑ کھا کر جلد ہی ہوش میں آ گیا۔

”بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ تم ظالم ہو، درندے ہو انتہائی سفاک ہو۔ بتاتا ہوں..... ہوش میں آتے ہی اس نے ہڈیانی انداز میں چیخنے ہوئے کہا۔

”بس ابھی سے کچھ اور حوصلہ دکھانا تھا۔ آخر تم بہت بڑے مجرم ہو۔ بولو۔ ورنہ اس بار ہاتھ نہ روکوں گا..... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں کے سامنے خنجر لہراتے ہوئے غرا کر کہا۔

”مجھے۔ مجھے شوگرانی ایجنٹ سوچی تارا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ٹاسک دیا گیا تھا۔ اسے ہلاک کرنے میں میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے اور میرے آدمیوں نے اس لڑکی کو قتل

”تم نے مجھ پر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس لئے اس کی سزا میں تمہیں بہر حال موت ہی مل سکتی ہے“..... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور موت کا لفظ سن کر دشمنو دادا کے جسم نے جھٹکا کھایا ہی تھا کہ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے وہی چھوٹا سا چٹا پٹل نکالا اور دوسرے لمحے چھوٹی مگر نوکدار گولی دشمنو دادا کی پیشانی میں گھس گئی۔ اس کا جسم بری طرح ترپا اور پھر وہ اسی بندھی ہوئی حالت میں ہی ڈھیر ہو گیا۔

ٹائیگر نے پٹل جیب میں ڈالا اور تیزی سے مڑ کر وہ اس تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کوشی میں کھڑی ہوئی کار میں بیٹھا اس کوشی سے نکلا اور پھر اس کالونی سے باہر نکل کر اس نے ایک ایسی جگہ کار روک دی جہاں سے اسے آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔ اس کی اپنی کار دشمنو بار کی پارکنگ میں موجود تھی لیکن وہ دشمنو دادا کی کار میں اس کے بار نہ جانا چاہتا تھا اس لئے ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ بار سے کچھ دور پہلے ہی اترا اور پھر پیدل چلتا ہوا وہ اپنی کار تک پہنچا اور چند لمحوں بعد اس کی کار سٹار کلب کی جانب اڑی جا رہی تھی جہاں دشمنو دادا کے کہنے کے مطابق ہری رام اٹھتا بیٹھتا تھا اور وہی راجندر کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ کون ہے اور اسے کہاں مل سکتا ہے۔

راجندر اپنے آفس میں نہایت بے چینی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلی فون سیٹ کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بڑی شدت کے ساتھ سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی کے بجنے کا انتظار کر رہا ہو۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تھی جو سیٹلائٹ فون تھا۔ اس فون پر بگ باس ڈائریکٹ کال کرتا تھا۔ راجندر تیزی سے میز کی طرف جھپٹا اور اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا جیسے اگر دیر ہو گئی تو دوسری طرف سے آنے والی کال ڈسکنکٹ ہو جائے گی۔

”راجندر بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ بگ باس“..... راجندر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بگ باس بول رہا ہوں۔ تم نے ہیڈ کوارٹر میں میرے نام

پیغام چھوڑا تھا کہ میں جلد سے جلد تم سے رابطہ کروں۔ ایسا کیا ہو گیا جو تم نے مجھے ایمر جنسی کال کرنے کا کہا تھا..... دوسری طرف سے بگ باس کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

”آپ کو ایک اہم اطلاع دینی ہے بگ باس“..... راجندر نے میز کے گرد گھوم کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔  
”کیسی اطلاع“..... بگ باس نے پوچھا۔

”میں نے اپنے گروپ کے مزید چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے بگ باس“..... راجندر نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نائنس۔ کیوں کیا ہے تم نے ایسا۔ کون ہیں وہ جنہیں تم نے ہلاک کیا ہے“..... دوسری طرف سے بگ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ کالی داس اور اس کے تین ساتھی تھے بگ باس جنہیں میں نے عمران کو اغوا کرنے اور اس سے کوڈ کی فائل حاصل کرنے کا

ٹاسک دیا تھا۔ وہ عمران کے فلیٹ میں گئے تھے اور انہوں نے عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ان کا

خیال تھا کہ وہ فلیٹ میں داخل ہو کر عمران کے ملازم کو اپنے قابو میں کر لیں گے اور پھر اس وقت تک اس فلیٹ میں رہیں گے جب

تک عمران واپس نہیں آ جاتا۔ انہوں نے عمران کے باورچی کو ایک کرسی پر رسیوں سے جکڑ دیا تھا۔ پھر کالی داس اسے ہوش میں لایا

اور اس سے عمران اور فائل کے بارے میں پوچھنے لگا۔ وہ باورچی

عمران کی طرح احمق تھا وہ انہیں سیدھی طرح سے کوئی جواب ہی نہ دے رہا تھا لیکن کالی داس نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ اسے عمران کے بارے میں بتائے۔ اس نے آخر کار کالی داس کو بتایا کہ عمران

کی رانا ہاؤس میں موجودگی متوقع ہو سکتی ہے۔ کالی داس کے کہنے پر اس باورچی نے رانا ہاؤس میں فون کیا۔ رانا ہاؤس کے کسی ملازم جوزف نے اس کی کال رسیو کی اور اس نے باورچی کو بتایا کہ عمران

وہاں موجود ہے۔ اس بات کی تصدیق ہوتے ہی کالی داس اور اس کے ساتھیوں نے اس باورچی کے ہمراہ اس رانا ہاؤس میں جانے

اور وہاں عمران کو دبوچنے کا پروگرام بنا لیا لیکن اسی لمحے اچانک دروازے پر بیل بج اٹھی۔ کالی داس کے کہنے پر اس کا ایک ساتھی

یہ دیکھنے کے لئے دروازے کی طرف گیا کہ کون آیا ہے کہ اچانک وہاں تیز بو پھیل گئی۔ بو اس قدر تیز اور ثرود اثر تھی کہ دروازے کی

طرف جانے والا آدمی اور کالی داس سمیت تمام افراد بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بہرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی کے

ہمراہ تین افراد اندر گھس آئے اور انہوں نے اندر آتے ہی کالی داس اور اس کے تینوں ساتھیوں کو قابو کر لیا..... راجندر نے کہا اور

پھر عمران کے فلیٹ میں ہونے والے تمام واقعات سے بگ باس کو آگاہ کرتا چلا گیا۔

”اوہ پھر“..... بگ باس نے ساری تفصیل سننے کے بعد کہا۔  
”وہ لڑکی کالی داس اور اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگا کر عمران



کے فلیٹ سے نکال کر ایک بڑی عمارت میں لے گئے اور پھر وہاں موجود دو سیاہ فام آدمیوں نے ان کے ساتھ مل کر کالی داس اور اس کے تینوں ساتھیوں کو ایک روم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا۔ عمران بھی وہیں موجود تھا۔ وہ وہاں نشانہ بازی کی پریکٹس کر رہا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ کالی داس اور اس کے ساتھی عمران کے قبضے میں آ گئے ہیں تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ عمران نے اگر ان کی زبانیں کھلوا لیں تو عمران کو مجھ تک پہنچنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا اس لئے میں نے فوری طور پر کالی داس اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں لگی ہوئی بلیو ڈیوائس کو ایک ساتھ چارج کر دیا جس کے نتیجے میں چاروں دھماکے ایک ساتھ ہوئے اور ان چاروں کے پرچے اڑ گئے..... راجندر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم یہ سب مانیٹر کر رہے تھے جو تم مجھے اتنی لمبی چوڑی تفصیل بتا رہے ہو.....“ بگ باس نے کہا۔

”نو باس۔ اگر میں مانیٹر کر رہا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ جب وہ لڑکی اور اس کے ساتھی کالی داس اور اس کے ساتھیوں کو لے کر عمران کے پاس اس عمارت میں گئے تھے تو میں ان کے جسموں میں لگی ہوئی بلیو ڈیوائس کو اسی وقت چارج کر دیتا۔ ان چاروں کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بھی پرچے اڑ جاتے لیکن افسوس کہ میں ایسا نہ کر سکا.....“ راجندر نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا اور اگر تم یہ سب مانیٹر نہیں کر رہے تھے تو پھر تمہیں ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو گیا۔“ بگ باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کافی دیر سے کالی داس کو کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا باس لیکن اس کا سیل فون بند تھا۔ میں اس کے جسم میں لگی ہوئی بلیو ڈیوائس کے ذریعے اسے جھٹکا دے کر یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جھٹکا لگتے ہی وہ سمجھ جاتا اور اپنا سیل فون نکال کر چیک کر لیتا کہ وہ آن ہے یا آف۔ میں اپنے آفس کے نیچے تہہ خانے میں موجود کنٹرول روم میں گیا اور جب میں نے کنٹرولنگ مشین آن کی تو مجھے اس مشین پر ریڈ کاشن دکھائی دیا جو اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب کالی داس یا اس کے گروپ کا کوئی آدمی ہلاک ہو چکا ہو یا پھر اسے بے ہوش کیا گیا ہو۔ میں نے فوری طور پر مشین کو آپریٹ کیا تو مشین پر مجھے کالی داس اور اس کے ساتھی ایک کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے اور بے ہوش دکھائی دیئے۔ میں نے مشین کو آپریٹ کیا اور اس مشین میں ہونے والی بلیو ڈیوائس کی ریکارڈنگ چیک کی تو یہ سارے حالات میرے سامنے آ گئے اور پھر میں نے فوری طور پر مشین کے ذریعے کالی داس اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں لگی ہوئی بلیو ڈیوائسز کے ذریعے انہیں بلاسٹ کر دیا۔“ راجندر نے جواب دیا۔

”بیڈ نیوز۔ ریٹلی ویری بیڈ نیوز۔ اس عمران کی وجہ سے ہمارے تمام ساتھی ایک ایک کر کے ہلاک ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے کالی داس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گھیرے میں آنے والے اپنے دو ساتھیوں کو ریموٹ کنٹرول بموں سے اڑایا اور اب وہ خود بھی اپنے تین ساتھیوں سمیت تمہارے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ریٹلی ویری بیڈ نیوز۔ اس عمران کی وجہ سے پاکیشیا میں موجود تمہارا پورا گروپ ہی ختم ہو گیا ہے“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس باس۔ میں بھی اس بات سے متفکر ہوں۔ اب میرے پاس گنے چنے چند ساتھی رہ گئے ہیں اگر میں نے انہیں بھی عمران کے پیچھے لگایا تو وہ بھی اس کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ عمران حقیقت میں عفریت ہے جسے قابو کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔“..... راجندر نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ عمران انسانی ہاتھوں سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہے اسے ہلاک کرنے کے لئے دوسرا راستہ ہی اختیار کرنا پڑے گا اور میں نے ایسا کر بھی دیا ہے۔ اب بس چند دنوں کی بات ہے۔ عمران پر کارمارا کا وار ہو گیا تو سمجھ لو کہ وہ جس قدر مرضی بڑا عفریت ہو یا جس قدر مرضی طاقتوں کا مالک ہو کارمارا کے وار سے نہیں بچ سکے گا۔ اس کی موت طے ہے۔ بہت جلد وہ بھیانک موت کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے تم اس کی فکر نہ کرو اور اپنے باقی ساتھیوں کو اس سے بچا کر رکھو۔ یہی

تمہارے لئے بہتر ہوگا“..... بگ باس نے کہا۔

”کارمارا۔ لیکن بگ باس یہ کارمارا آخر ہے کیا۔ آپ نے اس کے بارے میں پہلے بھی بتایا تھا لیکن اس کی تفصیل نہیں بتائی تھی۔“

راجندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب تک کارمارا کا وار نہ ہو جائے اس کی مجھے تفصیل بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ تم باقی ساتھیوں کو موت کے منہ میں جھونکنے کی بجائے انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں سے دور ہی رکھو۔ تم نے کالی داس اور اس کے تین ساتھیوں کو ہلاک کر کے عمران کے لئے یہ راستہ بند کر دیا ہے کہ وہ کالی داس یا اس کے ساتھیوں سے پوچھ گچھ کر کے تم تک پہنچ سکے۔ اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب عمران پر کارمارا کا ہی وار ہو گا جو اس کی موت کا باعث بنے گا اور بس“..... دوسری طرف سے بگ باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ جیسا آپ کو ٹھیک لگتا ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں“..... راجندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”رہی بات اس کوڈ بک کی تو اس کی بھی تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل کوڈ بک تم سر عبدالرحمن سے حاصل کر کے ضائع کر چکے ہو۔ ہمارے ریڈیو سیکشن نے عمران اور شوتان ہاری کی ٹرانسمیٹر کال سنی ہے۔ اس کے لئے میں نے خصوصی ہدایات دی تھیں کہ شوتان ہاری کی کال ریکارڈ کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

عمران نے شوتان ہاری کو کال کیا تھا اور ان کی باتوں سے پتہ چلا ہے کہ جو کوڑ سوچی تارا نے بنایا ہے اس کا ڈی کوڑ بھی وہی جانتی تھی۔ وہ ہلاک ہو گئی ہے اس لئے اب اس کے کوڑ کو کوئی بھی ڈی کوڑ نہیں کر سکتا اس لئے اگر کوڑ بک کی فوٹو کاپی فائل عمران کے پاس موجود ہے تو وہ اس کے کسی کام کی نہیں ہے۔ وہ اس کوڑ کو کسی بھی صورت میں ڈی کوڑ نہیں کر سکتا ہے..... بگ باس نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی ہمیں مطمئن ہو جانا چاہئے۔ ہمارے لئے تو وہ فائل ہی سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ جب وہ ڈی کوڑ ہی نہیں ہو سکتی تو پھر ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے“..... راجندر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے باوجود میں عمران کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس کی موت طے ہو چکی ہے۔ بس اب وقت اور جگہ کا انتخاب کرنا ہے اس کے بعد عمران کا کھیل ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا“۔ بگ باس نے کہا۔

”اوکے باس۔ میں انتظار کروں گا۔ اب تو مجھے اور بھی تجسس ہو گیا ہے کہ آخر کار مارا کا وار ہے کیا جو عمران پر کیا جاتا ہے اور جبراً سے عمران کی موت یقینی ہو سکتی ہے“..... راجندر نے اسی انداز میں کہا۔

’بہت جلد تمہارا یہ سارا تجسس ختم ہو جائے گا‘..... دوسری

طرف سے اس بار بگ باس نے ایسے لہجے میں کہا جسے وہ راجندر کو تجسس میں مبتلا کر کے مسکرا رہا ہو۔

”لیس باس“..... راجندر نے کہا اور دوسری طرف سے بگ باس نے رسیور رکھ دیا۔ راجندر نے بھی ایک طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ گیا۔

”میں واقعی کار مارا کے لئے اب تجسس میں مبتلا ہوں۔ نجانے بگ باس اس کار مارا کے بارے میں مجھے کچھ کیوں نہیں بتا رہے۔ کار مارا بڑا عجیب سا نام ہے۔ کیا ہو سکتا ہے آخر یہ کار مارا اور اس سے عمران کی ہلاکت کیسے ممکن ہے۔ آخر کیسے“..... راجندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کافی دیر تک کار مارا کے بارے میں سوچتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے سر جھٹکا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اس کا ڈھکن کھول کر ڈسٹ بن میں پھینکا اور پھر اس نے بوتل کو منہ سے لگایا اور اس میں موجود شراب غٹا غٹ پیتا چلا گیا۔

بلاسٹنگ ڈیوائسز لگی ہوئی تھی جو ایک ساتھ بلاسٹ ہوئی ہے۔ ورنہ ہم نے ان کی تلاشی لے کر ان کی جیبوں سے ایک ایک چیز نکال لی تھی۔“ کیپٹن نکیل نے کہا۔

”اوہ۔ آپ نے چونکہ نشانہ بازی کے لئے رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم آف کر رکھا تھا اس لئے وہ اپنے جسموں میں موجود بموں کو بلاسٹ کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ انہیں طویل مدت کے لئے بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے جب تک انہیں اینٹی نہ لگایا جاتا اس وقت تک ان کا ہوش میں آنا ناممکن تھا اس لئے یہ بلاسٹ انہوں نے خود نہیں کئے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بلاسٹ ریموٹ کنٹرول سسٹم سے کئے گئے ہیں اور یہ درست ہے یہاں کا حفاظتی سسٹم آف تھا اس لئے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ان چاروں کے جسموں میں چھپی ہوئی ڈیوائسز کو ایک ساتھ چارج کر دیا گیا اور چاروں دھماکے ایک ساتھ ہو گئے“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا آگ بجھانے والے آلات لے کر تیزی سے کمرے کی طرف بڑھے اور پھر انہوں نے فائر ایکسٹینشن کے ذریعے کمرے میں آگ بجھانے والا فوم پھیلانا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں انہوں نے آگ پر قابو پا لیا۔ کمرے میں چونکہ راڈز والی کرسیوں اور ہلکے فرنیچر کے سوا کچھ نہ تھا اس لئے آگ سے زیادہ نقصان نہ ہوا تھا۔

پہلے دو دھماکے تو فائرنگ کے ہوئے تھے جو عمران اور تنویر نے ایک ساتھ کئے تھے۔ دونوں کے نشانے پرفیکٹ لگے تھے اور دونوں کے سروں پر رکھے ہوئے اخروٹ ان کے سروں پر ہی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے تھے۔ تیسرا دھماکہ بلیک روم میں ہوا تھا اور یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا جیسے ایک ساتھ چار خوفناک بم پھٹے ہوں اور اس دھماکے کی رزسٹنس سے وہ سب اچھل کر گر گئے تھے۔

”یہ کیا ہوا ہے“..... عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 ”بلیک روم میں ایک ساتھ چار دھماکے ہوئے ہیں“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اٹھ کر بلیک روم کی طرف دوڑے۔ بلیک روم کی دیواریں سلامت تھیں لیکن دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ ٹوٹے ہوئے دروازے سے دھواں نکل رہا تھا اور اندر سرخی ہی سرخی دکھائی دے رہی تھی جیسے اندر دھماکوں سے آگ لگ گئی ہو۔  
 ”وہ چاروں مجرم اندر تھے۔ شاید ان کے جسموں کے اندر

وہ اندر داخل ہوئے اور یہ دیکھ کر سب نے ہونٹ سمجھنے لگے کہ جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن نکیل جن چار افراد کو بے ہوشی کی حالت میں لائے تھے اور جوزف اور جوائنا نے جنہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑا تھا وہاں ان کی لاشوں کے بے شمار ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ ہر طرف گوشت کے ٹوٹھڑے اور خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔

”یہ لوگ جس کے لئے کام کر رہے تھے لگتا ہے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ چاروں ہمارے قبضے میں ہیں۔ یہ زبان نہ کھول دیں اس لئے انہیں دھماکے سے ایک ساتھ اڑا دیا گیا“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان کا سامان کہاں ہے جو تم نے ان کی جیبوں سے نکالا تھا“..... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”وہ کار میں ہے۔ لیکن اس سامان میں ان کا کوئی شناخت نامہ نہیں ہے۔ ان کے پاس اسلحہ تھا اور مقامی کرنسی۔ شاید یہ شناختی کارڈ یا اپنی پہچان کے دستاویزی ثبوت جان بوجھ کر ساتھ نہیں لائے تھے“..... صفدر نے کہا۔

”ان کے سیل فون تو ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ان میں سے ہمیں ایک کے پاس سیل فون ملا تھا“..... صفدر نے کہا۔

”لاؤ اسے“..... عمران نے کہا تو صفدر حیرتی سی کار کی طرف دوڑا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور کار کے ڈیش بورڈ سے ایک

عام سا سیل فون لا کر عمران کو دے دیا۔ سیل فون آف تھا۔ عمران نے اسے آن کرنے کی کوشش کی لیکن وہ آن نہ ہوا۔

”لگتا ہے۔ جس نے ان چاروں کو بلاسٹ کر کے ہلاک کیا ہے اس نے اس سیل فون کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ یہ آن نہیں ہو رہا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پھر اب کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کون تھے اور کس کے لئے کام کر رہے تھے“..... جولیا نے پوچھا۔

”ٹائیگر کو میں نے اسی کام پر لگایا ہے۔ اس کے پاس ایک ٹپ ہے وہ اس پر کام کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی اس گروپ کا پتہ چلا لے گا“..... عمران نے کہا۔

”کوئی بڑا اور مضبوط گروپ معلوم ہوتا ہے جو اپنے آدمیوں کی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کر رہا اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں اس طرح سے ہلاک کر رہا ہے“..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور یہ لوگ مجھ سے وہ کوڈ بک فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ میں اسے ڈی کوڈ نہ کر سکوں اور ان کے ایجنٹس یہاں محفوظ رہ سکیں“..... عمران نے کہا۔

”تو تم نے ابھی تک اس فائل کو ڈی کوڈ کیوں نہیں کیا“۔ جولیا نے کہا۔

”وہ شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا کا نیا اور ذاتی طور پر بنایا

”تمہیں بات بات پر منہ بنانے کی عادت ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید منہ بنائے بغیر تمہیں کوئی بات سمجھ نہ آتی ہو اس لئے میں بھی تمہارے انداز میں منہ بنانے کی کوشش کرتا ہوں یہ الگ بات ہے جیسا تم منہ بناتے ہو ویسا میں کوشش کے باوجود نہیں بنا سکتا۔ تمہارا بنا ہوا منہ دیکھ کر لگتا ہے جیسے کسی بزرگ نے تمہارے سر پر سو جوتے لگائے ہوں اور پھر وہ نناوے پر آ کر بھول گیا ہو اور تمہیں ڈر ہو کہ پھر سے نہ گنتی شروع ہو جائے“..... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ تم یہاں رک کر نشانہ بازی کرتے رہو۔ ہم چلتے ہیں۔ اگر ہمارے لئے کوئی کام ہے تو بتا دو“..... جولیا نے کہا۔

”میں تمہیں کام بتانے والا کون ہوتا ہوں۔ تم چیف کو ان چاروں کے بارے میں تفصیل بتا دو اور یہ بھی بتا دینا کہ وہ بے چارے کچھ بتائے بغیر ہی اس دنیا سے ہمیشہ کی رخصت پر چلے گئے ہیں“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”تو کیا میں چیف کو تمہاری نشانہ بازی کا بھی بتا دوں“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا بتانا یا نہ بتانا یہ تمہاری مرضی لیکن تنویر کے نشانہ بازی کے بارے میں ضرور بتا دینا کہ اس نے میرا دماغ اڑانے کی کوشش کی تھی“..... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

ہوا کوڈ ہے جس کی چابی اسی کے پاس تھی۔ سوائے اس کے کوئی اس کوڈ کو ڈی کوڈ نہیں کر سکتا۔ میں نے کوشش کی تھی لیکن یہ نیا اور عجیب و غریب کوڈ ہے جو واقعی میری سمجھ سے بھی بالا تر ہے۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر وہ کوڈ کیسے ہو گا ڈی کوڈ“..... صفدر نے کہا۔  
”میں فائل کسی کوڈ ایکسپرٹ کے پاس لے جاؤں گا۔ شاید بات بن جائے“..... عمران نے کہا۔

”اور یہ ضروری کام کرنے کی بجائے تم یہاں نشانہ بازی کی پریکٹس کرتے پھر رہے ہو“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔  
”ہاں۔ واقعی اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس فائل کو جلد سے جلد ڈی کوڈ کرا لیا جائے ورنہ کافرستانی ایجنٹ اس وقت تک میری جان نہ چھوڑیں گے جب تک وہ مجھ سے یہ فائل نہ حاصل کر لیں یا مجھے ہلاک نہ کر دیں“..... عمران نے کہا۔

”تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔ اس فائل کی مزید فوٹو کاپیاں کرا لو۔ اگر کافرستانی ایجنٹس تم سے فائل چھین بھی لیں تو دوسری فائل تمہارے پاس محفوظ رہے“..... تنویر نے کہا۔

”بڑا مخلصانہ مشورہ ہے اس کے لئے شکریہ۔ تمہارا کیا خیال ہے میں نے یہ کام نہیں کیا ہو گا“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”تو اس میں منہ بنانے والی کون سی بات ہے۔ یہ بات تم منہ بنائے بغیر بھی تو کہہ سکتے تھے“..... تنویر نے بھی منہ بنا کر کہا۔

بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ وہ زیادہ تر شوگرانی زبان کے ہی کوڈز بناتے تھے اس لئے عمران کا خیال تھا کہ وہ سوچی تارا کے کوڈز کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور فائل انہیں ڈی کوڈ کر کے دے سکتے ہیں اس لئے اس نے ان کے پاس ہی جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ رانا ہاؤس سے نکل کر باہر آیا اور پھر کار تیزی سے مین سڑک کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا تھا کہ اچانک اس نے کار کو فل بریکس لگا دیں۔ کار کے تائر اچانک احتجاجاً چیختے ہوئے سڑک پر لمبی لکیریں بناتے چلے گئے اور پھر کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔ سڑک پر ایک ادھیر عمر آدمی کھڑا تھا جو دونوں ہاتھ اٹھائے اسے کار روکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اس وقت اتفاق کی بات تھی کہ اس سڑک پر دوسری کوئی کار نہیں آ رہی تھی اس لئے عمران نے دور سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ ادھیڑ عمر آدمی اسے ہی کار روکنے کا کہہ رہا ہے۔

”محترم اگر آپ کو مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر میری کار کے نیچے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو چھوٹی سی سپورٹس کار ہے۔ اس سے آپ زخمی ہی ہوں گے ہلاک نہیں ہوں گے۔ اگر میری کار آپ سے ٹکرا جاتی تو آپ سے زیادہ میری کار ہی زخمی ہوتی۔ اگر ہلاک ہوتا ہے تو پھر مین روڈ پر جا کر کسی ٹرک، بس یا پھر تیز رفتار کار سے ٹکرائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آپ ڈائریکٹ عالم بالا کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے“..... عمران نے

”شکر کرو میں نے پرنٹک نشانہ لیا تھا۔ اگر میرا نشانہ چوک جاتا تو اخروٹ کی جگہ تمہاری کھوپڑی بکھر جاتی“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں بھی تمہارا لحاظ کر گیا تھا ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ موقع کا فائدہ اٹھا لوں۔ یہ تو اس تیسرے دھماکے نے کام خراب کر دیا جو میرا نشانہ چوک گیا اور گولی تمہارے سر پر رکھے ہوئے اخروٹ کو جا گئی“..... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”تو آپ نے تنویر کی کھوپڑی کو نشانہ بنایا تھا“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کوشش کی تھی“..... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ انہوں نے عمران سے اجازت لی اور پھر وہ سب رانا ہاؤس سے نکلتے چلے گئے۔

”تم دونوں مل کر بلیک روم کی صفائی کر دینا اور جو ضروری مرمت ہو وہ بھی کر والینا“..... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر عمران بھی ان کے پاس کچھ دیر رک کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ کوڈ بک کی فوٹو کاپی کی فائل اس کی کار میں ہی موجود تھی۔ اسے اچانک ہی ڈاکٹر باسط کا خیال آیا تھا جو اس کے جاننے والے تھے اور کوڈز ایکسپرٹ تھے۔ ڈاکٹر باسط بھی شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا کی طرح نئے سے نئے اور انوکھے کوڈز اور ان کے ڈی کوڈ

اونچی آواز میں اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ادھیڑ عمر آدمی نے سادہ سا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال آدھے سے زیادہ سفید تھے اور اس کی داڑھی بھی بڑھی ہوئی تھی جس کے بال سیاہ کم اور سفید زیادہ تھے۔

”معاف کرنا بر خوردار۔ مجھے ذرا جلدی تھی اور کافی دیر سے اس طرف کوئی گاڑی نہیں آ رہی تھی۔ تمہاری کار آتے دیکھی تو میں بیچ سڑک میں آ گیا تاکہ تمہاری کار رکوا سکوں“..... ادھیڑ عمر آدمی نے اس کی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”کار رکوانی تھی تو دونوں ہاتھ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک چھڑی لیتے اس پر سرخ جھنڈی لگاتے اور سڑک کی سائیڈ پر کھڑے ہو جاتے۔ سرخ جھنڈی کو دیکھ کر تو بڑی بڑی اور نہایت تیز رفتار ٹرینیں بھی رک جاتی ہیں پھر میری کار کی کیا مجال تھی جو نہ رکتی“..... عمران نے کہا۔

”مجھے ٹرین نہیں تمہاری کار رکوانی تھی۔ اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو مجھے لفٹ دے دو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے سنجیدگی سے کہا۔

”اب کار رکوانے میں تو آپ کامیاب ہو ہی گئے ہیں۔ بیٹھ جائیں کار میں، بھلا میں کیسے منع کر سکتا ہوں“..... عمران نے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

”اب چلو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

”چلو۔ مطلب کار سے نکل کر پیدل چلنا شروع کر دوں۔“

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر آدمی اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

”میں اس وقت مذاق کے موڑ میں نہیں ہوں۔ کار چلاؤ۔“

ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ارے باپ رے۔ آپ تو واقعی غصے میں معلوم ہو رہے ہیں۔ یہ بتائیں آپ کو جانا کہاں ہیں“..... عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں جا رہے ہو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

”میں بس ایسے ہی آوارہ گردی کرنے نکلا تھا“..... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی اسے گھورنے لگا۔

”جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں ہے“..... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

”تو میں نے کب کہا کہ اچھی بات ہے اور میں نے آپ سے کیا جھوٹ بولا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہونہ۔ چڑیوں کے پروں کا نشانہ لینے والا اڑتے ہوئے تیز رفتار باز کی آنکھ کا نشانہ کیسے لے سکتا ہے“..... ادھیڑ عمر آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ بہر حال عمران نے سن لی تھی اور وہ بے اختیار چونک پڑا اور ادھیڑ عمر آدمی کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

”کیا۔ کیا کہا آپ نے“..... عمران نے اس کی طرف حیرت



بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
 ”کار روکو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔  
 ”نہیں۔ ابھی جو آپ نے بڑبڑا کر کہا ہے وہ پھر سے کہیں۔“  
 عمران نے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں کار روکو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے اس بار سخت  
 لہجے میں کہا۔ کار ایک خالی سڑک پر دوڑ رہی تھی جہاں ایک طرف  
 درخت تھے اور ان درختوں کی دوسری طرف نہر بہہ رہی تھی۔ یہ  
 سڑک رانا ہاؤس سے زیادہ دور نہیں تھی۔ عمران نے کار کی رفتار  
 آہستہ کی اور پھر اسے سڑک کے کنارے پر روک لیا۔ جیسے ہی کار  
 رکی ادھیڑ عمر آدمی نے کار کا دروازہ کھول لیا۔  
 ”بس مجھے یہیں تک آنا تھا“..... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو  
 عمران کے چہرے پر واقعی حیرت ناچنے لگی کیونکہ اس نے جہاں  
 سے اس ادھیڑ عمر آدمی کو اٹھایا تھا یہ جگہ اس سے آدھے کلومیٹر سے  
 زیادہ فاصلے پر نہ تھی جہاں وہ آسانی سے پیدل چل کر پہنچ سکتا تھا۔  
 ”حیرت ہے اتنی دور جانا تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیتے میں آپ  
 کو کاندھوں پر بٹھا کر لے آتا“..... عمران نے کہا۔

”سنو۔ تم احمقوں کی طرح چڑیوں کے پروں اور دوسروں کے  
 سروں پر اخروٹ رکھ کر ان کا نشانہ بنانا چھوڑو اور اڑتے ہوئے  
 ایسے پرندے کی آنکھ کا نشانہ بناؤ جس کی رفتار ایک سو بیس کلومیٹر  
 فی گھنٹہ ہو۔ جب تک تم ایسا نہیں کرو گے تمہارا نشانہ پختہ نہیں ہو

گا“..... اس ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں  
 ڈالتے ہوئے کہا تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یلکھت اس کے  
 دماغ پر کسی نے گھنچہ سا کس لیا ہو۔ وہ ساکت سا ہو کر رہ گیا اور  
 اس ادھیڑ عمر آدمی کی طرف یوں دیکھنے لگا جیسے اس ادھیڑ عمر آدمی  
 نے اس کے سر پر یلکھت ہتھوڑا مار دیا ہو۔

”کک۔ کک۔ کیا۔ کیا کہا آپ نے“..... عمران نے ہکلاتی  
 ہوئی آواز میں کہا اور پھر بری طرح سے چونک پڑا کیونکہ اتنی دیر  
 میں ادھیڑ عمر آدمی نہ صرف کار سے نکل چکا تھا بلکہ وہ کار کا دروازہ  
 بند کر کے ان درختوں کی طرف ایسے چل رہا تھا جیسے دوڑ رہا تھا  
 جن کی دوسری طرف نہر بہہ رہی تھی اور پھر یہ دیکھ کر عمران کے  
 آنکھیں گول گول گھوم گئیں کہ ادھیڑ عمر آدمی نہر کے سڑک والے  
 کنارے کی بجائے نہر کے دوسرے کنارے کی طرف دوڑ رہا تھا  
 جہاں کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ عمران فوراً کار سے اترا  
 اور پھر وہ تیزی سے نہر کی طرف دوڑا۔ نہر کے کنارے پر پہنچ کر وہ  
 رک گیا۔ اتنی دیر میں وہ آدمی کھیتوں میں موجود فصلوں میں نجانے  
 کہاں غائب ہو گیا۔ عمران نے نہر کے پاس آ کر دیکھا تو وہ اور  
 زیادہ حیران رہ گیا کیونکہ نہر پر کوئی پل کوئی ایسا راستہ نہ تھا جس پر  
 سے وہ آدمی گزر کر دوسرے کنارے کی طرف گیا ہو۔ نہر کی چوڑائی  
 پچاس فٹ سے زیادہ تھی اور وہ ادھیڑ عمر آدمی کم از کم اتنا طاقتور  
 نہیں تھا کہ وہ لاٹک جمپ لگا کر اس فاصلے کو طے کر سکتا۔

”یا حیرت۔ یہ آدمی تھا یا کوئی جن جو ایک لمحے میں چھلانگ لگا کر نہر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا اور کھیتوں میں جا کر غائب بھی ہو گیا“..... عمران نے بے اختیار اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر وہاں کھڑا رہا اور پھر وہ واپس مڑا اور اپنی کار کے پاس آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر پلٹ کر کھیتوں کی طرف دیکھا لیکن اسے وہ ادھیڑ عمر آدمی کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ یہ اس کے لئے تیسرا پیغام تھا جو اس کے نشانے کے متعلق تھا۔ پہلے اسے کہا جاتا رہا تھا کہ اس کا نشانہ کمزور ہے۔ وہ اسے پختہ کرے اور اب اس ادھیڑ عمر آدمی نے اس سے نئی بات کی تھی کہ وہ چڑیوں اور انسانی سروں پر اخروٹوں کا نشانہ لگانا چھوڑ دے اور ایسے پرندے کا شکار کرے جو ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتا ہو۔ اسے ایسے پرندے کی آنکھ کا نشانہ لگانا چاہئے۔ عمران کے ذہن میں یہ ساری باتیں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔ وہ کافی دیر سڑک کے کنارے کار روکے کھڑا رہا۔ اس کی نظریں بدستور نہر کی دوسری طرف کھیتوں پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ ادھیڑ عمر آدمی وہاں سے ایک بار پھر نکل کر آ جائے گا۔

”اب مجھے اس پیغام کو سنجیدگی سے لینا پڑے گا۔ آخر اس ادھیڑ عمر آدمی نے مجھ سے یہ کیوں کہا ہے کہ اگر مجھے اپنا نشانہ پختہ کرنا ہے تو میں ایسے پرندے کی آنکھ کا نشانہ بناؤں جو ایک سو بیس کلو

میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہو“..... عمران نے بوڑھے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے کار آگے بڑھائی اور دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”خیریت۔ آپ کافی متشکر دکھائی دے رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ بات فکر کرنے والی ہے اسی لئے متشکر دکھائی دے رہا ہوں۔ میں لائبریری میں جا رہا ہوں۔ مجھے ایک کپ کافی بنا کر دے دینا تاکہ میں ریلکس ہو کر کچھ کتابوں کی چھان پھنگ کر سکوں“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”کتابوں کی چھان پھنگ“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لائبریری میں لاتعداد کتب موجود ہیں ان میں سے مجھے تیز رفتاری سے اڑنے والے پرندوں کی کتابیں ڈھونڈنی ہیں اور مخصوص کتابوں کو ڈھونڈنا چھان پھنگ کرنا ہی ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن آپ کو تیز رفتاری سے اڑنے والے پرندوں کی کتابوں کی چھان پھنگ کرنے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کیونکہ اس بار واضح پیغام ملا ہے کہ میں محض چڑیوں کا شکاری ہوں اگر مجھے اپنا نشانہ پختہ کرنا ہے تو مجھے ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑنے والے پرندے کی آنکھ کا نشانہ لینے کی صلاحیت حاصل کرنی چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے اس ادھیڑ عمر آدمی کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی جسے سن کر بلیک زیرو حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

”اوہ۔ تو کیا یہ کوئی مادرائی معاملہ ہے جو آپ کو ایسے پیغامات دیئے جا رہے ہیں اور وہ ادھیڑ عمر آدمی بغیر پل کے نہر کو کراس کر کے دوسری طرف کیسے پہنچ گیا“..... بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

”وہ کوئی نیک ہستی تھی اور ایسے لوگوں کے لئے زماں و مکاں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اس بزرگ کی وجہ سے ہی میں اس معاملے کو سنجیدگی سے لینے کے لئے مجبور ہو گیا ہوں ورنہ پہلے میں ان باتوں پر اتنی توجہ نہ دے رہا تھا۔ ضرور ایسا کوئی معاملہ ہے جس کے لئے مجھے خصوصی طور پر تیار کیا جا رہا ہے اور اس معاملے کا تعلق یقیناً کسی شکار سے ہے“..... عمران نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شکار سے۔ کیا مطلب۔ کیا آپ سے کسی کا شکار کرایا جائے گا“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”گلتا تو ایسا ہی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ کیسا شکار ہے۔ کیا کسی بدروح کا شکار ہوگا“..... بلیک

زیرو نے کہا۔

”بدروحوں کا شکار کرنے کے لئے کسی گمن کی کیا ضرورت ہے۔ انہیں کسی گمن سے شکار نہیں کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”اس طرح تو کسی شیطانی ذریت کو بھی نشانہ نہیں بنایا جا سکتا میرا کہنے کا مطلب ہے کہ انہیں کسی اسلحہ سے کیسے شکار کیا جا سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ہے۔ اس بار جس طرح اس بزرگ نے مجھے چڑیوں کا شکار کرنے اور خاص طور پر سروں پر اخروٹ رکھ کر انہیں نشانہ بنانے پر طنز کیا ہے اس سے مجھے لگ رہا ہے کہ معاملہ شوٹنگ پاور کا ہی ہے۔ مجھے کسی کو شوٹ کرنا ہے اور مجھے جسے بھی نشانہ بنانا ہے وہ کوئی ہوا میں اڑنے والی چیز ہے۔ وہ کوئی پرندہ بھی ہو سکتا ہے اور کچھ اور بھی۔ اس کی رفتار ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ ہوگی اور مجھے اسے بروقت نشانہ بنانا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں یہ تو جانتا ہوں کہ شیطانی ذریات شیطان کی پیداوار ہوتی ہیں جو برائی اور گندگی میں پختی ہیں اور پھر پوری دنیا میں شر پھیلاتی ہیں لیکن میری سمجھ میں آج تک ایک بات نہیں آئی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کون سی بات“..... عمران نے پوچھا۔

”کہ آخر یہ شیطانی ذریات پیدا کیسے ہوتی ہیں ان کا وجود اس

دنیا میں تیزی سے کیسے پھلتا اور پھولتا ہے“..... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کی ایک آسان مثال میں تمہیں دے سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کون سی مثال“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پچھو حشرات الارض کے زمرے میں آتے ہیں لیکن یہ واحد حشرات الارض ہیں جو جوڑی نہیں بناتے بلکہ یہ گندگی کی پیداوار ہوتے ہیں۔ گوبر میں دودھ یا دہی ڈال دیا جائے تو چند ہی دنوں میں گوبر ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور کی جگہ پچھو پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس طرح سے خود بخود اور قدرتی طور پر ان کی افزائش ہوتی ہے اسی طرح شیطانی ذریات ہوتی ہیں جو گندگی میں ہی پیدا ہوتی ہیں اور وہیں پختی ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے“..... بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ پچھوؤں کی افزائش تو کہیں بھی ہو سکتی ہے یہ زیادہ تر گایوں اور بھینسوں کے باڑے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ وہاں بھینسوں اور گایوں کا گوبر بھی ہوتا ہے اور دودھ بھی جو آپس میں مل کر ان پچھوؤں کی افزائش کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن شیطانی ذریات ہر جگہ نہ پیدا ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی افزائش ہوتی ہے اس کے لئے ایک مخصوص جگہ ہوتی ہے جہاں گندگی، غلاظت اور ناپاکی کی بھرمار ہوتی

ہیں یا پھر ویران علاقوں میں گھنی جھاڑیوں میں ان کی پیدائش بھی ہوتی ہے اور افزائش بھی۔ یہ گھنی جھاڑیوں میں ہی پیدا ہوتی ہیں اور وہیں پختی ہیں اس کے بعد یہ دنیا میں شر پھیلانے کے لئے نکل جاتی ہیں لیکن ان کا مخصوص ٹھکانہ وہی غلاظت بھری جگہ یا پھر گھنی جھاڑیاں ہی ہوتی ہیں“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر تو یہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں پیدا ہوتی ہوں گی کیونکہ دنیا میں غلاظت اور گندگی کے ہر جگہ ڈھیر ہوتے ہیں اور دنیا میں گھنی جھاڑیوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ شیطانی ذریات ہر قسم کی گندگی کے ڈھیروں پر نہیں اور نہ ہی ہر قسم کی گھنی جھاڑیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ گندگی کے کچھ ڈھیر ایسے ہوتے ہیں جہاں شیطان کا گزر ہوتا ہو یا پھر کچھ خاص قسم کی جھاڑیاں ہوتی ہیں جہاں ان کی سالوں بلکہ سینکڑوں سالوں بعد ایک بار افزائش ہوتی ہے اور ایک کتاب میں، میں نے مطالعہ کیا تھا کہ شیطانی ذریات کی پیدائش سو سالوں میں ایک بار ہوتی ہے اور اس ایک بار میں ان کی تعداد لاکھوں کروڑوں میں ہوتی ہے جس طرح انسانی جسم میں جرثوموں کی تعداد کروڑوں تک ہوتی ہے اسی طرح مخصوص قسم کے گندگی کے ڈھیروں یا مخصوص قسم کی ہی گھنی جھاڑیوں میں ان کی جرثوموں کی طرح پیدائش ہوتی ہے اور پھر یہ وہیں پنپ کر وہاں سے ایک ساتھ نکلتی ہیں اور پوری دنیا میں پھیل جاتی ہیں۔ بہر حال ہمیں اس موضوع پر بحث کرنے کی ضرورت

نہیں ہے۔ ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر مجھے نشانہ بازی میں مہارت حاصل کرنے کے لئے کیوں کہا جا رہا ہے اور وہ بھی ایسا نشانہ لگانے کے لئے کہا جا رہا ہے جو ہوا میں اڑتا ہے اور اس کی رفتار ایک سو بیس کلومیٹر ہے..... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ آپ کے ذریعے ایسے ہی کسی پرندے کا شکار کرایا جانا ہو جس کا تعلق شیطان سے ہو سکتا ہے اور وہ آئندہ آنے والے وقت میں انسانیت کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہو۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ اسی لئے تو میں لائبریری جا کر ایسی کتابوں کی چھان پھنگ کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھوں تو سہی کہ ایسے کون سے پرندے ہیں جو ایک سو بیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مجھے کسی کتاب میں کسی ایسے پرندے کے بارے میں بھی پتہ چل جائے جس کا تعلق شیطان سے ہو اور اسے ہلاک کرنا لازمی قرار دیا گیا ہو..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران آپریشن روم سے نکل کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو کچھ دیر بیٹھا رہا پھر وہ اٹھا اور کچن میں جا کر کافی بنانے لگا اس نے دو کپ کافی بنائی اور ایک کپ لائبریری میں جا کر عمران کو دے دی اور دوسرا کپ لے کر آپریشن روم میں آ گیا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر کافی کے سپ کرنے لگا۔ عمران کی لائبریری سے واپسی تقریباً تین گھنٹوں کے بعد ہوئی وہ کافی تھکا

ہوا دکھائی دے رہا تھا جیسے لائبریری میں کتابیں ڈھونڈنے اور ان کا مطالعہ کر کے وہ تھک گیا ہو۔

”کچھ ملا..... بلیک زیرو نے کہا۔

”پہلے مجھے ایک کپ اور کافی پلا دو پھر بتاتا ہوں..... عمران نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اس لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اسکرین کی طرف دیکھنے لگا جس پر ٹائیگر کا نام ڈپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے کال ریسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”عمران بول رہا ہوں..... عمران چونکہ تھکا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی اس لئے اس نے سنجیدگی سے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ہی..... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”مجھے معلوم ہو گیا ہے باس کہ کوڈ بک کی فائل حاصل کرنے اور خاص طور پر آپ پر حملہ کرانے والا گروپ کون سا ہے۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”گڈ شو۔ کون سا گروپ ہے وہ..... عمران نے کہا۔

”اس گروپ کا تعلق کافرستان سے باس اور یہ گروپ کافرستان

ایجنسی بلیک ہنز سے ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر چونک اٹھا۔

”بلیک ہنز“..... عمران کے منہ سے نکلا۔

”یس باس۔ میں نے وشنو کلب میں جا کر وشنو دادا کو گھیرا تھا اور اس سے مخصوص انداز میں شوگرانی لیڈی ایجنٹ سوچی تارا کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق اسے اس کام کے لئے کسی راجندر نے ہار کیا تھا اور راجندر نے اسے خود کال نہ کیا تھا بلکہ اپنے ایک خاص آدمی کے ذریعے اسے ہار کیا تھا اور پھر وشنو دادا نے اپنے آدمی کو سوچی تارا کی ہلاکت کی تصدیق کرنے کے لئے ہسپتال بھیجا تھا۔ راجندر نے جس آدمی کے ذریعے وشنو دادا کو ہار کیا تھا۔ وہ راجندر کا خاص آدمی تھا جس کا نام ہری رام تھا جو شار کلب میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ میں نے وشنو دادا کو آف کیا اور اس ہری رام کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ہری رام کو ڈھونڈنے میں مجھے زیادہ وقت نہ لگا۔ وہ واقعی شار کلب میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ میں کلب میں جا کر اس سے ملا اور اسے ایک بگ آفر دے کر وہاں سے باہر لے آیا اور پھر میں نے اسے راستے میں بے ہوش کیا اور اسے مخصوص ٹھکانے پر لے گیا۔ وہ بے حد جاندار اور خاصا تربیت یافتہ آدمی تھا۔ آسانی سے راجندر کے بارے میں بتانے کے لئے تیار نہ ہو رہا تھا لیکن جب میں نے اس پر مخصوص تشدد کیا اور اس کے دونوں کان کاٹے، اس کی ناک اڑائی اور اس کے گال چیرنے کے

ساتھ اس کی ایک آنکھ خنجر سے باہر نکالی تو وہ یہ کرب ناک عذاب برداشت نہ کر سکا اور اس نے سب کچھ اگل دیا“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کچھ اگلا ہے اس نے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس نے مجھے راجندر کے بارے میں بتایا ہے کہ اس کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک ہنز سے ہے اور وہ بھی اسی ایجنسی سے تعلق رکھتا ہے۔ راجندر جو یہاں کا باس ہے اس نے ایک اسپیشل گروپ بنا رکھا ہے۔ پاکیشیا میں وہ زیادہ تک کام اسی اسپیشل گروپ سے کراتا ہے جس کا سربراہ کالی داس نامی آدمی ہے۔ ہری رام نے بتایا کہ کافرستان کے خارجہ سیکرٹری کی فائل کی کوڈ بک بنا کر ایک شوگرانی لڑکی پاکیشیا پہنچی تھی۔ راجندر اور اس کا اسپیشل گروپ اسی لڑکی کی تلاش میں لگے ہوئے تھے۔ راجندر کے ایک آدمی کو سوچی تارا کے بارے میں انفارمیشن ملی کہ وہ وکٹوریہ ہوٹل میں کسی دوسرے نام سے موجود ہے چنانچہ وہ آدمی اس کے پاس پہنچا اور پھر ان میں زبردست فائٹ ہوئی۔ اس آدمی نے سوچی تارا کو گولی ماری اور پھر اس کا سامان سمیٹ کر وہاں سے نکل گیا لیکن وہ کوشش کے باوجود سوچی تارا کی وہ نوٹ بک تلاش نہ کر سکا جس میں سوچی تارا نے مخصوص کوڈ میں پاکیشیا میں موجود تمام کافرستانی ایجنٹوں کے نام و پتے تحریر کر رکھے تھے۔ وہ شدید زخمی حالت میں سوچی تارا کو وہاں چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ سوچی تارا

ہلاک ہو چکی ہے لیکن ایسا نہ ہوا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہاں سوپر فیاض اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچ گیا اور پھر سر عبدالرحمن بھی وہاں آ گئے..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ سب مجھے معلوم ہے۔ ان سب باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آگے بتاؤ کیا ہوا“..... عمران نے ٹائیگر کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

”ہیں باس۔ ہری رام کے کہنے کے مطابق پاکیشیا میں بلیک ہنٹرز کے گروپ کا انچارج باس راجندر ہی ہے جو راک کلب کا مالک اور منیجر ہے۔ میں راک کلب میں بھی اٹھتا بیٹھتا تھا۔ میرے علم کے مطابق راک کلب کا مالک اور منیجر ایک مقامی غنڈہ تھا جس کا نام فواد اکرام تھا۔ وہ راجندر ہوگا اور اس کا تعلق کافرستان سے ہوگا اس کے بارے میں مجھے علم نہ تھا۔ بہر حال میں فوری طور پر راک کلب پہنچ گیا۔ مجھے ایک خفیہ راستے کا علم تھا جہاں سے میں ڈائریکٹ اس فواد اکرام یا باس راجندر کے آفس میں پہنچ سکتا تھا۔ میں اس راستے سے اندر داخل ہوا اور راک کلب کے منیجر کے آفس میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے آفس میں موجود نہ تھا۔ میں نے اس کی غیر موجودگی میں اس کے آفس کی تلاشی لی تو مجھے اس کی آفس کی ایک دیوار میں ایک خفیہ سیف مل گیا جسے میں نے ماسٹر کی مدد سے کھولا تو اس میں مجھے ایسے بہت سے دستاویزی ثبوت مل گئے جن کے مطابق فواد اکرام اصل میں کافرستانی ایجنٹ راجندر تھا

اور اس کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک ہنٹرز سے تھا۔ میں نے وہ تمام دستاویزی ثبوت اپنے قبضے میں لے لئے۔ اس کے علاوہ مجھے اس کے دفتر میں ایک خفیہ راستہ بھی ملا۔ میں اس خفیہ راستے کو کھول کر نیچے تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں بڑی بڑی اور جدید مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ان مشینوں سے راجندر اپنی آپیشل فورس کو نہ صرف کنٹرول کرتا تھا بلکہ ان کی حرکات و سکنات کو بھی مانیٹر کرتا تھا اور اس نے اپنے تمام ساتھیوں کے جسموں میں بلیو ڈیوائسز لگائی ہوئی تھیں۔ پکڑے جانے یا پھر اس کے لئے خطرہ بننے کی صورت میں راجندر اپنے ساتھیوں کے جسموں میں لگی ہوئی بلیو ڈیوائسز کو بلاسٹ کر کے انہیں ہلاک کر دیتا تھا۔ ان مشینوں میں ایک ریڈیو ٹرانسمیٹر مشین بھی موجود ہے جس کا لنک سیٹلائٹ فون سسٹم سے ہے۔ وہ اس سسٹم پر کافرستان رابطہ کرتا ہے۔ ابھی میں ان مشینوں کو چیک کر رہا تھا کہ اسی وقت راجندر وہاں پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ میری اس سے زبردست فائٹ ہوئی اور فائٹ میں وہ میرے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے ہلاک ہونے کے بعد میں نے تہہ خانے کی مزید تلاشی لی تو مجھے وہاں اسلحہ کا ایک سٹور بھی مل گیا جہاں خاصا اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ کلب شہر سے دور اور غیر آباد علاقے میں تھا اس لئے میں نے اس کلب کو ہی اڑانے کا پروگرام بنا لیا اور پھر میں نے ایک طاقتور ٹائم بم اسلحے کے سٹور میں لگایا اور وہاں سے نکل آیا۔ ابھی

کچھ دیر پہلے وہاں ایک زور دار دھماکہ ہوا ہے جس نے تہہ خانہ سمیت راک کلب کو مکمل طور پر طبع کا ڈھیر بنا دیا ہے۔ اس کلب میں متعدد افراد موجود تھے اور ہری رام کے کہنے کے مطابق اس کلب میں آنے والے تمام افراد کارڈ ہولڈرز ہوتے تھے اور ان سب کا تعلق کافرستان کی مختلف ایجنسیوں سے تھا۔ وہ سب کے سب اس کلب میں مارے گئے ہیں..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک ہنٹرز گروپ کے ساتھ بے شمار کافرستانی ایجنٹ اس کلب کے ساتھ ختم ہو گئے ہیں..... عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیس باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”وہ دستاویز کہاں ہیں جو تمہیں راجندر کے آفس کے خفیہ سیف سے ملی تھیں“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ سب میرے پاس محفوظ ہیں باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم انہیں فی الحال اپنے پاس ہی رکھو۔ ضرورت پڑی تو میں تم سے لے لوں گا۔ راجندر کے ختم ہوتے ہی بلیک ہنٹرز کا گروپ یہاں ختم ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجھ پر نہ حملے کئے جائیں گے اور نہ ہی مجھ سے کوڈ بک کی فائل حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”لیس باس“..... ٹائیگر نے کہا۔

”گڈ شو۔ تم نے کافی دوڑ دھوپ کر لی ہے۔ اب تم آرام کرو“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کافی کا ایک کپ بنا کر لے آیا اور اس نے کپ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”کس کا فون تھا“..... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے ٹائیگر کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہو گیا ہے کہ ٹائیگر نے پاکیشیا میں موجود کافرستانی ایجنسی بلیک ہنٹرز کا نیٹ ورک ختم کر دیا ہے۔ جو آپ کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے اور آپ سے ہر صورت میں کوڈ بک کی فائل حاصل کرنا چاہتے تھے۔ گویا اب یہ معاملہ ختم ہو گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ٹائیگر نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ اسے ہسپتال میں وشنو دادا کا آدمی نہ نظر آیا ہوتا تو وہ تہ وشنو دادا تک پہنچتا اور نہ اس کے ذریعے ہری رام تک جو راجندر کا خاص آدمی تھا۔ اس کے زبان کھولتے ہی اس سارے قصے کا دی اینڈ ہوا ہے۔“ عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

”اس قصے کا دی اینڈ تو ہو گیا لیکن وہ نشانہ بازی والا قصہ۔ اس کا کیا ہوا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ قصہ چار درویشاں ہے۔ ابھی تو تین درویشوں کے قصے چل رہے ہیں جو تھے کی باری جب آئے گی تب ہی پتہ چلے گا کہ



وہ کون سا اور کتنا طویل قصہ سنا رہا ہے..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا بتائیں وہ کون سا پرندہ ہے جس کا تعلق شیطان سے ہے اور جس کے آسمان میں اُڑنے کی رفتار ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی ہے..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”دنیا میں بہت سے پرندے ہیں جن کی اُڑنے کی رفتار ایک سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے لے کر چار سو کلو میٹر فی گھنٹہ ہے جن میں زیادہ تعداد عقابوں اور بازوں کی ہے۔ اس قدر تیز رفتاری سے اُڑنے والے یہ عقاب اور باز یا تو پہاڑی علاقوں میں رہتے ہیں یا

پھر سمندر جزیروں پر۔ میں نے بہت سی کتابوں کو کھنگالا ہے۔ ان کتابوں میں مجھے پاکیشیا میں موجود چند ایسے پرندوں کے بارے میں تفصیلات ملی ہیں جو ایک سو سے زائد فی کلو میٹر کی رفتار سے اُڑتے ہیں۔ ان میں بھی زیادہ تعداد بازوں اور عقابوں کی ہے۔

پاکیشیا کے ایک پہاڑی علاقے میں سنہری رنگ کا ایک عقاب پایا جاتا ہے جس کی اُڑنے کی عام رفتار تو ایک سو دس ایک سو بیس کلو میٹر کی ہوتی ہے لیکن جب وہ عمودی پرواز کرتا ہوا نیچے آتا ہے تو اس کی رفتار ڈبل ہو جاتی ہے اور عمودی پرواز کر کے یا تو انتہائی بلندی سے نیچے کی طرف آتا ہے یا پھر کسی شکار کا تعاقب کر رہا ہوتا ہے۔ عمودی پرواز کو وہ مزید دو گنا بڑھا سکتا ہے۔ سنہری عقاب ہی ایک ایسا عقاب ہے جو انتہائی بلندی پر یا کم ترین بلندی پر بھی ایک

سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے پرندے ہیں لیکن ان کے اُڑنے کی رفتار یا تو سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے کم ہے یا پھر اس سے کہیں زیادہ۔ ان میں شکرے اور ایسے بہت سے پرندے شامل ہیں۔ میں نے جتنی بھی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے پاکیشیا میں سوائے سنہری عقاب کے ایسا کوئی پرندہ نہیں ہے جس کے اُڑنے کی رفتار ایگزیکٹ ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ ہو..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس پرندے کا شیطانی ذریعے سے کیا تعلق..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس پرندے کا شیطانی ذریعے سے کوئی تعلق ہے یا نہیں یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ ضرور سمجھ رہا ہوں کہ اس بزرگ نے مجھے سنہری عقاب کی آنکھ کا ہی نشانہ بنانے کا کہا ہے..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”اور یہ سنہری عقاب پایا کہاں جاتا ہے..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”یہ پہاڑی علاقوں میں رہتا ہے اور اس کی رہائش عموماً پہاڑی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ وہیں یہ گھونسل بنا تا ہے اور وہیں مادہ سنہری عقاب انڈے دے کر انہیں سینکتی ہے اور ان سے بچے نکلتے ہیں۔ ان کی خوراک گوشت اور ہڈیاں ہوتی ہیں اور ان کے دیکھنے کی صلاحیت اس قدر تیز ہوتی ہے کہ سینکڑوں فٹ بلندی پر ہونے کے

موٹے جنگلات بھی موجود ہیں اور شاید جولیا نے مجھ سے مانجوداڑ شکار کھیلنے کے لئے اجازت مانگی تھی..... بلیک زیرو نے چوکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی نام سے میں بھی چونکا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ تم نے نہ چاہتے ہوئے غیر ارادی طور پر جولیا اور اس کے ساتھیوں کو مانجو داڑ جانے کی اجازت دی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس شکار کا تعلق یقیناً مانجو داڑ کے کسی علاقے سے ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو قدیم کھنڈرات سے بھرا ہوا علاقہ ہے یہاں شیطانی پرندوں کی بھی کمی نہیں ہوگی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”شیطانی پرندوں کی کوئی مخصوص نشانی نہیں ہے البتہ شیطانی کاموں جیسے جادو ٹونے میں چند پرندوں کے پران کے دل اور ان کی چونچوں کے ساتھ آنکھوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں زیادہ تعداد الوؤں اور کوؤں کی ہی ہوتی ہیں لیکن ان پرندوں کے اڑنے کی رفتار اتنی نہیں ہے جتنی نشانہ لینے کے لئے مجھے درکار ہے یعنی ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار اور یہ رفتار مانجو داڑ کے علاقے میں پائے جانے والے سنہری عقاب کی ہی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا اب آپ مانجو داڑ جائیں گے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”جس انداز میں مجھے بار بار نشانہ بازی کے لئے پیغام دیا جا

باوجود یہ زمین پر ریگنے والی چوٹی کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر یہ ہڈیاں لے کر بلندی پر جاتے ہیں اور پھر انہیں ٹھوس چٹانوں پر پھینک دیتے ہیں جہاں گر کر ہڈیاں چور چور ہو جاتی ہیں اور پھر یہ نیچے آ کر ان ہڈیوں کا چورا کھاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی کھلاتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا اب آپ ان سنہری عقابوں میں سے کسی ایک کی آنکھ کا نشانہ لگانے کے لئے پہاڑی علاقوں میں جائیں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ ان کے شکار کے لئے مجھے پہاڑی علاقے میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان دنوں گرمیوں کا موسم ہے۔ سنہری عقاب سردیوں اور گرمیوں کے درمیانی حصوں میں پہاڑیوں پر بسیرا کرتے ہیں ورنہ ان کے ٹھکانے عام طور پر میدانی علاقے یا پھر جنگل ہی ہوتے ہیں اور ان دنوں ایسا ہی موسم ہے۔ گرمیاں ختم ہو رہی ہیں اور سردیوں کے دن شروع ہونے والے ہیں۔ ان دنوں سنہری عقاب جنگلوں اور میدانوں علاقوں میں ہی پائے جاسکتے ہیں اور ایک کتاب کے حوالے کے مطابق ان کا زیادہ ٹھکانہ مانجو داڑ کا علاقہ ہے جہاں پرانے کھنڈرات ہیں۔ وہ ان کھنڈرات کو ہی اپنا مسکن بناتے ہیں اور یہاں رہتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”مانجو داڑ۔ اودہ یہ لو۔ قدیم کھنڈرات کا علاقہ ہے جہاں میدانی علاقوں میں شکار گاہیں ہیں اور کچھ علاقوں میں چھوٹے

رہا ہے میں اس میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ اب مجھے بھی اس بات کا اشتیاق ہو گیا ہے کہ آخر یہ معاملہ ہے کیا اور مجھے بار بار یہ نشانے کی چٹنگی کے بارے میں کیوں کہا جا رہا ہے۔ اس لئے میں ایک بار ضرور مانجو داڑ جاؤں گا اور وہاں جا کر ایک سوئس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑنے والے سنہری عقاب کی آنکھ کا نشانہ لوں گا۔ میں بھی تو دیکھوں کہ واقعی میں محض چڑی مار ہوں یا پھر ایسے کسی پرندے کی آنکھ کا بھی نشانہ لے سکتا ہوں جو انتہائی تیز رفتار ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ کو یہ کوئی ماورائی معاملہ لگتا ہے تو اس کے لئے آپ سید چراغ شاہ صاحب سے بات کیوں نہیں کر لیتے۔ وہ اس سلسلے میں آپ کی بہترین رہنمائی کر سکتے ہیں..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اوہ۔ واقعی مجھے سید چراغ شاہ صاحب کا تو خیال ہی نہیں آیا۔ یہ واقعی پراسرار معاملہ ہے اس کے لئے مجھے سید چراغ شاہ صاحب سے رہنمائی لے لینی چاہئے۔ گڈ شو“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے فوراً ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی سید چراغ شاہ صاحب کی حلیم اور

شفقت سے پُر آواز سنائی دی۔

”علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کا بیٹا علی عمران بول رہا ہوں شاہ صاحب“..... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ تمہیں ہمیشہ خوشیوں اور کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ کیسے مجھ بوڑھے دیہاتی کو یاد کیا ہے“..... سید چراغ شاہ صاحب نے دعائیں دیتے ہوئے انتہائی شفقت بھرے لہجے میں کہا تو جواب میں عمران نے سوپر فیاض کے آفس کے باہر ملنے والے بزرگ اور ان کے پیغام سمیت انہیں ہر بات تفصیل سے بتانی شروع کر دی۔

”تو کیا تم نے اب ان پیغامات کی اصل وجہ جاننے کے لئے مجھے کال کیا ہے“..... دوسری طرف سے سید چراغ شاہ صاحب نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”جی ہاں۔ میں دراصل اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کی حقیقت جاننے کے لئے تمہیں پنج آبی کی طرف جانا چاہئے عمران بیٹا“..... دوسری طرف سے سید چراغ شاہ صاحب نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

”پنج آبی۔ کیا مطلب۔ یہ پنج آبی کیا ہے۔ یہ پہلی بار میں آپ سے سن رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”بچ آبی اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پانچ دریا اکٹھے ہو کر ایک بڑا دریا بنتا ہے دریائے سندس۔ اس علاقے کو بچ آبی بھی کہا جاتا ہے۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

”اوہ۔ اسی علاقے میں شاید مانجو داڑ بھی موجود ہے۔ دنیا کا قدیم ترین شہر۔“ عمران نے چوکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر تم اس ساری حقیقت کو جاننا چاہتے ہو اور ان پیغامات کا مطلب سمجھنا چاہتے ہو تو اس لئے تمہیں مانجو داڑ کی شکار گاہ میں جانا پڑے گا عمران بیٹا۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو وہ مقام مانجو داڑ ہی ہے۔“ عمران نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہاں تمہیں ایک بزرگ ملیں گے ان کا نام سید قطب شاہ ہے۔ سید قطب شاہ تمہیں ساری حقیقت اور ان پیغامات کے بارے میں تفصیل بتا دیں گے۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

”کون ہیں یہ سید قطب شاہ صاحب اور مجھے مانجو داڑ میں کہاں ملیں گے۔“ عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”تم مانجو داڑ پہنچو۔ تمہیں سید قطب شاہ صاحب کو ڈھونڈنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی وہ خود ہی تم تک پہنچ جائیں گے اور میری تمہیں یہی استدعا ہے کہ وہ جیسا تم سے کہیں تم ان کی ہدایات پر عمل کرنا۔ ان کی ہدایات پر عمل کر کے مجھے یقین ہے کہ تم اس

معاطے میں بھی سرخرو ہو جاؤ گے۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

”تو کیا میرا مانجو داڑ جانا ضروری ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں بیٹا۔ یہ بہت ضروری ہے کیونکہ اس کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے کہا تو عمران ایک بار پھر چوٹک پڑا۔

”کون سا کام۔“ عمران نے چوٹک کر کہا۔

”اس کے بارے میں بھی تمہیں سید قطب شاہ صاحب ہی بتائیں گے۔ تم پہلی فرصت میں مانجو داڑ کے لئے روانہ ہو جاؤ کیونکہ اب وہ مرحلہ بے حد قریب آ گیا ہے جس کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

”کیا آپ مجھے اس معاطے میں کوئی اشارہ نہیں دیں گے کہ وہاں جا کر مجھے کرنا کیا ہے اور اس کام کا میری نشانہ بازی سے کیا تعلق ہے۔“ عمران نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا

”کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن کے بارے میں قبل از وقت کچھ بتانا مناسب نہیں ہوتا۔ یہ بھی ایسا ہی معاملہ ہے اس معاطے پر مجھے خصوصی طور پر خاموش رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں اس لئے تم مجھ سے اس کے بارے میں کچھ نہ پوچھو اور جلد سے جلد مانجو داڑ پہنچنے کی کوشش کرو۔“ سید چراغ شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیچ لئے۔

کے علاوہ تمہارے منہ سے بے اختیار انہیں شکار کی اجازت دینا اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر کیا نہیں جا رہا بلکہ کرایا جا رہا ہے تاکہ ہم ہر صورت میں مانجو داڑ جائیں اور وہ کام سرانجام دیں جس کے لئے ہمیں مامور کیا جا رہا ہے۔“

عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”لیکن وہ کام ہو کیا سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نہیں جانتا اور تم نے سید چراغ شاہ صاحب کی بات سن ہی لی ہے کہ انہیں اس معاملے کے بارے میں کھل کر بتانے کی اجازت نہیں ہے لیکن ان کے لہجے میں جو سنجیدگی تھی اور وہ جس انداز میں بات کر رہے تھے اس سے صاف لگ رہا تھا کہ معاملہ ہماری سوچ سے کہیں بڑھ کر اہم ہے“..... عمران نے کہا۔

”سید چراغ شاہ صاحب نے تو یہ بھی نہیں بتایا کہ اس معاملے کا تعلق ماورائی دنیا سے ہے بھی یا نہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ان کے اندازِ مخاطب سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ معاملہ یقینی طور پر ماورائی دنیا کا ہی ہے ورنہ وہ اس قدر سنجیدگی سے بات نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ اس معاملے میں انہیں کھل کر کچھ بھی بتانے کی اجازت نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ہے۔ تو کیا اب آپ مانجو داڑ جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب تو سید چراغ شاہ صاحب نے بھی کہہ دیا ہے

”یہ آپ کا میرے لئے مشورہ ہے یا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ نہ میرا حکم ہے اور نہ میں تمہیں مشورہ دے رہا ہوں۔ تمہیں جو کام سونپا جا رہا ہے اسے پورا کرنا تمہارا فرض ہے اور تم اپنا فرض نبھانا بخوبی جانتے ہو اس لئے تم اسے میری التجا سمجھو اور جیسا میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو اور سب کچھ چھوڑ کر مانجو داڑ پہنچ جاؤ۔ اللہ حافظ“..... دوسری طرف سے سید چراغ شاہ صاحب نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور پھر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

”حیرت ہے سید چراغ شاہ صاحب بھی آپ کو مانجو داڑ جانے کا حکم دے رہے ہیں جہاں جولیا نے مجھ سے شکار کھیلنے کے لئے جانے کی اجازت مانگی تھی اور میں نے بنا سوچے سمجھے انہیں جانے کی اجازت دے دی تھی“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ اجازت تم نے نہیں دی تھی بلیک زیرو بلکہ تمہارے ذریعے دلائی گئی تھی“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”دلائی گئی تھی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں“..... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں۔ مجھے پیغامات دینا، جولیا اور اس کے ساتھیوں کے دماغوں میں شکار کھیلنے کا خیال اور وہ بھی مانجو داڑ جانے کا۔ اس

اس لئے اب نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے جانا پڑے گا کیونکہ میں سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن سید چراغ شاہ صاحب کی بات نہیں ٹال سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ لاٹھی لے کر میرے سر پر سوار ہو جائیں گے۔ میں اماں بی کی جوتیاں کھانے کی ہمت تو رکھتا ہوں کیونکہ اس کی عادت ہو گئی ہے لیکن اگر سید چراغ شاہ صاحب نے لاٹھی میرے سر پر مار دی تو پھر میرے سر پر بال ہی نہیں بلکہ میرا سر ہی نہیں رہے گا..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

حصہ اول ختم شد

عجرات سیریز

ماورائی نمبر

کار مارا

Pakistanipoint.com

ظہیر احمد

Waqar  
Fazem

## محترم قارئین۔ السلام علیکم۔

نئے ناول ”کارمارا“ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے تنوع اور موضوع کے اعتبار سے جس تیزی سے اسرار کی دنیا کی طرف بڑھ رہا ہے اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے چین ہو رہے ہوں گے۔ ناول رفتہ رفتہ واقعی اسرار کی ایسی دنیا میں آپ کو پہنچانے والا ہے جو آپ کے لئے ایسی حیرت انگیز دنیا ثابت ہوگی جس کا آپ نے تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ عمران ماورائی طاقتوں کا شکار ہو کر جس طرح موت کے منہ میں پہنچ جاتا ہے اس کی حالت دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبران کی کیا حالت ہوتی ہے اور وہ عمران کی جان بچانے کے لئے کیا کچھ کرتے ہیں۔ یہ آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو سکے گا البتہ ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔

کوئٹہ سے۔ آصف اقبال اور ان کے بھائی لکھتے ہیں۔ آپ کا نیا ناول ”اسفل دنیا“ پڑھا۔ اس قدر حیرت انگیز اور کئی ہزار سال پرانی دنیا میں جا کر عمران اور اس کے سانھیوں نے جنات کے خلاف جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ واقعی انتہائی حیرت انگیز تھا جسے پڑھ کر ہم مبہوت ہو کر رہ گئے اور اس وقت تک ناول ہاتھ سے نہ



رکھا جب تک ہم نے ناول کے دونوں حصے پڑھ نہ لئے۔ میری طرف سے اور میرے بھائیوں کی طرف سے اس قدر شاندار ناول لکھنے پر آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ہمارے لئے ایسے خوبصورت اور حیرت انگیز ناول تحریر کرتے رہیں گے۔

محترم آصف اقبال صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کا اور آپ کے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا ناول پسند کیا اور مجھے خط لکھا۔ آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر میں انشاء اللہ آپ کے لئے ایسے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دلچسپ اور منفرد ناول تحریر کرنے کی کوشش کروں گا۔ ماورائی سلسلے کا یہ نیا ناول ”کار مارا“ آپ کے ہاتھوں میں ہے جو ”اسفل دنیا“ کی طرح آپ سب کو یقیناً پسند آئے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

کافرستانی علاقے راج ہستان کے سرحدی علاقے میں ایک انتہائی دشوار گزار ریگستانی سلسلہ واقع تھا۔ اس جگہ ایک چھوٹا سا بھورا نامی قصبہ آباد تھا اور وہاں رہنے والے لوگوں کا ایک سردار تھا جس کا نام بھورا تھا اور یہ قصبہ اسی کے نام سے منسوب تھا۔ سارا قصبہ سردار بھورا کے کنٹرول میں تھا اور قصبے میں رہنے والا ہر آدمی سردار بھورا کا ہر حکم اس طرح سے بجالاتا تھا جیسے وہ اس کا زرخریذ غلام ہو۔ قصبے کے تمام افراد سردار بھورا کے حکم پر سر دھڑکی بازی لگا دیتے تھے۔ انہیں سردار بھورا کی ناراضگی اور اس کے غصے سے خوف آتا تھا کیونکہ سردار بھورا کو جب بھی غصہ آتا یا وہ کسی سے ناراض ہوتا تو اسے فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ سردار بھورا کے کسی بھی فیصلے کے خلاف کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

راج ہستان کے اس علاقے کو انتہائی دشوار گزار سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ علاقہ دشوار گزار پہاڑیوں کے ساتھ ارد گرد پھیلے ہوئے صحرا

میں موجود تھا جہاں آئے دن ریت کے خوفناک طوفان اٹھتے رہتے تھے اور ان طوفانوں کی زد میں آنے والی کوئی بھی چیز سلامت نہ رہتی تھی۔ پہاڑیوں کے ارد گرد عموماً گہرائیاں اور خوفناک کھائیاں تھیں اور راستے اس قدر تنگ تھے کہ اس قصبے کے لوگ بھی آسانی سے ان راستوں سے گزر کر کہیں جانہ سکتے تھے۔ اس علاقے کے سارے افراد بے حد جنگجو اور لڑاکا تھے۔ جو اپنے سردار کے حکم پر کسی کی جان لے بھی سکتے تھے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان دے بھی سکتے تھے۔

سردار بھورا ایک ادھیڑ عمر قوی ہیکل آدمی تھا اور اس علاقے کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا پجاری بھی تھا۔ اس کے پاس پراسرار علوم کی کوئی کمی نہ تھی خاص طور پر وہ کالے جادو کا بہت بڑا پیروکار تھا۔ کالے جادو کی خوفناک طاقتیں اس کے پاس تھیں جن سے اس کی طاقت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا اور وہ کالے جادو کی مدد سے ہر کسی کو آسانی سے زیر کر سکتا تھا۔ قصبے کے لوگ سردار بھورا سے زیادہ اس کے کالے جادو سے ڈرتے تھے۔ سردار بھورا کالے جادو کا اتنا بڑا عامل تھا کہ وہ ہاتھ کے ایک اشارے سے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس کے لئے انگلی کے ایک اشارے سے کسی بھی انسان کو زندہ جلا دینا کوئی معنی نہ رکھتا تھا۔

اس علاقے کے لوگ چھوٹے چھوٹے کچے مکانوں میں رہتے تھے لیکن سردار بھورا کا مکان نہ صرف سب سے بڑا تھا بلکہ ایک

پہاڑی کے اوپر سب سے بلندی پر بنایا گیا تھا اور اس مکان میں جانے والے راستوں پر باقاعدہ مسلح افراد کا پہرہ رہتا تھا۔ سردار بھورا اپنے مخصوص ساتھیوں کے علاوہ کسی سے نہ ملتا تھا۔ وہ اپنے مکان میں بڑے ٹھاٹ باٹ سے رہتا تھا۔ اس کے مکان میں بھی پندرہ سے بیس مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے تھے اور اس کے مکان میں اس کے لئے خدمت گاروں کی بھی کوئی کمی نہ تھی جن میں زیادہ تعداد نو جوان لڑکیوں کی تھی جو سردار بھورا کا ہر حکم بجالاتی تھیں۔

سردار بھورا اس وقت اپنے کمرہ خاص میں قیمتی لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کے نچلے حصے پر زرد رنگ کا زیر جامہ تھا اور اس کے گلے میں مختلف رنگوں کے موتیوں اور ہڈیوں کی بنی ہوئی کئی مالائیں تھیں۔ اس کے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے جو اس کے کاندھوں تک جا رہے تھے۔ اس کے سامنے ایک چراغ جل رہا تھا جس کے سامنے وہ سر جھکائے، دونوں ہاتھ جوڑے اور آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا۔ سردار بھورا اس وقت کمرے میں اکیلا تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرے میں ہلکا ہلکا سیاہ دھواں سا نہرا رہا تھا۔ اسی لمحے ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی تو سردار بھورا چونک پڑا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور دائیں طرف موجود سپاٹ دیوار کی طرف دیکھنے لگا۔

”آ جاؤ“..... سردار بھورا نے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے

انتہائی سخت اور گھبر لہجے میں کہا تو دیوار میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور دیوار کا درمیانی حصہ پھٹ کر سائیڈوں میں گھستا چلا گیا اور وہاں ایک دروازے نما خلا بن گیا۔ دوسری طرف اندھیرا تھا۔ اسی لمحے تاریکی سے ایک سایہ نکلا اور دیوار سے باہر آ گیا۔ سائے نے دیوار سے باہر نکلتے ہی جھرجھری سی لی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس سائے نے ایک جوان عورت کا روپ دھار لیا۔ اس کا چہرہ چھوٹا لیکن آنکھیں بیل کی طرح بڑی اور باہر کو ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”کیسے آئی ہو بتاگی“..... سردار بھورا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ کو اہم اطلاع دینی ہے آقا“..... بتاگی نے تیز اور چنجی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیسی اطلاع“..... سردار بھورا نے کہا۔

”آپ نے مجھے جس پاکیشیائی پرنس کی نگرانی کے لئے بھیجا ہوا تھا میں اس کے بارے میں آپ کو بتانے کے لئے آئی ہوں آقا“..... بتاگی نے جواب دیا۔

”وہ پرنس جس کا نام عمران ہے“..... سردار بھورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا“..... بتاگی نے کہا۔

”کیوں کیا ہوا ہے اسے۔ کیا وہ ہلاک ہو گیا ہے“..... سردار

بھورا نے کہا۔

”نہیں آقا۔ وہ ہلاک نہیں ہوا ہے بلکہ وہ شکار کھیلنے کے لئے کالے مرگھٹ کے علاقے میں پہنچ گیا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ جب وہ کالے مرگھٹ پر پہنچ جائے تو میں آپ کو اس کے بارے میں بتا دوں۔ آپ نے کالے مرگھٹ کے مقام پر اسے ہلاک کرنے کے لئے کارمارا تیار کر رکھی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے آقا کہ اس پر کارمارا کا حملہ کر دیا جائے۔ اس مقام پر وہ کسی بھی صورت میں کارمارا کے حملے سے نہیں بچ سکے گا اور اس کی ہر صورت میں ہلاکت ہو جائے گی“..... بتاگی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار بھورا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”ہاں۔ ہم نے اس کے لئے خاص طور پر کارمارا تیار کی ہے جس سے اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ ہمیں ابی بات کا انتظار تھا کہ وہ کسی طرح سے کالے مرگھٹ پر پہنچ جائے کیونکہ اس مقام پر اگر اس پر کارمارا کا وار کیا جائے تو وہ اس حملے سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا اور اس کی ہلاکت یقینی ہو سکتی ہے۔ بہت خوب بتاگی تم نے ہمیں خوشخبری دی ہے۔ میں آج ہی بلکہ ابھی اس پر کارمارا کا حملہ کراتا ہوں۔ کارمارا کے حملے کا جب عمران شکار بن جائے گا تو اسے ہلاک ہونے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس کی موت یقینی ہے۔ سو نصد یقینی“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا۔ آپ کارمارا کا وار جلد سے جلد کر دیں وہ جن

راستوں سے گزر کر جائے گی میں اس کے ساتھ ساتھ جاؤں گی اور اسے لے کر سیدھی اس مرگھٹ پر پہنچ جاؤں گی جہاں پر وہ پاکیشیائی پڑش موجود ہے اور پھر میں اپنی پوری قوت سے کارمارا کو اس پر گرا دوں گی تاکہ اس کے زندہ رہنے کا معمولی سا بھی امکان نہ رہے۔“

تباگی نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے میں نے پہلے ہی کارمارا تیار کر لی تھی اب بس اسے متحرک کرنے کی دیر ہے پھر عمران کا کاٹنا ہمیشہ کے لئے نکل جائے گا۔ اس کی موت کی خبر سن کر کمانڈر بھی خوش ہو جائے گا جس نے مجھے خصوصی طور پر اس عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کہا تھا۔ اس کے کہنے پر ہی میں نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا تیار کی تھی“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا“..... تباگی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں کارمارا کا وار کر کے ابھی آتا ہوں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”جو حکم آقا“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا اٹھا اور سامنے فرش پر سفید رنگ کے بنے ہوئے ایک دائرے کی طرف بڑھا۔ دائرے میں ایک جانور کی سوکھی ہوئی کھوپڑی پڑی تھی۔ سردار کارمارا اس دائرے کے اندر آ کر کھڑا ہوا اور اس نے جھک کر جانور کی سوکھی ہوئی کھوپڑی اٹھا کر ہاتھ میں لے لی۔ اس نے

آنکھیں بند کیں اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ اسی لمحے کھوپڑی کی ٹانگ، آنکھوں اور کانوں کے سوراخوں کے ساتھ ساتھ اس کے کھلے ہوئے جبڑوں سے سفید رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ سردار بھورا جیسے جیسے پڑھتا جا رہا تھا جانور کی کھوپڑی سے دھواں تیزی سے خارج ہونا شروع ہو گیا تھا اور سردار بھورا کا وجود اس دھویں میں چھپتا جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں سردار بھورا اس دھویں میں مکمل طور پر چھپ گیا۔ کچھ دیر تک دھواں پھیلا رہا پھر بھک کی آواز کے ساتھ دھواں تحلیل ہو گیا اور دھواں تحلیل ہوا تو دائرے میں کھڑا سردار بھورا غائب ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پھر سے دائرے میں دھواں نمودار ہوا اور تیزی سے دائرے کے اندر چکرانے لگا۔ کچھ دیر تک دھواں چکراتا رہا پھر دوبارہ بھک کی آواز سنائی دی اور دھواں یکنخت تحلیل ہو گیا اور اس بار دھواں تحلیل ہوا تو وہاں سردار بھورا دوبارہ نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں بدستور اس جانور کی کھوپڑی موجود تھی جس سے دھواں نکلا تھا۔ سردار بھورا نے آنکھیں کھول لیں۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی سفاک اور درندگی سے بھرپور بھیاٹک مسکراہٹ تھی۔ اس نے جھک کر کھوپڑی واپس دائرے میں رکھی اور پھر وہ دائرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ دائرے سے نکل کر وہ اپنے مخصوص تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ تباگی اپنی مخصوص جگہ پر بدستور کھڑی تھی۔

”میں نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا کا وار کر دیا

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مانجو داڑ کے ایک قصبے میں موجود تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آج ہی یہاں پہنچا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو بھی لے آیا تھا۔ وہ سب ایک متوسط ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔

عمران کے ساتھی چونکہ شکار کا پروگرام بنا کر آئے تھے اس لئے وہ شکار کے سارے لوازمات اپنے ساتھ لائے تھے ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ بھی موجود تھا۔ عمران نے ان کے لئے خصوصی طور پر شکار کھیلنے کا لائسنس بھی حاصل کر لیا تھا۔ ایک روز انہوں نے ہوٹل میں موجود اپنے کمروں میں آرام کیا تھا اور پھر ہوٹل انتظامیہ سے دو فورڈ جیپیں لے کر مگلان کے میدانی علاقے کی طرف نکل کھڑے ہوئے تھے۔ مگلان کا علاقہ خصوصی طور پر شکار کھیلنے کے لئے مخصوص تھا جہاں ہر قسم کے خرگوش، مرغابیاں اور ایسے ہی بے شمار اقسام کے جانور اور پرندے پائے جاتے تھے اور لوگ ان کا شکار کھیلنے اسی

ہے تباگی۔ کارمارا عمران کو ہلاک کرنے کے لئے آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گئی ہے اور مخصوص راستوں سے ہوتی ہوئی اس کا لے مرگھٹ تاکا، پہنچ جائے گی۔ تم فوراً کارمارا کے ساتھ جاؤ اور اپنی آنکھوں سے کارمارا سے عمران کا شکار ہوتے دیکھو اور پھر مجھے آ کر عمران کی ہلائسنس کی خوشخبری سناؤ“..... سردار بھورا نے کہا۔

”جو حکم آقا“..... تباگی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑی اور دیوار میں کھلے ہوئے خلا کی طرف بڑھ گئی۔ وہ جیسے ہی اس خلا میں داخل ہو کر آگے بڑھی اسی لمحے خلا بند ہوتا چلا گیا۔

مقام پر آتے تھے۔

مکھان کا یہ علاقہ کھنڈرات سے بھرا ہوا تھا چونکہ یہ علاقہ ویران، سنان اور انسانی آبادیوں سے دور واقع تھا اس لئے جانوروں اور پرندوں نے ان کھنڈرات کو ہی اپنی آماجگاہ بنا لیا تھا۔ میدان میں گھنی جھاڑیاں، درخت اور ہر قسم کے پودے پھیلے ہوئے تھے اور جگہ جگہ چھوٹی بڑی جھیلیں بھی موجود تھیں اس لئے یہ جانوروں اور پرندوں کے لئے پسندیدہ جگہ تھی اس لئے سارا سال اس علاقے میں شکار کی کوئی کمی نہ ہوتی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی ان کھنڈرات کے پاس جیپوں سے اتر کر پیدل ہی میدانی علاقے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جوزف اور جوانا نے بھاری تھیلے اٹھا رکھے تھے جن میں ہر قسم کے شکاری اسلحے سمیت مخصوص اسلحہ بھی موجود تھا۔ پانی کی بوتلوں کے ساتھ وہ خشک خوراک بھی اپنے ساتھ لائے تھے اور چونکہ ان کا دو تین روز وہیں رکنے کا پروگرام تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ خیمے لانا بھی نہ بھولے تھے۔ وہ سب کھنڈرات کے درمیان بنے تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستوں سے گزر رہے تھے۔ ہر طرف خاموشی اور ویرانی کا راج تھا۔

”عمران صاحب“..... اچانک صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا ہوا“..... عمران نے کہا جو کھنڈرات کو غور سے دیکھتے

ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔

”ہوا تو کچھ نہیں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں“۔ صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”اس سے پہلے کہ تم مجھ سے کچھ پوچھو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں تم بتاؤ کہ تم نے اب تک نیکی کا کام کیا ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”نیکی کا کام۔ کون سا نیکی کا کام“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”دنیا میں سب سے بڑا نیکی کا کام ایک انسان کو دوسرے انسان سے ملانے کا ہوتا ہے۔ جو آدمی انسان کو انسان سے ملانے میں تجاہل سے کام لیتا ہے یا جان بوجھ کر انجان رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ تم بھی ہاتھ آئی ایک بڑی نیکی ضائع کر رہے ہو جو تمہارے لئے نقصان کا باعث ہی ہوگا“..... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”میں اب بھی نہیں سمجھا عمران صاحب۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں“..... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم سمجھ کر بھی نہ سمجھو تو میں کیا کہوں۔ میں نے تمہیں سینکڑوں بار خطبہ نکاح یاد کرنے کا کہا ہے۔ خطبہ نکاح ہی وہ زنجیر ہے جس سے ایک انسان کو دوسرے انسان سے جوڑا جاسکتا ہے۔ اب بھی سمجھو یا میں سچ سچ تمہاری سمجھ پر ماتم کرنا شروع کر دوں“۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں نہیں۔ میں سمجھ گیا ہوں آپ کو ماتم کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم نے یاد کر لیا ہے خطبہ نکاح“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کام میرا نہیں ہے نکاح خواں کا ہے۔ آپ مجھے خطبہ نکاح یاد کرانے کی بجائے کسی نکاح خواں سے رجوع کیوں نہیں کر لیتے“..... صفدر نے عمران کے پیچھے آتی ہوئی جولیا کی طرف کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ ان سے کافی فاصلے پر تھی اس لئے وہ ان کی باتیں نہ سن سکتی تھی۔

”تم میرے ساتھ ساتھ تنویر کے بھی دوست ہو۔ اگر تم خطبہ نکاح یاد کر لو گے تو تنویر نہ تمہیں گولی مارے گا اور نہ ہی مجھے۔ اگر میں نے کسی اور نکاح خواں کا بندوبست کیا تو تنویر کے ہاتھوں دو زندگیاں ضائع ہو جائیں گی“..... عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا تو آپ تنویر کی گولیوں سے بچنے کے لئے مجھے بار بار خطبہ نکاح یاد کرنے کا کہتے رہتے ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں جان بھی تو پیاری ہے“..... عمران نے کہا۔

”آپ کہیں تو میں اس معاملے میں تنویر سے بات کر سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اور ہمارے باقی ساتھی تنویر کو سمجھائیں گے تو وہ آسانی سے مان جائے گا“..... صفدر نے کہا۔

”کیا مان جائے گا وہ اور تم سب اسے کیا سمجھاؤ گے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”یہی کہ وہ آپ کے اور مس جولیا کے درمیان سے ہٹ جائے اور آپ دونوں کے راستے کا کٹنا نہ بنے“..... صفدر نے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ تنویر میرے اور جولیا کے راستے کا کٹنا ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ اسی کی وجہ سے ہمیشہ مس جولیا سے دور رہتے ہیں اور ان کے جذبات کی قدر نہیں کرتے اور وہ آپ کے اس کٹھور پن پر آپ سے ٹاللاں رہتی ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ارے یہ سب تم سے کس نے کہا۔ نہ تو میں جولیا سے دور رہنا ہوں اور نہ ہی جولیا مجھ سے کسی بات پر ٹاللاں ہے۔ یقین نہیں ہے تو پوچھ لو جولیا سے۔ کیوں جولیا“..... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر جولیا سے مخاطب ہوا۔ اسے جولیا سے مخاطب ہوتا دیکھ کر صفدر بوکھلا گیا۔

”ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ آپ مس جولیا سے کیوں یہ بات پوچھ رہے ہیں“۔ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا میں جولیا سے بات نہیں کر سکتا اور یہ جولیا کن خیالوں میں کھوئی ہوئی ہے“..... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا اس سے دور تھی اور واقعی گہرے خیالوں میں کھوئی

ہوئی تھی۔ عمران رک گیا۔ جولیا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔

”کیا ہوا۔ رک کیوں گئے“..... اسے رکے دیکھ کر جولیا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں صفدر کی بات تمہیں بتا رہا تھا لیکن تم نجانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی اور میری بات سن ہی نہیں رہی تھی“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”صفدر کی کون سی بات“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”یہ کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے جذبات کی قدر نہیں کرتا۔ تم مجھ سے نالاں رہتی ہو وغیرہ وغیرہ۔ کیوں صفدر یہی کہا تھا نا تم نے مجھ سے“..... عمران نے پہلے جولیا سے اور پھر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ بوکھلائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”مم۔ میں نے۔ نہیں۔ میں تو کہہ رہا تھا۔ وہ وہ“..... صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس دوران ان کے باقی ساتھی بھی ان کے قریب آ گئے۔

”ارے گھبرا کیوں رہے ہو۔ بتاؤ بتاؤ یہی کہا تھا نا تم نے مجھ سے اور تم یہ بھی کہہ رہے تھے کہ تم اور باقی ساتھی مل کر تنویر کو سمجھاؤ گے کہ وہ راستے کا کاٹنا نہ بنے۔ ایسا ہی کچھ کہا تھا نا“..... عمران نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”کیا۔ کیا کہا۔ میں راستے کا کاٹنا ہوں۔ کس کے راستے کا کاٹنا“..... تنویر نے چونک کر کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ مجھے پھنسا رہے ہیں۔“ صفدر نے عمران کے کان میں کہا۔

”نہیں۔ میں کیوں پھنساؤں گا تمہیں۔ میں وہی کہہ رہا ہوں جو تم نے مجھ سے کہا تھا۔ نہیں کہا تھا تو صاف کہہ دو“..... عمران نے کہا تو صفدر تلملا کر رہ گیا۔

”کیا چکر ہے یہ سب۔ یہ تم دونوں آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو“..... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ لگتا ہے عمران صاحب کو مذاق سوچ رہا ہے جو یہ ایسی باتیں کر رہے ہیں“..... صفدر نے فوراً کہا۔

”میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں تو صفدر سے خطبہ نکاح یاد کرنے کی بات کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں کسی نکاح خواں سے رابطہ کروں۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ میں جولیا کے جذبات کی قدر نہیں کرتا۔ جولیا مجھ سے نالاں رہتی ہے اور اگر ہمارے درمیان تنویر کاٹنا بنا ہوا ہے تو یہ اور باقی سب مل کر تنویر کو سمجھائیں گے اور اس کا کاٹنا ہمارے راستے سے ہٹا دیں گے۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا اور تنویر کا رنگ بدل گیا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ کیوں صفدر تم نے کہا تھا یہ سب اس



سے..... جولیا نے صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”نن-ن-ہاں۔ وہ میں وہ وہ“..... صفدر نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران کے پھیلے ہوئے جال میں پھنس گیا تھا۔ اس نے سارا الزام اس پر ہی ڈال دیا تھا اور خود معصوم بن گیا تھا۔ ”تو پھر یہ سب کیوں کہہ رہا ہے“..... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”مم-مم-میں نے تو کچھ نہیں کہا“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لگتا ہے اس کے دماغ پر اس وقت مذاق کا بھوت سوار ہے۔ چھوڑو اسے اور آگے بڑھو“..... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھی۔

”ارے ارے۔ میری بات تو سنو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اب یہ صفدر کا ہی قصور ہے جو یہ خطبہ نکاح یاد نہیں کرتا“..... عمران نے کہا لیکن جولیا نے اس کی ایک نہ سنی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ باقی سب عمران اور جولیا کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ پھر وہ سب آگے بڑھ گئے۔

”ارے ارے۔ سب جا رہے ہو مجھے چھوڑ کر۔ رکو۔ میں بھی آتا ہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

”سنو صفدر۔ تم کچھ کہہ رہے تھے مجھ سے“..... عمران نے صفدر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ مجھے کچھ نہیں کہنا۔ آپ تو باتوں میں دوسروں کو ہی پھنسا لیتے ہیں“..... صفدر نے منہ بنا کر کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”اور تم پھنس گئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”آپ باتیں ہی ایسے کرتے ہی کہ کوئی کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ تو شکر ہے تنویر اور مس جولیا نے ان باتوں پر زیادہ دھیان نہیں دیا ورنہ آپ نے تو میری شامت کا پورا بندوبست کر لیا تھا“..... صفدر نے کہا تو عمران نے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”لگتا ہے تم سچ مچ ڈر گئے تھے“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”جی ہاں۔ آپ اچانک اس طرح مس جولیا اور تنویر کے سامنے بات کریں گے اس کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا میں نے تو ظاہر ہے میں نے ڈرنا ہی تھا کہ ان باتوں سے ان کا نجانے کیا ری ایکشن ہو“..... صفدر نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا بتاؤ کیا پوچھنا چاہتے تھے تم“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کچھ نہیں۔ میں بس آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ہم نے تو ذہن سے شکار کا خیال نکال دیا تھا اور پوری طرح اس کیس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے پھر اچانک چیف نے ہمیں آپ کے ساتھ خود ہی شکار پر جانے کا حکم کیوں دے دیا۔ اس کی کوئی خاص وجہ

ہے کیا“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ خاص وجہ تو نہیں ہے۔ جب کیس ہی ختم ہو گیا تو چیف نے سوچا ہو گا کہ تمہیں آزادی دے دی جائے اور تمہاری خواہش پوری کر دی جائے۔ اس لئے اس نے سب کو اجازت دے دی اور مجھے حکم دیا کہ میں بھی سب کے ساتھ جاؤں“۔ عمران نے کہا۔

”کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں“..... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ کھنڈرات سے نکل کر وہ کھلے میدانی حصے میں آ گئے جہاں ارد گرد ہر طرف گھنی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

”میں کبھی جھوٹ بولتا ہوں کیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے سچ سے تمہاری درگت بنتے بنتے رہ گئی“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہ سچ تو آپ کا مجھے پھنسانے کے لئے تھا“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

”میرا خیال ہے ہمیں یہاں پڑاؤ ڈال دینا چاہئے۔ یہاں جھاڑیاں بھی ہیں اور درخت بھی۔ گھنے درختوں کے نیچے ہم خیمے لگا سکتے ہیں“..... کیپٹن کلیل نے آگے بڑھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ واقعی ہم نے کافی چل لیا ہے۔ یہ میدان بھی کسی

شکار کھاٹ سے کم نہیں ہے۔ میں نے جھاڑیوں میں سرخ اور سیاہ خرگوشوں کو دوڑتے دیکھا ہے اور وہ دیکھو کچھ پرندے بھی مختلف درختوں پر موجود ہیں جن کا شکار کیا جاسکتا ہے“..... جولیا نے کہا تو وہ سب جولیا کی بتائی ہوئی جگہ کی طرف دیکھنے لگے۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ ہم تھوڑی دیر آرام کریں گے۔ کچھ کھا پی کر فریش ہو جائیں گے تو شکار کریں گے تب تک دن بھی تھوڑا ڈھل جائے گا اور گرمی بھی کم ہو جائے گی“..... صدیقی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جولیا کے کہنے پر جوزف اور جوانا نے اپنے کاندھوں پر لدے ہوئے تھیلے اتارے اور ان میں سے خیمے نکالنے لگے اور پھر وہ خادو، چوہان اور نعمانی کی مدد سے درختوں کے قریب خیمے لگانے لگے۔ عمران انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور وہاں پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے کھنڈرات کو دیکھنے لگا۔

”کیا دیکھ رہے ہو“..... جولیا نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”ان پرانے کھنڈرات کو دیکھ رہا ہوں جو صدیوں پرانے ہونے کے باوجود اسی طرح سے سلامت ہیں۔ ان کھنڈرات کو دیکھ کر مجھے متنازع کا خیال آ رہا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”متنازع محل۔ کیا مطلب۔ یہاں تمہیں متنازع محل کا خیال کیسے آ گیا“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

جائے گا“..... عمران نے کہا۔  
 ”تو تم اصل چاند کی بات کر رہے تھے“..... جولیا نے ہونٹ  
 چباتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں۔ اور تم کس چاند کی بات کر رہی تھی“..... عمران نے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کسی چاند کی نہیں“..... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔  
 ”اصل چاند کو کسی محل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ کھلے آسمان پر  
 چمکتا دمکتا اور حسین لگتا ہے۔ محل تو چاند جیسے چہروں کے لئے بنائے  
 جاتے ہیں اور میں جس چاند چہرے کے لئے محل بنانا چاہتا ہوں  
 اس کا نام کچھ اور ہے“..... عمران نے اس کے چہرے کی طرف  
 دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا کا مرجھایا ہوا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔  
 ”اچھا۔ کیا نام ہے اس کا“..... جولیا نے ایک بار پھر اس کی  
 طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
 ”میں اس کا پورا نام نہیں بتاؤں گا۔ اس کا نام جے سے شروع  
 ہوتا ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا کی آنکھوں میں یلکھت ہزاروں  
 دیئے روشن ہو گئے۔

”جے سے“..... جولیا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”ہاں۔ جے سے ہی اس کا نام شروع ہوتا ہے اور جے پر ہی  
 ختم ہوتا ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا اچھل پڑی۔  
 ”جے سے شروع ہوتا ہے اور جے پر ہی ختم ہوتا ہے۔ کیا

”متنازع محل کا تعلق بھی آثار قدیمہ سے ہے اور سنا ہے یہ محل  
 مغل اعظم نے اپنی چاند سی بیوی کے لئے بنایا تھا۔ میں سوچ رہا  
 ہوں کہ اگر مجھے بھی موقع ملے تو میں بھی چاند محل بناؤں جو صدیوں  
 بعد اسی طرح آثار قدیمہ بن جائے گا اور دنیا کے ایک اور نئے  
 عجوبے میں شمار ہوگا“..... عمران نے کہا۔  
 ”چاند محل۔ نام تو اچھا ہے لیکن یہ محل تم کس کے لئے بناؤ  
 گے۔ میرا مطلب ہے کس کے نام سے منسوب کرو گے“..... جولیا  
 نے کہا۔

”میرا چاند تو ایک ہی ہے“..... عمران نے اس کی طرف دیکھ کر  
 مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر یلکھت بے شمار رنگ سے  
 بکھرتے چلے گئے۔

”اچھا۔ کیا نام ہے تمہاری چاند کا“..... جولیا نے مسکرا کر کہا۔  
 ”تمہاری نہیں پوچھو تمہارے چاند کا۔ چاند مذکر ہے مونث  
 نہیں“..... عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر جتنے رنگ بکھرے  
 تھے وہ سب یلکھت غائب ہو گئے اور اس کا چہرہ مرجھا سا گیا۔  
 ”کیا مطلب۔ مذکر چاند سے تمہاری کیا مراد ہے“..... جولیا  
 نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ارے چاند تو پوری دنیا کا ایک ہے جو آسمان پر چمکتا ہے اور  
 ہر سو روشنی بکھیرتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں شام اور پھر رات ہو  
 جائے گی تو وہ دلوں کو ملانے کی روشنی بکھیرنے کے لئے ظاہر ہو

پارہ اور زیادہ چڑھ گیا۔

”اتنی ہی حسین شہزادی ہے تو اسے میرے سامنے لاؤ۔ میں نے ایک لمحے میں اس کا سارا حسن خاک میں نہ ملا دیا تو میرا نام جولیا نہیں“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے تو میں اسے تمہارے سامنے نہیں آنے دیتا اور.....“ ابھی عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے تیز آوازیں سنائی دیں جیسے بہت سی بدروہیں مل کر چیخ رہی ہوں۔

”یہ کیسی آوازیں ہے“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ بڑی عجیب سی آواز ہے جیسے یہاں ہمارے آس پاس بے شمار بدروہیں موجود ہوں اور وہ سب ایک ساتھ چیخ چلا رہی ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن آوازیں ہوا میں لہراتی ہوئی آ رہی ہیں چاروں اطراف سے“..... جولیا نے سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آوازیں تو لہراتی ہوئی سنائی دے رہی ہیں لیکن یہ چاروں طرف سے نہیں بلکہ کسی ایک طرف سے آ رہی ہیں۔ شاید یہ اس سمت سے آ رہی ہیں“..... عمران نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں ہر طرف گھنی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

”تمہارا مطلب ہے ان جھاڑیوں میں سے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

مطلب۔ میرا نام تو جے سے شروع ہوتا ہے اور اے پر ختم ہوتا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو میں کون سا تمہارا نام لے رہا ہوں۔ میں تو اس حسین چاند چہرے کی بات کر رہا ہوں جس کا نام جے سے شروع ہوتا ہے اور جے پر ہی ختم ہوتا ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بچھنچھ لئے۔

”کون ہے وہ حرافہ جس کا نام جے سے شروع ہوتا ہے اور جے پر ختم ہوتا ہے۔ بتاؤ مجھے۔ کون ہے وہ اور کہاں ہے“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ اسے حرافہ تو نہ کہو اگر اس نے سن لیا تو وہ غصے میں آ جائے گی“..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

”سنتی ہے تو سنتی رہے اور غصے کی بات مت کرو۔ اگر اسے غصہ آتا ہے تو میں بھی غصہ کرنا جانتی ہوں۔ بولو۔ کہاں ہے وہ۔ بولو“..... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ ان کھنڈرات میں کہیں رہتی ہے اور میں یہاں اسے ہی ڈھونڈنے کے لئے آیا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کھنڈرات میں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ کوئی بدروح ہے جو ان کھنڈرات میں رہتی ہے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ارے ارے۔ اسے بدروح کیوں کہہ رہی ہو وہ میری چاند چہرے والی حسین ترین شہزادی ہے“..... عمران نے کہا تو جولیا کا

”ہاں“..... عمران نے کہا۔

”کون ہو سکتا ہے ان جھاڑیوں میں“..... جولیا نے ہونٹ لٹٹے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتا“..... عمران نے کہا۔

”آؤ دیکھتے ہیں“..... جولیا نے کہا اور آگے بڑھی لیکن عمران نے فوراً اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا۔

”نہیں۔ آگے مت جاؤ“..... عمران نے کہا۔

”کیوں“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”آوازیں بے حد بھیانک اور دل ہلا دینے والی ہیں۔ مجھے یہ انسانی آوازیں معلوم نہیں ہو رہی ہیں“..... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بھی یہ انسانی آوازیں معلوم نہیں ہو رہی ہیں۔ وہ دیکھو۔ اس بڑے دائرے کی طرف جہاں سب سے زیادہ بڑی اور گھنی جھاڑیاں موجود ہیں“..... جولیا نے کہا تو عمران کچھ فاصلے پر ایک بڑے دائرے میں پھیلی ہوئی جھاڑیوں کی طرف غور سے دیکھنے لگا جو دوسری جھاڑیوں سے کہیں بڑی اور گھنی تھیں۔

”کچھ نظر آیا ہے تمہیں ان جھاڑیوں میں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں تمہیں نظر نہیں آ رہا“..... جولیا نے کہا تو عمران

غور سے ان جھاڑیوں کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے سیاہ دھوئیں کے سائے سے

ان جھاڑیوں میں لہراتے دیکھے جو سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے جھاڑیوں پر چڑھتے اور ادھر ادھر چھلانگیں لگاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ دھوئیں کے سائے سینکڑوں کی تعداد میں تھے جو ان جھاڑیوں میں بار بار نمودار اور غائب ہو رہے تھے۔ پھر عمران اور جولیا نے ان جھاڑیوں میں جگہ جگہ روشنی چمکتے دیکھی۔ جیسے وہاں بے شمار جگنو موجود ہوں۔ ایسے جگنو جو رات کی بجائے دن کی روشنی میں بھی چمک رہے تھے۔

”یہ کیا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“..... عمران نے کہا۔

”ان سایوں اور چمکتے ہوئے نقطوں کو دیکھ کر مجھے نجانے کیوں

خوف سا محسوس ہو رہا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ خوف تو مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے“..... عمران نے کہا تو

جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”کیا کہا۔ تمہیں بھی خوف محسوس ہو رہا ہے“..... جولیا نے اس

کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ عجیب سا سایوں جیسا دھواں ہے جیسے دھوئیں کے

سینکڑوں بونے سائے بن کر ان جھاڑیوں میں اچھل کود رہے ہوں،

بھیانک اور رذیل سائے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اسی لئے مجھے اس قدر خوف محسوس ہو رہا ہے“..... جولیا

نے کہا۔

”کیا ہوا۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں“..... اچانک صفدر کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں مڑے۔ ان کے پیچھے سب موجود تھے جو انہیں یہاں کھڑے دیکھ کر آگئے تھے۔

”ان جھاڑیوں کی طرف دیکھو“..... جولیا نے کہا تو وہ سب جھاڑیوں میں ریگتے ہوئے عجیب و غریب اور چھوٹے چھوٹے بھیانک سایوں اور جگنوؤں کی طرح چمکنے والی روشنی کو دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے ان کے چہروں پر بھی خوف کے سائے لہرانے لگے۔ ”یہ کیسے سائے ہیں اور انہیں دیکھ کر خوف کیوں محسوس ہو رہا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں۔ ان جھاڑیوں میں کاناناگی بدروحوں کا قبضہ ہے۔ یہ کالی بدروحیں ہیں انتہائی خوفناک اور بھیانک جو انسانوں میں سما جاتی ہیں اور انہیں اندر سے کھا کر ہلاک کر دیتی ہیں“ جوزف نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کالی بدروحیں۔ کاناناگی“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ جوزف ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ان جھاڑیوں میں بدروحیں اور شیطانی ذریتیں پنپ رہی ہیں۔ یہ ان کی خاص آماجگاہ ہے جہاں یہ پیدا ہوتی ہیں اور پھر بڑی اور طاقتور ہو کر شیطانت پھیلانے کے لئے نکل جاتی ہیں۔ جھاڑیوں میں اس طرح پیدا

ہونے والی بدروحوں کو کاناناگی کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے انتہائی رذیل اور گندگی سے پیدا ہونے والی بھیانک بدروحیں۔“ جوزف کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا“..... جولیا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک مرتبہ میری سید چراغ شاہ صاحب سے ان بدروحوں اور رذیل شیطانی ذریتوں کے بارے میں بات ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا تھا کہ ایسی بدروحیں ایسے ویران اور سنسان علاقے میں موجود جھاڑیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور یہیں پھلتی پھولتی ہیں اور پھر جب یہ مخصوص عمر کو پہنچتی ہیں تو ان جھاڑیوں سے نکل کر دنیا میں شیطانت پھیلانے کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہیں اور کسی کا بھی روپ دھار کر اس کا شیطانی حربوں سے شکار کرتی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میں آگے بڑھ کر دیکھوں“..... تنویر نے کہا اور اس نے ساتھ ہی قدم بڑھایا۔

”رک جاؤ۔ آگے مت بڑھنا ورنہ اپنی موت کے تم خود ذمہ دار ہو گئے“..... اچانک ایک کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ انہوں نے سرگھما کر دیکھا تو ایک کھنڈر کے دروازے پر انہیں ایک بارش بوڑھا آدمی دکھائی دیا جو شکل و صورت اور لباس سے دیہاتی معلوم ہو رہا تھا اس نے سفید رنگ کا

لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے سر پر سفید کپڑے کی ہی پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جاہ و جلال دکھائی دے رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے سرخی جھلک رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی کے دانوں کی بنی ہوئی تسبیح تھی جس پر اس کی انگلیاں تیزی سے چل رہی تھیں۔ تنویر کے قدم فوراً رک گئے۔

”یہ شاید سید قطب شاہ صاحب ہیں“..... عمران نے کہا۔  
 ”سید قطب شاہ صاحب۔ کیا مطلب۔ کیا تم انہیں جانتے ہو“۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ مجھے ان سے ہی ملنے کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے۔“  
 عمران نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”تم سب یہیں رکو“..... عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اس بوڑھے کی طرف بڑھا۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے آگے بڑھ کر اسے نہایت ادب سے اور پورا سلام کرتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے پورا سلام سن کر باریش بوڑھے کے چہرے پر چھایا ہوا غصہ کم ہو گیا اور اس کے چہرے پر طمانیت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”ولیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“۔ تم نے مجھے پورا سلام کر کے خوش کر دیا ہے عمران بیٹا“..... باریش بوڑھے نے کہا اور ان کے منہ سے اپنا نام سن کر عمران ہلک پڑا۔ اس کے باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”آپ مجھے جانتے ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے ہی تو تمہیں یہاں بلایا ہے عمران بیٹا“۔ اس باریش بوڑھے نے کہا تو عمران کے چہرے پر اور زیادہ حیرت لہرانے لگی۔

”آپ نے بلایا ہے۔ میں سمجھا نہیں“..... عمران نے کہا۔  
 ”سب کچھ سمجھ میں آ جائے گا۔ تم سب آؤ میرے ساتھ“۔  
 بزرگ نے کہا۔

”کیا آپ سید قطب شاہ صاحب ہیں“..... عمران نے کہا۔  
 ”ہاں۔ میرا ہی نام سید قطب شاہ ہے“..... باریش بوڑھے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سید قطب شاہ صاحب کھنڈر کی سیڑھیوں سے اترے اور دائیں طرف مڑ کر چلنے لگے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سید قطب شاہ صاحب کے پیچھے چلنے لگا اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہو لئے۔  
 ”یہ سب کیا ہے عمران صاحب۔ یہ بزرگ محترم آپ کو کیسے جانتے ہیں اور آپ“..... صفدر نے عمران کے قریب آ کر کہا۔

”ابھی خاموش رہو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سید قطب شاہ صاحب مسلسل چلتے رہے اور رذیل ۱۷۰۰ والی جھاڑیوں سے بہت دور انہیں ایک بڑے کھنڈر میں لے آئے۔ اس کھنڈر کی حالت بھی خراب تھی لیکن اس کا ایک

برآمدہ بچا ہوا تھا اور خاصا صاف ستھرا دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے باقاعدہ جھاڑو لگا کر صاف کیا گیا ہو۔ بزرگ سید قطب شاہ صاحب اس برآمدے میں آئے اور بیٹھ گئے۔

”تم سب بھی بیٹھ جاؤ“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی ان کے سامنے ادب سے بیٹھنے چلے گئے۔

”کیا آپ ہمیں کوئی خاص بات بتانے والے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اہم بات ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم ہمہ تن گوش ہیں“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”تمہیں نشانہ بازی کے لئے جتنے بھی پیغام پہنچائے گئے ہیں وہ میں نے ہی پہنچائے تھے اور ان پیغامات کو تم تک پہنچانے کا میرا ایک خاص مقصد تھا۔ تم سب نے ابھی تھوڑی دیر قبل ساکاشی جھاڑیوں میں جو منظر دیکھا ہے وہ منظر ایک حقیقی منظر ہے۔ اس علاقے میں ساکاشی جھاڑیاں موجود ہیں اور ساکاشی سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں شیطانی ذریات یا عام فہم میں گندی اور انتہائی رذیل ترین بدرویں پنپتی ہیں۔ سینکڑوں سالوں بعد شیطان ویران علاقوں میں جھاڑیوں سے بھرے ایک مخصوص علاقے اور مخصوص قسم کی جھاڑیوں کو منتخب کرتا ہے جنہیں ساکاشی جھاڑیاں کہتے ہیں۔

شیطان ان جھاڑیوں میں اپنا مسکن بناتا ہے اور غلاظت اور گندی کے ڈھیر لگاتا ہے جو بعد میں جرثوموں کی شکل اختیار کر کے رذیل اور گندی ترین ذریات کا روپ دھار کر پنپنا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ جھاڑیاں چالیس میٹر کے قطر کے دائرے میں ہوتی ہیں جس میں یہ ذریات پنپتی ہیں اور پھر تیزی سے پھلنا پھولنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہیں اور ایک مخصوص وقت پورا کرنے کے بعد جب یہ ذریات مکمل طور پر طاقتور ہو کر تیار ہو جاتی ہیں تو پھر وہ دائرے کی قید سے آزاد ہو جاتی ہیں اور پوری دنیا میں پھیل کر رذیل اور مکروہ کاموں میں ملوث ہو جاتی ہیں اور انسانوں، خصوصی طور پر مسلم امہ کو گمراہی اور اندھیروں کے راستوں پر لے جاتی ہیں۔ ان رذیل اور شیطانی ذریات کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔ دنیائے اسلام میں انسانوں کو گمراہ کرنے میں ان شیطانی ذریات کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ میں اکثر ایسے مقامات کی تلاش میں رہتا ہوں جہاں ایسی رذیل شیطانی ذریات پنپ رہی ہوں۔ انتہائی تلاش کے بعد مجھے مانجو داڑ کے اس علاقے کے بارے میں معلوم ہوا۔ میں یہاں آیا تو مجھے تلاش کرنے کے بعد آخر ساکاشی جھاڑیوں کا پتہ چل گیا اور ان جھاڑیوں میں پنپتی ہوئی رذیل ذریات بھی مجھے دکھائی دے گئیں۔ مجھے چونکہ ان شیطانی ذریات کا علم ہو چکا تھا اس لئے میں ہر صورت میں ان جھاڑیوں سمیت شیطانی ذریات کو بھی فنا کرنا چاہتا تھا تاکہ یہ ان جھاڑیوں



کالا جادو کا عمل کیا جاتا ہے اور پھر اس ہنڈیا میں اس انسان کی تصویر ڈال کر اسے سیاہ رنگ کے کپڑے سے باندھ دیا جاتا ہے اور پھر کالے جادو کا عامل اس ہنڈیا کو کسی پہاڑی کی چوٹی پر جا کر ہوا میں اچھالتا ہے تو ہنڈیا ہوا میں بلند ہوتی ہے اور ہوا میں اڑتی ہوئی اس انسان پر جا کر گر جاتی ہے جس کی ہنڈیا میں تصویر رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ ہنڈیا جسے کارمارا کہا جاتا ہے جس انسان پر گر جاتی ہے اسے جسم کے ساتھ روح کی گہرائیوں تک ناپاک کر دیتی ہے اور اس انسان پر ایسا سیاہ سناہ چھا جاتا ہے جو جسم کے ساتھ اس کی روح تک کو کالی آگ میں جلانا شروع کر دیتا ہے۔ کالی آگ میں جل کر جیسے ہی انسان کا جسم بھسم ہوتا ہے تو اس کی روح خود بخود شیطان کے معبد میں چلی جاتی ہے اور شیطان اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔ یہی وہ کالی آگ ہے جس سے ان شیطانی ذریعات کو ہمیشہ کے لئے فنا کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے کسی انسان پر چلائی جانے والی کارمارا کو ٹھیک اس جگہ گرانا پڑے گا جہاں دائرے میں جھاڑیاں پنپ رہی ہیں..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”لیکن یہ کارمارا کون چلائے گا اور آپ بتا رہے ہیں کہ کارمارا کالا جادو کا حصہ ہے۔ کالا جادو بھی شیطانیت کا سب سے بڑا اور خوفناک کھیل ہے جو شیطانیت کے لئے ہی کھیلا جاتا ہے۔ پھر شیطانی کارمارا سے شیطانی ذریعات کا خاتمہ کیسے ممکن ہے۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کے دائرے سے نکل کر انسانیت بالخصوص مسلم امہ کی گمراہی اور ان کی تباہی کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے ان شیطانی ذریعات کو فنا کرنے کے لئے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ جب تک ان جھاڑیوں کو کالی آگ نہ لگائی جائے اس وقت تک نہ یہ جھاڑیاں جل سکتی ہیں اور نہ ان جھاڑیوں میں پنپنے والی شیطانی ذریعات کو فنا کیا جاسکتا ہے..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا اور خاموش ہو گئے شاید وہ مسلسل بول بول کر تھک گئے تھے۔

”کالی آگ۔ یہ کالی آگ سے آپ کی کیا مراد ہے.....“ ان کے خاموش ہونے پر عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کالی آگ کالے جادو کی پیداوار ہے عمران بیٹے۔ یہ ایک مخصوص عمل سے تیار کی جاتی ہے جو کارمارا کے خصوصی شیطانی عمل میں استعمال ہوتی ہے..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”کارمارا..... عمران کے منہ سے نکلا اس کے ساتھی بھی حیرت سے سید قطب شاہ صاحب کی طرف سے دیکھ رہے تھے۔

”ہاں کارمارا۔ کالے جادو کا سب سے بڑا اور انتہائی خوفناک عمل جو انسانوں کو شیطانی موت سے ہمکنار کرنے کے لئے چلایا جاتا ہے۔ یہ ایک مخصوص قسم کی ہنڈیا ہوتی ہے جس میں دنیا بھر کی غلاظت، غلاظت بھرے کپڑے مکوڑوں کے ساتھ انسانی خون اور بے شمار جانوروں کی ہڈیاں اور ان کی آنکھوں کے ساتھ ناپاک جانوروں کے دل کاٹ کر بھرے جاتے ہیں پھر ان پر کارمارا کے

”جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے یہ عمل بھی اسی طرح ممکن ہے۔ چونکہ شیطانی ذریات ابھی جھاڑیوں کے دائرے میں قید ہے اور ان میں سے ایک بھی ذریت اس دائرے سے نکل کر باہر نہیں آئی ہے اس لئے اگر انہیں ایک ساتھ کالی آگ میں جھونک دیا جائے تو وہ ان جھاڑیوں کے ساتھ ہی بھسم ہو جائیں گی۔ رہی بات کہ کارمارا کون چلائے گا تو اس کے بارے میں بھی مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اسی لئے تو میں نے خصوصی طور پر عمران بیٹے کو یہاں بلایا ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”کیا مطلب۔ عمران صاحب کا کارمارا سے کیا تعلق“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ کارمارا کسی انسان خاص طور پر مجھ جیسے پرہیزگار اور خدا کے عاجز بندے کو بھی شیطانی موت مارنے کے لئے کارگر ہوتا ہے اور اسے اسی وقت چلایا جاتا ہے جب کسی کی ہلاکت ناگزیر ہوگئی ہو۔ عمران نیک اور انتہائی پارسا انسان ہے۔ اس کا کردار بے داغ ہے۔ چونکہ یہ پاکیشیا اور مسلم امہ کے لئے دل و جان سے کام کرتا ہے اس لئے اس کے جہاں ہزاروں دوست ہیں وہاں اس کے دشمنوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے جو اس کی جان کے درپے رہتے ہیں اور اس کے وجود کو دنیا سے مٹا دینے کے لئے نت نئے طریقے دریافت کرتے رہتے ہیں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کارمارا کا عمران صاحب سے کیا تعلق“..... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اس پر کارمارا کا وار کیا جانے والا ہے بلکہ میرے خیال میں عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا چلائی بھی جا چکی ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ مجھے ہلاک کرے کے لئے مجھ پر کارمارا چلائی گئی ہے“..... عمران نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کارمارا تیزی سے اپنے مخصوص راستوں پر سفر کرتی ہوئی آ رہی ہے اور جس علاقے میں ہم اور ساکاشی کی جھاڑیاں موجود ہیں یہ کارمارا ٹھیک ساکاشی کی جھاڑیوں کے اوپر سے گزرے گی اس کی رفتار ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ ہے۔ اگر اس کارمارا کو ٹھیک اس وقت نشانہ بنایا جائے جب وہ ساکاشی کی جھاڑیوں کے عین اوپر پہنچ جائے تو وہ تباہ ہو کر جھاڑیوں پر گرے گی اور جس کارمارا سے عمران کو شکار کیا جا سکتا ہے اس کی تباہی سے ساکاشی جھاڑیوں میں آگ لگ جائے گی جو جھاڑیوں اور ان میں پھنسے والی شیطانی ذریات کو مکمل طور پر فنا کر دے گی اور اگلے کئی سو سالوں تک دنیا شیطانی ذریات کی تباہ کاری سے محفوظ ہو جائے گی۔ شیطانی ذریات کے فنا ہونے سے مہا شیطان بھی کمزور ہو

صاحب نے سنجیدگی سے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے اور اس کے ساتھی بھی جیسے ساکت سے ہو کر رہ گئے۔

”تمہیں ہر صورت میں کارمارا کو نشانہ بنانا ہے عمران بیٹے اور اسے ساکھنی کی جھاڑیوں پر ہی گرانا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تم کارمارا کے شکار بن جاؤ گے اور تمہاری موت یقینی ہو جائے گی۔ سنہری عقاب کی آنکھ کا نشانہ لے کر تمہیں یہ مشق بھی کرنی ہے کہ ساکھنی جھاڑیوں سے پچاس میٹر کے فاصلے سے نشانہ لگانا ہے تاکہ جب کارمارا ان جھاڑیوں پر گرے تو تم اس کے اثرات سے محفوظ رہ سکو اگر اس فاصلے میں ایک انچ کی بھی کمی ہوئی تو وہ تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اپنا نشانہ اس حد تک پختہ کرو کہ تم ہر صورت میں پچاس میٹر کے فاصلے پر رہ کر آنے والی کارمارا کو نشانہ بنا سکو اور اسے ٹھیک ساکھنی کی جھاڑیوں پر گرا سکو۔ اسی میں تمہاری کامیابی ہے“..... سید چراغ شاہ صاحب نے کہا۔

”میں نے کارمارا کے بارے میں سن رکھا ہے یہ واقعی کالے جادو کا سب سے بڑا اور خوفناک حملہ تصور کیا جاتا ہے جو کسی بھی صورت میں ناکام نہیں ہوتا اور جس کی ہلاکت کی غرض سے کارمارا چلائی جاتی ہے وہ اسی پر گرتی ہے اور ہر صورت میں اسے ہلاک کر دیتی ہے لیکن کارمارا کالے جادو کی اتنی بڑی طاقت ہے جسے کوئی انتہائی طاقتور اور خوفناک حد تک کالا جادو جاننے والا ساحر ہی چلا

جائے گا اور اسے کئی برسوں تک شدید ترین اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے گا“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب حیرت سے انہیں دیکھتے رہ گئے۔

”اوہ۔ تو نشانہ بازی میں پختہ ہونے کے پیغامات مجھے اسی لئے دیئے جا رہے تھے کہ میں ایک سو بیس میل کی رفتار سے آنے والی کارمارا کو نشانہ بنا سکوں اور اس کی تباہی کے اثرات ساکھنی کی جھاڑیوں پر ڈال سکوں“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تم سے کہا گیا تھا کہ اس تیز رفتار پرندے کی آنکھ کا نشانہ لوجو ایک سو بیس کلو میٹر کی رفتار سے اڑتا ہے اور وہ پرندہ اسی علاقے میں پایا جانے والا خاص نسل کا سنہری عقاب ہی ہے۔ تمہیں کارمارا کے یہاں پہنچنے سے پہلے نشانہ بازی کرنی ہوگی اور ہوا میں تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے سنہری عقاب کی آنکھ کا نشانہ لینا ہوگا۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو تم آسانی سے اس طرف آنے والی کارمارا کا بھی نشانہ لے سکتے ہو اور اسے ٹھیک ساکھنی کی جھاڑیوں پر بھی گرا سکتے ہو“..... سید قطب شاہ صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر میرا نشانہ کارمارا سے چوک گیا تو کیا ہوگا“..... عمران

نے پوچھا۔

”تب تم اس کارمارا کا شکار بن جاؤ گے اور ایسی صورت میں تمہارے ساتھ وہی ہوگا جو میں بتا چکا ہوں“..... سید قطب شاہ

سکتا ہے۔ کیا ایسا کوئی ساحر اس دنیا میں موجود ہے؟..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ ایک نہیں کالا جادو اور سفلی علوم جاننے والوں کی اس دنیا میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں لیکن سینکڑوں میں ضرور ہے۔“ سید قطب شاہ صاحب نے جواب دیا۔

”لیکن اس ساحر کی عمران سے کیا دشمنی ہے جو اس نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اس قدر خوفناک ساحرانہ عمل کیا ہے؟“ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ عمران پر حملے کا سن کر اس کے سارے ساتھیوں کے رنگ زرد پڑے ہوئے تھے اور وہ سب عمران کے لئے انتہائی متفکر دکھائی دے رہے تھے۔

”عمران بیٹے کے جہاں دوست ہیں وہاں اس کے دشمنوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کے ایسے دشمن بھی ہیں جو اس کی نیکیوں اور اچھائیوں کو برداشت نہیں کرتے اور اپنے مفاد کے لئے عمران کو ہلاک کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اس بار عمران جس معاملے میں پھنسا ہوا تھا اس کا ایک کرنا دھرتا جس کا تعلق کافرستان کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے وہ ہر صورت میں عمران کو ہلاک کر دینا چاہتا ہے۔ عمران نے حال میں ہی ایک کیس مکمل کیا ہے اور عمران کے پاس کچھ ایسے دستاویز موجود ہیں جو پاکستان میں موجود کافرستانی ایجنٹوں کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے عمران بیٹے پر جان لیوا حملے بھی کرائے تھے لیکن عمران ان حملوں

سے بچ گیا تھا۔ ایجنسی کے سربراہ نے عمران کو ہر صورت ہلاک کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ایک ساحر سے رابطہ کیا اور اس ساحر نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا تیار کی اور اب اس نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا کا حملہ کیا ہے..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ پھینچ لئے۔

”کیا اس سربراہ کا تعلق بلیک ہنٹرز ایجنسی سے ہے؟“ عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اس کے سربراہ کا نام تم جانتے ہو؟..... سید قطب شاہ صاحب نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ بلیک ہنٹرز کے چیف کا نام ہر دیال سنگھ ہے۔ جو خود کو بگ باس کہلاتا ہے؟..... عمران نے جواب دیا۔

”ہاں۔ یہ اس ہر دیال سنگھ کا ہی کام ہے جس نے راج ہستان کے دشوار گزار علاقے میں بسنے والے ایک شیطانی قبیلے کے سردار بھورا سے رابطہ کیا تھا اور اس سے بذات خود جا کر ملا تھا۔ اس نے سردار بھورا سے درخواست کی تھی کہ کافرستان کے ایک دشمن سے انہیں خطرات لاحق ہیں جسے اگر جلد سے جلد ہلاک نہ کیا گیا تو کافرستان کے مفادات کو شدید ترین نقصان پہنچ سکتا ہے۔ جس پر سردار بھورا نے اس سے تمہاری تصویر لی تھی اور پھر تم پر کارمارا کا حملہ کرنے کا وعدہ کیا اور پھر اس نے تمہاری ہلاکت کے لئے منصوبہ طور پر کارمارا تیار کی تھی۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”ہونہ۔ ہردیال سنگھ ایک جہاندیدہ اور انتہائی پڑھا لکھا آدمی ہے اور کافرستانی ایجنسی بلیک ہنٹرز کا چیف ہے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس کے بعد اس کی ایجنسی کا نام ہی آتا ہے جو وہاں کی مقبول، انتہائی طاقتور اور باوسائل ایجنسی ہے اور اس پڑھے لکھے آدمی نے مجھے ہلاک کرانے کے لئے ایک ساحر سے ملاقات کی اور مجھے ساحرانہ انداز میں ہلاک کرنے کا پلان بنایا ہے۔ اس پر مجھے واقعی حیرت ہے“..... عمران نے کہا۔

”اسے یقین ہے کہ تمہیں کسی اور طریقے سے ہلاک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تم خوش قسمتی سے ہر بار یقینی موت سے بچ نکلتے ہو اس لئے اس نے سردار بھورا کی خدمات حاصل کی ہیں اور سنو عمران بیٹا۔ سردار بھورا نے تمہاری ہلاکت کے لئے کار مارا ہوا میں اڑا دی ہے۔ وہ ایک سو بیس کلو میٹر کی رفتار سے اڑتی ہوئی یہاں آ رہی ہے۔ کار مارا کو یہاں تک پہنچنے میں پانچ گھنٹے لگ جائیں گے۔ ان پانچ گھنٹوں میں تم اپنا نشانہ پختہ کرو اور پھر یہ طے کرو کہ تمہیں اس ہنڈیا کو ساکاشی کی جھاڑیوں پر کیسے گرانا ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”تو کیا اس ہنڈیا کو تباہ کرنے تک آپ ہمارے ساتھ رہیں گے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرل ہردیال سنگھ بلیک ہنٹرز کے آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”بگ باس بول رہا ہوں“..... کرل ہردیال سنگھ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”بھورا سے جھامو بول رہا ہوں بگ باس“..... دوسری طرف سے ایک آدمی کی آواز سنائی دی۔

”ادہ جھامو تم۔ کیوں کال کیا ہے“..... بگ باس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”سردار بھورا نے مجھے آپ کو ایک پیغام دینے کے لئے کہا ہے کہ ہاس“..... جھامو نے جواب دیا۔

”کیا پیغام۔ بتاؤ“..... بگ باس نے چوکتے ہوئے کہا۔

”سردار بھورا نے مجھے خصوصی طور پر اپنی جھونپڑی میں بلایا تھا اس نے کہا ہے کہ میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا کا وار کر دیا ہے۔ کارمارا تیزی سے راج ہستان کے صحرائی راستوں سے ہوتی ہوئی پاکیشیائی علاقے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگلے چند گھنٹوں میں وہ اس علاقے تک پہنچ جائے گی جہاں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے پھر کارمارا ٹھیک عمران پر گرے گی اور عمران کا وجود اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا“..... دوسری طرف سے جھامو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر بگ باس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو کیا واقعی سردار بھورا نے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا کا وار کر دیا ہے“..... بگ باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس“..... جھامو نے کہا۔

”ویل ڈن۔ ویری ویل ڈن۔ میں کب سے اس خوشخبری کا منتظر تھا کہ کب سردار بھورا اپنا کام کرتا ہے اور عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کالے علم سے بنائی ہوئی کارمارا کو روانہ کرتا ہے۔ ویل ڈن۔ ویل ڈن“..... بگ باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ سردار بھورا کو اس بات کا انتظار تھا کہ عمران ایک

خاص مقام پر پہنچ جائے۔ اس نے عمران پر نظر رکھنے کے لئے اپنی ایک شیطانی ذریت کو عمران کی نگرانی پر مامور کر رکھا تھا۔ سردار بھورا کے کہنے کے مطابق اس کی شیطانی طاقت نے اسے جیسے ہی اطلاع دی کہ عمران اس خاص مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں اسے آسانی سے کارمارا سے شکار کیا جاسکتا ہے تو اس نے فوراً کارمارا کو اڑا دیا۔ اب عمران اس علاقے میں جہاں بھی ہوگا۔ کارمارا اسے تلاش کرتی ہوئی خود ہی اس تک پہنچ جائے گی اور ٹھیک اس پر گر کر تباہ ہو جائے گی جس کے ساتھ ہی عمران ہلاک ہو جائے گا اور اس کے ہلاک ہوتے ہی اس کی روح اس کے جسم سے نکل کر شیطان کے معبد میں پہنچ جائے گی اور شیطان اس کی روح پر قبضہ کر لے گا“..... جھامو نے کہا۔

”ویل ڈن۔ کیا تم میری سردار بھورا سے بات کرا سکتے ہو۔ میں خصوصی طور پر سردار بھورا کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس نے میری درخواست پر عمل کرتے ہوئے عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کالے علم کا استعمال کیا ہے اور عمران کی ہلاکت یقینی بنائی ہے“۔ بگ باس نے کہا۔

”نو باس۔ سردار بھورا اپنی جھونپڑی میں خصوصی پوجا کر رہا ہے اور کارمارا کی نگرانی کر رہا ہے تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے کارمارا کو عمران پر گرتا اور عمران کو ہلاک ہوتا ہوا دیکھ سکے۔ اس نے کہا ہے کہ عمران کی ہلاکت کے بعد وہ آپ سے خود بات کرے گا اور

”ہے..... بگ باس نے پوچھا۔

”اس کے بارے میں میرے پاس معلومات نہیں ہیں بگ باس“..... ماجھو نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میری اطلاع کے مطابق عمران کے ایک ساتھی

نے پاکستان میں میرے نیٹ ورک کا خاتمہ کر دیا ہے۔ عمران کا

ساتھی ٹائیگر راجندر تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے راجندر سمیت میرے

چار ساتھیوں کو اٹھا لیا تھا جنہیں بے ہوش کر کے وہ عمارت میں

لے گئے تھے۔ میں نے ان کی سرچنگ کی تو مجھے پتہ چل گیا کہ وہ

چاروں عمران کے قبضے میں ہیں۔ انہیں جس طرح سے ایک کمرے

میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ کر رکھا گیا تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا

جیسے عمران ان سے یقینی پوچھ گچھ کرے گا۔ سارے معاملات کے

بارے میں چونکہ راجندر جانتا تھا اس لئے مجھے فوری طور پر ان کے

جسموں میں لگی ہوئی ڈیوائسز کو بلاسٹ کرنا پڑا جس سے وہ چاروں

ہلاک ہو گئے۔ اس طرح میرا پاکستانی کا سیٹ اپ ختم ہو گیا لیکن

بہر حال اب بھی میرے چند ایجنٹ وہاں موجود ہیں میں ان سے

رابطہ کرتا ہوں اور ان میں سے کسی کو مانجو داڑ بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ

عمران کی ہلاکت کی کیمرے سے ویڈیو بنا سکے۔ میں عمران کی

ہلاکت کا سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں“..... بگ

باس نے کہا۔

”لیس باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“..... ماجھو نے

عمران کی موت کی خبر خود آپ کو سنائے گا“..... جھامو نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سردار بھورا کی کال کا انتظار کروں

گا“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس بگ باس“..... جھامو نے کہا۔

”کتنی دیر میں کارمارا اس علاقے تک پہنچے گی اور عمران کب

تک اس کا شکار بنے گا“..... بگ باس نے کہا۔

”سردار بھورا نے اب سے کچھ دیر پہلے کارمارا کا وار کیا ہے۔

اس کے کہنے کے مطابق بھورا قصبے سے پاکستان کے مخصوص علاقے

تک پہنچنے کے لئے کارمارا کو چھ گھنٹے کا وقت درکار تھا جس میں سے

تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا ہے اب صرف پانچ گھنٹے باقی ہیں اگلے

پانچ گھنٹے پورے ہوتے ہی کارمارا سے عمران کا شکار ہو جائے گا

اور اس کا کھیل ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا“..... جھامو نے کہا۔

”کیا تمہیں سردار بھورا نے اس علاقے کے بارے میں بتایا

ہے کہ وہ کون سا علاقہ ہے جہاں عمران موجود ہے اور جہاں اس پر

کارمارا گرے گی“..... بگ باس نے کہا۔

”لیس باس۔ یہ مانجو داڑ کا علاقہ ہے۔ جہاں پر ایک کالا

مرگھٹ موجود ہے۔ اس علاقے میں ایک شکار گاہ ہے جہاں عمران

اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچا ہوا ہے۔ کارمارا اسی مقام کی طرف

بڑھ رہی ہے“..... جھامو نے کہا۔

”یہ علاقہ کس شہر کے قریب ہے اور شہر سے کتنے فاصلے پر

”فوراً پاکیشیا میں موجود بلیک ہنٹر کے سیکنڈ گروپ کے باس  
نڈن سے رابطہ کرو اور میری اس سے بات کراؤ۔ اور“..... بگ  
باس نے مشین کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ بگ باس“..... مشینی آواز آئی اور بگ باس نے  
ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔ تقریباً دس منٹ  
کے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو بگ باس نے ہاتھ  
بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

”بگ باس انڈنگ۔ اور“..... بگ باس نے مخصوص لہجے میں  
کہا۔

”پاکیشیا سے نڈن بول رہا ہوں بگ باس۔ اور“..... دوسری  
طرف سے ایک آدمی کی نہایت مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”نڈن۔ جیسا کہ تمہیں اس بات کا علم ہے کہ پاکیشیا میں میرا  
فرسٹ گروپ ختم ہو گیا ہے۔ راجندر اور اس کے ساتھی عمران کے  
ہاتھ آ گئے تھے جنہیں مجھے مجبوراً ختم کرنا پڑا تاکہ عمران کو کسی  
صورت میں اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ راجندر اور اس کے  
ساتھیوں کا تعلق بلیک ہنٹرز سے ہے۔ میں وقتی طور پر خاموش ہو گیا  
تھا تاکہ جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو میں پاکیشیا میں پھر نیا  
گروپ بھیج دوں گا جو راجندر کی جگہ کام کرے گا۔ تمہیں میں نے  
وہاں سیکنڈ اور ریزرو ایجنٹ کے طور پر رکھا ہوا ہے۔ بہر حال اب  
مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ اور“..... بگ باس نے کہا۔

مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تم وہیں رکو۔ ہو سکتا ہے سردار بھورا تمہارے ذریعے  
مجھے اور کوئی پیغام بھیجے۔ جب تک عمران کا رمارا کا شکار نہیں ہو جاتا  
اور اس کی ہلاکت نہیں ہو جاتی تم وہیں رہو گے“..... بگ باس نے  
کہا۔

”لیس بگ باس۔ جیسا آپ کا حکم“..... ماجھو نے کہا اور بگ  
باس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”یہ بہت اچھا ہوا ہے جو سردار بھورا نے اپنا کام پورا کر دکھایا  
ہے اور عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا چلا دی ہے۔ اب  
عمران کچھ بھی کر لے وہ کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچ سکے گا۔  
اس کی موت طے ہے“..... بگ باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ  
کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے سامنے لگے ہوئے وال کلاک کی  
طرف دیکھا اور پھر اس نے میز کی مچلی دراز کھولی اور اس میں سے  
ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور  
ہیڈ کوارٹر کی مخصوص فریکوئنسی سے لنک کرنے لگا۔

”ہیڈ کوارٹر لنک۔ اور“..... رابطہ ملتے ہی ایک مشینی آواز سنائی  
دی۔

”بگ باس بول رہا ہوں۔ اور“..... بگ باس نے کرخت  
لہجے میں کہا۔

”لیس بگ باس۔ اور“..... مشینی آواز آئی۔



”یس بگ باس حکم۔ اوور“..... ٹنڈن نے کہا۔  
 ”تم اس وقت کہاں ہو۔ دارالحکومت میں یا دارالحکومت سے  
 باہر۔ اوور“..... بگ باس نے پوچھا۔  
 ”میں دارالحکومت میں ہی ہوں بگ باس۔ اوور“..... ٹنڈن نے  
 جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ تمہیں پاکیشیا کے کسی مانجو داڑ کے علاقے کے  
 بارے میں علم ہے۔ اوور“..... بگ باس نے کہا۔  
 ”یس باس۔ میں ایک دو بار جا چکا ہوں اس علاقے میں۔ یہ  
 قدیم ترین شہر ہے جو کھنڈرات سے بھرا ہوا ہے۔ اس علاقے میں  
 ایک شکار گاہ بھی ہے۔ دنیا بھر سے آنے والے سیاح یہاں ضرور  
 آتے ہیں اور پورا سال یہاں لوگوں کی گہما گہمی رہتی ہے البتہ سال  
 کے گرم ترین دنوں میں یہ علاقہ ویران ہو جاتا ہے۔ ان دنوں اس  
 علاقے میں یہی حال ہے۔ شدید گرمی کی وجہ سے کوئی یہاں نہیں  
 آتا۔ نہ سیاحت کرنے اور نہ شکار کھیلنے۔ اوور“..... ٹنڈن نے  
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت اس علاقے سے کتنی دور ہو۔ اوور“..... بگ باس  
 نے پوچھا۔

”کافی دور ہوں باس۔ اوور“..... ٹنڈن نے کہا۔  
 ”جتنی بھی دور ہو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم فوری طور پر  
 مانجو داڑ پہنچ جاؤ وہ بھی اگلے تین گھنٹوں تک۔ ان تین گھنٹوں میں

تم کسی بھی طرح مانجو داڑ پہنچو۔ تمہیں اپنے ساتھ ایک ڈیجیٹل کیمرہ  
 لے جانا ہے۔ مانجو داڑ میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت شکار کھیلنے  
 کے لئے پہنچا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسے فوراً ٹریس کرو اور  
 وہ جہاں بھی دکھائی دے اس کی نگرانی کرو۔ نگرانی کے دوران تم  
 نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ویڈیو بنانی ہے۔ اس کے ایک  
 ایک پل کی تم نے ویڈیو بنانی ہے۔ خاص طور پر تم نے ان لمحات کی  
 ویڈیو بنانی ہے جب عمران پر کارمارا کا وار ہو اور وہ اس وار میں  
 ہلاک ہو جائے۔ سمجھ گئے تم۔ اوور“..... بگ باس نے اسے ہدایات  
 دیتے ہوئے کہا۔

”کارمارا۔ میں سمجھا نہیں بگ باس۔ کارمارا کیا ہے اور اس  
 سے عمران کیسے ہلاک ہو گا۔ اوور“..... دوسری طرف سے ٹنڈن نے  
 حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بگ باس اسے کارمارا کے بارے میں  
 تفصیل بتانے لگا۔

”اوہ۔ ویری گڈ باس۔ کارمارا کے اس وار سے تو عمران کی  
 ہلاکت یقینی ہو جائے گی۔ وہ انتہائی دردناک اور کرب ناک موت  
 مارا جائے گا۔ اس پر کیا جانے والا کالے جادو کا یہ وار ہر صورت  
 میں کارگر ثابت ہو گا۔ اس کی موت میں اپنی آنکھوں سے بھی  
 دیکھوں گا اور اس کی مکمل ویڈیو بھی بناؤں گا۔ اوور“..... دوسری  
 طرف سے ٹنڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم ابھی مانجو داڑ روانہ ہو جاؤ۔ تمہارے پاس وقت بہت

عمران اور اس کے ساتھی ساکاشی جھاڑیوں سے دور ہٹ کر پھیل گئے تھے اور ان کی نظریں کھلے آسمان پر جمی ہوئی تھیں۔ سید قطب شاہ کی ہدایات کے مطابق ان کے پاس پانچ گھنٹوں کا وقت تھا۔ ان پانچ گھنٹوں میں عمران نے واقعی انتہائی دلجمعی کے ساتھ اس طرح نشانہ بازی کی مشقیں کرنا شروع کر دی تھیں جیسے وہ زندگی میں پہلی بار نشانہ بازی کی مشقیں کر رہا ہو۔ آسمان پر مختلف پرندے اڑ رہے تھے۔ جنہیں جولیا اور صفدر دوربینوں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر جولیا اور صفدر نے ایک سنہری عقاب دیکھا جو تیزی سے آسمان پر اڑ رہا تھا۔ پرندہ زمین سے تقریباً پچاس میٹر کی بلندی پر تھا۔

جولیا اور صفدر نے عمران کو سنہری عقاب کے بارے میں بتایا تو عمران بھی دوربین سے سنہری عقاب کو دیکھے لگا پھر اس نے دور مار جدید رائفل لی اور اس کی ٹیلی اسکوپ کی مدد سے سنہری عقاب کو

کم ہے..... بگ باس نے کہا۔  
 ”آپ فکر نہ کریں بگ باس۔ فاصلہ تو زیادہ ہے لیکن میرے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ میں دو گھنٹوں میں ہی مانجو داڑ پہنچ سکتا ہوں۔ اوور..... ٹنڈن نے جواب دیا۔  
 ”اوکے۔ وہاں پہنچتے ہی مجھے اطلاع کرنا۔ اوور..... بگ باس نے کہا۔

”لیس بگ باس۔ اوور..... ٹنڈن نے کہا۔  
 ”اوکے۔ اوور اینڈ آل..... بگ باس نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے دراز میں رکھا اور پھر اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھول کر اس پر دوبارہ کام کرنا شروع ہو گیا۔

دیکھنے لگا اور پھر اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور پچاس فٹ کی بلندی پر تیزی سے آسمان پر چکر کاٹنے والے سنہری عقاب کی آنکھ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ ماحول رائفل چلنے کی زور دار آواز سے گونج اٹھا اور دوسرے لمحے عمران کے ساتھیوں نے سنہری عقاب کو جھٹکا لگتے اور پھر ہوا میں قلابازیاں کھاتے نیچے گرتے دیکھا۔ تھوڑی ہی دیر میں سنہری عقاب دور جھاڑیوں میں جا گرا۔ جوزف اور جوانا کے ساتھ وہ سب تیزی سے اس طرف بھاگے۔ تھوڑی دیر بعد جوانا اس سنہری عقاب کو ٹانگوں سے پکڑے واپس آ گیا۔ وہ سب بے حد خوش دکھائی دے رہے تھے۔ عمران کے پوچھنے پر انہوں نے جب عمران کو بتایا کہ رائفل کی گولی سنہری عقاب کی ایک آنکھ سے گزر کر دوسری طرف سے نکل گئی ہے اور اس کی آنکھوں کی جگہ ایک سوراخ دکھائی دے رہا ہے تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

عمران نے واقعی سنہری عقاب کا انتہائی تیزی سے پرواز کرنے کے باوجود پرفیکٹ نشانہ لیا تھا اور اس کی آنکھ میں گولی مار کر اسے گرا دیا تھا۔ عمران کی بہترین نشانہ بازی پر وہ سب اسے داد دے رہے تھے۔ سنہری عقاب کی آنکھ کا نشانہ لینے کے باوجود عمران مطمئن نہ تھا۔ وہ مختلف طرز کی نشانہ بازیوں میں مصروف ہو گیا پھر اس نے ساکٹھی جھاڑیوں سے پچاس میٹر دور آ کر جھاڑیوں کے اوپر اڑنے والے پرندوں پر نشانہ بازی کرنا شروع کر دی۔ یہ دیکھ

دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھی حیران ہو رہے تھے کہ وہ جس پرندے کو بھی نشانہ بناتا تھا اور پرندہ دائرے میں موجود جھاڑیوں میں گرتے ہی یکجہت جل کر راکھ بن جاتا تھا۔ سید قطب شاہ ان کے ساتھ نہیں تھے۔ وہ کچھ دور ایک مسجد کے کھنڈر میں موجود تھے جہاں پر ایک چھوٹا سا حجرہ بنا ہوا تھا۔ سید قطب شاہ صاحب نے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا کہا تھا لیکن جوں جوں کارمارا کے نزدیک آنے کا وقت ہوتا جا رہا تھا ان کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ بار بار آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے عمران سے کہا کہ وہ پرانی مسجد کے حجرے میں جا کر عمران کے لئے دعا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ اس پر عمران کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ سید قطب شاہ صاحب تب سے پرانی مسجد کے حجرے میں گئے تھے اور اب تک نہ لوٹے تھے۔

”آپ کا نشانہ بے داغ ہے عمران صاحب۔ جس طرح سے آپ نے پچاس میٹر کی بلندی پر ایک سو بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑنے والے سنہری عقاب کی آنکھوں کو نشانہ بنایا ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس طرف آنے والی وہ ہنڈیا جسے کارمارا کہا جا رہا ہے آپ اسے بھی آسانی سے نشانہ بنا لیں گے“..... کیپٹن فلیل نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”میں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ میرا

نشانہ خطا نہ ہو۔ سید قطب شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق اگر میرا نشانہ پرفیکٹ رہا اور میں نے ہنڈیا کو ٹھیک ان جھاڑیوں کے اوپر نشانہ بنا لیا تو اس میں آگ لگ جائے گی اور وہ جلتی ہوئی ان جھاڑیوں پر گرے گی اور یہ جھاڑیاں جل کر خاک ہو جائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ ہنڈیا کو ایسے اسلحے سے نشانہ بنایا جائے کہ ہنڈیا کی آگ کے ساتھ ساتھ مزید آگ ان جھاڑیوں پر گرے اور یہ جھاڑیاں مکمل طور پر جل کر خاک ہو جائیں تاکہ ان میں پختی ہوئی شیطانی ذریعہ مکمل طور پر فنا ہو جائیں۔..... عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ اس ہنڈیا کو رائل سے نشانہ بنانے کی بجائے منی میزائل لانچر سے نشانہ بنائیں تاکہ ہنڈیا کے ساتھ آگ کا لاؤ ان جھاڑیوں پر گرے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”ویری گڈ۔ میں اتنی دیر سے مغز ماری کر رہا تھا لیکن مجھے کچھ بھائی نہ دے رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ شاید مجھ پر اس ہنڈیا کو تباہ کرنے کی ٹینشن ہے اس لئے یہ آسان سی بات ذہن میں ہی نہیں آ رہی تھی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا۔

”تب تو تمہیں اس کے لئے پہلے سے ہی منی میزائل سے اتنے فاصلے سے نشانہ بازی کی مشق کرنی چاہئے تاکہ ہنڈیا جیسے ہی ان جھاڑیوں کے اوپر آئے تم جھاڑیوں کا فاصلہ اور بلندی کو مد نظر

رکھتے ہوئے اسے نشانہ بنا سکو۔..... تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔

”ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ گولی کی رفتار اور میزائل کی رفتار میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ میزائل کے لئے بلندی تو کوئی معنی نہیں رکھتی لیکن فاصلہ اور ہنڈیا کی رفتار کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے اتنے ہی فاصلے سے نشانہ بازی کی مشق کرنی پڑے گی تاکہ عین وقت پر کسی بھی صورت میں میرا نشانہ نہ چوک سکے اور ہنڈیا ٹھیک ان جھاڑیوں پر ہی گر کر تباہ ہو۔..... عمران نے کہا۔

”تو میں ایسا کرتا ہوں کہ یہاں سے ساکاشی جھاڑیوں کا جتنا فاصلہ ہے اس سے دو گنے فاصلے پر میرا مطلب ہے دوسری طرف سو میٹر کے فاصلے پر چلا جاتا ہوں اور وہاں سے میزائل فائر کرتا ہوں۔ تم یہاں رک کر میرے فائر کئے ہوئے میزائل کو نشانہ بناؤ۔ میزائل کی رفتار اور اس کی بلندی سامنے رکھ کر جب تم میرے چلائے ہوئے میزائل کو نشانہ بنا کر مخصوص جگہ گراؤ گے تو تمہارا نشانہ پختہ ہو جائے گا۔..... تنویر نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ سید قطب شاہ صاحب نے آپ کو پچاس میٹر کے فاصلے سے اس ہنڈیا کو نشانہ بنانے کا کہا ہے۔ تنویر بھی اگر سو میٹر دور چلا جائے اور آپ کی طرف پچاس میٹر کی دوری پر ہم ایک دائرہ بنا دیتے ہیں۔ تنویر اس دائرے کی سمت میں فائر کرے گا اور جیسے ہی تنویر کا میزائل اس دائرے کے اوپر آئے گا آپ اسے نشانہ بنائیں۔ اگر آپ نے پرفیکٹ نشانہ لیا تو تنویر اور آپ کا

نے میزائل گن ہاتھ میں لی اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اسی لمحے انہیں شائیں کی تیز آواز سنائی دی اور انہیں دور سے ایک میزائل تیزی سے آگ اگلتا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عمران کی نظریں اس میزائل پر جم گئیں۔ اس نے فوراً ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن سیدھی کی اور ہوا میں تیرتے ہوئے میزائل کا نشانہ لینے لگا۔ وہ سب دم سادھ کر کھڑے تھے۔ آگ اگلتا میزائل انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کی انگلی میزائل گن کے ٹرن پر تھی۔ وہ میزائل کے دائرے کے عین اوپر آنے کا انتظار کر رہا تھا اور پھر جیسے ہی میزائل چوہان، نعمانی اور صدیقی کے بنائے ہوئے دائرے تک پہنچنے کے قریب ہوا عمران نے یکفخت فار کر دیا۔ شائیں کی تیز آواز کے ساتھ اس کی گن سے بھی میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ لمحوں میں تنویر کا چلایا ہوا میزائل اس دائرے کے عین اوپر آ گیا اور پھر دوسرے لمحے عمران کے چلایا ہوا میزائل اس میزائل سے ٹکرایا۔ یکفخت، یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکے ہوئے، آسمان پر آگ کا الاؤ سا اٹھا اور تیزی سے نیچے گرتا نظر آیا۔ یہ دیکھ کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا کہ آگ کا ملبہ ٹھیک اس دائرے میں گرا تھا جو صدیقی، چوہان اور نعمانی نے بنایا تھا۔ عمران کا پرفیکٹ نشانہ دیکھ کر اس کے ساتھی عمران کو بے اختیار داد تحسین دینے لگے۔

”اب اس بات پر کوئی شک نہیں ہے عمران صاحب کہ آپ

میزائل ٹھیک ہمارے بنائے ہوئے دائرے میں گریں گے اور آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا پھر واقعی آپ کو تیز رفتاری سے آتی ہوئی نڈیا کو بھی نشانہ بنانے میں مشکل نہ ہوگی“..... صدیقی نے کہا۔ صرف مشورے دینے سے کام نہیں چلے گا۔ وقت کم ہے۔ صر۔ آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے۔ ہنڈیا ٹھیک آدھے گھنٹے تک یہاں پہنچ جائے گی جو کرنا ہے جلد کرلو“..... جولیا نے کہا۔

”اوکے۔ میں دوسری طرف جاتا ہوں۔ چوہان، خادر، صدیقی تم میرے ساتھ چلو۔ یہاں سے پچاس میٹر کے فاصلے پر تم نے جھاڑیوں کے گرد اتنا ہی بڑا دائرہ بنانا ہے جتنا سا کٹھی جھاڑیوں کا دائرہ ہے۔ میں آگے بڑھ جاؤں گا اور سو میٹر دور جاتے ہی منی میزائل گن سے میزائل فار کر دوں گا تاکہ پچاس میٹر کی رینج میں آتے ہی عمران اس میزائل کو نشانہ بنا سکے“..... تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... ان تینوں نے کہا اور تنویر نے جوزف کے بیگ سے منی میزائل گن لی اور پھر وہ چاروں تیز تیز چلتے ہوئے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ جوزف نے ایک اور میزائل گن نکال کر عمران کو دے دی۔ نعمانی، خادر اور صدیقی اپنے ساتھ سیاہ سپرے کین لے گئے جس سے وہ سیاہ رنگ سے دائرہ بنا سکتے تھے۔ انہوں نے پچاس میٹر کے فاصلے پر سپرے کین سے سیاہ رنگ کا دائرہ بنانا شروع کر دیا۔

دائرہ بنا کر وہ تینوں واپس آ گئے جبکہ تنویر دور چلا گیا تھا۔ عمران

تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کی نظریں دور سے آتے ہوئے دونوں میزائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں میزائل اس کی رینج میں آ گئے اور پھر عمران کی منی میزائل گن سے یکے بعد دیگرے دو میزائل نکلے اور بجلی کی سی تیزی سے تنویر کے چلائے ہوئے میزائلوں کی طرف لپکے۔ تھوڑی ہی دیر میں ماحول ایک بار پھر زور دار دھاکوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے دونوں میزائلوں کا نشانہ لے کر انہیں ٹھیک اسی دائرے پر گرایا تھا۔

”اب تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا نشانہ بے داغ ہے۔ آپ نے پہلے ایک اور پھر ایک ساتھ دو میزائلوں کا نشانہ لے کر جس طرح سے انہیں ہمارے بنائے ہوئے دائرے میں گرا دیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس قرہ ارض کے ٹاپ شوٹر ہیں۔ آپ سے بڑھ کر بہترین نشانہ باز اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے“..... نعمانی نے کہا۔

”بس اب دعا کرو کہ جس طرح سے میں ان میزائلوں کو نشانہ بنانے میں کامیاب ہوا ہوں اسی طرح میں کارمارا ہنڈیا کو بھی نشانہ بنا سکوں۔ نہ صرف نشانہ بنا سکوں بلکہ اس ہنڈیا کو سا کاٹھی جھاڑیوں پر گرا سکوں تاکہ ان جھاڑیوں میں پنپتی ہوئی شیطانی ادریتیں فنا ہو سکیں“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ چونکہ معاملہ انتہائی نازک اور خوفناک تھا اس لئے عمران کافی حد تک سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

آسانی سے کارمارا ہنڈیا کو نشانہ بنا سکتے ہیں“..... خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تنویر کو کہو کہ وہ ایک اور میزائل اسی ڈائریکشن میں فار کرے“..... عمران نے کہا۔

”کیوں آپ اپنے اس نشانے سے مطمئن نہیں ہیں کیا“۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں ہر حال میں کارمارا کو نشانہ بنانا چاہتا ہوں اس لئے میں اپنے نشانے کو مزید پرفیکٹ کرنا چاہتا ہوں اس لئے تنویر سے کہو کہ وہ یکے بعد دیگرے دو میزائل فار کرے“..... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا۔ چونکہ تنویر ان سے کافی دور تھا اس لئے وہ اسے پکار کر دوبارہ میزائل فار کرنے کا نہیں کہہ سکتے تھے اس لئے صفدر نے تنویر سے سیل فون پر رابطہ کیا اور اسے عمران کی ہدایات کے بارے میں بتایا۔ تھوڑی ہی دیر بعد دور سے ایک اور میزائل آسمان پر بلند ہوتا دکھائی دیا۔ اس میزائل کے ایک لمحے بعد ایک اور میزائل پہلے میزائل کے پیچھے لپکتا دکھائی دیا۔ عمران پہلے ہی مخصوص پوائنٹ پر کھڑا تھا۔

”دونوں میزائل فار ہو چکے ہیں عمران صاحب اور دونوں اسی ڈائریکشن پر ہیں جس طرف تنویر نے پہلے میزائل فار کیا تھا“۔ صفدر نے دور بین سے میزائلوں کو دیکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا

”آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ ان شیطانی ذریات کے فنا ہونے کا وقت آ گیا ہے اور یہ آپ کے ہی ہاتھوں فنا ہوں گی اور آپ کسی بھی صورت میں کارمارا کا شکار نہیں بنیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ آپ کے سر پر نیک بزرگوں کا ہاتھ ہے اور پھر آپ کی اماں بی کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی ساحر سحر کر کے آپ کو ہلاک کر سکے اور پھر ہمارے ساتھ سید قطب شاہ صاحب بھی تو موجود ہیں جو نیک انسان ہیں۔ وہ یقیناً ہماری مدد کریں گے“..... کیپٹن ٹھکیل نے کہا۔

”ہم یہاں نیک کام کے لئے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے

ساتھ ہے اور یہ آپ ہی کہتے ہیں کہ خیر و شر کے مقابلے میں جیت ہمیشہ خیر کی ہوتی ہے۔ آپ کو یہ لڑائی حق کے لئے لڑنی ہے اور یہ طے ہے کہ حق کے مقابلے میں باطل کبھی کامیاب نہیں ہو سکا ہے اور نہ کبھی ہوگا“..... صدیقی نے کہا۔

”یہ سب تم مجھے سمجھا رہے ہو یا درس دے رہے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

”ہم نے آپ کو کیا درس دینا ہے عمران صاحب۔ ہم تو بس آپ کا حوصلہ بڑھا رہے ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمارے پاس اب وقت کم ہے اگلے دس منٹ بعد کارمارا یہاں پہنچ جائے گی اور پھر.....“ صالحہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”انشاء اللہ آپ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب رہیں گے۔ کارمارا ہنڈیا کو آپ یقیناً تباہ کر دیں گے اور اس ہنڈیا کی وجہ سے ان جھاڑیوں میں بھی آگ لگ جائے گی اور جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی شیطانی ذریعتیں بھی فنا ہو جائیں گی“..... صفدر نے کہا۔

”اب تک عمران نے جتنی بھی نشانہ بازی کی ہے یہ اس میں پرفیکٹ رہا ہے۔ اس کا ایک بھی نشانہ نہیں چوکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود عین وقت پر اس کا نشانہ چوک گیا اور یہ جادوئی ہنڈیا کو نشانہ نہ بنا سکا تو کیا ہوگا“..... جولیا نے متفکر لہجے میں کہا۔

”تو میں شیطانی موت کا شکار ہو جاؤں گا اور کیا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے اپنی جان کا کوئی خوف نہیں ہے کہ تم شیطانی موت کا شکار بن جاؤ گے“..... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”خوف والی تو کوئی بات نہیں ہے لیکن مجھے اس بات کی فکر ہے کہ اگر میرا نشانہ خطا ہو گیا تو یہ شیطانی ذریات فوج جائیں گی اور اگر میں کارمارا ہنڈیا کا شکار بن گیا تو ان جھاڑیوں میں پھنسنے والی ذریات ختم نہیں ہو سکیں گے اور یہ شیطانی ذریات پنپ پر پوری دنیا میں پھیل جائیں گی اور شیطانیت کا پرچار کریں گی۔ مجھے اپنی موت کا کوئی خوف نہیں ہے لیکن میں دنیا کو ان شیطانی ذریعتوں سے بچانا چاہتا ہوں ہر صورت میں اور ہر حال میں“..... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

وہ سب چونک پڑے۔ عمران نے فوراً دور بین ایڈجسٹ کی اور پھر وہ اس سمت دیکھنے لگا جس طرف جولیا نے اشارہ کیا تھا۔ اسی لمحے اسے ایک سیاہ رنگ کی ہنڈیا دکھائی دی جو تیزی سے گھومتی ہوئی اور اڑتی ہوئی اس طرف آ رہی تھی۔ ہنڈیا پر سرخ رنگ کا ایک کپڑا بندھا ہوا تھا اور وہ نہایت تیز رفتاری سے اسی جانب آ رہی تھی جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”یہ تو کافی بڑی ہنڈیا ہے“..... کیپٹن ٹکلیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس میں کالے جادو کا مواد بھرا ہوا ہے۔ عمران کیا تمہیں نظر آئی ہنڈیا“..... جولیا نے پہلے کیپٹن ٹکلیل کی بات کا جواب دیا اور پھر چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ میں نے دیکھ لی ہے“..... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے آنکھوں سے دور بین ہٹا لی تھی۔ سیاہ رنگ کی ہنڈیا تیزی سے گھومتی اور اڑتی ہوئی جلد ہی قریب آ گئی اور اب وہ سب اسے بغیر دور بین کے بھی دیکھ سکتے تھے۔ عمران نے دور بین ایک طرف رکھی اور پھر وہ میزائل گن لے کر اس ہنڈیا کو دیکھنے لگا۔ ہنڈیا کو دیکھ کر اس نے فوراً آیت الکرسی کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اس ہنڈیا کی طرف دیکھ رہا تھا جو اڑتی ہوئی اسی راستے کی طرف آ رہی تھی جہاں پر ساکاشی کی مھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔

”مس صالحہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ وقت واقعی کم ہے۔ عمران صاحب آپ کو پوزیشن سنبھال لینی چاہئے“..... چوہان نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے چلو“..... عمران نے کہا تو وہ سب پلٹ کر ایک طرف بڑھ گئے۔ تنویر بھی ان کے پاس آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ سب اپنی مخصوص جگہوں پر بیٹھ گئے۔ صفدر، کیپٹن ٹکلیل اور جولیا کے پاس دور بین تھی وہ اونچی جگہوں پر جا کر دور بین سے مشرق کی جانب دیکھنے لگے۔ سید قطب شاہ صاحب نے انہیں پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ کارمارا مشرق کی جانب سے آئے گی۔

آسمان صاف تھا اس لئے انہیں با آسانی دور کا منظر بھی دکھائی دے رہا تھا۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا تھا۔ عمران ایک کھنڈر کی چھت پر تھا۔ اس کے پاس بھی دور بین تھی وہ بھی بار بار دور بین آنکھوں سے لگائے مشرق کی جانب دیکھ رہا تھا لیکن اسے کوئی ہنڈیا دکھائی نہ دے رہی تھی۔ دور بین سے ہنڈیا کو دیکھنے کے لئے وہ بار بار اپنی ریٹ وایج دیکھ رہا تھا۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا تھا۔ عمران مطمئن تھا لیکن جوں جوں وقت گزر رہا تھا اس کے ساتھیوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور ان سب کے چہرے ست سے گئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں عمران کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے۔

”وہ رہی۔ وہ رہی ہنڈیا“..... اچانک جولیا نے چیخ کر کہا۔ اس نے ساتھ ہی انگلی کا اشارہ بھی کیا تھا۔ اس کی انگلی کا اشارہ دیکھ کر



”ہنڈیا نزدیک آ گئی ہے عمران۔ جلدی کرو اس کا نشانہ لو“..... جولیا نے چیختے ہوئے کہا لیکن عمران جیسے اس کی آواز سن ہی نہ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر ہنڈیا کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے میزائل گن والا ہاتھ اوپر کیا اور ہنڈیا کا نشانہ لینے لگا۔ چند لمحے وہ ہنڈیا کا نشانہ لیتا رہا اور پھر ہنڈیا جب ساکاشی جھاڑیوں کے اوپر آنے سے محض بیس پچیس فٹ کی دوری پر رہ گئی تو اچانک عمران نے گن کا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے شائیں کی آواز کے ساتھ منی میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک لمحہ سے بھی کم وقفے میں عمران نے ایک اور میزائل فائر کر دیا۔ دونوں میزائل آگ اگلے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں ہنڈیا کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی ہنڈیا ساکاشی کی جھاڑیوں کے عین اوپر پہنچی اسی لمحے عمران کا میزائل اس ہنڈیا سے جا ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا میزائل بھی عین اس مقام پر پھٹا جہاں پہلا میزائل بلاسٹ ہوا تھا۔ آگ کا ایک طوفان سا بلند ہوا اور پھر تیزی سے نیچے گرتا دکھائی دی۔

”ہرا ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ عمران نے کار مارا ہنڈیا کو ہٹ کر دیا ہے۔ ہنڈیا اور میزائلوں کا ملبہ ساکاشی جھاڑیوں پر گر رہا ہے۔ دیکھو جھاڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی ہے۔ جھاڑیاں جل رہی ہیں“..... اچانک جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران نے واقعی پرفیکٹ نشانہ لیا تھا۔ میزائل ہنڈیا سے ٹکرایا تھا اور ابھی ہنڈیا

پہلی نہیں تھی کہ دوسرے لمحے دوسرا میزائل اس سے ٹکرایا گیا جس سے آگ کی شدت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا اور آگ کے بڑے بڑے شعلے ساکاشی جھاڑیوں کے عین اوپر گر گئے اور ان جھاڑیوں میں یلکھت آگ بھڑک اٹھی۔ جیسے ہی جھاڑیوں میں آگ لگی انہیں ہر طرف سے ایسی تیز اور خوفناک چیخوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں جیسے بے شمار بدروحیں بری طرح سے چیخ چلا رہی ہوں۔ ان کی لہرائی ہوئی خوفناک چیخوں کی آوازیں سن کر وہ سب ایک لمحے کے لئے لرز کر رہ گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جلتی ہوئی ان جھاڑیوں کو دیکھنے لگے۔ اسی لمحے اچانک سیاہ رنگ کی کوئی چیز جھاڑیوں سے نکلی اور بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے جھاڑیوں میں کوئی دشمن چھپا بیٹھا ہو اور اس نے یلکھت عمران پر فائر کر دیا ہو۔ عمران نے اس چیز سے بچنے کی کوشش کی لیکن سیاہ رنگ کا ایک پتھر سا آ کر ٹھیک اس کی پیشانی سے لگا۔ عمران کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کمر کے بل گرتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سارے جسم میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ وہ کھنڈر کی چھت پر گر رہا اور بری طرح سے تڑپنے لگا اور پھر اس کے ذہن پر یلکھت گہری تاریکی مسلط ہوتی چلی گئی۔ اس نے سر جھٹک جھٹک کر دماغ میں چھانے والے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دوسرے لمحے وہ ساکت ہو گیا۔

”ہاں۔ میں نے بھی“..... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس کھنڈر میں گھستے چلے گئے جس کی چھت پر عمران موجود تھا۔ وہ کھنڈر کی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آئے اور پھر چھت پر آتے ہی وہ سب ساکت سے ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے عمران کو زمین پر چپت اور ساکت پڑا ہوا دیکھا تھا۔

”عمران عمران“..... جولیا نے چیخ کر کہا اور وہ بے تابی کے عالم میں عمران کی طرف دوڑی۔ اس کے ساتھی بھی دوڑ کر عمران کے پاس آئے اور یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر فکر مندی کے تاثرات نمودار ہو گئے کہ عمران کے جسم میں کوئی حرکت دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اس کا چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا۔ نہ صرف چہرہ بلکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں بھی سیاہ ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

”عمران عمران۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ عمران“..... جولیا نے کہا اور تیزی سے عمران پر جھپٹی۔ اس نے عمران کی نبض، اس کے دل کی دھڑکن چیک کی تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”یہ زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے“..... جولیا نے کہا۔

”لیکن وہ سیاہ رنگ کی کیا چیز تھی جو جلتی ہوئی ساکھٹی کی مہاڑیوں سے نکل کر عمران کے سر سے نکل رہی تھی“..... تنویر نے اونٹ چباتے ہوئے کہا۔

سیاہ رنگ کی وہ چیز جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی جھاڑیوں سے نکل کر عمران کی طرف جاتے ہوئے دیکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھی چیخ کر عمران کو اس چیز سے بچنے کا کہتے وہ چیز پوری قوت سے عمران کی پیشانی سے نکل رہی اور انہوں نے عمران کو بری طرح سے چیختے اور الٹ کر گرتے دیکھا۔ عمران کی چیخ سن کر اور اسے اس بری طرح سے الٹ کر گرتا دیکھ کر وہ سب ایک لمحے کے لئے جیسے مہووت سے ہو کر رہ گئے۔

”عمران۔ عمران کو کچھ ہوا ہے“..... کچھ دیر بعد اچانک جولیا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے کھنڈر کی سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔ اسے بھاگتا دیکھ کر اس کے ساتھی بھی تیزی سے اس کھنڈر کی طرف دوڑنے لگے جس کی چھت پر عمران موجود تھا۔

”میں نے عمران کو اس سیاہ پتھر نما چیز سے ہٹ ہوتے دیکھا ہے“..... صفدر نے دوڑ کر جولیا کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”باس پر کالاٹی کا حملہ ہوا ہے۔ ایک بڑی کالاٹی باس کے جسم میں حلول کر گئی ہے اور اس نے باس کے جسم پر اپنا قبضہ کر لیا ہے۔“ جوزف نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کالاٹی۔ کیا مطلب۔ کالاٹی سے تمہاری کیا مراد ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ ان جھاڑیوں کی سیاہ بدروح تھی جو آگ سے بچ کر جھاڑیوں سے نکل آئی تھی اور شاید اس نے دیکھ لیا تھا کہ باس نے اس کی نسل ختم کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ جھاڑیوں سے نکل کر گولی کی سی رفتار سے باس کی طرف آئی اور باس کے سر سے ٹکرا کر اس کے جسم میں سما گئی۔ اب باس کا جسم اس بدروح کے قبضے میں ہے۔“ جوزف نے اسی طرح سے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ کارمارا ہنڈیا ٹھیک جھاڑیوں کے اوپر گری تھی۔ ساری جھاڑیاں اور ان میں موجود شیطانی ذریات جل کر خاکستر ہو گئی تھیں پھر کوئی ذریت بچ کر جھاڑیوں سے باہر کیسے آ سکتی ہے اور وہ عمران کے جسم میں کیسے سما سکتی ہے۔“ تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ باس کی آنکھیں خون کی طرح سے سرخ ہیں۔ ابھی چند ہی لمحوں میں باس کو تیز بخار ہو جائے گا اور یہ بخار کم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ باس

”پتہ نہیں۔ وہ چیز پتھر جیسی لگ رہی تھی اور میزائل سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے عمران صاحب کی طرف بڑھی تھی۔ اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ عمران صاحب اس سے خود کو نہ بچا سکے اور وہ چیز عمران صاحب کے سر سے ٹکرائی اور یہ چیخ مار کر گر گئے۔“ خاور نے کہا۔ ان سب کے چہروں پر فکر مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہیں عمران کی بے ہوشی سے زیادہ اس کے جسم کی جلد سیاہ ہونے کی پریشانی تھی۔

”میں دیکھتا ہوں باس کو۔“ جوزف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا جوزف آگے بڑھ کر تیزی سے عمران پر جھک گیا۔ اس نے دو انگلیوں سے عمران کی آنکھوں کے پونٹے اٹھائے اور پھر وہ یلکھت بوکھلا کر سیدھا ہوا اور عمران سے یوں دور ہٹا چلا گیا جیسے عمران نے بے ہوشی کی حالت میں اس کے سینے پر زور دار مکا مار دیا ہو۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ جوزف نے عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف دکھائی دے رہا تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا دیکھا ہے تم نے عمران کی آنکھوں میں جو تم اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہو۔“ جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیرت سے اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

کے جسم کی حدت اس حد تک بڑھ جائے گی کہ باس کے جسم پر آبلے سے پڑنا شروع ہو جائیں گے۔ آبلے جب خود بخود پھٹیں گے تو ان سے انتہائی خوفناک سرائنڈ نکلے گی جو کوئی برداشت نہ کر سکے گا۔ اگر جلد سے جلد باس کا علاج نہ کیا گیا تو یہ چند ہی روز میں بے موت مارے جائیں گے۔۔۔۔۔ جوزف نے اسی طرح سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہونہر تمہاری یہ باتیں عمران کی حد تک ٹھیک ہیں۔ ہمارے سامنے ایسی منحوس اور بے معنی باتیں نہ کیا کرو۔۔۔۔۔ تویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ باس پر جلکائی کا اثر ہوا ہے یہ ابھی کالے بخار کا شکار ہو جائیں گے اور پھر۔۔۔۔۔“ جوزف نے اسی لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ کچھ نہیں ہو گا عمران کو جوزف۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ صرف بے ہوش ہے۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔۔۔۔۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

”تمہارا یہ ساتھی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ عمران بیٹے پر کالے جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ اسے اب ہوش نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ اچانک ایک تیز اور دبنگ آواز سن کر وہ سب چونک پڑے۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اور وہ سب چونک پڑے کہ زینوں کے پاس سید قطب شاہ صاحب موجود تھے۔

”آپ۔۔۔۔۔ ان سب کے منہ سے نکلا۔  
”ہاں میں۔ کیوں مجھے دیکھ کر حیران کیوں ہو رہے ہو۔۔۔۔۔ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”نہیں۔ ہم آپ کو دیکھ کر حیران نہیں ہوئے آپ کی بات سن کر حیران ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ صفر نے جلدی سے کہا۔ سید قطب شاہ صاحب آگے بڑھے اور پھر وہ عمران کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی عمران کی آنکھوں کے پوٹے اٹھا کر اس کی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور پھر انہوں نے پہلے عمران کے ماتھے پر ہاتھ رکھا اور پھر انہوں نے ہاتھ عمران کے سینے پر دل کے مقام پر رکھ دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر وہ اسی طرح سے بیٹھے رہے اور پھر انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔

”غلطی ہو گئی۔ بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔ سید قطب شاہ صاحب نے انتہائی متفکرانہ لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔  
”غلطی۔ کیا مطلب۔ کیسی غلطی۔ آپ کے کہنے پر عمران نے سیاہ ہنڈیا کو ٹھیک ان جھاڑیوں پر نشانہ بنایا تھا اور ہم نے ہنڈیا کو تباہ ہو کر ان جھاڑیوں پر ہی گرتے دیکھا تھا۔ جھاڑیوں میں آگ بھی لگی تھی اور ان میں موجود شیطانی ذریات کی چیخیں بھی ہم سب نے سنی تھیں۔ پھر کس سے ہوئی غلطی اور کون سی غلطی۔۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں نے عمران سے کہا تھا کہ یہ کار مارا کی آمد سے پہلے اپنا

کے کھلے رہ گئے۔

”مم مم۔ موت کا اندھیرا“..... صالح نے ہٹکا کر کہا۔  
 ”ہاں۔ عمران کا جسم سیاہ ہو گیا ہے۔ اس کا دماغ گہری نیند میں سو گیا ہے۔ اس کا جسم کالے بخار میں مبتلا ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کا بخار بڑھتا جائے گا اور اس کا جسم مزید سیاہ ہوتا جائے گا چونکہ عمران نے کارمارا کو تباہ کرنے سے پہلے چند آیات پڑھ لی تھیں اس لئے اس پر ہونے والے ہلاکت خیز وار نے فوری اثر نہیں کیا ہے ورنہ یہ اسی وقت جل کر بھسم ہو جاتا جب شیطانی ذریت آگ سے نکل کر اس کے سر سے ٹکرائی تھی۔ عمران کے دل اور دماغ میں چونکہ روشن کلام تھا اس لئے یہ صرف بے ہوش ہوا ہے لیکن اس کی یہ بے ہوشی عارضی نہیں ہے۔ اگر اس کا بخار بڑھتا گیا اس کا جسم سیاہ ہوتا گیا تو یہ اسی حالت میں مر سکتا ہے۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب کانپ کر رہ گئے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شاہ صاحب۔ کک کک۔ کیا واقعی عمران صاحب اسی حالت میں مر جائیں گے“..... چوہان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اگر جلد سے جلد اس کا علاج نہ کیا گیا۔ اس کا بخار نہ اترے اور اس کے جسم کی سیاہی ختم نہ کی گئی تو اس کا زندہ بچنا ناممکن ہو جائے گا“..... سید قطب شاہ صاحب نے اسی انداز میں کہا۔

”علاج۔ ٹھیک ہے۔ ہم ان کا علاج کرائیں گے۔ ہم ابھی

نشانہ اور زیادہ پختہ کرے۔ بار بار کرے تاکہ کارمارا کا نشانہ لینے سے یہ کسی طور پر نہ چوک سکے۔ چونکہ اس وقت کارمارا کے آنے میں وقت تھا اس لئے اسے نشانہ بازی کی مشقوں کی اشد ضرورت تھی اور اس نے میری اس ہدایات پر مکمل عمل کیا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے عمران سمیت تم سب کو یہ ہدایات بھی دی تھیں کہ بنب کارمارا کا نشانہ لینے کا وقت قریب آ جائے تو تم سب وضو ضرور کر لینا۔ کیا عمران یا تم میں سے کسی نے وضو کیا تھا۔“ سید قطب شاہ صاحب نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہرے ست گئے۔ انہیں واقعی آخر میں سید قطب شاہ صاحب نے با وضو رہنے کی ہدایات دی تھی لیکن وہ عمران کی نشانہ بازی کی پریکٹس دیکھنے میں اس قدر محو ہو گئے تھے کہ ان میں سے کسی ایک حتیٰ کہ عمران کو بھی وضو کرنے کا خیال نہ آیا تھا۔

”عمران نے نشانہ لیا۔ اس کا نشانہ بھی کامیاب رہا اور اس نے ان جھاڑیوں سمیت جھاڑیوں میں پھنسنے والی شیطانی ذریعوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیا ہے لیکن ان میں سے ایک ذریت کو آگ سے نکلنے کا موقع مل گیا اور وہ آگ سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف آئی اور اس کے سر سے ٹکرائی گئی۔ اس نے اپنا شیطانی سایہ عمران پر ڈالا اور اس کے جسم میں حلول کر گئی۔ اب عمران اس شیطانی ذریت کا شکار ہو کر موت کے اندھیرے میں پہنچ چکا ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو ان سب کے منہ کھلے

تک زندہ ہے اس وقت تک عمران بیٹے کا علاج نہیں کر سکتا اور عمران بیٹے کے جسم میں جو شیطانی ذریت حلول کر گئی ہے وہ اسی صورت میں اس کے جسم سے باہر نکل سکتی ہے جب وہ ساحر ہلاک ہو جائے۔ اس ساحر کے ہلاک ہوتے ہی عمران بیٹے کے جسم میں حلول شیطانی ذریت بھی فنا ہو جائے گی تب میں آسانی سے اس کا علاج کر کے اس کی زندگی بچا سکتا ہوں ورنہ نہیں..... سید قطب شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

”کہاں ہے وہ ساحر۔ کیا آپ مجھے اس کا پتہ ٹھکانہ بتا سکتے ہیں۔ میں ابھی جا کر اس کی بوٹیاں اڑا دیتا ہوں۔ اسے ہلاک کر دیتا ہوں تاکہ باس کی جان بچائی جاسکے.....“ ٹائیگر نے کہا۔

”سردار بھورا کے بارے میں تم سب کو میں نے پہلے ہی ساری تفصیل بتا دی تھی۔ وہ کافرستان علاقے میں موجود ہے۔ اس کے بارے میں مجھے جو کچھ معلوم ہے میں تمہیں بتا دوں گا۔ تم سب تو وہاں نہیں جا سکتے لیکن تم میں سے تین افراد ضرور وہاں پہنچ سکتے ہیں اور اگر وہ تین افراد وہاں پہنچ جائیں تو وہ سردار بھورا کو جا کر ہلاک کر سکتے ہیں۔ سردار بھورا کے ہلاک ہوتے ہی عمران بیٹے کے جسم میں حلول شیطانی ذریت فنا ہو جائے گی اور عمران بیٹے کی طبیعت سنبھل جائے گی اور پھر میں اس کا علاج کر کے اس کی جان بچا سکتا ہوں.....“ سید قطب شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

”تین کیوں ہم سب کافرستان جائیں گے۔ سردار بھورا جہاں

انہیں یہاں سے لے جاتے ہیں اور انہیں کسی ہسپتال میں لے جا کر ایڈمٹ کرا دیتے ہیں.....“ خاور نے کہا۔

”نہیں۔ عمران بیٹے کا علاج کسی ہسپتال میں نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس دنیا کا کوئی ماہر ترین ڈاکٹر بھی اب اس کا علاج کر سکتا ہے۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ اگر کوئی ڈاکٹر ان کا علاج نہیں کرے گا تو پھر یہ ٹھیک کیسے ہوں گے.....“ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے پر شیطانی وار ہوا ہے۔ اس لئے یہ روحانی طریقے سے ہی ٹھیک ہو سکتے ہیں اور کوئی طریقہ نہیں ہے.....“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”آپ بزرگ ہیں۔ نیک آدمی ہیں تو پھر آپ کیوں نہیں کر رہے عمران صاحب کا علاج.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ میں عمران کا علاج کر سکتا ہوں اور اس کی زندگی بھی بچا سکتا ہوں لیکن عمران بیٹے کا علاج میں اسی وقت کر سکتا ہوں جب اس کے جسم میں حلول شیطانی ذریت کو باہر نکال دیا جائے اور یہ کام میں نہیں کر سکتا.....“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”آپ نہیں کر سکتے تو پھر کون کر سکتا ہے۔ کون عمران کے جسم سے شیطانی ذریت کو باہر نکال سکتا ہے.....“ جولیا نے کہا۔

”عمران پر وار کرنے والا کالے جادو کا ساحر سردار بھورا جب

سکی ہے اور عمران نے اس کی کار مارا کو تباہ کر دیا ہے۔ وہ غصے سے پاگل ہو چکا ہے اور وہ اپنے حملے کی ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے عمران پر مزید کالا جادو چلا سکتا ہے۔ جب تک عمران میرے ساتھ حجرے میں رہے گا اس وقت تک سردار بھورا کا کوئی کالا جادو اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں عمران بیٹے اور تمہارے بہت سے دشمن بھی موجود ہیں جو تمہیں اور عمران بیٹے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتے ہیں اس لئے تم سب کا حجرے کے ارد گرد رہ کر خود کو اور عمران بیٹے کو بچانا بے حد ضروری ہے۔ اگر تم سب یہاں سے چلے گئے تو دشمنوں کو موقع مل جائے گا اور وہ حجرے میں داخل ہو کر عمران بیٹے کو ہلاک کر سکتے ہیں اور مجھ بوڑھے میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ میں اسے دشمنوں سے بچا سکوں..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”اوہ۔ کون ہیں وہ دشمن اور کہاں ہیں؟“ صفر نے چونک کر کہا۔

”وہ یہیں اسی علاقے میں موجود ہیں۔ ان کا تعلق اسی ہردیال سنگھ سے ہے جس نے عمران پر جان لیوا کالا جادو کا حملہ کرایا ہے..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ ان کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک انٹرز سے ہے؟“ جولیا نے چونک کر کہا۔

”ہاں..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

بھی موجود ہے ہم جا کر اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ سردار بھورا ہی کیوں ہم وہاں جا کر اس کے سارے شیطانی قبیلے کو ہی تباہ و برباد کر دیں گے اور بلیک انٹرز کے چیف کرنل ہردیال سنگھ کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے جس نے عمران صاحب پر سا حرا نہ حملہ کرنے کے لئے سردار بھورا کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ہم وہاں جا کر اسے اور اس کی پوری ایجنسی کو ختم کر دیں گے..... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں تم سب کو جانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس وقت سرکاری ایجنسی کو تباہ کرنے سے اہم سردار بھورا کو ہلاک کرنا ہے اور یہ کام صرف تین افراد ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے تم میں سے تین افراد وہاں جائیں گے اور بھورا قبیلے میں جا کر سردار بھورا تک پہنچیں گے اور اسے ہر قیمت پر ہلاک کریں گے..... سید قطب شاہ صاحب نے سخت لہجے میں کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

”کون ہیں ہم میں سے وہ تین آدمی جنہیں آپ اس کام کے لئے بھیجنا چاہتے ہیں؟“ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ابھی نہیں۔ پہلے تم عمران بیٹے کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ حجرے میں چلو۔ میں عمران بیٹے کو حجرے میں رکھ کر اس کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں کیونکہ سردار بھورا کو اس بات کا پتہ چل چکا ہے کہ اس کی کار مارا ناکام ہوئی ہے۔ کار مارا عمران کو ہلاک نہیں کر

”میں سمجھ گیا۔ شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ یہ عمران صاحب کو لے کر حجرے میں جائیں تاکہ وہ ساحر سردار بھورا عمران صاحب پر پھر کوئی سحر نہ کر سکے اور اگر بلیک ہنرز کے ایجنٹ یہاں عمران صاحب کو نقصان پہنچانے کے لئے آئیں تو انہیں ہم سنبھالیں اور انہیں کسی طور پر عمران صاحب تک نہ پہنچنے دیں“..... کیپٹن کھلیل نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن شاہ صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ سردار بھورا کو ہلاک کرنے کے لئے تین افراد کیوں جائیں گے اور وہ ہم میں سے کون ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”سردار بھورا کو ہلاک کرنے کے لئے تین افراد کی ہی ضرورت ہے چونکہ وہ کالے علم کا ماہر ہے اس لئے اس کی ہلاکت عام انداز میں ہونا ناممکن ہے۔ اس کی موت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب تین افراد اس پر ایک ساتھ اور ایک جیسے ہتھیار سے حملہ کریں۔ ایک آدمی سردار بھورا کی ایک آنکھ کو نشانہ بنائے۔ دوسرا اس کی دوسری آنکھ کو اور تیسرا آدمی سردار بھورا کے دل کا نشانہ لے۔ جن ہتھیاروں کو بھی سردار بھورا کی ہلاکت کے لئے استعمال کیا جائے گا وہ ایک جیسے ہونا ضروری ہیں۔ چاہے وہ خنجر ہوں۔ تیر ہوں یا پھر کوئی بھی ہتھیار لیکن یہ تینوں ہتھیار ایک ہی وقت میں اور ایک ساتھ سردار بھورا کی دونوں آنکھوں اور اس کے دل میں پیوست ہونے چاہئیں۔ اگر ایسا ہوا تو سردار بھورا ایک لمحے میں

”اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔ کیا آپ ہمیں ان کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ ہم ابھی جا کر ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں“..... صالحہ نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں ان کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے عمران بیٹے کی حفاظت بہت ضروری ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”کیا وہ سب مسلح ہیں یا ان کا تعلق بھی کالے جادو کے ماہر سردار بھورا سے ہی ہے“..... کیپٹن کھلیل نے کہا۔

”نہیں۔ وہ سردار بھورا کے آدمی نہیں ہے۔ میں نے بتایا تو ہے وہ اسی ایجنسی کے سربراہ ہر دیال سنگھ کے آدمی ہیں جو تمہاری طرح کام کرتے ہیں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب سمجھ گئے کہ ان افراد کا تعلق کافرستانی بلیک ہنرز ایجنسی سے ہے۔

”تو کیا آپ کے ساتھ عمران آپ کے حجرے میں محفوظ رہے گا۔ وہاں وہ ایجنٹ حملہ نہیں کریں گے“..... جولیا نے کہا۔

”حجرے میں عمران بیٹے کو میں سردار بھورا کے کالے جادو کے سحر سے محفوظ رکھ سکتا ہوں اور بس۔ اسے دوسرے دشمنوں سے بچانا تم سب کی ذمہ داری ہے۔ تم سب کو حجرے اور اس علاقے کے ارد گرد رہنا ہو گا تاکہ جب وہ لوگ عمران بیٹے کو ہلاک کرنے کے لئے آئیں تو تم انہیں کسی طور پر عمران بیٹے تک نہ پہنچنے دو“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔



ہلاک ہو جائے گا ورنہ اسے اس کی شیطانی طاقتیں بچالیں گی“.....  
سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”کیا ان ہتھیاروں میں خنجر، تیر اور نیزے جیسے ہی ہتھیار ہوں  
یا پھر ہم جدید اسلحہ بھی استعمال کر سکتے ہیں“..... صفدر نے ہونٹ  
کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم جدید اسلحے کا بھی استعمال کر سکتے ہو تم اسے تین مختلف  
ریوالوروں سے بھی گولیاں مار سکتے ہو لیکن یہ بات طے ہے کہ  
تینوں گولیاں ایک ساتھ چلیں۔ تینوں گولیاں ایک ساتھ اس کی  
دونوں آنکھوں اور اس کے دل میں اتریں۔ تینوں گولیاں تین مختلف  
ہاتھوں سے چلنا ضروری ہیں۔ اگر کسی ایک کا بھی نشانہ خطا ہوا یا  
اس کے جسم میں کوئی گولی اترنے میں ایک لمحے کا بھی فرق ہوا تو  
سردار بھورا کی مدد کے لئے شیطانی ذریات پہنچ جائیں گی جو اسے  
وہاں سے بچا کر لے جاسکتی ہیں اور اگر وہ ایک بار بچ گیا تو پھر وہ  
جب بھی دوبارہ ظاہر ہو گا پہلے سے زیادہ طاقتور اور خوفناک ساحر  
بن کر ظاہر ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا  
ہوں کہ تین افراد جو سردار بھورا کو ہلاک کرنے جائیں گے۔ اگر وہ  
اسے نہ ہلاک کر سکے تو شیطانی ذریات ان پر جھپٹ پڑیں گی اور  
ان تینوں کے کٹڑے اڑا کر رکھ دیں گی۔ وہ کسی بھی صورت میں  
شیطانی ذریات سے خود کو نہ بچا سکیں گے“..... سید قطب شاہ  
صاحب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہرے ایک

بار پھرست گئے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سردار بھورا کا ہلاک ہونا بہت  
ضروری ہے ورنہ وہ تینوں شیطانی ذریات کا شکار بن سکتے ہیں جو  
سردار بھورا کو ہلاک کرنے جائیں گے“..... صالحہ نے ہونٹ  
سکڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ وہاں تین ایسے افراد جائیں  
جن کے نشانے عمران بیٹے کی طرح انتہائی پختہ ہوں اور وہ ایک  
ساتھ گولیاں چلا کر سردار بھورا کو ہلاک کر سکیں“..... سید قطب شاہ  
صاحب نے کہا۔

”نشانہ بازی میں ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں لیکن عمران  
صاحب کے مقابلے میں واقعی ہمارا نشانہ کمزور ہے اس لئے ہم یہ  
فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ہم میں سے وہ تین کون ہیں جو عمران صاحب  
جیسے نہیں تو ان سے قریب ترین نشانہ باز تو ہیں“..... چوہان نے  
کہا۔

”پہلے اسے اٹھاؤ اور میرے ساتھ حجرے میں چلو۔ باقی باتیں  
دیں ہوں گی“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”باس کو میں اٹھاتا ہوں“..... جوزف نے کہا اور پھر اس نے  
آگے بڑھ کر عمران کو کسی ننھے بچے کی طرح اٹھایا اور مڑ کر زینوں  
کی طرف بڑھا۔ زینے اتر کر وہ نیچے آ گیا۔ اس کے پیچھے سید  
قطب شاہ صاحب اور باقی سب تھے۔ وہ مختلف کھنڈرات کے

درمیان سے گزرتے ہوئے ایک پرانی مسجد میں آئے اور اس مسجد کے احاطے سے گزرتے ہوئے سامنے موجود ایک پرانے حجرے میں آ گئے۔ حجرے میں چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ سید قطب شاہ صاحب کے کہنے پر جوزف نے عمران کو سامنے موجود ایک چھوٹی چٹائی پر لٹا دیا۔

”اس کے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے سینے پر رکھ دو“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو جوزف نے عمران کے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے سینے پر رکھ دیئے۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں عمران کے پاس بیٹھ کر چند آیات کی تلاوت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے جسم میں حلول ذریت اسے زیادہ نقصان نہ پہنچا سکے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ آیات کی تلاوت کریں تب تک ہم باہر چلے جاتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا اور وہ عمران کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ جولیا نے سب کو اشارہ کیا اور پھر وہ حجرے سے نکل کر مسجد کے احاطے میں آ گئے۔

”یہ بہت برا ہوا ہے جو عمران صاحب کے جسم میں شیطانی ذریت حلول کر گئی ہے۔ نجانے اب عمران صاحب کب ٹھیک ہوں گے“..... چوہان نے کہا۔

”وہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اسے ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا۔ شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق عمران اسی صورت میں تندرست ہو سکتا ہے جب اس کا لے جادو کے عامل سردار بھورا کو ہلاک کر دیا جائے گا“..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق سردار بھورا کو صرف تین افراد جا کر ہلاک کر سکتے ہیں۔ آخر اس کام کے لئے وہ صرف تین افراد پر ہی قناعت کیوں کر رہے ہیں۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے“..... تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ یقیناً اس کے پیچھے ضرور کوئی اہم وجہ ہوگی ورنہ وہ ایسی بات کبھی نہ کرتے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لیکن ہم میں وہ تین افراد کون ہیں جو کافرستان میں موجود راج ہستان کے علاقے بھورا میں جا کر سردار بھورا کا خاتمہ کر سکتے ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”شاہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ ہمیں حجرے میں جا کر بتائیں گے لیکن اس بارے میں انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں بتایا ہے۔ ہمارے لئے بھی عمران صاحب کی زندگی اہم ہے اور وہ عمران صاحب کی زندگی بچانے کی سعی کر رہے ہیں“..... صفدر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک انہیں مسجد کے دروازے کی طرف سے ایک تیز اور انتہائی ہولناک چیخ کی آواز ملائی دی۔ چیخ کسی عورت کی معلوم ہو رہی تھی۔ چیخ اس قدر

اڑتی ہوئی دور جا رہی ہو۔ ابھی وہ یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کہ اچانک انہیں دور سے بے شمار گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بے شمار گھوڑے ایک ساتھ تیزی سے دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے ہوں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو سامنے میدان میں انہیں ہر طرف دھول کے بادل اڑتے دکھائی دیئے۔ دھول کے ان بادلوں میں انہیں بے شمار گھوڑے اس طرف آتے دکھائی دے رہے تھے۔

ہولناک تھی جیسے کسی عورت کو آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ وہ سب اس چیخ کو سن کر چونک پڑے اور پھر وہ تیزی سے مسجد کے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی ان کی نظر سامنے پڑی تو وہ سب ٹھٹھک کر رہ گئے۔ مسجد کے دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک عورت زمین پر گری ہوئی تھی جسے آگ لگی ہوئی تھی اور وہ خشک لکڑی کی طرح جل رہی تھی۔ چیخوں کی آوازیں اس کے منہ سے ہی نکل رہی تھیں۔ وہ آگ کے شعلوں میں لپٹی بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔

”ارے وہ جل کر راکھ ہو جائے گی۔ بچاؤ اسے“..... صفدر نے چیخنے ہوئے کہا اور تیزی سے آگ میں جلنے والی لڑکی کی طرف دوڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کے قریب جاتا جوزف بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے جھپٹ کر صفدر کو عقب سے پکڑ لیا۔

”رک جاؤ۔ اس لڑکی کی طرف مت جاؤ۔ یہ لڑکی انسان نہیں۔ کالی دنیا کی کالوتی ہے“..... جوزف نے چیخ کر کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔ اسی لمحے بھک کی آواز کے ساتھ جلتی ہوئی لڑکی یلخت راکھ بن کر بکھرتی چلی گئی۔

جیسے ہی وہ لڑکی جل کر راکھ بنی انہیں فضا میں تیز اور لہراتی ہوئی چیخ سنائی دی جیسے کوئی بدروح ہولناک انداز میں چیختی ہوئی ہوا میں

سردار بھورا اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ مخصوص پوجا میں مصروف تھا کہ اچانک تیز چیخ کی آواز سنائی دی تو اس نے یکفخت آنکھیں کھول دیں اور سامنے والی دیوار کی جانب دیکھنے لگا۔

”کون ہے“..... سردار بھورا نے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”تباگی ہوں آقا“..... دیوار کے پیچھے سے ایک چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔

”آ جاؤ“..... سردار بھورا نے کہا تو اچانک دیوار پھٹی اور دیوار میں ایک خلا سا نمودار ہوا۔ دوسری طرف اندھیرا تھا۔ اسی لمحے تاریکی سے ایک سایہ نکلا اور دیوار سے باہر آ گیا۔ سائے نے دیوار سے باہر نکلتے ہی جھرجھری سی لی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس سائے نے ایک جوان عورت کا روپ دھار لیا۔

”تباگی حاضر ہے آقا“..... اس عورت نے سر جھکا کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بتاؤ کیا خبر لائی ہو تباگی۔ کیا عمران کارمارا کا شکار بن گیا ہے۔ کیا وہ ہلاک ہو گیا ہے اور کیا اس کی روح اس کے جسم سے آزاد ہو کر شیطانی معبد میں پہنچ گئی ہے“..... سردار بھورا نے تباگی کی طرف دیکھ کر مطمئن اور انتہائی مسرور لہجے میں کہا۔

”کارمارا کا حملہ ناکام ہو گیا ہے آقا“..... تباگی نے کہا تو اس کی بات سن کر سردار بھورا اس بری طرح سے اچھلا جیسے تباگی نے اس کے سر پر زور دار انداز میں پتھر دے مارا ہو۔

”کارمارا کا حملہ ناکام ہو گیا ہے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو تباگی۔ کارمارا کا حملہ کیسے ناکام ہو سکتا ہے۔ وہ میرا کالے جادو کا سب سے بڑا وار ہے جس کی ناکامی ممکن نہیں کسی حال میں ممکن نہیں ہے“..... سردار بھورا نے تباگی کی بات سن کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں آقا کارمارا کا حملہ کسی صورت میں نہیں چوکتا۔ اسے جس کے لئے تیار کیا جاتا ہے اس انسان کا خاتمہ یقینی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا ہے۔ آپ نے جس مہارشی کو ہلاک کرنے کے لئے کارمارا چلائی تھی وہ کارمارا اس مہارشی تک پہنچنے سے پہلے ہی تباہ ہو گئی اور مہارشی کارمارا کا شکار ہونے سے بچ گیا“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا کا رنگ سیاہ پڑ گیا۔ وہ

سے تیار کی گئی ہنڈیا تباہ کی تھی۔

”تعب انگیز۔ انتہائی تعب انگیز۔ اس عمران کا نشانہ اس قدر بے داغ ہے کہ اس نے اتنی دور سے اور انتہائی تیز رفتاری سے آنے والی ہنڈیا کو نشانہ بنایا اور اسے تباہ کر دیا اور اسے کیسے پتہ چلا کہ کارمارا کو صرف ساکھی جھاڑیوں کے عین اوپر ہی اس طرح سے تباہ کیا جاسکتا ہے کیا وہ مجھ سے بھی بڑا ساحر ہے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”نہیں آقا۔ وہ ساحر نہیں ہے۔ اس کے سر پر بہت سے نیک انسانوں کے ہاتھ ہیں اور اس کے پیچھے اس کی بوڑھی ماں ہے جو ہر وقت اس کی کامیابی اور اسے ہر آفت سے محفوظ رکھنے کی دعائیں مانگتی رہتی ہیں۔ یہ دعائیں مہارشی کے لئے ڈھال کا کام کرتی ہیں اور اسے ہر مصیبت سے بچالیتی ہیں۔ اس مہارشی کو یقیناً کسی نیک ہستی نے کارمارا کے بارے میں بتایا ہو گا۔ میں اس نیک ہستی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی لیکن میں نے ان کے ساتھ ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا تھا۔ اس بوڑھے آدمی میں نجانے ایسا کیا تھا کہ میں کوشش کے باوجود اس کے قریب نہ جا پا رہی تھی اور نہ مہارشی اور اس کے کسی ساتھی تک پہنچ پا رہی تھی۔ میں دور سے ہی ان سب کو دیکھ سکتی تھی۔ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہے تھے اس کی بھی مجھے خبر نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کے ساتھ جو بوڑھا آدمی تھا وہ انتہائی نیک انسان ہے اور مہارشیوں

تباہی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ اس ذریت کو فنا کر دے۔

”کیسے ہوا یہ سب مجھے تفصیل بتاؤ۔ کارمارا عمران پر گرنے سے پہلے کیسے تباہ ہو گئی“..... سردار بھورا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”کارمارا خود تباہ نہیں ہوئی ہے آقا اسے تباہ کیا گیا ہے۔“ تباہی نے کہا تو سردار بھورا ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”تباہ کیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے تباہ کیا ہے کارمارا کو۔ کس میں ہمت ہے جو میرے کالے جادو کا توڑ کر سکے اور میری چلائی ہوئی کارمارا روک سکے۔ بولو۔ مجھے اس کا نام بتاؤ“..... سردار بھورا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اے اسی مہارشی نے تباہ کیا ہے آقا جس کو ہلاک کرنے کے لئے آپ نے کارمارا چلائی تھی“..... تباہی نے کہا تو سردار بھورا کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

”عمران۔ کیا عمران نے کارمارا تباہ کی ہے“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں آقا“..... تباہی نے کہا۔

”لیکن اے کارمارا کے بارے میں کیسے علم ہوا اور اس نے کیسے تباہ کیا ہے اے“..... سردار بھورا نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا تو تباہی اے تفصیل بتانے لگی کہ عمران نے کیسے کالے جادو

سے کم نہیں ہے۔ اس نے ہی اپنی روحانی طاقتوں سے مہارشی کو کارمارا کے بارے میں بتایا ہو گا جسے اس نے آگ اگلنے والے ہتھیار سے تباہ کر دیا تھا“..... تباگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”تو کیا کارمارا کا عمران پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ میرا کارمارا کا حملہ مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے“..... سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں آقا۔ مہارشی کارمارا کے حملے سے توجیح گیا ہے لیکن کارمارا جیسے ہی تباہ ہو کر ساکشی جھاڑیوں پر گری ان جھاڑیوں میں پنپنے والی ایک ذریت اچھل کر جھاڑیوں کے دائرے سے باہر آ گئی۔ وہ تیزی سے مہارشی کی طرف بڑھی اور اس کے سر سے ٹکرا کر اس کے جسم میں حلول کر گئی۔ اب وہ ذریت، مہارشی کے جسم کے اندر ہے۔ مہارشی نہ صرف بے ہوش ہو گیا ہے بلکہ وہ کالے بخار میں بھی مبتلا ہو چکا ہے۔ ذریت اس وقت تک اس کے جسم میں ٹھہری رہے گی جب تک مہارشی شدید کالے بخار میں مبتلا ہو کر ہلاک نہیں ہو جاتا“..... تباگی نے کہا تو اس کی بات سن کر سردار بھورا کا چہرہ چمک اٹھا۔

”اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ عمران کے جسم میں شیطانی ذریت حلول کر چکی ہے اور وہ عمران کو ہلاک کرنے تک اس کے جسم میں موجود رہے گی“..... سردار بھورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”ہاں آقا۔ اس مہارشی کا زندہ بچنا مشکل ہے بہت مشکل۔

جب تک ذریت اس کے جسم پر قابض ہے اس وقت تک وہ کسی بھی صورت میں تندرست نہیں ہو سکتا۔ اس کے جسم میں سرایت کرنے والی ذریت اندر ہی اندر اس کا خون پیئے گی اور اگر اسے سات دن تک مہارشی کے جسم میں رہنے کا موقع مل گیا تو اس کی طاقت اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ مہارشی کے دل تک پہنچ جائے گی اور وہ اندر ہی اندر اس کا دل کھا جائے گی جس سے مہارشی کی فوراً ہلاکت ہو جائے گی۔ مہارشی کو زندہ رکھنے کے لئے کوئی علاج نہیں کیا جاسکتا اس کا واحد علاج اس کی موت ہے“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات اور زیادہ نمایاں ہو گئے۔

”اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ عمران پر میرا کارمارا کا وار ناکام رہا ہے۔ کارمارا اس کے اوپر نہیں گری لیکن کارمارا ساکشی جھاڑیوں پر گرنے کی بجہ سے وہاں سے ایک ذریت نکل کر عمران کے جسم میں حلول ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ تو میری کامیابی ہے“..... سردار بھورا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں آقا۔ یہ آپ کی کامیابی ہے لیکن آپ اسے مکمل کامیابی نہیں کہہ سکتے ہیں“..... تباگی نے کہا۔

”عمران کی ہلاکت کے بعد میری کامیابی مکمل کامیابی میں بدل جائے گی تباگی۔ مجھے عمران کی موت سے غرض ہے وہ ایسے ہلاک نہ ہوا تو ویسے ہی سہی۔ ذریت اس کے جسم میں سرایت کر چکی ہے

”اگر آپ ہمیشہ امر رہنا چاہتے ہیں تو آپ کسی طرح سے اس مہارشی کو ختم کر دیں آقا۔ شیطانی ذریت اس کے جسم میں موجود ہے۔ اس حالت میں اگر آپ اس مہارشی کا خاتمہ کریں گے تو مہارشیطان آپ سے اور زیادہ خوش ہو جائے گا اور وہ آپ کو طویل زندگی دے دے گا۔ میری نظر میں ایک وہی ایسا انسان ہے جس کی وجہ سے آپ کی ہلاکت ہو سکتی ہے۔ اگر وہ ہلاک ہو جائے تو واقعی آپ ہمیشہ کے لئے امر ہو سکتے ہیں“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا اسے گھور کر رہ گیا۔

”تمہارے کہنے کے مطابق وہ پہلے ہی مر رہا ہے تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں مرتے ہوئے انسان کو ہلاک کروں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”اگر آپ اس مہارشی کو اس حالت میں ہلاک کریں گے تو اس کے جسم میں حلول شیطانی ذریت آپ کے تابع ہو جائے گی آقا اور اس ذریت کی وجہ سے آپ کی طاقتوں میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور اگر یہ ذریت شیطانی معبد میں جا کر مہارشیطان سے آپ کی سفارش کرے گی تو آپ کی زندگی میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اوہ۔ تو کیا عمران کو مجھے خود جا کر ہلاک کرنا پڑے گا“۔ سردار بھورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے آپ اپنی ساحرانہ طاقتوں

اب وہ اس کے جسم سے تب ہی باہر نکلے گی جب عمران ہلاک ہو جائے گا“..... سردار بھورا نے غرا کر کہا۔

”اور اگر ذریت اس کے جسم سے نکل گئی تو آپ کیا کریں گے آقا“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ ذریت اس کے جسم سے کیسے نکل سکتی ہے۔ تم نے ہی کہا ہے کہ ذریت عمران کو ہلاک کرنے کے بعد ہی اس کے جسم سے نکل سکتی ہے ویسے نہیں“..... سردار بھورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”شیطانی ذریت آپ کے حملے کی وجہ سے ساکاشی کی جھاڑیوں سے نکلی تھی آقا۔ اس ذریت پر بھی کارمارا کا اثر ہو چکا ہے۔ اب یہ ذریت دو صورتوں میں عمران کے جسم سے نکل سکتی ہے ایک تو یہی کہ مہارشی ہلاک ہو جائے اور دوسری صورت میں وہ ذریت آپ کے ہلاک ہونے کی صورت میں بھی فنا ہو کر مہارشی کے جسم سے نکل سکتی ہے“..... تباگی نے کہا تو سردار بھورا کا چہرہ غصے سے سیاہ ہو گیا۔

”مجھے کون ہلاک کرے گا۔ میں مہارشیطان کا پجاری ہوں۔ میں اس دنیا میں مرنے کے لئے نہیں زندہ رہنے اور اس قبیلے پر حکمرانی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ نہ مجھے خود موت آ سکتی ہے اور نہ ہی مجھے کوئی ہلاک کر سکتا ہے میں امر ہوں اور ہمیشہ امر ہی رہوں گا۔ سچی تم“..... سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

کو استعمال کر سکتے ہیں آقا..... تباگی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر یہ کام تم ہی جا کر کرو اور جیسے بھی ہو عمران کو ہلاک کر دو“..... سردار بھورا نے کہا تو تباگی کی آنکھوں میں یکنفخت عجیب سی چمک ابھر آئی جیسے سردار بھورا نے اس کی خواہش پوری کر دی ہو اور وہ اس سے اسی بات کی اجازت کی طلب گار ہو۔

”ٹھیک ہے آقا۔ میں ابھی جا کر اس مہارشی کا خاتمہ کرتی ہوں۔ وہ جہاں بھی ہو گا میں اسے ڈھونڈ کر اس کے سامنے جاؤں گی اور اس کی گردن اس کے دھڑ سے الگ کر دوں گی۔ یہ تباگی کا آپ سے وعدہ ہے“..... تباگی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جاؤ۔ ابھی جاؤ اور جا کر عمران کو ہلاک کر دو۔ تم اس کا کٹا ہوا سر میرے پاس لے آنا۔ اگر تم نے یہ کام کر دیا تو میں تمہیں انسانی جسم میں اپنانے کی اجازت دے دوں گا اور تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھ لوں گا“..... سردار بھورا نے کہا تو تباگی اچھل پڑی۔

”کک کک۔ کیا۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں آقا۔ کیا آپ مجھے واقعی کسی لڑکی کا جسم اپنانے کی اجازت دے دیں گے اور پھر میرے زندہ ہوتے ہی آپ مجھے ہمیشہ کے لئے اپنی کنیز بنالیں گے“..... تباگی نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ میں تمہیں ہمیشہ کے لئے

اپنی کنیز بنا کر اپنے پاس رکھوں گا“..... سردار بھورا نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی جاتی ہوں اور اسی وقت مہارشی کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آتی ہوں“..... تباگی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جاؤ۔ جلدی جاؤ“..... سردار بھورا نے کہا تو تباگی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے مڑ کر دیوار میں بنے خلا کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ جیسے ہی خلا میں داخل ہوئی دیوار گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ برابر ہوتی چلی گئی۔

”یہ تو تباگی نے بڑی عجیب سی بات بتائی ہے کہ عمران کو اس کی بے ہوشی کے دوران اگر ہلاک کر دیا جائے تو اس کے جسم میں حلول ذریت میرے تابع ہو جائے گی اور اگر وہ میرے قبضے میں آ گئی تو میری طاقتوں میں اضافہ ہو جائے گا بلکہ اس کی سفارش سے مہاشیطان میری زندگی اور بھی زیادہ طویل کر دے گا۔ یہ تو واقعی بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اس عمران کو ہلاک کرنے کے لئے مجھے مزید انتظامات کرنے چاہئیں۔ عمران کو ہلاک کرنا اکیلی تباگی کے بس کی بات نہیں ہے۔ عمران اس وقت کالے مرگھٹ کے علاقے میں موجود ہے۔ اگر میں وہاں کالا کے بھیج دوں تو وہ عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کالاؤں سے بچنا ناممکن ہو گا۔ وہ انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہلاک کر سکتے ہیں“..... سردار بھورا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند



لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک موتی تھا۔ اس نے موتی پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر اس نے موتی کو سامنے فرش پر اچھال دیا۔ موتی نیچے گرا اور زمین پر اچھلتا ہوا سامنے دیوار سے ٹکرایا۔ اسی لمحے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا۔ موتی دیوار کے جس حصے سے ٹکرایا تھا وہاں سے دھواں سا نکلا اور گزرگراہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک خلا بنتا چلا گیا۔ یہ خلا اس خلا سے بڑا اور چوڑا تھا جس میں بتاگی جا کر غائب ہوئی تھی۔

”کالا کون کا سردار کوتال حاضر ہو“..... سردار بھورا نے خلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو خلا سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے خلا میں خوفناک اور انتہائی خونخوار بھیڑیا موجود ہو اور وہ سردار بھورا کی آواز سن کر غرایا ہو۔ پھر خلا میں کسی کے دوڑنے کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد خلا سے ایک سایہ سا نکل کر باہر آ گیا۔ خلا سے باہر آتے ہی سائے نے جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے سائے نے ایک انسان کی شکل اختیار کر لی۔ یہ انسان سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے سر پر سیاہ رنگ کی کپڑی تھی اور اس کا چہرہ بھی سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ نقاب کے پیچھے سے سوائے اس کی بڑی اور گول گول آنکھوں کے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس لباس میں وہ کسی ڈاکو جیسا دکھائی دے رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں لمبی اور تیز دھار والی تلوار تھی۔ اس سیاہ لبادے

والے انسان کا قد کاٹھ عام انسانوں سے کہیں لمبا تھا اور وہ بے حد چوڑے اور مضبوط جسم کا معلوم ہو رہا تھا۔

”کالا کون کا سردار کوتال حاضر ہے آقا“..... سیاہ لبادے والے نے انتہائی تیز اور گرج دار آواز میں کہا۔

”تمہارے ساتھ کتنے کالا کے موجود ہیں کوتال“..... سردار بھورا نے سیاہ لبادے والے کوتال سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں پوچھا۔

”میرے ساتھ بیس کالا کے موجود ہیں آقا“..... کوتال نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ابھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا کے علاقے مانجو داڑ روانہ ہو جاؤ۔ مانجو داڑ جا کر تمہیں کالے مرگھٹ تک پہنچنا ہے۔ اس علاقے میں میرے چند دشمن موجود ہیں۔ میں تمہیں ان کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تمہیں فوری طور پر وہاں جا کر ان دشمنوں کو ڈھونڈنا ہے اور انہیں ہلاک کرنا ہے“..... سردار بھورا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے آقا۔ آپ مجھے ان دشمنوں کے صرف نام بتا دیں۔ ان کے نام سنتے ہی ان کے چہرے میرے سامنے آ جائیں گے اور پھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مانجو داڑ جا کر انہیں ڈھونڈ کر ہلاک کر دوں گا“..... کوتال نے مخصوص لہجے میں کہا تو سردار بھورا اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

کیونکہ اس بار چیخنے کی آواز دروازے کی جانب سے ہی آئی تھی۔  
 ”ہاتانی ہوں آقا۔ مجھے اندر آنے دیں“..... باہر سے ایک  
 پریشان زدہ آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ آجاؤ اندر“..... سردار بھورا نے کہا تو اسی لمحے  
 کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ قام عورت اندر داخل ہوئی۔ اس  
 عورت کا جسم بے حد دبلا پتلا تھا لیکن وہ عام عورتوں سے کہیں زیادہ  
 لمبی تھی۔ اس کے سر کے بال گھنگھریالے تھے جو اس کے سر سے  
 یوں چپکے ہوئے تھے جیسے کسی نے باقاعدہ انہیں گوند لگا کر چپکایا  
 ہو۔ عورت نے سرخ رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی  
 آنکھیں باہر کی طرف اٹلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور اس کے  
 ہونٹ موٹے اور سرخ رنگ کے تھے۔

”کیا بات ہے ہاتانی۔ کیوں آئی ہو“..... سردار بھورا نے اس  
 کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 ”تباگی فنا ہو گئی ہے آقا“..... ہاتانی نے کہا تو اس کی بات سن  
 کر سردار بھورا اس بری طرح سے اچھلا جیسے اچانک اسے کسی انتہائی  
 زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

”تباگی فنا ہو گئی ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو ہاتانی۔“  
 سردار بھورا نے حیرت بھرے انداز میں اور ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ وہ پاکیشیا کے ایک علاقے کے کالے مرگھٹ میں  
 موجود تھی۔ میں وہاں سے ہوا میں تیرتی ہوئی گزر رہی تھی۔ تباگی کو

”ٹھیک ہے آقا۔ آپ نے ان کے نام لئے ہیں تو میری  
 آنکھوں کے سامنے ان کے چہرے آگئے ہیں۔ اب مجھے انہیں  
 ڈھونڈنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ میں ان تک پہنچ کر انہیں فوراً  
 ہلاک کر دوں گا“..... کوتال نے کہا۔

”تو جاؤ اور جلد سے جلد انہیں ہلاک کرنے کی خوشخبری لے کر  
 میرے پاس آؤ“..... سردار بھورا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔  
 ”جو حکم آقا“..... کوتال نے کہا اور جانے کے لئے مڑا۔  
 ”سنو“..... سردار بھورا نے کہا تو کوتال مڑتے مڑتے رک گیا۔  
 ”حکم آقا“..... کوتال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم سے پہلے میں نے تباگی کو ان کی ہلاکت کے لئے بھیجا  
 ہے۔ تباگی تمہاری طرح ایک طاقتور اور خونخوار ذریت ہے۔ ہو سکتا  
 ہے کہ تم سے پہلے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کر لے اگر  
 ایسا ہوا تو تم اس کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈالنا لیکن اگر وہ ناکام  
 ہوئی تو پھر تم آگے بڑھنا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر  
 کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے اڑا دینا“..... سردار بھورا نے کہا۔

”جو حکم آقا“..... کوتال نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا  
 خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا اس کے اندر جاتے ہی خلا پھر سے برابر  
 ہو گئی۔ ابھی تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ اچانک تیز چیخ سن کر سردار  
 بھورا چونک پڑا۔

”کون ہے“..... سردار بھورا نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا

دیکھ کر میں رک گئی۔ میں نے دیکھا تباگی انسانی روپ میں ایک پرانے کھنڈر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی اور اس نے دوسرے ہاتھ میں ایک بڑا سا خنجر پکڑا ہوا تھا۔ وہ بے حد خونخوار دکھائی دے رہی تھی جیسے وہ کسی کو ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ میں ایک کھنڈر کی چھت پر اتر کر اسے دیکھنے لگی۔ یہ دیکھ کر میں پریشان ہو گئی کہ تباگی جس کھنڈر کی طرف جا رہی تھی وہ کھنڈر عام عمارت یا مکان کا کھنڈر نہیں تھا بلکہ مسلموں کی پرانی عبادت گاہ کا کھنڈر تھا۔ گو کہ وہ عبادت گاہ پرانی اور کھنڈر ہونے کی وجہ سے متروک ہو چکی تھی لیکن اس عبادت گاہ کے بہت سے حصے ابھی سلامت تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ شیطانی ذریات چاہے وہ کوئی بھی ہوں کسی بھی صورت میں عبادت گاہوں میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں لیکن تباگی جس انداز میں عبادت گاہ کی طرف بڑھ رہی تھی اسے اس طرف بڑھتے دیکھ کر میری پریشانی بڑھ رہی تھی۔ میں اسے روکنا چاہتی تھی لیکن اس وقت تباگی شدید غصے میں تھی۔ اس کا رنگ بدلا ہوا تھا اور اس حالت میں اگر میں اس کے سامنے جا کر اسے روکنے یا عبادت گاہ کے بارے میں بتانے کی کوشش کرتی تو وہ میری ایک نہ سنتی اور غصے میں مجھ پر بھی حملہ کر سکتی تھی اس لئے مجھ میں اسے روکنے اور کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ رکے بغیر عبادت گاہ کی طرف بڑھتی رہی اور پھر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ اس نے جیسے ہی عبادت گاہ میں داخل ہونے کے لئے دروازے کی

دہلیز پر قدم رکھا تو اچانک اسے زور دار جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں اڑتی ہوئی عبادت گاہ سے بہت دور جا گری۔ ایک لمحے کے لئے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اندیکھی طاقت نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے پیچھے پھینک دیا ہو۔ تباگی جیسے ہی دور جا کر زمین پر گری اس کے وجود میں یلکنت آگ لگ گئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے جل کر کونکہ بنتی چلی گئی..... ہاتانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو عمران اس عبادت گاہ میں چھپا ہوا ہے جو تباگی اسے ہلاک کرنے کے لئے وہاں گئی تھی..... سردار بھورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ تباگی کی چیخ بے حد دلدوز تھی۔ اس کی چیخ سن کر اس عبادت گاہ سے چند افراد بھی نکل کر باہر آ گئے تھے اور وہ حیرت سے آگ میں جلتی ہوئی تباگی کو دیکھنے لگے۔ میں ابھی یہ سب دیکھ ہی رہی تھی کہ مجھے اچانک دُور سے چند گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ میں نے میدان کی طرف دیکھا تو مجھے بیس کالا کے گھوڑوں پر سوار اس طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔ کالاکوں کو دیکھ کر میں بوکھلا گئی اور وہاں سے فوراً غائب ہو کر آپ کے پاس پہنچ گئی تاکہ آپ کو تباگی کے فنا ہونے کی خبر دے سکوں۔“ ہاتانی نے کہا۔

”تو تم نے کالاکوں کو وہاں پہنچتے دیکھ لیا تھا.....“ سردار بھورا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

پڑے گا۔ وہ جیسے ہی عبادت گاہ سے نکلیں گے کالا کے موت بن کر ان پر جھپٹ پڑیں گے اور ان کی لاشیں گرا دیں گے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے آقا“..... ہاتانی نے کہا۔

”تم نے مجھے بتاگی کے فنا ہونے کا بتایا اس کے لئے تمہارا شکریہ۔ اب تم جاسکتی ہو“..... سردار بھورا نے کہا۔

”جو حکم آقا“..... ہاتانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

”ہاں آقا۔ وہ ہتھیار بند تھے اور ان کے انداز سے بھی ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ کسی پر حملہ کرنے جا رہے ہوں۔ میں کالا کوں سے ڈرتی ہوں اس لئے میں وہاں نہیں رکی تھی“..... ہاتانی نے کہا۔

”بتاگی اور کالا کوں کو وہاں میں نے ہی بھیجا تھا۔ تم جس عبادت گاہ کی بات کر رہی ہو وہاں میرے چند دشمن چھپے ہوئے ہیں اور میں انہیں ہر صورت میں ہلاک کرانا چاہتا ہوں۔ بتاگی نے کہا تھا کہ وہ انہیں آسانی سے ہلاک کر سکتی ہے اس لئے میں نے اسے انہیں ہلاک کرنے کے لئے جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن اس نے شاید جلد بازی سے کام لیا تھا اور وہ یہ نہ دیکھ سکی تھی کہ اس کے دشمن جہاں چھپے ہوئے ہیں وہ پرانی عبادت گاہ ہے۔ اسے عبادت گاہ میں نہ گھسنا چاہئے تھا۔ عبادت گاہ میں گھسنے کی وجہ سے اس پر عتاب نازل ہوا اور وہ جل کر فنا ہو گئی۔ مجھے اس بات کا بھی ڈر تھا کہ میں نے بتاگی کو جن افراد کے ہلاک کرنے کا کہا ہے وہ انہیں آسانی سے ہلاک نہ کر سکے گی اس لئے میں نے اس کی مدد کے لئے کالا کوں کو وہاں بھیج دیا ہے۔ اب بتاگی تو فنا ہو چکی ہے لیکن کالا کے اتنی آسانی سے فنا ہونے والوں میں سے نہیں ہیں۔ وہ عبادت گاہ میں تو داخل نہیں ہو سکتے ہیں لیکن وہ اس عبادت گاہ کا گھیراؤ ضرور کر سکتے ہیں اور میرے دشمن ہمیشہ اس عبادت گاہ میں تو گھسے نہ رہیں گے انہیں عبادت گاہ سے نکلنا ہی

لباس پہنے ہوئے ہیں“..... صفدر نے حیرت سے ان گھڑ سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آ رہا ہے اور وہ عورت۔ وہ تو آگ میں بری طرح سے جل رہی تھی اور دیکھو اب وہ جل کر راکھ بن چکی ہے“..... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جنگجو ہماری جانب ہی آ رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں مسجد کے اندر واپس چلے جانا چاہئے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ تو وہ سب چونک پڑے۔

”کیوں۔ تمہارا کیا خیال ہے یہ ہم سے لڑنے آ رہے ہیں جو تم ان سے گھبرا رہے ہو“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بات گھبرانے کی نہیں ہے۔ ہم اس وقت جس صورتحال سے دوچار ہیں ہمارے لئے ہر معاملے میں احتیاط لازمی ہے۔ جس طرح سے یہ عورت جل کر راکھ بنی ہے اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی شیطانی ذریت تھی جس نے مسجد میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی اور پھر یہ اچھل کر دور جا گری۔ اسے آگ لگ گئی اور یہ اس آگ میں جل کر بھسم ہو گئی۔ دیکھو اس کے قریب ایک تلوار اور بڑا سا خنجر بھی پڑا ہوا ہے اور یہ گھڑ سوار بھی عام گھڑ سوار معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی شیطان کے ہی بیروکار معلوم ہو رہے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیپٹن شکیل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مجھے یہ سارا معاملہ شیطانیت

میدان میں ان کی ہول والی دھول کم ہو گئی اور پھر انہیں سیاہ رنگ کے گھوڑے دکھائی دیے جن پر لمبے تڑنگے اور انتہائی طاقتور آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان افراد کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔

گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے افراد نے پرانے زمانے کے جنگجوؤں کی طرح زرہ بکتر پہن رکھے تھے اور ان کے چہروں پر بھی کنٹوپ چڑھے ہوئے تھے جن میں ان کے چہرے مکمل طور پر چھپے ہوئے تھے۔ ان گھڑ سواروں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے تھے۔ ان کے پہلوؤں میں میانیں لٹک رہی تھیں اور ان کے کاندھوں پر تیرکمان بھی لٹک رہے تھے اور ان کی کمریوں پر تیروں سے بھرے ہوئے ترس بھی دکھائی دے رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سب پرانے زمانے کی کوئی فلم دیکھ رہے ہوں جس میں بیس زرہ بکتر پہنے جنگجو گھوڑے دوڑا رہے تھے۔

”یہ سب کیا ہے۔ یہ سب تو پرانے زمانے کے جنگجوؤں جیسے

سے ہی جڑا ہوا لگ رہا ہے۔ اس وقت مسجد سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہو سکتی ہے۔ ہم بڑے سے بڑے دشمن ایجنٹوں سے تو لڑ سکتے ہیں لیکن شیطانی ذریات اور شیطان کے پیروکاروں سے لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے اس لئے ہمیں مسجد کے اندر ہی رہنا چاہئے..... صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور واپس مسجد میں آ گئے۔

”تنویر۔ مسجد کا دروازہ بند کر دو“..... جولیا نے کہا تو تنویر اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔  
 ”اب ہم مسجد کی چھت پر چلتے ہیں۔ چھت پر جا کر ہم ان گھڑ سواروں کو دیکھ سکیں گے کہ وہ کون ہیں اور ان کے ارادے کیا ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”وہ گھڑ سوار کالی دنیا کے کالے محافظ ہیں۔ طاقتور کالے محافظ جو زمین کی گہرائیوں سے نکل کر ایسے انسانوں کو ہلاک کرنے آتے ہیں جن سے ان کے آقاؤں کو خطرہ ہو۔ میری وجہ ڈاکٹر شوٹو کی روح سے بات ہوئی ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ ان کالے محافظوں کو اسی کالے علم کے ماہر نے بھیجا ہے جس نے باس کو ہلاک کرنے کے لئے کار مارا چلائی تھی۔ کالے علم کے ماہر سردار بھورا کو اس بات کا پتہ چل چکا ہے کہ اس کی چلائی ہوئی کار مارا کا حملہ ناکام ہو گیا ہے اور باس نے کار مارا تباہ کر دی ہے اس لئے اس نے یہاں ان سب کو باس کی ہلاکت کے لئے بھیجا ہے۔ ہم

جب تک اس عبادت گاہ کے اندر رہیں گے ان کالے محافظوں سے محفوظ رہیں گے اور اگر ہم عبادت گاہ سے باہر گئے تو یہ کالے محافظ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ہمارے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیں گے۔“  
 جوزف نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”اوہ۔ تو ان شیطانی محافظوں کو یہاں عمران کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے“..... جولیا نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔  
 ”نہ صرف باس کو بلکہ سردار بھورا اب ہم سب کو بھی ہلاک کرانا چاہتا ہے تاکہ باس کے ساتھ ہم سب بھی ختم ہو جائیں۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”تو کیا یہ انسان نہیں ہیں یہ بھی شیطانی ذریات ہی ہیں۔“ تنویر نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ شیطانی ذریات ہی ہیں جن کا تعلق پاتال سے ہے جہاں شیطان کی بڑی دنیا آباد ہے۔ یہ سب سردار بھورا کے غلام ہیں۔ جو عورت جل کر ہلاک ہوئی تھی وہ بھی شیطانی ذریت تھی جو باس کو ہلاک کرنے آئی تھی لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ باس کو ہلاک کرنے کے لئے ایک عبادت گاہ میں داخل ہو رہی ہے۔ اس نے جیسے ہی عبادت گاہ میں داخل ہونے کی کوشش کی اسے ایک خاص نظام کے تحت اچھال کر دور پھینک دیا اور اس کے وجود میں آگ لگا دی گئی جس سے وہ جل کر بھسم ہو گئی۔ سردار بھورا نے اس شیطانی ذریت پر ہی اکتفا نہ کیا تھا۔ اس کے پیچھے اس نے

بیس کالے محافظوں کو بھی بھیج دیا ہے تاکہ وہ ہم سب کو ہلاک کر سکیں۔“ جوزف نے جواب دیا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

”تو کیا یہ محافظ مسجد میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو ان کا بھی ویسا ہی انجام ہو گیا جو اس شیطانی ذریت کا ہوا ہے۔“ صدیقی نے پوچھا۔

”ہاں۔ شیطانی ذریات میں اتنی ہمت اور طاقت نہیں ہے کہ وہ کسی بھی عبادت گاہ کے اندر گھس سکیں۔ اس عورت کو تو شاید اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ کسی عبادت گاہ میں گھس رہی ہے لیکن کالے محافظ جانتے ہیں کہ یہ ایک عبادت گاہ ہے اس لئے وہ اندر آنے کی غلطی نہیں کریں گے لیکن وہ عبادت گاہ کے گرد پھیل جائیں گے اور اس وقت تک یہاں رکے رہیں گے جب تک ہم عبادت گاہ سے باہر نہیں نکل جاتے۔ جیسے ہی ہم باہر نکلیں گے وہ ایک لمحے میں ہمارا شکار کر لیں گے۔ ان کے پاس نیزے بھی ہیں۔ تلواریں بھی، تیرکمان بھی اور زہر میں بچھے ہوئے تیر بھی وہ کسی بھی ہتھیار سے ہمیں ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے ہمارا یہاں اندر رہنا ہی مناسب ہوگا۔“ جوزف نے کہا۔

”تو وہ کب تک باہر رکے رہیں گے۔“ چوہان نے پوچھا۔  
 ”وہ کالے محافظ ہیں۔ انہیں بھوک پیاس نہیں لگتی اور نہ ہی ان پر کبھی تھکاوٹ غالب آتی ہے۔ اگر انہیں یہاں سالوں تک بھی رکنا

پڑا تو وہ رکیں رہیں گے۔ جب تک وہ ہم سب کو ہلاک نہیں کر دیتے وہ واپس نہیں جائیں گے۔“ جوزف نے جواب دیا۔  
 ”اوہ۔ تب تو مشکل ہو جائے گی ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے۔“ جولیا نے کہا۔

”اگر ہمیں باہر جانا ہے تو پھر ہمیں ان کالے محافظوں کو فنا کرنا ہوگا۔ باہر بیس کالے محافظ موجود ہیں جو وچ ڈاکٹر شوٹو کی روح کے کہنے کے مطابق اس عبادت گاہ کے گرد پھیل کر ساکت ہو گئے ہیں تاکہ ہمارے باہر آنے کا انتظار کر سکیں۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”لیکن ہم انہیں فنا کیسے کر سکتے ہیں۔ کیا تمہارے وچ ڈاکٹر کی روح نے تمہیں انہیں ہلاک کرنے کا کوئی طریقہ بتایا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے وچ ڈاکٹر کی روح سے درخواست کی ہے اور وہ ان کالے محافظوں کو فنا کرنے کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے پاتال گیا ہے۔ جلد ہی وہ واپس آ جائے گا تب وہ بتا دے گا کہ ہم ان کالے محافظوں سے خود کو کیسے بچا سکتے ہیں اور انہیں کیسے فنا کر سکتے ہیں۔“ جوزف نے کہا۔

”کیا ہم انہیں مسجد کی چھت پر جا کر دیکھ سکتے ہیں۔“ صدیقی نے پوچھا۔

”نہیں۔ آپ جیسے ہی چھت پر جائیں گے انہیں آپ پر حملہ

ہیں۔ آپ ہم سب کو جانے دیں ہم سب جا کر سردار بھورا کی بوٹیاں اڑا دیں گے..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ سب کا جانا مناسب نہیں ہے۔ وہاں تین افراد ہی جائیں گے اور ان تینوں کو ہی ہر صورت میں سردار بھورا کو ہلاک کرنے ہوگا“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”تو پھر بتائیں کون ہیں وہ تین افراد“..... صدیقی نے کہا۔  
 ”میرے علم کے مطابق سردار بھورا کی ہلاکت تین افراد کے ہاتھوں پر لکھی ہے اور وہ تین یہ ہیں“..... سید قطب شاہ صاحب نے جوزف، ٹائیگر اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان تینوں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اوہ۔ تو کیا ان تینوں کے سوا کوئی سردار بھورا کو ہلاک نہیں کر سکتا“..... جولیا نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان معلومات کے تحت یہ تینوں ہی سردار بھورا کو ہلاک کر سکتے ہیں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں مس جولیا۔ اگر سید قطب شاہ صاحب یہ کام ہمیں سونپ رہے ہیں تو ہم اس کام کو بخوشی پورا کریں گے۔ میں جوزف اور جوانا آج بلکہ ابھی کافرستان روانہ ہو جاتے ہیں اور راج ہستان کے علاقے بھورا پہنچ جائیں گے اور وہاں جاتے ہی ہم سردار بھورا کو ٹھیک اسی طرح سے ہلاک کر دیں گے جیسے ہمیں سید

کرنے کا موقع مل جائے گا۔ وہ آپ پر تیروں کی بوچھاڑ کر دیں گے اور میں نے بتایا ہے کہ ان کے تیز زہر میں بجھے ہوئے ہیں اگر ان میں سے ایک تیر بھی آپ میں سے کسی کو چھو گیا تو وہ کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچ سکے گا“..... جوزف نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی انہوں نے حجرے سے سید قطب شاہ صاحب کو باہر نکل کر اس طرف آتے دیکھا۔

”سید قطب شاہ صاحب آ رہے ہیں“..... نعمانی نے کہا تو وہ سب خاموش ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔  
 ”اب عمران کی حالت کیسی ہے شاہ صاحب“..... جولیا نے سید قطب شاہ صاحب کی طرف دیکھ کر بے چینی سے پوچھا۔

”اس کی حالت ویسی ہی ہے۔ اسے تیز بخار ہو چکا ہے اور اس کا رنگ سیاہ ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے اس کی بیماری کو مزید بڑھنے سے روک دیا ہے لیکن میں اسے بچانے کی زیادہ سے زیادہ سات دنوں تک ہی کوشش کر سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ عمران کو اگر تم زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر صورت میں سردار بھورا کو ہلاک کرنا ہوگا۔ جب تک وہ ہلاک نہیں ہو جاتا اس وقت تک عمران بیٹے کی زندگی خطرے میں ہی رہے گی“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر آپ بتائیں کہ ہم میں سے وہ تین افراد کون ہیں جو راج ہستان کے علاقے میں جا کر سردار بھورا کو ہلاک کر سکتے



قطب شاہ صاحب نے بتایا ہے..... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم تینوں یہاں سے نکلو گے کیسے۔ ابھی جوزف نے بتایا ہے کہ باہر ہماری ہلاکت کے لئے کالی دنیا کے کالے محافظ پہنچے ہوئے ہیں جو اس مسجد سے ہمارے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں اور ہم میں سے جو بھی مسجد سے باہر جائے گا وہ محافظ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کے ٹکڑے اڑا دیں گے۔“ جولیا نے کہا۔

”وہ کالے محافظ شیطانی دنیا کے کالا کے ہیں۔ خونخوار اور بے رحم درندے جنہیں سردار بھورا نے عمران بیٹے سمیت تم سب کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا ہے..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”تو کیا آپ کو بھی ان محافظوں کے بارے میں علم ہے کہ وہ مسجد کے باہر موجود ہیں.....“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میری نظریں ان دیواروں کے پار بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ میں حالات دیکھ بھی سکتا ہوں۔ سمجھ بھی سکتا ہوں اور ان سے نپٹ بھی سکتا ہوں.....“ سید قطب شاہ صاحب نے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

”ادہ۔ تو کیا آپ ان محافظوں کو یہاں سے ہٹا بھی سکتے ہیں.....“ چوہان نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن میں تمہیں طریقہ بتاؤں گا کہ تم انہیں یہاں سے کیسے بھاگ سکتے ہو اس پر عمل تمہیں ہی کرنا ہوگا.....“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”ٹھیک ہے بتائیں ہم انہیں یہاں سے کیسے بھاگ سکتے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”تمہارے پاس آتشیں اسلحہ ہے۔ اپنی گنتوں کی گولیاں نکالو اور ان پر مسجد کے احاطے کی مٹی لگا دو۔ میں ان گولیوں پر دم کر دیتا ہوں پھر تم چھت پر چلے جانا اور ان کالے محافظوں پر وہ گولیاں چلا دینا۔ گولیوں سے وہ فنا تو نہیں ہوں گے لیکن زخمی ضرور ہو جائیں گے اور زخمی ہو کر انہیں یہاں سے بھاگنا ہی پڑے گا کیونکہ وہ زخمی حالت میں زیادہ دیر کھلے آسمان تلے نہیں رہ سکتے ہیں۔ انہیں بھاگ کر واپس پاتال میں ہی جانا پڑے گا اور پھر وہ اس وقت تک واپس نہیں آئیں گے جب تک ان کے زخم نہیں بھر جاتے اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ان کے زخم جلد نہیں بھریں گے۔ اس لئے یہ دوبارہ تمہیں پریشان کرنے کے لئے نہیں آئیں گے.....“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”لیکن جوزف نے بتایا ہے کہ وہ تیروں سے مسلح ہیں اور ان کے تیروں پر خطرناک زہر لگا ہوا ہے۔ چھت پر دیکھ کر انہوں نے ہم پر تیر برسائے اور ہم میں سے کوئی ان کے تیروں کا نشانہ بن گیا تو.....“ چوہان نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ میں نے اس مسجد کے گرد پہلے سے ہی حصار بنا رکھا ہے۔ اس حصار کو نہ تو کوئی شیطانی ذریت پار کر سکتی ہے اور نہ ان کا چلایا ہوا کوئی ہتھیار۔ اگر وہ تم پر تیروں کی بوچھاڑیں بھی کریں گے تو تیر مسجد کے گرد کئے گئے حصار سے آگے نہیں آئیں گے۔ اسی حصار کی وجہ سے وہ شیطانی ذریت مسجد میں داخل نہ ہو سکی تھی جو عمران بیٹے کو اپنے ہاتھوں ہلاک کرنے کے لئے یہاں آئی تھی۔ حصار کی وجہ سے وہ نہ صرف دور جاگری تھی بلکہ جل کر فنا بھی ہو گئی تھی“..... سید قطب شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی ہمیں ڈرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ابھی چھت پر جا کر ان شیطانی گھڑ سواروں کو یہاں سے بھگا دیتے ہیں۔ چلو سب اپنی گنوں سے گولیاں نکالو اور ان پر مسجد کے احاطے کی مٹی لگاؤ پھر شاہ صاحب ان گولیوں پر دم کر کے ہمیں دیں گے اور ہم چھت پر جا کر انہی گولیوں سے ان شیطانی محافظوں کو نشانہ بنائیں گے“..... جولیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو انہوں نے جیبوں سے ریوالور اور مشین پستل نکالے اور پھر ان کے میگزین کھول کر ان میں سے گولیاں نکالنے لگے۔ انہوں نے گولیاں مسجد کے احاطے کی کچی زمین پر رکھیں اور گولیوں پر مٹی لگانے لگے۔ سید قطب شاہ صاحب نے آگے بڑھ کر ان گولیوں کا ایک ڈھیر سا بنایا اور پھر وہ ان پر دم کرنے لگے۔

”اب تم ساری گولیاں اپنی گنوں میں لوڈ کرو اور چھت پر جا کر کالاکوں کو نشانہ بناؤ“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو انہوں نے گولیاں اٹھائیں اور میگزین لوڈ کرنے لگے پھر انہوں نے میگزین گنوں میں لوڈ کئے اور پھر وہ سامنے موجود زینوں کی طرف بڑھتے چلے گئے جو چھت پر جا رہے تھے۔

چھت پر پہنچ کر وہ پھیل گئے۔ انہوں نے باہر دیکھا تو لمبے ترنگے زرہ بکتر پہنے کالا کے مسجد کے چاروں اطراف پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بدستور گھوڑوں پر ہی سوار تھے اور گھوڑے یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھا کر انہیں پتھر کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔ جیسے ہی وہ چھت پر آئے کالا کے انہیں دیکھ کر چونک پڑے۔

”وہ رہے ہمارے دشمن۔ حملہ کرو ان پر“..... ان میں سے ایک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کالاکوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے نیزے سیدھے کر کے پوری قوت سے ان پر کھینچ مارے۔ نیزے بجلی کی سی تیزی سے اڑتے ہوئے ان کی طرف بڑھے لیکن پھر اچانک وہ مسجد کے باہر نظر نہ آنے والی کسی دیوار سے ٹکرا کر گرتے چلے گئے۔ ان میں سے ایک نیزہ بھی چھت تک نہ پہنچ سکا تھا۔

”یہ یقیناً شاہ صاحب کے اس حصار کی وجہ سے ہوا ہے جو انہوں نے مسجد کے گرد قائم کر رکھا ہے۔ انہوں نے سچ ہی کہا تھا

کہ حصار کی وجہ سے کوئی بھی ہتھیار ہم تک نہ پہنچ سکے گا“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”انہیں زیادہ موقع نہیں دینا چاہئے“..... تنویر نے کہا۔

”ان کے جسموں پر زرہ بکتر ہے۔ زرہ بکتروں کی موجودگی میں اگر ہم ان پر فائرنگ کریں گے تو کیا گولیوں کا ان پر اثر ہو گا“..... نعمانی نے کہا۔

”زرہ بکتر ان کے سینے۔ کاندھوں، بازوؤں اور ٹانگوں پر موجود ہے۔ ان کے سر بھی ڈھکے ہوئے ہیں لیکن ان کے ہاتھ اور پاؤں کھلے ہوئے ہیں اور ان کے پہلوؤں پر بھی زرہ بکتر نہیں ہے۔ ہم ان کے پہلوؤں، ان کے ہاتھوں اور ان کے پیروں کو نشانہ بنائیں گے۔ ہمارا مقصد انہیں زخمی کرنا ہے اور یہ زخمی ہو گئے تو فوراً یہاں سے بھاگ جائیں گے“..... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ چھت کے چاروں طرف موجود کناروں کی طرف آ گئے۔

”فائر“..... جولیا نے چیخ کر کہا تو ماحول یلکھت ریوالوروں اور مشین پستلوں کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ انہوں نے کالاکوں کے پیروں ہاتھوں اور پہلوؤں پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ دوسرے لمحے انہوں نے کالاکوں کو اچھل اچھل کر گھوڑے سے گرتے، چیختے اور بری طرح سے تڑپتے دیکھا۔ وہ حلق کے بل چیخ

رہے تھے۔

”وہ سب زخمی ہو کر گر گئے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔ کالاکے واقعی گولیوں سے زخمی ہو کر گر چکے تھے۔ ان سب کا ایک ایک پیر گھوڑوں کی رکابوں میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ جتنی بار بھی اٹھنے کی کوشش کرتے دوبارہ گر جاتے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ایک بار پھر ان پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ اس بار جیسے ہی انہوں نے فائرنگ کی گھوڑے بری طرح سے بھڑک اٹھے اور انہوں نے ہنہاتے ہوئے بری طرح اچھلنا شروع کر دیا۔ چونکہ کالاکوں کے پیر گھوڑے کی رکابوں میں پھنسے ہوئے تھے اس لئے گھوڑوں کے اچھلنے کی وجہ سے وہ بھی اچھل اچھل کر گر رہے تھے اور ان کی چیخیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں پھر گھوڑے ایک ساتھ بھڑک کر اسی سمت بھاگ اٹھے جس سمت سے وہ آئے تھے۔ ان کے بھاگنے نے زمین پر گرے ہوئے کالاکے ان کے ساتھ زمین پر گھسٹتے چلے گئے۔ ان کی چیخیں اور زیادہ تیز ہو گئیں لیکن گھوڑے رکے بغیر انہیں گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں انہیں میدان میں ہر طرف دھول مٹی اڑتی دکھائی دی جو گھوڑوں کے بگسٹ دوڑنے اور کالاکوں کے زمین پر بری طرح گھسٹنے کی وجہ سے ہوا میں بلند ہونا شروع ہو گئی تھی اور پھر دیکھتے دیکھتے گھوڑے، کالاکوں کو گھسیٹتے ہوئے دور نکل گئے۔

”گلتا ہے گھوڑے اب انہیں اسی طرح گھسیٹتے ہوئے پاتال میں

لے جائیں گے“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں۔ اب ان کے واپس آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ  
 برقی طرح سے زخمی ہو چکے ہیں“..... جولیا نے کہا۔  
 ”تو پھر ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے تاکہ ہم واپس جا کر  
 کافرستان جانے کی تیاری کر سکیں“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ تم جوزف اور جوانا کو لے کر چلے جاؤ۔ صفر اور  
 تنویر بھی شہر چلے جاتے ہیں تاکہ ضرورت کا سامان لے کر آ سکیں۔  
 جب تک عمران ٹھیک نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم یہیں رہیں  
 گے۔ مسجد میں شیطانی ذریعات داخل نہیں ہو سکتیں لیکن اگر بلیک  
 ہنٹرز کے ایجنٹس یہاں آئے تو ان سے ہمیں اپنے انداز میں ہی  
 پنپنا پڑے گا اس لئے ہمارا یہاں رہنا واقعی ضروری ہے“..... جولیا  
 نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے نیچے جا  
 کر ایک بار پھر سید قطب شاہ صاحب سے ملاقات کی اور پھر  
 جوزف، جوانا، ٹائیگر، صفر اور تنویر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔  
 جبکہ فور اشارز مسجد کے ارد گرد کے کنڈرات کی چھتوں پر پہنچ گئے  
 تاکہ وہ دشمن ایجنٹوں کی آمد سے باخبر رہ سکیں۔

کرنل ہردیال سنگھ کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ اس کے  
 ساتھی ٹنڈن نے اسے اطلاع دی تھی کہ عمران کارمارا کا شکار نہیں  
 ہوا ہے بلکہ عمران نے کارمارا کو میزائل مار کر تباہ کر دیا تھا اور وہ  
 اس کے حملے سے بچ نکلا تھا۔ کارمارا کی تباہی کے بعد جھاڑیوں  
 سے سیاہ رنگ کا کوئی پتھر نکلا نکل کر عمران کی پیشانی سے ٹکرایا تھا  
 جس کے باعث عمران بے ہوش ہو گیا تھا لیکن بہر حال وہ شیطانی  
 موت سے بچ نکلا تھا۔ اس کے ساتھی ٹنڈن نے اس سارے واقعے  
 کی ویڈیو بنائی تھی جو اس نے فوری طور پر کرنل ہردیال سنگھ کو بھیج  
 دی تھی۔

کرنل ہردیال سنگھ نے کئی بار وہ ویڈیو دیکھی تھی۔ وہ اس بات  
 پر حیران ہو رہا تھا کہ آخر عمران کو کارمارا کے بارے میں کیسے علم ہوا  
 تھا اور اس نے باقاعدہ کارمارا کو تباہ کرنے کی اس قدر تیاری کیسے  
 کی تھی۔ کیا وہ جانتا تھا کہ اس پر کارمارا کا حملہ کیا جانے والا ہے۔

وہ اس بارے میں جتنا بھی سوچتا تھا اتنا ہی الجھتا چلا جاتا تھا۔  
 ”آخر یہ عمران کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اسے موت کیوں نہیں آتی۔ میں نے تو سوچا تھا کہ عمران کو کسی اور طریقے سے مارا جا سکتا ہو یا نہ لیکن اگر اس پر کالے جادو کا وار کیا جائے تو وہ اس سے کسی طور پر نہ بچ سکے گا اسی لئے میں نے خصوصی طور پر قصبہ بھورا میں جا کر کالے جادو کے سب سے بڑے ماہر سردار بھورا سے بات کی تھی اور سردار بھورا نے بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اپنا سب سے کاری جادو چلائے گا جس سے عمران کی ہلاکت یقینی ہو جائے گی۔ سردار بھورا نے کہا تھا کہ وہ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے کالے جادو کا سب سے کاری کارمارا کا حملہ کرے گا۔ کارمارا کے حملے سے عمران کا زندہ بچنا مشکل نہیں قطعی ناممکن تھا لیکن اس کے باوجود وہ نہ صرف اس حملے سے بچ نکلا ہے بلکہ اس نے میزائل مار کر کارمارا کو بھی تباہ کر دیا ہے۔ اسے آخر کارمارا کی خبر کیسے مل گئی۔“ کرنل ہر دیال سنگھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ بے بسی کے تاثرات بھی دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ ابھی جا کر عمران کے ٹکڑے اڑا دے۔

”یہ عمران انسان نہیں ہو سکتا۔ اس کا تعلق یقیناً مافوق الفطرت مخلوق سے ہے یا پھر وہ کوئی بہت بڑا جن ہے جسے ہر بات کی پہلے سے خبر ہو جاتی ہے اور وہ اپنے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی انتظام کر ہی لیتا

ہے۔ یہ واقعی خطرناک ترین انسان ہے۔ اسے ہلاک کرنا انتہائی مشکل ہے“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور کمپیوٹرائزڈ مشین سے لنک ہو گیا۔

”میری پاکیشیا میں موجود ٹنڈن سے بات کراؤ۔ ابھی“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پینج دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی ٹھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔  
 ”بگ باس بول رہا ہوں“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے غصیلے اور تیز لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سے ٹنڈن بول رہا ہوں بگ باس“..... دوسری طرف سے ٹنڈن کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”تم نے مجھے جو ویڈیو بھیجی ہے وہ میں نے دیکھ لی ہے۔ تم چونکہ وہاں موجود تھے اور ساری صورتحال پر نظر رکھ رہے تھے اس لئے تمہیں یقیناً اس بات کا علم ہو گا کہ آخر عمران کو کارمارا کے بارے میں کیسے علم ہوا اور اس بات کا اسے کیسے پتہ چلا کہ کارمارا کو میزائل مار کر تباہ کیا جا سکتا ہے“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے کہا۔

”اس بات پر میں خود بھی حیران ہوں بگ باس۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی مسلسل شوٹنگ کر رہے تھے وہ بار بار نشانہ بازی کی پریکٹس

سے بچ نکلا ہے ورنہ کالے جادو کے اس خوفناک دار سے کسی کا اس طرح بچ نکلنا ناممکنات میں سے ہوتا ہے“..... ٹنڈن نے کہا۔  
 ”یہ عمران کی خوش قسمتی نہیں ہماری بد قسمتی ہے جو اتنی کوششوں کے باوجود ہم عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام رہے ہیں“..... بگ باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔  
 ”لیس بگ باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“..... دوسری طرف سے ٹنڈن نے کہا۔

”تمہارے ساتھ وہاں کتنے افراد موجود ہیں“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے کچھ سوچ کر پوچھا۔  
 ”چار افراد ہیں باس“..... ٹنڈن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پھر تم نکل جاؤ وہاں سے۔ عمران کے ساتھی وہاں موجود ہیں۔ اگر تم ان کی نظروں میں آ گئے تو واقعی تمہارا بھی وہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے کہا۔

”لیس باس۔ یہی مناسب رہے گا لیکن وہ فائل جو عمران کے قبضے میں ہے اس کا کیا ہوگا“..... ٹنڈن نے کہا۔

”اب اس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے ہر طرف سے اطمینان کر لیا ہے۔ جس لڑکی نے وہ کوڑ بنایا تھا اس کے علاوہ کوئی بھی ایکسپلٹ ایسا نہیں ہے جو اس فائل کو ڈی کوڈ کر سکے۔ عمران لاکھ سرچنگ لے وہ اس فائل کو ڈی کوڈ نہ کر سکے گا اور یہ معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے کہا۔

کر رہے تھے۔ انہوں نے یہاں چند پرندوں کو بھی نشانہ بنایا تھا اور پھر ان کے ایک ساتھی نے میزائل فائر کیا تو عمران نے اس میزائل کو راستے میں ہی ہٹ کر دیا تھا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگر عمران نے دو اور میزائل ہٹ کئے۔ اس وقت مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ یہاں شکار کھیلنے کے لئے نہ آئے ہوں بلکہ نشانہ بازی کی پریکٹس کرنے کے لئے آئے ہوں۔ مجھے اس بات کا اندازہ تک نہ تھا کہ وہ یہ ساری پریکٹس کارمارا کو تباہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور پھر جیسے ہی انہیں کارمارا دکھائی دی وہ چوکنے ہو گئے اور عمران نے اپنی پوزیشن سنبھال لی اور پھر جیسے ہی کارمارا اس کی میزائل کی رینج میں آئی اس نے یکے بعد دیگر کارمارا پر دو میزائل فائر کر دیئے جس کے نتیجے میں کارمارا تباہ ہو کر جھاڑیوں پر گری اور ان جھاڑیوں میں بے تحاشہ آگ بھڑک اٹھی“..... دوسری طرف سے ٹنڈن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اور میں یہاں بیٹھا اس بات سے خوش ہو رہا تھا کہ عمران ہر حال میں کارمارا کا شکار بن جائے گا۔ اس کی بھیاں موت ہوگی اور میں یہاں اس کی موت کا جشن مناؤں گا لیکن سب کچھ الٹا ہو گیا۔ میری ہر خواہش دھری کی دھری رہ گئی۔ دوسرے ایجنٹوں کی طرح عمران کی موت میری بھی حسرت بن کر رہ گئی ہے“..... کرنل ہر دیال سنگھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ وہ واقعی خوش قسمت انسان ہے جو کارمارا کے حملے

”یس ہاں“..... ٹنڈن نے کہا تو کرنل ہردیال سنگھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تم خوش قسمت ہو عمران جو تم اس قدر خوفناک اور یقینی موت مرنے سے بچ گئے ہو۔ جب تمہیں میں اس یقینی موت سے ہمکنار نہ کر سکا تو پھر میرے پاس ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ میں تمہیں ہلاک کرا سکوں۔ مجھے اب تم سے دور ہی رہنا پڑے گا۔ میں ان ایجنسیوں کے سربراہ جیسا نہیں ہوں جو حماقت میں آ کر تمہارے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور تمہاری ہلاکت کے چکر میں خود ہی ختم ہو جاتے ہیں“..... کرنل ہردیال سنگھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سامنے پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور اس کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے عمران کو ہلاک کرنے کا خیال ذہن سے مکمل طور پر جھٹک دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ عمران کے خلاف جتنی بھی کارروائیاں کرائے گا وہ ساری کی ساری دھری کی دھری رہ جائیں گی اور اسے سوائے اپنے اور اپنی ایجنسی کے قصان کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اسے اس بات پر البتہ اطمینان تھا کہ عمران کے پاس سوچی تارا کے کوڑ کی جو فائل ہے وہ اسے کسی بھی صورت میں ڈی کوڈ نہ کرا سکے گا اور کافرستانی ایجنٹ جو پاکیشیا میں موجود ہیں وہ محفوظ رہیں گے۔

”یہ تم کیا کیا کہہ رہی ہو ہاتانی۔ کیا واقعی سارے کے سارے کالا کے عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر واپس پاتال میں چلے گئے ہیں“..... سردار بھورا نے سامنے کھڑی سیاہ فام لڑکی ہاتانی کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

کالا کوں کی طرف سے جب اسے کوئی اطلاع نہ ملی تو اس نے خاص طور پر ہاتانی کو بلا کر کالا کوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کہا تھا۔ ہاتانی فوراً وہاں سے روانہ ہو گئی اور پھر چند گھنٹوں بعد وہ واپس آئی تو اس نے کالا کوں سے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر سردار بھورا حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا تھا۔

”ہاں آقا۔ وہ سب اتنے زخمی ہو گئے تھے کہ اپنی جانیں بچا کر ان کے لئے وہاں سے بھاگنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ یہ تو ان کے سیاہ گھوڑے رکابوں میں ان کے پیچھے پھنسے رہنے کے باعث انہیں

کھینٹتے ہوئے واپس ہاتھ میں لے گئے تھے ورنہ وہ شاید اسی دنیا میں رہتے اور زخمی حالت میں تڑپ تڑپ کر فنا ہو جاتے“..... ہاتھانی نے کہا۔

”ہونہ۔ لیکن کالا کے عام اسلحے سے زخمی کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ تو انتہائی طاقتور اور موٹی چڑیوں والی ذریعوں میں شمار ہوتے ہیں جن پر نہ آگ اثر کرتی ہے نہ تیر تلوار اور پھر وہ جہاں جاتے ہیں زرہ بکتر میں ملبوس ہوتے ہیں۔ پھر ان پر عام گولیوں نے کیسے اثر کیا۔ وہ کیسے زخمی ہوئے“..... سردار بھورا نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے یقیناً اس بوڑھے آدمی نے ہی ان کی مدد کی ہو گی آقا۔ وہ روشن کلام کا حامل ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے کالا کوں پر چلائی جانے والی گولیوں پر کوئی عمل کیا ہو۔ اسی لئے زرہ بکتر ہونے کے باوجود سارے کے سارے کالا کے شدید زخمی ہو گئے اور انہیں وہاں سے بھاگنا پڑا“..... ہاتھانی نے کہا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی تو ضرورت سے زیادہ سخت جان معلوم ہو رہے ہیں۔ عمران پر میرا کار مارا کا وار بھی ناکام ہو گیا۔ اسے ہلاک کرنے کے لئے جانے والی تباہی بھی فنا ہو گئی اور اب عمران کے ساتھیوں نے کالا کوں کو بھی شدید زخمی کر کے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ میرا کوئی عمل ان کے لئے کارگر کیوں نہیں ہو رہا ہے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا۔ اس کی وجہ اس مہارشی کے سر پر نیک انسانوں کا ہاتھ اور اس کی بوڑھی ماں کی دعائیں ہیں۔ وہ ہر وقت ان دعاؤں کے حصار میں رہتا ہے اس لئے اس تک کوئی شیطانی طاقت نہیں پہنچ سکی ہے“..... ہاتھانی نے کہا۔

”لیکن میں اسے ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کا کوئی طریقہ بتاؤ۔ کوئی بھی طریقہ“..... سردار بھورا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”مہارشی اور اس کے ساتھی اس وقت جس مقدس عبادت گاہ میں موجود ہیں وہاں کسی بھی شیطانی طاقت کا جانا ناممکن ہے یہاں تک کہ مہارشیطان بھی چاہے تو وہ بھی اس مقدس عبادت گاہ میں نہیں گھس سکتا ہے“..... ہاتھانی نے کہا۔

”ضروری تو نہیں کہ وہ ہر وقت اس مقدس عبادت گاہ میں ہی موجود رہیں وہ کبھی تو وہاں سے باہر نکلیں گے۔ کیا ایسی صورت میں میری طاقتیں انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا۔ ایسی صورت میں شیطانی طاقتیں انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں لیکن اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا“..... ہاتھانی نے کہا۔

”کتنا انتظار“..... سردار بھورا نے کہا۔

”میں نہیں جانتی۔ آپ کہتے ہیں تو میں جا کر ان پر نظر رکھتی ہوں۔ وہ جیسے ہی مقدس عبادت گاہ سے باہر آئیں گے میں فوراً



یہاں آ کر آپ کو ان کے بارے میں بتا دوں گی“..... ہاتانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم جا کر ان کی نگرانی کرو۔ تمہیں ان کے نزدیک جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جیسے ہی مقدس عبادت گاہ سے باہر نکلیں فوراً آ کر مجھے بتا دینا۔ اس بار میں انہیں ہلاک کرنے کے لئے چگاڑوں کی فوج بھیجوں گا۔ چگاڑے فوراً انہیں اس طرح گھیر لیں گے کہ انہیں ان کے گھیرے سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا اور پھر چگاڑے ان پر حملہ کر کے ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔“ سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے چگاڑوں سے بڑی طاقت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ چگاڑوں کے سامنے ان کی ایک نہیں چلے گی اور چگاڑے جیسے ہی ان کے سامنے جائیں گے انہیں دیکھ کر وہ ساکت ہو جائیں گے ان کے جسموں میں حرکت بھی نہ رہے گی اور وہ چگاڑوں کے خلاف کوئی جوابی کارروائی بھی نہ کر سکیں گے اور چگاڑے ایک لمحے میں ان سب کا خاتمہ کر دیں گے“..... ہاتانی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جا کر ان کی نگرانی کرو تب تک میں چگاڑوں کی دنیا میں جا کر انہیں یہاں لاتا ہوں اور انہیں تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ جب عمران اور اس کے ساتھی مقدس عبادت گاہ سے باہر آئیں تو چگاڑوں کو کہنا کہ وہ ان پر فوراً حملہ کر دیں اور جیسے بھی

ممکن ہو ان سب کو ہلاک کر دیں“..... سردار بھورا نے کہا۔  
 ”جو حکم آقا“..... ہاتانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑی اور تیز تیز چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ جیسے ہی وہ باہر نکلی اسی لمحے اچانک تیز کڑا کا ہوا اور سردار بھورا کے سامنے فرش پر ایک شعلہ سا چمکا۔ کڑا کے کی آواز سن کر اور شعلہ چمکتے دیکھ کر سردار بھورا بری طرح سے چونک پڑا اور غور سے بھڑکتے ہوئے شعلے کی جانب دیکھنے لگا۔  
 ”شیطانی معبد کا سیاہ پجاری“..... سردار بھورا نے شعلے کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں شیطانی معبد کا سیاہ پجاری ہوں۔ میں تمہارے سامنے ظاہر ہونا چاہتا ہوں سردار بھورا۔ مجھے ظاہر ہونے کی اجازت دو“..... شعلے سے چیختی ہوئی انسانی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ آ جاؤ میرے سامنے“..... سردار بھورا نے کہا اسی لمحے شعلہ بھڑکا اور اچانک وہاں ایک سیاہ فام انسان سیاہ لبادے میں ملبوس ظاہر ہو گیا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کا چہرہ انتہائی بھیانک اور خوفناک تھا جسے دیکھ کر اچھا بھلا انسان خوف سے بے ہوش ہو سکتا تھا۔

”اوہ۔ تم شیطانی معبد کے سیاہ پجاری ہا کار ہوتا“..... سردار بھورا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں سردار بھورا۔ میں ہا کار ہوں“..... سیاہ فام آدمی نے کہا۔

”کیوں آئے ہو یہاں“..... سردار بھورا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارے لئے مہا شیطان کا پیغام لایا ہوں“..... ہاکار نے جواب دیا۔

”کیا ہے پیغام“..... سردار بھورا نے کہا۔

”مہا شیطان نے کہا ہے تین افراد تمہیں ہلاک کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ ان سے بچنے کی کوشش کرو اور جیسے بھی ممکن ہو ان تینوں کو اپنے قریب نہ آنے دینا“..... ہاکار نے کہا تو سردار بھورا بری طرح سے چونک پڑا۔

”کیا کہا۔ تین افراد مجھے ہلاک کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ کیوں اور کون ہیں وہ“..... سردار بھورا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”ان افراد کا تعلق اسی مہارشی سے ہے جس پر تم نے کارمارا کا حملہ کیا تھا۔ اس مہارشی پر کارمارا کا حملہ تو ناکام ہو گیا تھا لیکن ساکشی کی جھاڑیوں سے ایک شیطانی ذریت نکل کر اس مہارشی کے سر سے ٹکرا کر اس کے جسم میں ساگئی تھی جس سے وہ بے ہوش ہو گیا ہے اور بیمار پڑ گیا ہے۔ شیطانی ذریت اب دو طریقوں سے ہی اس مہارشی کے جسم سے نکل سکتی ہے۔ ایک تو اس طریقے سے کہ مہارشی کو سات دنوں تک ہوش نہ آئے اور اس کی بیماری بڑھتی جائے اور اس کے جسم میں سائی ہوئی شیطانی ذریت اس مہارشی کا

دل کھا جائے۔ مہارشی جیسے ہی ہلاک ہوگا ذریت فوراً اس کے جسم سے باہر آ جائے گی اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تم کسی طریقے سے ہلاک ہو جاؤ۔ چونکہ تمہاری چلائی ہوئی کارمارا کی وجہ سے ذریت کو جھاڑیوں سے نکلنے کا موقع ملا تھا اس لئے اس کا تعلق تم سے جڑ چکا ہے۔ تمہارے ہلاک ہونے سے وہ شیطانی ذریت بھی فنا ہو جائے گی اور مہارشی کی نہ صرف بیماری ختم ہو جائے گی بلکہ اسے ہوش بھی آ جائے گا۔ یہ بات مہارشی کے ساتھیوں کے علم میں آ چکی ہے اس لئے اس مہارشی کے تین ساتھی تمہاری ہلاکت کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر وہ یہاں آ گئے تو وہ ہر صورت میں تمہیں ہلاک کر دیں گے اس لئے ان سے بچنے کے لئے تم جو انتظامات کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ ہاکار نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا ان تین انسانوں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ میرا مقابلہ کر کے مجھے ہلاک کر سکیں“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے مہا شیطان نے تمہارے لئے جو پیغام دے کر بھیجا تھا وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ میرا کام ختم ہو گیا ہے اس لئے اب میں جا رہا ہوں“..... ہاکار نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار بھورا اس سے کچھ پوچھتا ہاکار اچانک ایک بار پھر شعلے میں تبدیل ہوا اور دوسرے لمحے شعلہ بجھ کر غائب ہوتا چلا گیا۔

”یہ ہا کار کیا کہہ رہا تھا۔ عمران کے تین ساتھی مجھے ہلاک کرنے کے لئے یہاں میرے علاقے میں آ رہے ہیں۔ کون ہیں وہ تین افراد اور کیا ان میں اتنی طاقت ہے کہ وہ میرے کالے جادو کے مقابلے پر ٹھہر سکیں“..... سردار بھورا نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اپنا ہاتھ زور سے سامنے فرش کی طرف جھٹکا تو اچانک فرش پھٹا اور اس میں سے سیاہ رنگ کا دھواں نکلنے لگا جو ایک جگہ جمع ہوتا جا رہا تھا۔ دوسرے لمحے دھویں میں تیز شرارے سے چمکے اور اچانک دھواں تحلیل ہوا اور سردار بھورا کے سامنے ایک بڑھیا نمودار ہو گئی۔ بڑھیا کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی۔ اس کے سر کے بال بے تحاشہ لمبے تھے جن میں اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ بڑھیا نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا ہوا تھا۔

”لا چاڑی حاضر ہے آقا۔ کیوں بلایا ہے“..... اس بڑھیا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”لا چاڑی۔ ابھی چند لمحے پہلے میرے پاس شیطانی معبد کا سیاہ پجاری ہا کار آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ تین افراد جن کا تعلق اس مہارشی سے ہے جسے میں نے کارمارا سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی، میری ہلاکت کے لئے یہاں آ رہے ہیں۔ کیا یہ سچ

ہے“..... سردار بھورا نے اس بڑھیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”معلوم کرتی ہوں“..... بڑھیا نے کہا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لاٹھی زور سے زمین پر ماری۔ تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ایک لمحے کے لئے کمرے کے در و دیوار ہل کر رہ گئے۔

”میں نے معلوم کر لیا ہے“..... چند لمحوں بعد لا چاڑی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا معلوم کیا ہے۔ بتاؤ مجھے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”جس انسان کو تم نے کارمارا سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی وہ بیمار ہے اور بے ہوش ہے۔ اس کے جسم میں ایک ذریت سمائی ہوئی ہے۔ وہ ذریت اس کے جسم سے اسی صورت میں باہر نکل سکتی ہے کہ یا تو اسے فنا کر دیا جائے یا پھر وہ ذریت اس انسان کو ہلاک کر دے۔ انسان کو ہلاک کرنے کے لئے اس ذریت کو سات دن اس کے جسم میں رہنا پڑے گا۔ ساتویں دن اس کی طاقت بڑھ جائے گی اور وہ اس انسان کا دل کھا سکے گی۔ ذریت کو فنا کرنے کے لئے تمہیں ہلاک کرنا پڑے گا۔ یہ ساری باتیں روحانیت کے ایک عالم نے اس انسان کے ساتھیوں کو بتائی ہیں اور تین آدمی تمہاری ہلاکت کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ جو یہاں پہنچ گئے تو وہ ہر صورت میں تمہیں ہلاک کر دیں گے“..... اس بڑھیا نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ یہی ساری باتیں مجھے پجاری نے بھی بتائی تھیں۔ تم یہ

ہلاک کر دیں گے سردار بھورا۔ ان سے بچنا چاہتے ہو تو انہیں ہر صورت میں اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکو“..... لاچارڑی نے کہا تو سردار بھورا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”ہونہہ۔ اس دنیا میں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ سردار بھورا کا مقابلہ کر سکے۔ میں ان سے نہیں ڈرتا۔ اگر انہوں نے میرے علاقے میں آنے کی کوشش کی تو سوائے موت کے انہیں کچھ نہیں ملے گا اور وہ مجھ تک کسی صورت بھی پہنچ سکیں گے۔ میں ان پر ایسے سحر کروں گا کہ وہ ہمیشہ کے لئے بیمار اور معذور ہو کر رہ جائیں گے اور اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے“..... سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ان کے بارے میں سنگوٹی سے معلومات حاصل کرو۔ وہ تمہیں ان کے ٹھکانے کے بارے میں بتا دے گی کہ وہ کہاں ہیں اور پھر انہیں ہلاک کرنے کے لئے چگاڈوں کو بھیج دو۔ چگاڈے ہی انہیں ہلاک کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں“..... لاچارڑی نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی سنگوٹی کو بلاتا ہوں تاکہ ان تینوں کا پتہ ٹھکانہ معلوم کر سکوں۔ ان کا پتہ ٹھکانہ ملتے ہی میں وہاں چگاڈے بھیج دوں گا جو انہیں جاتے ہی ہلاک کر دیں گے“۔ سردار بھورا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں جا رہی ہوں“..... بڑھیا نے کہا۔ اسی

بتاؤ کہ وہ انسان کون ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں اور وہ اس وقت کہاں پر موجود ہیں“..... سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان کے نام ٹانگیر، جوزف اور جوانا ہیں اور ٹانگیر انتہائی ذہین اور لڑاکا قسم کا آدمی ہے جبکہ جوانا کا تعلق قاتلوں کے گروپ سے تھا اور جوزف کا تعلق افریقہ کے جنگلوں سے ہے وہ جنگلوں کا شہزادہ کہلاتا ہے اور اب تک بے شمار مادرائی معاملات میں کام کر چکا ہے اور اس کے ہاتھوں بے شمار شیطانی ذریعات فنا ہو چکی ہیں۔ اس کے پیچھے کئی وچ ڈاکٹروں کی روجوں اور اس کے بڑوں کا ہاتھ ہے جو ہر مادرائی معاملات میں اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور اسے مشکلات سے بھی نجات دلاتے ہیں“..... لاچارڑی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہ اس وقت ہیں کہاں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”وہ کافرستان پہنچ چکے ہیں اور وہ راج ہستان کے علاقے کی طرف بڑھ رہے ہیں“..... لاچارڑی نے کہا۔

”کیا ان تینوں انسانوں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ میرا اور میرے کالے جادو کا مقابلہ کر سکیں اور مجھے نقصان پہنچا سکیں“۔

سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان کی جسمانی طاقت اور ذہانت ان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے کام لے کر وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ سیاہ پجاری کی یہ بات درست ہے۔ اگر وہ تم تک پہنچ گئے تو وہ ہر صورت میں تمہیں

لحے اس کا وجود ایک بار پھر دھویں میں تبدیل ہوا اور پھٹے ہوئے فرش میں ساتا چلا گیا اور جیسے ہی دھواں فرش میں سایا فرش خود بخود برابر ہوتا چلا گیا۔

”تم تینوں جو کوئی بھی ہو مجھ سے اور میری طاقتوں سے نہیں بچ سکو گے۔ میں ابھی تمہاری ہلاکت کا انتظام کرتا ہوں۔ تم مجھے ہلاک کرنا تو درکنار مجھ تک بھی نہیں پہنچ سکو گے“..... سردار بھورا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہو گیا۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا اس وقت راج ہستان کے صحرائی علاقے پشونا میں موجود تھے۔ وہ تینوں ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچے تھے۔ چونکہ وہ طویل سفر کرتے ہوئے آئے تھے اس لئے ٹائیگر نے اس علاقے کی ایک سرائے میں تین کمرے حاصل کر لئے تھے۔ ٹائیگر نے کافرستان میں ٹورسٹ کی حیثیت سے آنے کے لئے اپنے، جوزف اور جوانا کے کاغذات بنوائے تھے اور اس کے لئے ظاہر ہے انہوں نے میک اپ کیا تھا تاکہ انہیں کوئی دقت نہ ہو۔ ٹورسٹ کی حیثیت سے انہیں آسانی سے کافرستان آنے کی اجازت مل گئی تھی۔

کافرستانی دارالحکومت پہنچ کر انہوں نے پہلے ایک سادہ اور سستے سے ہوٹل میں قیام کیا اور پھر وہ سیر و سیاحت کرنے کی غرض سے دوسرے شہر پہنچ گئے جہاں سے راج ہستان کا صحرائی علاقہ شروع ہوتا تھا۔ چونکہ راج ہستان کے علاقے میں قدیم کھنڈرات کی بھرمار

پڑے گا“..... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اور بھورا کا علاقہ یہاں سے کتنا دور ہے“..... جوانا نے پوچھا۔

”اس کے لئے ہمیں کم از کم چھ سو کلو میٹر کا سفر کرنا پڑے گا شمال کی جانب صحرا بھی ہے اور چٹیل پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ بھی اور سفر کرنے کے لئے ہم تین سو کلو میٹر تک تو جیپوں کا استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ کافرستانی علاقے سے تین سو کلو میٹر دور تک صحرا میں اونچی اور پختہ سڑکیں بنائی گئی ہیں لیکن اس سے آگے سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ آگے کا سفر یا تو ہمیں پیدل طے کرنا پڑے گا یا پھر اونٹوں پر“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اس طرح تو ہمیں مطلوبہ مقام تک پہنچنے پہنچنے کئی روز لگ سکتے ہیں“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ جیپوں سے تین سو کلو میٹر کا سفر تو ایک میں پورا ہو جائے گا لیکن آگے کے سفر میں چھ روز لگ سکتے ہیں“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اس طرح تو سات دن ہمارے سفر میں ہی پورے ہو جائیں گے“..... جوزف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ دو دن پہلے ہی گزر چکے ہیں۔ سید قطب شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق عمران صاحب کے پاس زندہ رہنے کے لئے

تھی اور دنیا بھر سے سیاح یہاں آتے رہتے تھے اس لئے ان کے اس طرف آنے پر بھلا کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

اس وقت وہ تینوں ایک کمرے میں موجود تھے۔ ٹائیگر نے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلایا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جس سے وہ راج ہستان کے مختلف علاقوں پر نشان لگا رہا تھا۔ یہاں سے بھورا کا علاقہ تقریباً چھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ راستے میں کئی چھوٹے موٹے گاؤں اور قصبے تھے۔ انہیں انہی قصبوں اور گاؤں سے ہوتے ہوئے اس پہاڑی علاقے کی طرف جانا تھا جہاں بھورا کا علاقہ موجود تھا۔

”آگے راستہ بے حد دشوار گزار اور خطرناک ہے۔ ہر طرف صحرا پھیلا ہوا ہے۔ جہاں تیز تہتی ہوئی ریت اور آسمان پر جلتا ہوا سورج موجود ہے۔ اگر ہم نے دن کے وقت سفر کیا تو ہم آسانی سے یہ سفر نہیں کر سکیں گے“..... ٹائیگر نے نقشہ دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ صحرا میں نخلستان یا انسانی آبادیاں کتنے کتنے فاصلے پر موجود ہیں“..... جوزف نے پوچھا۔

”نقشے کے مطابق ہر تین سو، سو سو کلو میٹر کے فاصلے پر کوئی نہ کوئی نخلستان موجود ہے اور انہی جگہوں پر آبادیاں ہیں کہیں کم اور کہیں زیادہ“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ایک آبادی سے نکل کر ہمیں دوسری آبادی تک جانے کے لئے کم از کم ایک سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا

”جب ہم راج ہستان کی طرف آ رہے تھے تو میں نے راج ہستان کے ایک حصے میں ایک بیس کیپ اور بیس کیپ میں فوجی ایئر بیس دیکھا تھا جہاں ہیلی کاپٹروں کے ساتھ دوسری دن تھری طیارے بھی موجود تھے۔ اگر ہمیں وہاں سے ہیلی کاپٹر یا کوئی سی دن تھری طیارہ مل جائے تو ہم جلد سے جلد بھورا کے علاقے میں پہنچ سکتے ہیں“..... جوانا نے کہا۔

”ایئر بیس تو میں نے بھی دیکھا تھا لیکن وہاں تو سخت سیکورٹی کے انتظامات ہیں۔ ہم وہاں داخل کیسے ہوں گے“..... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ہمیں سخت انتظامات اور سیکورٹی کو توڑ کر ہی ایئر بیس میں داخل ہونا پڑے گا اور اس کے لئے ہمیں جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے ورنہ ہمارا مقرر وقت تک بھورا کے علاقے میں پہنچنا ناممکن ہے“..... جوانا نے کہا۔

”جوانا ٹھیک کہہ رہا ہے جوزف۔ اگر ہمیں جلد سے جلد بھورا کے علاقے میں پہنچنا ہے تو پھر اس کے لئے ہمیں یہ سب کرنا ہی پڑے گا ورنہ ہم مطلوبہ وقت میں بھورا کے علاقے میں نہ پہنچ سکیں گے اور باس کی زندگی کے لئے خطرات بڑھتے جائیں گے“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں“..... جوزف نے کہا۔

”تو پھر ہمیں سب کچھ بھول کر اس ایئر بیس پر توجہ دینی

سات دنوں کا وقت ہے۔ اب ان سات دنوں میں سے پانچ دن باقی رہ گئے ہیں اور ہمیں منزل تک پہنچنے کے لئے کم از کم مزید چھ روز سفر کرنا ہوگا“..... جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ سفر کسی طرح سے کم نہیں ہو سکتا۔ میرا مطلب ہے کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ ہم ایک یا دو دنوں میں بھورا کے مقام پر پہنچ جائیں“..... جوانا نے کہا۔

”اس کا تو ایک ہی راستہ ہے“..... ٹائیگر نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

”کون سا راستہ“..... جوزف نے پوچھا۔

”ہوائی سفر“..... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا چونک پڑے۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ ہیلی کاپٹر“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی ہم یہ فاصلے جلد سے جلد طے کر سکتے ہیں ورنہ نہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیا ہیلی کاپٹر ضروری ہے۔ ہم کسی طیارے سے اس علاقے تک پہنچ کر پیرا شوٹ کے ذریعے لینڈنگ نہیں کر سکتے“..... جوانا نے کہا تو وہ دونوں اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

”پیرا شوٹ سے لینڈنگ۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تو ہمیں کسی طیارے کی ضرورت پڑے گی“..... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

چاہئے۔ ہمارے لئے وہاں سے ہیلی کاپٹر یا پھرسی دن تھرٹی طیارہ حاصل کرنا بے حد ضروری ہے“..... جوانا نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ ایک بار پھر نقشہ دیکھنے لگا۔

”ایئر بیس یہاں سے ایک سو بیس کلو میٹر جنوب میں موجود ہے۔ ایئر بیس سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہنجوڑا کا علاقہ ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہوگا۔ وہاں جا کر ہم ایئر بیس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور پھر ایئر بیس میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اگر ہم سی دن تھرٹی طیارے یا کسی ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے تو پھر کوئی ہمیں وہاں سے ہیلی کاپٹر یا طیارہ لے جانے سے نہیں روک سکے گا“..... ٹائیگر نے نقشہ کے ایک مقام پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ ہنجوڑا چلتے ہیں۔ لیکن وہاں جانے سے پہلے ہمیں اپنے حلیے بدلنے ہوں گے کیونکہ اس طرف آتے ہوئے ہم جس چیک پوسٹ سے آئے ہیں وہاں ہم نے یہاں سے ایک ہزار کلو میٹر دور واہوالا کے علاقے میں جانے کا اندراج کرایا ہے۔ اگر ہم اتنی جلدی واپس گئے تو انہیں شک ہو سکتا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”ہم چیک پوسٹ والے راستے کی طرف جانے کی بجائے متبادل راستہ اختیار کریں گے۔ یہاں سے سات کلو میٹر دور ایک

نہری راستہ ہے۔ نہر خشک ہے اس طرف کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے۔ اگر ہم گھوم کر اس علاقے سے نکلیں گے تو ہمیں کسی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور اس علاقے سے ہوتے ہوئے ہم آسانی سے ہنجوڑا پہنچ جائیں گے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر ہمیں مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آج بلکہ ابھی ہنجوڑا روانہ ہو جاتے ہیں“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔  
 ”تو پھر اپنا سامان سمیٹو“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہم سامان سمیٹتے ہیں تم کسی رینٹ سروس سے ایک جیب حاصل کر لاؤ۔ ہو سکے تو جیب کی فل پے منٹ کر دینا تاکہ ہمیں یہاں سے نکلنے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے“..... جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر وہاں سے نکل گیا اور جوزف اور جوانا اپنا سامان سمیٹنے لگے۔ ایک گھنٹے کے بعد ٹائیگر ایک بڑی فورڈ جیب لے آیا۔ اس وقت تک جوزف اور جوانا سامان اٹھا کر اور ہول چھوڑ کر باہر آ چکے تھے۔ ٹائیگر کے جیب لاتے ہی وہ اس میں سوار ہو گئے اور ٹائیگر نے جیب آگے بڑھا دی۔

”جیب کرائے پر لی ہے یا خریدی ہے“..... جوزف نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”خرید لایا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے آگے چل کر اتنا موقع نہ مل



سکے کہ جیپ واپس کی جا سکے۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ٹائیگر کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ جونا سامان سمیت عقبی سیٹ پر تھا۔ ٹائیگر شہری علاقے میں مخصوص رفتار سے جیپ چلاتا رہا پھر شہری حدود سے نکلتے ہی اس نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ پندرہ کلومیٹر سڑک پر جیپ دوڑانے کے بعد اس نے جیپ کو کچے راستے پر ڈال دیا۔ کچے راستے پر جیپ کی رفتار تیز نہ تھی لیکن ٹائیگر اسے دوڑاتا رہا۔ چند منٹ بعد وہ ایک خشک نہر کے کنارے پر پہنچ گئے۔ نہر کافی چوڑی تھی اور سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی دور تک جا رہی تھی۔

”کیا ہم جیپ نہر سے گزار کر دوسری طرف لے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ جوزف نے پوچھا۔

”دونوں اطراف چھوٹے بڑے ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس طرف سے دوسری طرف جیپ لے جانا مشکل ہے لیکن ایک کام کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”کیا۔۔۔۔۔ جوزف نے پوچھا۔

”ہم جیپ نہر میں اتار دیتے ہیں۔ ویسے بھی ہمیں نہر کے ساتھ ساتھ سفر کرنا ہے اگر ہم نہر میں سفر کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر ہمیں کوئی ایسا راستہ مل جائے جہاں سے ہم جیپ دوسری جانب لے جا سکیں۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ مناسب رہے گا ورنہ ہمیں جیپ یہیں چھوڑنی پڑ سکتی

ہے اور پیدل سفر کرنا ہمارے لئے دشوار ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ جونا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیپ کو نہر کے ساتھ ساتھ آگے بڑھاتا لے گیا اور پھر ایک مقام پر اسے نشیب کی طرف جانے والا راستہ دکھائی دیا تو اس نے جیپ نہر میں اتار دی۔ نہر کی زمین خاصی سخت تھی اس لئے اسے جیپ نہر میں لانے اور آگے لے جانے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑ رہا تھا۔ مزید آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد انہیں نہر کے دوسرے حصے میں عموداً راستہ دکھائی دیا تو ٹائیگر نے جیپ نہر سے اوپر چڑھا دی اور وہ نہر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

”اب ٹھیک ہے۔ اب ہم آگے کا سفر آسانی سے طے کر سکتے ہیں اس طرف نہ تو کوئی چیک پوسٹ ہے اور نہ کوئی آبادی۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن یہاں تو ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی ہے۔۔۔۔۔ جوزف نے دور میدان میں پھیلے ہوئے ریت کے سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ جیپ خصوصی طور پر ریگستان میں چلنے کے کام آتی ہے۔ ہم اس پر ریت کے اس سمندر سے نکل سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”لیکن جیپ کا ایندھن۔ اگر ایندھن ختم ہو گیا تو۔۔۔۔۔ جونا نے کہا۔

”میں ایندھن کا ایک کین بھرا کر ساتھ لے آیا ہوں جو کچھ سیٹ کے نیچے موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اتنا ایندھن ہمارے لئے اس ریگستان سے نکلنے کے لئے کافی رہیں گے“..... ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ آسمان پر سورج ان کے عین سر پر تھا جو پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ جیپ کی چھت نہ تھی اس لئے وہ ڈائریکٹ اس دھوپ کی زد میں آ رہے تھے۔ تیز دھوپ ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے جسم سلگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ ان کے جسموں سے پسینہ دھاروں کی شکل میں نکل رہا تھا۔ وہ پانی کی بوتلیں اپنے ساتھ لائے تھے لیکن تیز دھوپ کی وجہ سے بوتلوں کا پانی بھی گرم ہو رہا تھا جسے پینے میں انہیں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

ریت کا سمندر تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ دور نزدیک نہ کوئی دوسرا انسان دکھائی دے رہا تھا نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی نخلستان۔ ٹائیگر رکے بغیر جیپ دوڑاتا رہا۔ راستے میں انہوں نے ایک بار کین میں موجود پیٹرول جیپ میں بھرا اور اپنے سفر پر گامزن رہے۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پہلے ٹائیگر کے ہاتھ میں تھی۔ وہ تھک گیا تو اس کی جگہ جوزف نے لے لی اور پھر ایک گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا آن بیٹھا۔

”یہ راستہ تو شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتا جا رہا ہے۔ تم

تو کہہ رہے تھے کہ ہم اس راستے پر سفر کر کے دو گھنٹوں میں ہنجوڑا پہنچ جائیں گے لیکن ہمیں مسلسل سفر کرتے ہوئے تین گھنٹوں سے بھی زیادہ وقت ہو چکا ہے اور ابھی تک ہمیں منزل کا نام و نشان بھی دکھائی نہیں دیا ہے“..... جوانا نے جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت تک شام ہو چکی تھی اور اب وہاں تیز اور جسم کو جھلسا دینے والی گرم ہوائیں چلنا شروع ہو گئی تھیں۔

”میں بھی اسی بات پر حیران ہو رہا ہوں۔ نقشے کے مطابق تو ہنجوڑا کا راستہ اس قدر طویل نہ تھا۔ اب تک ہمیں وہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ لگتا ہے ہم راستہ بھٹک گئے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اب تو نقشہ دیکھ کر ہم یہ بھی پتہ نہیں چلا سکتے کہ ہم ریگستان کے کس حصے میں موجود ہیں اور ہمیں ہنجوڑا کس طرف سے جانا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”ہمیں مسلسل جنوب کی طرف سفر کرنا تھا۔ سورج ڈھل رہا ہے اس سے ہم سمت کا اندازہ لگا کر آگے بڑھ سکتے ہیں اب ہمارے پاس کمپاس تو ہے نہیں کہ ہم اس سے سمت کا پتہ لگا سکیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”اب ہمارے پاس اتنا ایندھن بھی باقی نہیں بچا ہے کہ ہم سو ڈیڑھ سو کلو میٹر تک سفر کر سکیں جیپ میں جو ایندھن ہے وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ پچاس سے ساٹھ کلو میٹر تک آگے لے جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں“..... جوانا نے فیول میٹر کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔

”جہاں تک جا سکتے ہیں وہاں تک جائیں گے پھر دیکھتے ہیں کہ آگے کا سفر ہم نے کیسے طے کرنا ہے“..... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شام تیزی سے ڈھل رہی تھی اور صحرا کی ریت دھوپ میں جس تیزی سے گرم ہوتی ہے شام ڈھلتے ہی اسی تیزی سے ٹھنڈی ہونا بھی شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے انہیں تیز اور گرم ہوا کے جھونکے محسوس ہو رہے تھے اب ہوا میں قدرے ٹھنڈک آ گئی تھی اس لئے ان کے جسموں سے نکلنے والا پسینہ ختم گیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد انہیں دور سے ٹیلے دکھائی دیئے۔ یہ ریت کے ٹیلے تھے جو دور دور تک پھیلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

”شاید اس طرف کوئی آبادی ہو۔ اسی طرف چلو“..... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے ریت کے ٹیلوں کی طرف جیپ دوڑانی شروع کر دی۔ آدھے گھنٹے کی مزید مسافت کے بعد وہ ریتیلے ٹیلوں تک پہنچ گئے۔ ریت کے ان ٹیلوں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے راستے بنے ہوئے تھے۔ جوانا نے جیپ ایک ٹیلے کی طرف بڑھائی اور پھر وہ دوسری طرف آ گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر اطمینان آ گیا کہ ان کے سامنے ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ بستی میں ہر طرف خیمے ہی خیمے دکھائی دے رہے تھے یا پھر وہاں چند جھونپڑیاں تھیں اور وہاں خانہ بدوش قسم کے افراد دکھائی دے رہے تھے جنہوں نے جگہ

جگہ آگ جلا رکھی تھی تاکہ اپنے اس علاقے کو روشن رکھ سکیں۔

”یہ تو ہنجوڑا معلوم نہیں ہوتا“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ہنجوڑا میں کچے کچے مکانات ہیں ایسے جھونپڑیاں اور خیمے نہیں ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر واقعی ہم راستہ بھٹک کر اس طرف آ نکلے ہیں۔ اب پتہ نہیں یہ کون سا علاقہ ہے اور ہم ہنجوڑا سے کتنی دور ہیں“۔ جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب ان لوگوں سے پوچھ کر ہی پتہ چلے گا کہ ہم کہاں ہیں اور ہنجوڑا کہاں چھوڑ آئے ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔ جیپ میں اتنا فیول موجود تھا کہ وہ بستی تک پہنچ سکتے تھے لیکن بستی تک پہنچتے ہی فیول ختم ہو گیا اور جیپ رک گئی۔ جیسے ہی جیپ رکی جھونپڑیوں اور خیموں سے بہت سے خانہ بدوش ہاتھوں میں کلہاڑیاں، بندوقیں اور تیز دھار چھرے لے کر باہر آ گئے اور ایک قطار نما دیوار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ وہ شاید انہیں لٹیرے سمجھ رہے تھے جنہیں آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے انہوں نے ان کے سامنے انسانی دیوار بنا دی تھی۔

”شاید یہ لوگ ہمیں لٹیرے سمجھ رہے ہیں“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ تم دونوں یہیں رکو۔ میں ان سے بات کر کے آتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا اور جیپ سے اتر آیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ انسانوں کی بنی ہوئی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔

جوانا کے پاس ان کے مخصوص ریوالور موجود تھے جو اگر ان کے ہاتھ بھی لگ جاتے تو انہیں کوئی فرق نہ پڑتا۔

”اب بتاؤ کون ہو تم اور ہماری ہستی میں کیوں آئے ہو۔“ سردار نے ٹائیگر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم ہنجوڑا جا رہے تھے لیکن صحرائی راستہ بھٹک کر اس طرف آ گئے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہنجوڑا۔ وہ تو تم یہاں سے بہت دور چھوڑ آئے ہو۔“ سردار نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

”کتنا دور۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”یہاں سے مغرب کی طرف تقریباً ڈیڑھ ساٹھ کلو میٹر دور۔“ سردار نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی بہت دور ہے اور ہمارے پاس جیب کا ایندھن بھی ختم ہو چکا ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ایندھن کی پرواہ نہ کرو۔ ہمارے پاس جیبیں اور گاڑیاں تو نہیں ہیں لیکن بہت سے بھولے بھٹکے لوگ اپنی گاڑیاں لے کر اس طرف آ نکلتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے پاس وافر مقدار میں ہر قسم کا ایندھن رکھتے ہیں۔ اگر تم چاہو تو ہم سے ایندھن خرید سکتے ہو۔“

سردار نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تم سے ایندھن خریدنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم چونکہ مسلسل سفر کر کے تھکے ہوئے ہیں اس لئے اگر آپ

”وہیں رک جاؤ۔“..... ان میں سے ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر رک گیا۔

”مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔“..... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ تمہارے پاس کوئی اسلحہ ہے۔ اگر ہے تو اسے فوراً پھینک دو۔“..... اسی آدمی نے کہا جس نے ٹائیگر کو رکنے کا کہا تھا۔

”نہیں۔ میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری تلاشی لیں گے۔“..... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے اپنے دو ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر ٹائیگر کے قریب آ کر وہ رک گئے اور پھر انہوں نے

ٹائیگر کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

”اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔“..... تلاشی لینے والے ایک آدمی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے آگے لے آؤ۔“..... اس آدمی نے کہا۔ وہ اس علاقے کا کھیا یا پھر سردار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی بات سن کر

ان دونوں نے ٹائیگر کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر ان کی طرف بڑھ آیا۔ اسے اطمینان تھا کہ اگر ان کی جیب کی تلاشی لی گئی تو بھی وہ اسلحہ برآمد نہ کر سکیں گے کیونکہ ٹائیگر جو جیب لایا تھا اس

میں ایک خفیہ خانہ بنا ہوا تھا جس میں اس کے کہنے پر جوزف اور جوانا نے راستے میں ہی سارا اسلحہ چھپا دیا تھا۔ البتہ جوزف اور

بعد انہیں چائے دی گئی۔ وہ چائے پی کر بیٹھے آپس میں بات کر رہے تھے کہ اچانک ٹائیگر کو اپنے دماغ میں ایک دھماکہ سا ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ بوکھلا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لا حاصل دوسرے لمحے وہ لہرایا اور خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس کے دماغ میں یہ بات ابھری تھی کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ انہیں چائے میں کوئی نشی دوا دی گئی تھی جس کے باعث اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔ آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے جوزف اور جوانا کو بھی لڑھکتے دیکھ لیا تھا۔

اجازت دیں تو ہم آج کی رات بھی یہاں رکنا چاہتے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں ضرور۔ ہم تمہارے لئے الگ سے خیمے لگا دیں گے تم ایک تو کیا دو راتیں بھی یہاں رک سکتے ہو۔ ہم تمہیں کھانے پینے کا سامان بھی دیں گے لیکن اس کے لئے تمہیں الگ سے معاوضہ دینا پڑے گا۔“..... سردار نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ہم آپ کو منہ مانگا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ اپنے ساتھیوں کو لے آؤ اور شاندا تم جا کر ان کے لئے ایک بڑا خیمہ لگوا دو اور ان کے کھانے پینے کا انتظام کرو۔“..... سردار نے پہلے ٹائیگر سے اور پھر اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سردار کے کہنے پر اس کے ساتھی تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور پھر وہ سب اپنے خیموں اور جھونپڑیوں میں چلے گئے۔ ٹائیگر کے کہنے پر جوزف اور جوانا بھی اپنا سامان اٹھا کر آ گئے۔

ٹائیگر نے سردار کو نوٹوں کی ایک بڑی گڈی دے دی جسے دیکھ کر سردار کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ نوٹوں کی گڈی نے اسے اس بارے سے روک دیا تھا کہ وہ جوزف اور جوانا اور ان کے پاس موجود سامان کی تلاشی لیں۔ ان کے لئے الگ سے ایک خیمہ لگا دیا گیا اور انہیں کھانے پینے کا سامان بھی مہیا کر دیا گیا۔ کھانے کے

”آپ کے حکم پر میں نے ان تینوں کو پورے راج ہستان کے صحراؤں میں تلاش کیا تھا آقا۔ وہ مجھے ایک جیب میں سوار ملے۔ جیب میں سوار ہو کر وہ ہنجوڑا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں نے وہاں جاتے ہی ان کے لئے ہنجوڑا جانے والے راستے بند کر دیئے اور انہیں صحرا میں مسلسل بھٹکتی رہی اور پھر میں نے انہیں چگاڈوں کی بستی میں جانے پر مجبور کر دیا جہاں چگاڈے انسانی روپ میں ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار تھے۔ وہ چگاڈوں کی بستی میں پہنچے تو چگاڈوں کے سردار گوڈا نے ان کا استقبال کیا اور انہیں یقین دلایا کہ وہ ان کے ہمدرد ہیں اور ان کی ہر ممکن مدد کریں گے۔ انہیں ہنجوڑا جانے کے لئے پیٹرول چاہئے تھا تاکہ وہ اسی جیب میں سفر کر سکیں۔ سردار گوڈا نے انہیں بتایا کہ ان کے پاس ہر قسم کا تیل وافر مقدار میں موجود ہے جو وہ انہیں بیچ سکتے ہیں۔ انہوں نے سردار گوڈا کو بڑے نوٹوں کی گڈی دی اور اس سے درخواست کی کہ اگر وہ ان کے کھانے پینے اور رات گزارنے کا بندوبست کریں تو وہ مزید معاوضہ دے سکتے ہیں۔ سردار گوڈا نے ان کی بات مان لی اور بستی میں ان کے لئے خاص طور پر ایک خیمہ تیار کرایا۔ انہیں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ چگاڈوں نے انسانی انداز اپناتے ہوئے چائے بھی پیش کی جس میں چگاڈوں نے چکاس بوٹی کا رس ملا دیا تھا جو بے رنگ، بے بو اور بے ذائقہ تھا۔ وہ چائے پیتے ہی وہاں بے ہوش ہو گئے۔ ان کے بے ہوش ہوتے ہی سردار گوڈا ان

فرش پھٹا اور اس میں سے دھواں نکلا اور اس کے ساتھ ہی دھوئیں نے بڑھیا لاچاڑی کا روپ دھار لیا۔ زمین کے پھٹنے کی آواز سن کر سردار بھورا نے آنکھیں کھول دیں اور وہ لاچاڑی کے نمودار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے لاچاڑی کو بلا کر ایک اہم کام سونپا تھا جسے پورا کرنے کے لئے وہ گئی تھی۔ سردار بھورا نے لاچاڑی سے کہا تھا کہ جب اس کا کام پورا ہو جائے تو وہ اسے بتانے کے لئے خود اس کے پاس پہنچ جائے اس لئے لاچاڑی اس وقت سردار بھورا کے بلائے بغیر وہاں نمودار ہوئی تھی۔

”کام پورا ہو گیا ہے آقا..... لاچاڑی نے جھکے ہوئے جسم سے سر اٹھا کر سردار بھورا کی طرف دیکھتے ہوئے نہایت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بہت خوب۔ کیا کر کے آئی ہو۔ مجھے تفصیل بتاؤ..... اس کی بات سن کر سردار بھورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

کے خیمے میں گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان تینوں کو مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے بندھوا لیا اور پھر سردار گوڈا کے حکم پر ان تینوں کو بستی میں موجود ایک ہزار سالہ پرانے اور خشک کنویں میں پھینک دیا گیا اور اس کنویں کا منہ بند کر دیا گیا۔ اب وہ تینوں اس کنویں میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اسی حالت میں وہاں پڑے پڑے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی لاشیں بھی وہیں گل سڑ جائیں گی۔ اگر انہیں ہوش بھی آیا تو وہ اس کنویں سے کسی صورت بھی نہیں نکل سکیں گے کیونکہ کناں ہر طرف سے مکمل طور پر بند ہے۔..... لاچارڑی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ تم نے اور چگاڈوں نے میرے احکامات پر عمل کر کے آخر انہیں موت کے منہ میں پہنچا ہی دیا۔ میرے پاس دوبارہ مہا شیطان کے معبد سے سیاہ پجاری آیا تھا۔ اسی نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان تینوں افراد کو کسی ہتھیار یا پھر کسی شیطانی طاقت سے ہلاک نہ کراؤں اور نہ ہی ان پر کوئی کالا جادو چلاؤں کیونکہ ان کے ساتھ جنگلوں کا شہزادہ جوزف بھی موجود ہے اور ان تینوں کے پاس چند ایسی تختیاں موجود ہیں جو ہر وقت ان کی جیبوں میں رہتی ہیں۔ ان تختیوں پر مقدس آیات لکھی ہوئی ہیں۔ جب تک ان کے پاس مقدس آیات والی تختیاں موجود ہیں ان پر نہ تو میرا کوئی سحر اثر کر سکتا ہے اور نہ ہی میری کوئی شیطانی طاقت ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ سیاہ پجاری نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہاری اور

چگاڈوں کی مددلوں اور چگاڈوں کو عام انسان بنا کر بھیجوں تاکہ وہ انہیں کسی طرح کر کسی نشہ آور دوا یا جڑی بوٹی سے بے ہوش کر سکیں اور پھر انہیں رسیوں سے باندھ کر ایسے کنویں میں پھینک دیا جائے جو صدیوں سے خشک اور ویران پڑا ہو۔ تم نے اس کنویں کو تلاش کیا اور میں نے چگاڈوں کو انسانی روپ میں اس کنویں کے پاس بھیج دیا تاکہ وہاں وہ ایک عارضی بستی بنا سکیں اور پھر میں نے تمہیں یہ ذمہ داری سونپ دی کہ تم انہیں کسی طرح سے بھٹکا کر اس چگاڈوں کی بستی کی طرف لے جاؤ تاکہ انہیں کھانے پینے کی کسی چیز میں ٹھیلی دوا یا بوٹی کا رس پلا کر بے ہوش کیا جاسکے اور پھر انہیں رسیوں سے باندھ کر اس صدیوں پرانے کنویں میں قید کیا جاسکے۔ سیاہ پجاری نے بتایا تھا کہ ان کی ہلاکت اسی طرح سے ممکن ہے کہ وہ کنویں میں پڑیں رہیں۔ دوسری صورت میں وہ میرے ہر حملے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ وہ کنویں میں قید ہو چکے ہیں۔ تم نے اور چگاڈوں نے مل کر کنویں کا منہ بند کر دیا ہے۔ اب وہ اس کنویں سے کسی صورت بھی باہر نہیں نکل سکیں گے اور وہیں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں گے۔ بہت خوب لاچارڑی۔ تم نے واقعی کام کر دکھایا ہے۔ میں تم سے خوش ہوں بے حد خوش۔..... سردار بھورا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں خوش نہیں ہوں آقا۔..... لاچارڑی نے کہا تو سردار

بھورا بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم خوش کیوں نہیں ہو۔ وجہ“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے آپ سے درخواست کی تھی آقا کہ آپ ان تینوں کو میرے حوالے کر دیں۔ میں آپ سے اکثر انسانی خون پینے کی خواہش کرتی ہوں لیکن آپ مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ان تینوں کے لئے بھی میں نے آپ سے خصوصی طور پر اجازت مانگی تھی کہ کم از کم آپ مجھے ان تینوں کا ہی خون پینے کی اجازت دے دیں لیکن آپ نے مجھے اس سے بھی منع کر دیا“..... لاچارڑی نے منہ ہناتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں ان تینوں کا خون پینے کی اجازت دے دیتا لاچارڑی لیکن میں کیا کروں۔ مجھے جیسا سیاہ پجاری نے کہا تھا میرے لئے اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو سیاہ پجاری مجھ سے ناراض ہو جاتا اور اس کی ناراضگی شیطان کی ناراضگی ہوتی جس کا میں کسی بھی صورت میں متحمل نہیں ہو سکتا تھا“۔ سردار بھورا نے کہا۔

”میں مانتی ہوں آقا۔ آپ سیاہ پجاری کے حکم کے سامنے مجبور ہیں اسی لئے میں نے وہی کیا ہے جو آپ مجھے کرنے کا کہا تھا۔ لیکن اب وہ کنویں میں قید ہیں۔ نہ صرف قید ہیں بلکہ رسیوں سے بندھے ہوئے اور بے ہوش ہیں۔ اب بھی آپ چاہیں تو مجھے ان کا

خون پینے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ میں ان کا خون پی کر انہیں اور زیادہ لاغر اور کمزور کر دوں گی۔ وہ ہلنے چلنے کے بھی قابل نہیں رہیں گے اور بہت جلد ان کی موت واقع ہو جائے گی۔ میں آپ کے دشمنوں کو جلد سے جلد مرتا ہوا دیکھنا چاہتی ہوں آقا“۔ لاچارڑی نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں اجازت دوں اور سیاہ پجاری مجھ سے ناراض ہو جائے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”نہیں آقا۔ اب وہ آپ سے ناراض نہیں ہو گا۔ آپ نے اس کی ہدایات کے مطابق وہ سب کیا ہے جس کا اس نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اب تو وہ موت کے منہ میں پہنچ چکے ہوں گے۔ ان میں تو مزاحمت کی بھی ہمت نہ ہو گی۔ ایسی صورت میں اگر میں ان تینوں کا خون پی جاؤں گی تو بھلا سیاہ پجاری اور مہا شیطان کو کیا فرق پڑے گا“..... لاچارڑی نے کہا۔

”لیکن تم ان کا خون کیوں پینا چاہتی ہو۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا“..... سردار بھورا نے پوچھا۔

”اگر مجھے ان تینوں کا خون پینے کے لئے مل جائے تو میری زندگی کئی سو سال بڑھ جائے گی آقا اور میرا یہ بڑھاپا بھی ختم ہو جائے گا اور میری کمر بھی سیدھی ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں میری طاقتوں میں بھی اضافہ ہو گا اور میں آپ کی سب سے زیادہ طاقتور کنیز بن جاؤں گی۔ پھر میرے ہوتے ہوئے دنیا کی کوئی



کہ میں اس کنویں میں جاؤں اور وہاں جا کر ان تینوں کا خون پی لوں“..... لاچاڑی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگر تم اس بات سے مطمئن ہو کہ ان تینوں کے خون پینے کی اجازت دینے پر سیاہ پجاری اور مہا شیطان مجھ سے ناراض نہیں ہوگا تو میں تمہیں ان کا خون پینے کی اجازت دیتا ہوں لاچاڑی۔ اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم مجھے سیاہ پجاری اور مہا شیطان کے عتاب سے بچاؤ ورنہ میرا سب کچھ ختم ہو جائے گا اور میں کالے علم کے ماہر سے ایک عام سا انسان بن کر رہ جاؤں گا“..... سردار بھورا نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں آقا۔ میں نے آپ کو حلف دیا ہے کہ سیاہ پجاری اور مہا شیطان آپ سے ناراض نہیں ہوں گے“..... لاچاڑی نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے جاؤ اور جا کر پی لو ان کا خون“..... سردار بھورا نے کہا تو بڑھیا لاچاڑی فوراً دھوپیں میں تبدیل ہوئی زمین میں سمائی اور زمین میں سما کر غائب ہوتی چلی گئی۔ اس کے غائب ہوتے ہی زمین برابر ہو گئی۔ جیسے ہی لاچاڑی زمین میں سما کر غائب ہوئی اسی لمحے سردار بھورا کو زوردار جھٹکا لگا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ مجھے کیا ہوا تھا۔ میرا دماغ کہاں کھویا ہوا تھا اور یہ لاچاڑی۔ لاچاڑی کہاں غائب ہو گئی ہے“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز

طاقت آپ کے قریب بھی نہ پھٹک سکے گی اور نہ کبھی کوئی آپ کو نقصان پہنچا سکے گا بلکہ کسی کے دل میں آپ کے خلاف معمولی سی بھی بغاوت کا خیال بھی پیدا ہوا تو مجھے فوراً اس کا علم ہو جائے گا اور میں جا کر ایک لمحے میں اس کا خاتمہ کر دوں گی۔ آپ کی اس علاقے کے لوگوں پر حکمرانی کی معیاد سینکڑوں سال بڑھ جائے گی۔ لاچاڑی نے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی یہ سب ممکن ہے“..... سردار بھورا نے حیرت اور مسرت سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ آقا۔ میں جو کہہ رہی ہوں وہ بالکل سچ ہے۔ لاچاڑی نے کہا۔

”میں تم پر شک نہیں کر رہا اور نہ ہی مجھے اس بات کا گمان ہے کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے تو بس سیاہ پجاری کی فکر ہے۔ وہ ناراض ہو گیا تو مہا شیطان مجھ سے کالے جادو کی ساری طاقتیں چھین لے گا“..... سردار بھورا نے کہا۔

”اس بات کا میں آپ کو حلف دیتی ہوں آقا کہ سیاہ پجاری اور مہا شیطان آپ سے ناراض نہیں ہوگا“..... لاچاڑی نے کہا۔

”اگر تم حلف دیتی ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے“..... سردار بھورا نے کہا تو لاچاڑی کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

”اوہ اوہ۔ کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دے رہے ہیں

ایسا تھا جیسے وہ گہرے خیالوں میں کھویا رہا ہو اور اسے اس بات کا علم ہی نہ ہوا ہو کہ لاچاڑی نے اس سے کیا بات کی تھی اور وہ اچانک کہاں غائب ہو گئی تھی۔

”حیرت ہے۔ میں نے تو لاچاڑی سے کہا تھا کہ وہ مجھے آ کر بتائے کہ اس نے اور چگاڈوں نے میرے تینوں دشمنوں کو بے ہوش کر کے اور باندھ کر قدیم، خشک اور تاریک کنویں میں قید کیا ہے یا نہیں اور اب وہ کس حال میں ہیں اور وہ مجھے یہ سب بتائے بغیر غائب ہو گئی ہے۔ کیا چکر ہے یہ“..... سردار بھورا نے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سامنے والی دیوار کی طرف دیکھا اور کچھ پڑھ کر اس دیوار کی طرف زور سے پھونک ماری۔ تیز گزراہٹ ہوئی اور دیوار میں دروازے نما خلا بن گیا۔ دروازہ کھلتے ہی دوسری طرف سے بھیڑیے نما غراہٹ کی آواز سنائی دی۔

”ہاتانی۔ میرے پاس آؤ“..... سردار بھورا نے دہانے کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اسی لمحے ایک سایہ سا اچھل کر باہر آیا اور دوسرے لمحے اس نے سیاہ فام اور دہلی پتلی عورت ہاتانی کا روپ دھار لیا۔

”حکم آقا“..... ہاتانی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سنو ہاتانی۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ عمران کے تین ساتھی مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے بھورا کے علاقے میں پہنچ رہے ہیں۔ ان سے مجھے خطرہ لاحق تھا اس لئے مجھے فوری طور پر انہیں ہلاک کرنے

کا کہا گیا تھا اور مجھ سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ انہیں کسی بھی صورت میں بھورا میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ وہ کافرستان پہنچ چکے تھے اور کافرستان کے راج ہستانی علاقے سے بھورا کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ پہلے میں نے سوچا کہ انہیں بھورا تک پہنچنے سے روکنے کے لئے بلیک ہنٹرز کے چیف کرنل۔ ہر دیال سنگھ سے بات کروں اور اس کی فورس ان تینوں کے پیچھے لگا دوں لیکن پھر مجھے میری طاقتوں نے بتایا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ فورس کو چکمہ دے کر نکل سکتے ہیں اس لئے میں نے فورس کی بجائے اپنی طاقتوں سے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ مجھے مہا شیطان کے معبد کے سیاہ پجاری نے بتایا کہ اگر میں انہیں بھورا میں پہنچنے سے روکنا چاہتا ہوں اور انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں تو میں ان پر براہ راست کالا جادو نہ کروں بلکہ انہیں کسی طریقے سے چکمہ دے کر راج ہستان کے سب سے قدیم، گہرے اور تاریک کنویں میں قید کرا دوں۔ جہاں سے وہ کسی بھی صورت میں نہ نکل سکیں اور بھوک پیاس سے وہیں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں۔ جس پر میں نے لاچاڑی اور چگاڈوں کی مدد سے ایک منصوبہ بنایا۔ سب سے پہلے میں نے لاچاڑی سے یہ معلوم کرایا کہ وہ تینوں افراد راج ہستان کے کس علاقے میں موجود ہیں۔ جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک جیب میں بنجوڑا کی طرف جا رہے ہیں تو میں نے بنجوڑا سے دور ایک علاقے میں چگاڈوں کو انسانی روپ میں بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ

وہ سب انسانی روپ میں وہاں ایسی بستی بنائیں کہ اگر وہ تینوں وہاں پہنچیں تو انہیں یہی معلوم ہو کہ وہ کسی پرانی بستی میں پہنچ گئے ہیں۔ لاچاڑی کو میں نے جیپ چلانے والوں کے دماغوں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ ہنجوڑا کی طرف جانے کی بجائے راستہ بھٹک کر چگاڑوں کی بستی میں پہنچ جائیں۔ لاچاڑی نے ایسا ہی کیا اور اس نے ان تینوں کو راستہ بھٹکا کر چگاڑوں کی بستی میں پہنچا دیا جہاں چگاڑے انسانی روپ میں تھے۔ انسانی روپ میں ہونے کی وجہ سے عمران کے تینوں ساتھی چگاڑوں کو نہ پہچان سکے۔ چگاڑوں نے ان تینوں کے ساتھ انسانی سلوک کیا، انہیں رہنے کے لئے رہائش دی اور کھانا پینا بھی فراہم کیا اور پھر انہیں چائے میں بے ہوشی کی جڑی بوٹی کا رس ملا کر بے ہوش کیا اور پھر ان تینوں کو رسیوں سے باندھا اور وہاں موجود ایک قدیم، تاریک اور گہرے کنویں میں پھینکا اور کنویں کو ہمیشہ کے بند کر دیا۔ اب وہ تینوں اس کنویں میں بے ہوش اور بندھے ہوئے ہیں وہ اسی حالت میں ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی لاشیں تک وہیں گل سڑ کر رہ جائیں گی۔ یہ ساری تفصیل میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ میں نے تمہیں عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی نگرانی کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کرو تاکہ وہ جیسے ہی مقدس عبادت گاہ سے باہر آئیں تم مجھے ان کی اطلاع دو اور میں چگاڑوں کو بھیج کر ان کا خاتمہ کرا

سکوں لیکن تم نے مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔ اب چگاڑوں کو میں نے کالی دنیا سے بلایا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح سے انہوں نے یہاں آنے والے تین افراد کا شکار کیا ہے اسی طرح وہ عمران اور اس کے باقی ساتھیوں کا بھی شکار کر سکیں۔ تو بتاؤ کیا عمران اور اس کے ساتھی مقدس عبادت گاہ سے باہر نکلے ہیں یا نہیں؟..... سردار بھورا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ وہ ایک بار نہیں متعدد بار مقدس عبادت گاہ سے باہر آئے تھے۔ لیکن وہ جب بھی باہر آتے ہیں ان کے گرد روشنی کا ایک عجیب سا ہالہ ہوتا ہے۔ ایسا ہالہ جسے دیکھ کر میری آنکھیں جلنے لگتی ہیں اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ جاتا ہے اور میں ان کے قریب جانے کی کوشش کرتی ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی اندھیکھی طاقت مجھے دھکے مار کر پیچھے دھکیل رہی ہو۔ میں نے جب اس کی وجہ معلوم کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک تو پاکیزہ رہتے ہیں اور دوسرا ان کے پاس ایسی تختیاں ہوتی ہیں جن پر مقدس کلام لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وہ باہر نکلتے ہی مقدس کلام پڑھنا شروع کر دیتے ہیں جس سے مجھے بے پناہ خوف محسوس ہوتا ہے۔ اسی لئے میں ابھی تک آپ کو ان کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکی۔ اگر میں آپ کو بتا دیتی تو آپ ان کو ہلاک کرنے کے لئے چگاڑے بھیج دیتے اور اگر چگاڑے وہاں پہنچ جاتے تو وہ ان کے مقدس کلام پڑھنے اور ان کے پاس موجود مقدس کلام کی تختیاں کی

وجہ سے فوراً جل کر بھسم ہو جاتے۔ میں اس موقع کے انتظار میں تھی کہ وہ کب اپنی جیبوں سے مقدس تختیاں نکالیں اور کب بغیر پاکیزہ رہے مقدس عبادت گاہ سے باہر آئیں لیکن ایسا ایک بار بھی نہیں ہوا تھا..... ہاتانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ تو انہوں نے کالے جادو سے بچنے کے لئے روحانی طاقت کا سہارا لے رکھا ہے“..... سردار بھورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا اور وہ طاقتیں ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں جنہیں دیکھنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ مجھے اس بات کی فکر تھی کہ اگر میری وجہ سے ایک بھی چکاڑا ان طاقتوں کا شکار بن گیا تو آپ کی طاقتوں میں نمایاں کمی آجائے گی اسی لئے میں آپ کو کچھ بتانے کے لئے نہیں آ رہی تھی اور میرا آپ کو یہی مشورہ ہے کہ آپ انہیں ہلاک کرنے کے لئے کالی طاقتوں کا سہارا نہ لیں ورنہ آپ کا سب کچھ ختم ہو جائے گا“..... ہاتانی نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو“..... سردار بھورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں آقا۔ مقدس عبادت گاہ میں ان کے ساتھ جو بزرگ ہے وہ بھی مہمان ہے وہ ان کی حفاظت کر رہا ہے اور جب تک وہ ان کی حفاظت کرے گا آپ کی کوئی بھی کالی طاقت ان تک نہ پہنچ سکے گی بلکہ الٹا وہ فنا ہو جائے گی“..... ہاتانی

نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر کیا میں انہیں بھول جاؤں۔ انہیں چھوڑ دو۔ اس عمران کو بھی زندہ چھوڑ دوں جسے ہلاک کرنے کے لئے میں نے کٹرل ہر دیال سنگھ سے وعدہ کر رکھا ہے“..... سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں آقا۔ آپ کو اس مہارشی کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس دو روز کی بات اور ہے اس کے بعد وہ مہارشی خود بخود ہلاک ہو جائے گا۔ شیطانی ذریت بدستور اس کے جسم میں ہے۔ اس کا بخار نہیں اتر رہا اور اس کا جسم بھی سیاہ پڑ چکا ہے۔ دو روز بعد شیطانی ذریت کو طاقت مل جائے گی اور وہ اس مہارشی کا دل کھا جائے گی جس کے باعث مہارشی کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچ سکے گا۔ اس کی ہلاکت یقینی ہے آقا“..... ہاتانی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ واقعی اب دو دن باقی ہیں اور ان دو دنوں میں عمران کسی بھی صورت میں تندرست نہیں ہو سکتا ہے۔ مجھے ہلاک کرنے کے لئے جو تین افراد آئے تھے انہیں بھی میں نے موت کے منہ میں پہنچا دیا ہے جہاں سے وہ کسی بھی صورت میں باہر نہیں آ سکتے ہیں۔ اب دو روز کے بعد شیطانی ذریت واقعی عمران کا دل کھانے کے لئے طاقت حاصل کر لے گی اور میرا کٹرل ہر دیال سنگھ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جائے گا اور میں

طرف بڑھی اور دیوار کی دوسری طرف چلی گئی اس کے دوسری طرف جاتے ہی دیوار خود بخود برابر ہوتی چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد سردار بھورا نے سکون کا سانس لیا۔

”لاچاڑی۔ اس کے آنے کے بعد آخر مجھے ہوا کیا تھا۔ میرا دماغ خالی کیوں ہو گیا تھا۔ میں نے اس سے کیا کیا باتیں کی تھیں اور وہ مجھے کچھ بتائے بغیر خود واپس کیسے چلی گئی تھی“..... لاچاڑی کا خیال آتے ہی سردار بھورا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا لیکن اس کی سمجھ میں جیسے کچھ بھی نہ آ رہا تھا اور نہ ہی اسے یاد آ رہا تھا کہ لاچاڑی نے اس سے کیا کہا تھا اور اس نے اس کی باتوں کا کیا جواب دیا تھا۔ وہ سوچتا رہا لیکن جب اسے کچھ یاد نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا اور آنکھیں بند کر کے اپنی مخصوص پوجا میں مصروف ہو گیا۔

اس کے سامنے سرخرو ہو جاؤں گا۔ یہ بھی میری ہی کامیابی ہے۔ بہت بڑی کامیابی“..... سردار بھورا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ آپ کا مقصد مہارشی کو ہلاک کرنا تھا اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے آقا اس لئے میں آپ کو یہی کہوں گی کہ آپ دوسرے افراد کو ہلاک کرنے کا خیال دل سے نکال دیں اور اپنی طاقتوں کی طرف توجہ دیں۔ مہارشیطان کو خوش کرنے کی کوشش کریں اور بس“..... ہاتانی نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو ہاتانی۔ میں صرف عمران کے ہلاک نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھا لیکن تم نے میری ساری پریشانی دور کر دی ہے۔ مجھے صرف عمران کی موت سے سروکار تھا اور کسی سے نہیں اور اب دو دن بعد میری خواہش اور کرٹل ہر دیال سنگھ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔“

سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا“..... ہاتانی نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ اور جا کر ان کی نگرانی کرتی رہو۔ مجھے اب تم نے عمران کی ہلاکت کی خبر دینی ہے۔ جب تک تم مجھے عمران کے ہلاک ہونے کی خبر نہیں دو گی میں بے چین اور پریشان رہوں گا“..... سردار بھورا نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں آقا۔ میں جلد ہی آپ کو مہارشی کی ہلاکت کی خبر دوں گی“..... ہاتانی نے کہا اور پھر وہ مڑی اور دیوار کی

پی تھی اس کے بعد اس پر غنودگی سی طاری ہو گئی تھی اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جوزف اور جونا کو بھی لڑھکتے دیکھ لیا تھا اور اسی وقت اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ ان خانہ بدوشوں نے ان سے دھوکہ کیا تھا اور یقیناً چائے میں بے ہوشی کی دوا ملا دی تھی جس کا انہیں پتہ تک نہ چلا تھا۔

”ہونہر۔ تو یہ سب کچھ ان خانہ بدوشوں نے کیا ہے لیکن کیوں۔ ان کی ہم سے کیا دشمنی تھی اور یہ کون سی جگہ ہے۔ یہاں اتنا اندھیرا کیوں ہے“..... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہم اس وقت ایک قدیم، خشک، گہرے اور انتہائی تاریک کنویں میں موجود ہیں“..... اچانک اسے اندھیرے میں جوزف کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔

”تو تمہیں بھی ہوش آ گیا ہے“..... ٹائیگ نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے آیا ہے اور جونا بھی ہوش میں ہی ہے۔ ہم دونوں تمہارے ہوش میں آنے کے منتظر تھے“..... جوزف نے جواب دیا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”یہ تم نے کیا کہا ہے ہم تاریک، خشک اور گہرے کنویں میں ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں“..... جوزف نے کہا۔

”یہاں تو انتہائی تاریکی ہے پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ

ٹائیگر کو ہوش آیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ رسیوں سے بری طرح سے بندھا ہوا ہے۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں سابقہ مناظر کسی فلم کی طرح چلنا شروع ہو گئے۔ جب وہ چیپ میں ہنجزا جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے اور پھر راستہ بھٹک کر خانہ بدوشوں کی بستی میں جا پہنچے تھے۔

خانہ بدوشوں نے ان کے ساتھ کوئی ناروا سلوک نہ کیا تھا بلکہ انہوں نے ان کے کھانے پینے کا بھی انتظام کیا تھا اور ان کے رہنے کے لئے ایک خیمہ بھی لگوا دیا تھا۔ خانہ بدوشوں کے سردار نے ٹائیگر سے یہ بھی کہا تھا کہ ان کے پاس وافر مقدار میں پٹرول موجود ہے جو وہ انہیں رقم کے عیوض دے سکتے ہیں تاکہ وہ چیپ کا ٹینک فل کر سکیں۔ ٹائیگر کو بخوبی یاد تھا کہ آخر میں انہوں نے چائے

”میری ابھی تھوڑی دیر پہلے قادر جوشوا کی روح سے بات ہوئی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ہمیں جان بوجھ کر راستہ بھٹکا کر اس بستی کی طرف بھیجا گیا تھا جہاں کالی دلدل کے کالے جالاٹ انسانی روپ میں موجود تھے اور انہوں نے ہمیں دھوکہ دینے کے لئے انسانی روپ دھار رکھا تھا اور عارضی بستی بنائی ہوئی تھی۔ وہ ہمارے ہی منتظر تھے۔ ہم بنجوڑا کی طرف جا رہے تھے لیکن ہمیں جان بوجھ کر راستے سے بھٹکایا گیا تاکہ ہم کالے جالاٹوں کی بستی میں پہنچ جائیں اور انہیں ہمیں بے ہوش کرنے، سیاہ رسیوں سے باندھنے اور اس کنویں میں پھینکنے کا موقع مل سکے اور انہوں نے یہی سب کیا ہے۔“ جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”قادر جوشوا کی روح کے کہنے کے مطابق یہ سارا منصوبہ اس کالے جادو کے ماہر سردار بھورا کا تھا۔ وہ ہمیں کسی اور طریقے سے ہلاک نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہر صورت میں ہمیں اپنے علاقے میں آنے سے روکنا چاہتا تھا اور اسے خصوصی طور پر ہدایات کی گئی تھیں کہ وہ ہم پر ڈائریکٹ حملہ نہ کرے اور بلکہ ہمیں ایسی جگہ پھنسا دے جہاں ہم اپنی موت آپ ہی مرجائیں۔ سردار بھورا نے کالے علم کا سہارا لے کر ہمارے ذہن بھٹکائے اور ہمیں جان بوجھ کر ایسے علاقے میں پہنچا دیا جہاں پر اس کی کالی طاقتیں انسانی روپ میں

تاریک اور گہرا کنواں ہے اور وہ بھی پرانا۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”یہاں ہلکی ہلکی بو پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی بو عموماً پرانے اور گہرے کنوؤں میں ہوتی ہے جہاں پانی ختم ہو جاتا ہے لیکن ایسے کنوؤں میں ایک خاص قسم کی جڑی بوٹیاں اگ آتی ہیں جن کی بو گہرائی کی تہہ میں ہی ہوتی ہیں۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”کیا تم دونوں آزاد ہو یا میری طرح رسیوں میں بندھے ہوئے ہو۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہم دونوں بھی بندھے ہوئے ہیں۔“ جونا نے جواب دیا۔

”لیکن ہمیں اس طرح سے باندھ کر اس کنویں میں کیوں ڈالا گیا ہے اور کیا یہ کام ان خانہ بدوشوں کا ہے۔ جو ہماری خاطر مدارت کر رہے تھے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ انہی کا کام ہے۔ انہوں نے ہمیں چائے میں نشیلی دوا ملا کر دی تھی جس کا نہ کوئی ذائقہ تھا نہ بو اور نہ کوئی رنگ۔“ جوزف نے جواب دیا۔

”اوہ۔ لیکن انہوں نے ایسا کیوں کیا تھا۔ ان سے ہماری کیا دشمنی تھی۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”وہ انسان نہیں تھے۔“ جوزف نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”انسان نہیں تھے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

موجود تھیں۔ ان کالی طاقتوں نے ہم سے انسانوں جیسا ہی سلوک کیا تھا۔ ہمیں کھانا کھلایا، چائے پلائی اور ہماری رہائش کا انتظام کیا۔ چونکہ سردار بھور نے میرے دماغ پر قبضہ کر رکھا تھا اس لئے مجھے اس بات کا پتہ نہ چل سکا کہ جو ہماری مہمانداری کر رہے ہیں وہ انسان نہیں بلکہ شیطانی طاقتیں ہیں۔ بہر حال انہوں نے ہمیں کھانے یا پھر چائے میں نشہ آور بوٹی ملا کر دی جس سے ہم بے ہوش ہو گئے اور پھر انہوں نے ہمیں بے ہوشی کی ہی حالت میں لا کر اس قدیم، گہرے اور تاریک کنویں میں پھینک دیا اور پھر انہوں نے اس کنویں کے منہ پر بھاری پتھر رکھ دیا تاکہ ہم اس کنویں سے کبھی نہ نکل سکیں اور یہیں بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیں“..... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے“..... ٹائیگر نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں۔ انہوں نے ہمیں سیاہ رسیوں سے باندھ رکھا ہے تاکہ کوئی روحانی طاقت ہماری مدد کے لئے یہاں نہ آ سکے اور پھر یہ سیاہ رسیاں ایسی ہیں جنہیں ہم لاکھ توڑنے کی کوشش کریں تو بھی یہ نہ ٹوٹیں گی کیونکہ پر پر لگی ہوئی ہر گرہ پر سحر کیا گیا ہے۔“ جوزف نے کہا۔

”پھر تو ہم بری طرح پھنس گئے ہیں“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ ہم بہت بری طرح پھنس گئے ہیں“..... جوزف نے کہا۔

”تو کیا اب یہاں اسی طرح پڑے رہیں گے ہماری مدد کے لئے کوئی نہیں آئے گا اور ہم اسی طرح بے بسی کی حالت میں یہاں پر ہی مرجائیں گے“..... ٹائیگر نے کہا۔  
 ”نہیں۔ ایسا نہیں ہوگا“..... جوزف نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کوئی یہاں ہماری مدد کرنے آ سکتا ہے۔ یہ سب بتانے کے باوجود تمہیں یقین ہے کہ یہاں کوئی ہماری مدد کے لئے آ سکتا ہے“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ فادر جو شوا ہماری مدد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ یقیناً کوئی نہ کوئی ایسا راستہ نکالے گا ہم اس مصیبت سے بچ سکیں اور اس کنویں سے نکل سکیں۔“ جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تم کہہ رہے ہو کہ فادر جو شوا ایک روح ہے۔ روح بھلا ہماری کیا مدد کر سکتی ہے“..... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سردار بھورا ایک بڑا طاقتور ساحر ہے۔ اس کے پاس کالے سحر کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اسی لئے اس نے میرے دماغ پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور مجھے راستے سے بھٹکا دیا تھا۔ وہ اگر ساحر ہے تو فادر جو شوا بھی اپنے زمانے میں مہبان وچ ڈاکٹر تھا۔ کالے سحر کے ساتھ ساتھ وہ سرخ ساحر کا بھی ماہر تھا اس کے پاس ہر سحر کا توڑ ہوتا تھا۔ وہ یقیناً ہماری مدد کریں گے“..... جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔



”لیکن تمہارے قادر جوشوا کی روح کرے گی کیا۔ وہ ہمیں یہاں سے کیسے نکالے گی“..... جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ مادرانی معاملات میں وہ جوزف ساتھ کئی بار کام کر چکا تھا لیکن اس کے باوجود اسے جوزف کی یہ ساری باتیں بے حد عجیب اور ناقابل یقین لگتی تھیں۔ جوزف کی ایسی باتیں سن کر اسے کوفت سی ہونا شروع ہو جاتی تھی لیکن اس کے باوجود وہ جوزف سے سوال پر سوال کرتا ہی رہتا تھا۔

”قادر جوشوا نے مجھے بتایا ہے کہ جس طرح سے سردار بھورا نے ہمارے دماغوں پر قبضہ کر کے ہمیں راستے سے بھٹکایا تھا اسی طرح قادر جوشوا کی روح نے سردار بھورا کے دماغ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور وہ سردار بھورا کو مجبور کر دے گی کہ وہ خود ہی ہمارا یہاں سے نکلنے کا انتظام کرے گا“..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور جوانا چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے جس ساحر نے ہمیں اس طرح سے پھنسایا ہو وہی ہمیں یہاں سے نجات بھی دلانے گا“۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ بس دیکھتے جاؤ تم“..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے“..... جوانا نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔ اسی لمحے زمین کی لرزش تیز ہو گئی اور اب زمین سے باقاعدہ گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ دوسرے لمحے انہوں نے کنویں کی دیواروں کی مٹی کو خود پر گرتے ہوئے محسوس کیا۔

”اوہ۔ ہم پر مٹی گر رہی ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کے سر پر کوئی پتھر زور سے لگرایا تھا۔

”کیا ہوا“..... اس کی چیخ سن کر جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”میرے سر پر پتھر گرا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے جوانا بھی چیخ پڑا۔ اس کے سر پر بھی پتھر لگا تھا پھر یکنفث وہ دونوں بری طرح سے چیخنا شروع ہو گئے۔ ان پر مسلسل پتھر گر رہے تھے جبکہ جوزف خاموش بیٹھا تھا کیونکہ اس پر مٹی تو گر رہی تھی لیکن کوئی پتھر نہیں کر رہا تھا۔

”کچھ کرو جوزف۔ پتھروں نے ہمیں بری طرح سے زخمی کر دیا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے کنویں کی دیواروں سے پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر ہم پر برس رہے ہوں“..... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

”مم۔م۔ میں کیا کروں“..... جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ کچھ ہی دیر میں ٹائیگر اور جوانا کی چیخیں تیز ہو گئیں۔ ان کی چیخیں سن کر جوزف پریشان ہو گیا۔ اندھیرے کی وجہ سے اسے جوانا

سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ خون ہے اور ظاہر ہے یہ خون ٹائیگر اور جونا کا ہی تھا جن پر تسلسل کے ساتھ پتھر برسے تھے۔ جوزف کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ پتھر صرف جونا اور ٹائیگر پر ہی کیوں برسے تھے۔ ان میں سے ایک بھی پتھر اس پر نہ گرا تھا۔

”جونا، ٹائیگر، ہوش میں آؤ۔ جونا۔ ٹائیگر“..... جوزف نے ان کی رسیاں کھول کر انہیں بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن ان دونوں کو ہوش نہ آیا۔ جوزف چند لمحوں میں لانے کی کوشش کرتا رہا پھر اسے خیال آیا تو اس نے پہلے اپنی جیبوں کی تلاشی لی لیکن اس کی ساری جیبیں خالی تھیں۔ خانہ بدوشوں کے روپ میں موجود شیطانی طاقتوں نے اس کی جیبوں سے سب کچھ نکال لیا تھا۔ اس نے جونا اور ٹائیگر کی تلاشی لی لیکن ان کی بھی جیبیں خالی تھیں۔

”اب میں کیا کروں۔ یہ تو شدید زخمی اور بے ہوش ہیں۔ میں ان کی مدد کیسے کروں“..... جوزف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ وہاں اس قدر گھپ اندھیرا تھا کہ اسے کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سوچتا رہا پھر وہ تیزی سے دونوں ہاتھ آگے کر کے آگے بڑھا۔ دوسرے لمحوں میں اس کے ہاتھ کنویں کی ایک دیوار سے ٹکرائے۔ وہ رکا اور اس دیوار کو چیک کرنے لگا۔ دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور اس پر چھوٹے بڑے پتھر ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے چاروں طرف کی دیواروں کو چیک کیا پھر اس نے دو پتھروں پر

اور ٹائیگر دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن نیچے گرنے والے پتھروں کے دھماکے اور ان دونوں کی چیخیں وہ سن سکتا تھا۔ اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر بندھی ہوئی سیاہ رسیاں یکھٹ ڈھیلی ہو گئی ہوں اس نے زور لگایا تو دوسرے لمحے اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کھل گئی۔ جیسے ہی اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کھلی وہ فوراً حرکت میں آ گیا اور پھر چند ہی لمحوں میں اس نے اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسیوں سے نجات حاصل کر لی۔ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی وہ یکھٹ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”تم دونوں ٹھیک ہو“..... جوزف نے بے چینی کے عالم میں جونا اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا لیکن وہ دونوں شاید بے ہوش ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جوزف کی بات کا جواب نہ دیا۔ جوزف تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں سے اسے ٹائیگر اور جونا کی چیخوں کی آوازیں سنائی دی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر جونا اور ٹائیگر کو ٹٹولا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ جونا اور ٹائیگر پر چھوٹے بڑے بے شمار پتھر گرے ہوئے تھے اور وہ دونوں جیسے ان پتھروں کے نیچے دب گئے تھے۔ جوزف نے جلدی جلدی ان پر سے پتھر ہٹائے اور انہیں پتھروں کے نیچے سے نکال لیا۔ اس نے پہلے ٹائیگر اور پھر جونا کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔ جونا اور ٹائیگر کے جسم سے رسیاں کھولتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ کبچے مواد سے بھر گئے تھے جسے محسوس کر کے جوزف کو

ہاتھ رکھا اور اپنا جسم اوپر اٹھانے لگا۔ اوپر اٹھتے ہوئے اس نے دونوں پیر دیوار کے دوسرے پتھروں پر جما لئے تھے۔ اوپر آتے ہی اس نے مزید اوپر جانے کے لئے پتھر پکڑے اور پھر ان پر ہاتھ پاؤں جماتا ہوا اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی اوپر گیا تھا کہ اچانک اس نے اوپر سے تیز روشنی گھومتے ہوئے نیچے گرتے دیکھی۔

”یہ کیا ہے“..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ روشنی تیزی سے گھومتی ہوئی نیچے آ رہی تھی۔ جوزف چند لمحے دیکھتا رہا پھر اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

”ٹارچ، یہ تو ٹارچ ہے جو کسی نے کنویں کے اوپر سے نیچے پھینکی ہے“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ ٹارچ کے نیچے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں جلتی ہوئی ٹارچ نیچے آ گئی۔ ٹارچ جیسے ہی جوزف کے قریب سے گزری جوزف نے یکلفت جھپٹا مارا اور ٹارچ کو نیچے گرنے سے پہلے ہی دبوچ لیا۔ اسی لمحے اسے ایک اور ٹارچ اوپر سے نیچے گرتی ہوئی دکھائی دی۔ جوزف نے ٹارچ کی روشنی نیچے ڈالی تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے کہ جوانا اور ٹائیگر کے جسم خون سے بھرے ہوئے تھے۔ ان کے قریب پتھروں کا ڈھیر پڑا تھا جس کے نیچے سے جوزف نے انہیں نکالا تھا۔ جوزف نے چھلانگ لگائی اور فوراً نیچے آ گیا۔ اسی لمحے دوسری ٹارچ بھی روشنی بکھیرتی اور گھومتی ہوئی نیچے آ گئی۔

جوزف نے دوسری ٹارچ اٹھائی اور پھر اس نے دونوں ٹارچوں کو اوپر کیا تو یہ دیکھ کر ایک لمحے کے لئے وہ کانپ کر رہ گیا کہ کنواں اس قدر گہرا تھا کہ اسے تیز ٹارچ کی روشنی کی شعاعیں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں لیکن اسے کنویں کا دہانہ دکھائی ہی نہ دے رہا تھا۔ کنویں کی دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں اور واقعی اس پر پتھر اس انداز میں ابھرے اور اندر کی طرف دبے ہوئے تھے کہ اگر جوزف کوشش کرتا تو ان پر ہاتھ اور پیر جماتے ہوئے اوپر جاسکتا تھا لیکن اسے کنویں کے دہانے تک پہنچنے کے لئے کتنی بلندی پر جانا تھا اس کا اسے کوئی اندازہ نہ ہو رہا تھا۔ اسی لمحے اسے کنویں سے انتہائی کریناک اور تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ یہ کھمورت کی چیخ کی آواز تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کنوین میں ان کے علاوہ کوئی عورت بھی موجود تھی اور اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ چیخ اس قدر تیز اور خوفناک تھی کہ ایک لمحے کے لئے جوزف بھی تھرا کر رہ گیا۔

”میں نے تمہارے جن تین ساتھیوں کو سردار بھورا کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا۔ ان میں سے دو بری طرح سے زخمی ہو گئے ہیں۔“ سید قطب شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا تو ان کی بات سن کر نہ صرف جولیا اور صالحہ بلکہ کچھ فاصے پر بیٹھے ہوئے باقی افراد بھی بری طرح سے چونک پڑے کیونکہ انہوں نے سید قطب شاہ صاحب کی بات سن لی تھی۔

”اوہ۔ کیا ہوا انہیں“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ صفر اور باقی سب بھی فوراً عمران کے پاس سے اٹھ کر ان کے پاس آ گئے۔ ”سردار بھورا نے ان کے خلاف سازش کی تھی اور ان پر کالا سحر چلایا تھا“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے ان سب کو ہتانا شروع کر دیا کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

”وہ سب قدیم، گہرے اور انتہائی تاریک کنویں میں قید ہیں اور زخمی ہیں۔ وہ زندہ تو ہیں شاہ صاحب“..... صالحہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ہاں۔ وہ زندہ ہیں لیکن اگر انہیں جلد سے جلد اس کنویں سے نکال کر یہاں نہ لایا گیا تو وہ ہلاک بھی ہو سکتے ہیں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”اوہ۔ تو انہیں اس کنویں سے اب کون نکالے گا“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں لڑکیاں میری بات سنو“..... اچانک جولیا نے سید قطب شاہ صاحب کی آواز سنی تو وہ سب چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جہاں سید قطب شاہ صاحب بیٹھے عبادت کر رہے تھے۔ وہ ان کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

”ہم“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔ ان کے چہرے پر بے حد جلال اور غصے کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ صالحہ بھی اٹھی اور پھر وہ عمران کے پاس سے ہوتے ہوئے سید قطب شاہ صاحب کی طرف بڑھے۔

”بیٹھ جاؤ“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ دونوں ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ باقی سب اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے رہے۔

”فرمائیں“..... جولیا نے کہا۔

کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور نہ ہی راستے کی بلوات تمہارے آڑے آئے گی۔ اس راستے سے تم سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ پیدل چل کر چند منٹوں میں عبور کر سکو گی اور جوزف تک پہنچ جاؤ گی۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”لیکن وہ راستہ ہے کہاں اور ہم وہاں سے گزریں گی کیسے۔“ صالحہ نے کہا۔

”میں لے جاؤں گا تمہیں اس راستے کی طرف اور تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں وہ راستہ کیسے عبور کرنا ہے۔ چونکہ یہ آفاقی راستہ ہے اس لئے تمہیں وہاں با وضو ہو کر جانا ہے اس لئے جاؤ اور جا کر وضو کر آؤ پھر میں تمہیں اس راستے تک پہنچا دوں گا۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ وضو کر کے واپس آ گئیں تو سید قطب شاہ انہیں لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ انہیں مسجد کے احاطے میں لے آئے۔ مسجد کے احاطے میں داخل ہو کر وہ مسجد کے کنارے پر موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں انہیں لے آئے جہاں پر کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔

”یہ کیا یہاں تو کاٹھ کباڑ ہے۔“ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ کاٹھ کباڑ ہے لیکن میں یہیں سے تمہیں روانہ کروں گا۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو ان دونوں نے اثبات

”تم دونوں۔“ سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”ہم دونوں۔ کیا مطلب۔“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ”سب بھی حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔“

”ہاں۔ اب مجھے تم دونوں کو وہاں بھیجتا پڑے گا۔ دونوں زخمیوں کو مجھے یہاں واپس بلانا پڑے گا اور ان کی جگہ تم دونوں کو سردار بھورا کو ہلاک کرنے میں جوزف کی مدد کرنی پڑے گی۔“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”لیکن اگر ہم وہاں گئے تو ہمیں وہاں پہنچنے میں بہت وقت لگ جائے گا۔ آپ نے کہا تھا کہ عمران کی زندگی بچانے کے لئے صرف سات دن تھے جبکہ ان میں سے اب چار روز گزر چکے ہیں۔ آج پانچواں دن ہے اور دو دن میں بھلا ہم وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں۔“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے پاس چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے مجھے اب تم دونوں کو وہاں بھیجنے کے لئے راستہ کھولنا پڑے گا۔“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”کیسا راستہ۔“..... ان سب نے چونک کر کہا۔

”ایک ایسا راستہ جو قدرت کا پیدا کردہ ہے۔ اس راستے کے ذریعے تم دونوں قدرت کی مدد سے ٹھیک اس کنویں تک پہنچ جاؤ گی جہاں وہ تینوں قید ہیں۔ اس راستے سے جاتے ہوئے تمہیں نہ تو

آیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی انہیں دوسری طرف ایک طویل راہداری دکھائی دی جہاں اندھیرا تھا۔  
 ”یہ تو کوئی راہداری معلوم ہو رہی ہے“..... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ تم دونوں اندر جاؤ۔ اندر جاتے ہی یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے گا۔ تم اندھیرے سے نہ ڈرنا اور اسم اعظم کا ورد کرتی رہنا جو میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا۔ تمہیں ناک کی سیدھ میں چلنا ہے۔ اس وقت تک چلتے رہنا ہے جب تک تمہیں ہابوش نہ مل جائے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑیں۔

”ہابوش۔ یہ ہابوش کون ہے“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ ایک صالح جن ہے جو انسانی روپ میں تمہیں نظر آئے گا وہ اس آفاقی راستے کا پہرے دار ہے۔ وہ اس راستے کے دوسرے سرے پر موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل ہوگی۔ جب تم اس کے پاس جاؤ گی تو وہ تم سے تین سوال پوچھے گا۔ جس کے جواب میں تمہیں صرف میرا نام لینا ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

”ٹھیک ہے شاہ صاحب“..... جولیا نے کہا۔

”جب تم اس کے سوالوں کے جواب میں میرا نام بتاؤ گی تو وہ تم سے آمد کا مقصد پوچھے گا۔ تم نے اس سے کہنا ہے کہ تم دونوں

میں سر ہلا دیا۔ سامنے دیوار میں ایک لکڑی کا دروازہ تھا جو بے حد سالخوردہ دکھائی دے رہا تھا۔ دروازے کے تختے اور کیواڑ لٹک رہے تھے اور ان تختوں کی حالت ایسی تھی جیسے انہیں دیمک مکمل طور پر اندر سے چاٹ کر کھوکھلے کر چکی ہو۔ سید قطب شاہ صاحب آگے بڑھے اور انہوں نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دھیمی آواز میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ پڑھتے رہے پھر انہوں نے پہلے دروازے کی طرف منہ کر کے پھونک ماری اور پھر جولیا اور صالحہ کی طرف ایک ایک پھونک مار کر دم کر دیا۔

”اب یہ دروازہ کھولو اور اس کے دوسری طرف چلی جاؤ“۔ سید قطب شاہ صاحب نے جولیا اور صالحہ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا ہے اس دروازے کے پیچھے“..... جولیا نے مودبانہ لہجے

میں پوچھا۔

”کھول کر خود دیکھ لو“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو جولیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلائے اور دروازے کے نزدیک آ گئیں۔ سید قطب شاہ صاحب نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھایا اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولنے کے لئے تختے پر زور لگایا تو اسی لمحے تیز چرچراہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور دروازے کے دونوں پٹ خود بخود کھلتے چلے گئے۔ چرچراہٹ کی تیز آوازیں سن کر ایک لمحے کے لئے جولیا اور صالحہ اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تھیں اور ان کے چہروں پر قدرے خوف ابھ

تہراک جانا چاہتی ہو اس لئے وہ تہراک جانے کا راستہ کھول دے۔ وہ تمہارے لئے راستہ کھول دے گا۔ تم دونوں وہاں سے فوراً باہر نکل جانا تو تم ٹھیک اس جگہ پہنچ جاؤ گی جہاں وہ تاریک کنواں ہے جس میں تمہارے تینوں ساتھی گرے ہوئے ہیں۔ اس کنویں کی نشانی یہ ہے کہ اس کی منڈیر خاصی اونچی ہے اور اس پر تمہیں ایک بڑی اور گول چٹان پڑی دکھائی دے گی۔ اس چٹان کا رنگ سرخ ہے۔ تم نے اس سرخ گول چٹان کو تباہ کرنا ہے اور رسیاں کنویں میں لٹکانی ہیں۔ رسیاں لٹکانے سے پہلے تمہیں کنویں کے اندر روشنی کرنے کا بھی انتظام کرنا ہو گا۔ کنویں کی گہرائی میں اگر تم ایک کرن بھی روشنی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی تو کافی ہو گا۔ کنویں میں روشنی جاتے ہی وہاں سے تاریکی کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور تمہارا ایک ساتھی جو کنویں میں بہتر حالت میں ہے وہ اپنے دوسرے دونوں زخمی ساتھیوں کو وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جب وہ دونوں زخمی ساتھیوں کو لے کر آئے تو تم اپنے ساتھی سے کہنا کہ وہ ان دونوں کو لا کر ہابوش کے حوالے کر دے۔ ہابوش انہیں یہاں میرے پاس پہنچا دے گا اور پھر میں ان دونوں کا علاج کر کے انہیں تندرست کر دوں گا“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”لیکن ہمارے پاس تو کوئی سامان نہیں ہے۔ نہ بم اور نہ رسیاں۔ اگر ہمارے پاس بم ہوتے تو ہم کنویں کی چٹان کو اڑا سکتے

ہیں اور اس کے بعد ہی ہم کنویں میں رسیاں لٹکا سکتے ہیں“۔ صالحہ نے کہا۔

”وہ سامنے دیکھو۔ سامنے تمہارے لئے دو تھیلے پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اٹھا لو۔ ان میں تمہاری ضرورت کا تمام سامان موجود ہے“..... سید قطب شاہ صاحب نے سامنے پڑے کاٹھ کباڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے چونک کر دیکھا تو انہیں سامنے دو سفری بیگ دکھائی دیئے جو گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ جولیا تیزی سے اُگے بڑھی اور اس نے دونوں تھیلے اٹھا لئے۔ تھیلے خاصے بھاری تھے۔ جولیا نے ان پر سے گرد غبار جھاڑا اور پھر اس نے ایک تھیلے کی زپ کھولی اور تھیلے کو کھول کر دیکھنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اس تھیلے میں ایک ہیوی ٹارچ، مشین پمپل، فاضل راؤنڈ کے ساتھ دس کے قریب پنڈ گرنیڈ موجود تھے۔ یہی نہیں تھیلے میں گیس پمپل، گیس کے کپسول اور ایک مٹی میزائل گن بھی موجود تھی۔ اس کے علاوہ تھیلے میں خشک میوہ جات کے چند ڈبے اور پانی کی دو بوتلیں بھی موجود تھیں۔ جولیا نے فوراً دوسرا تھیلہ کھولا تو اس میں بھی ایسا ہی سامان موجود تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تو.....“ جولیا نے مڑ کر حیرت سے سید قطب شاہ صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو زیر لب مسکرا رہے تھے۔

”یہ تمہارے ہی ساتھیوں کا سامان ہے جسے میں نے خصوصی طور پر اپنے نمائندوں کے ذریعے منگوایا ہے۔ یہ تمہارے لئے ہے

حد کار آمد ثابت ہو گا“..... سید قطب شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں تھیلے لے کر ان کے قریب آ گئی۔ اس نے ایک تھیلا صالحہ کو دیا اور دوسرا اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔

”لیکن ان میں رسیاں تو نہیں ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”جب تم ہاپوش کے پاس پہنچو گی تو اس سے کہنا کہ وہ تمہیں رسیاں لا دے تو وہ تمہیں رسیوں کے دو بنڈل لا دے گا جو اتنے طویل ہوں گے کہ آسانی سے تاریک کنویں کی گہرائی میں پہنچ جائیں گے“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”آپ کہہ رہے ہیں کہ اندر جاتے ہی ہر طرف اندھیرا ہو جائے گا۔ ہمارے تھیلوں میں ٹارچیں بھی موجود ہیں۔ کیا ہم اندھیرے میں ان ٹارچوں کو استعمال کر سکتی ہیں“۔ جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس راستے پر تمہیں اندھیرے میں ہی سفر کرنا پڑے گا۔ تمہیں بس ناک کی سیدھ میں جانا ہے اور بے فکر رہو۔ اس راستے میں تمہارے سامنے کوئی پریشانی نہیں آئے گی اور نہ ہی تمہیں کوئی نقصان پہنچے گا۔ بس تم سارے راستے اسم اعظم کا ورد ضرور کرتی جانا“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اب بسم اللہ پڑھو اور آگے بڑھتی چلی جاؤ“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر وہ دروازے میں داخل ہو گئیں۔ ابھی وہ دروازے سے گزر کر دو تین قدم ہی آگے بڑھی ہوں گی کہ انہیں تیز گڑ گڑاہٹ کی آواز سنائی دی وہ پلٹیں اور پھر یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ جہاں دروازہ تھا وہاں اب دو دیواریں دکھائی دے رہی تھیں جو حرکت کرتی ہوئی ایک دوسرے سے مل رہی تھیں اور یہ گڑ گڑاہٹ کی آوازیں انہی دیواروں سے نکل رہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں دیواریں آپس میں مل گئیں اور پھر وہاں یلکھت گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اندھیرے کے ساتھ وہاں اس قدر گہری خاموشی مسلط ہو گئی کہ انہیں ایک دوسرے کے سانس لینے اور دل کے دھڑکنے کی آوازیں بھی واضح سنائی دینا شروع ہو گئیں۔



چین تھی کہ میں آپ سے اجازت لئے بغیر یہاں آگئی۔ ہاتانی نے پریشانی کے عالم میں کہا تو سردار بھورا بے اختیار چونک پڑا۔  
 ”کیا مطلب۔ ایسی کیا خبر ہے جس کے لئے تم اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں یہاں آئی ہو؟“ سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور سختی تھی۔

”لاچاڑی اور آپ کے دماغ کو ایک مہا پرش نے اپنے بس میں کر کے آپ کو بہکانے کی کوشش کی ہے؟“ ہاتانی نے کہا تو سردار بھورا بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ میرے اور لاچاڑی کے دماغ کو کسی نے اپنے بس میں کیا تھا اور مجھے بہکانے کی کوشش کی تھی۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟“ سردار بھورا نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ جس طرح آپ نے اس طرف آنے والے مہا رشی کے ساتھیوں کے دماغوں پر قبضہ کرنے کے انہیں راستے سے بھٹکا کر چگاڑوں کی بستی میں پہنچا دیا تھا اور پھر انہیں تاریک اور گہرے کنویں میں پھنکوا دیا تھا۔ اسی طرح ایک بوڑھے مہا پرش نے لاچاڑی کے ساتھ ساتھ آپ کے دماغ کو بھی اپنے بس میں کر لیا تھا۔ اس مہا پرش نے یہ سب مہا رشی کے ان تینوں ساتھیوں کو تاریک اور گہرے کنویں سے زندہ سلامت نکالنے کے لئے کیا تھا آقا۔ کنویں کا منہ اوپر سے ایک سرخ چٹان کے ذریعے بند کر دیا گیا تھا۔ آپ کا اور لاچاڑی کا دماغ اسے لئے اس مہا پرش نے

یہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جہاں ننگے فرش پر سردار بھورا آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت سردار بھورا کے جسم پر سیاہ لباس تھا اور وہ سر سے ننگا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز سرخی نمایاں طور پر جھلک رہی تھی۔ سردار بھورا جاپ میں مصروف تھا کہ اچانک وہاں ہاتانی نمودار ہوئی۔

”آقا“..... ہاتانی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو اس کی آواز سن کر سردار بھورا نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں اور اپنے سامنے ہاتانی کو دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑا۔

”تم۔ یہاں اور وہ بھی میری اجازت کے بغیر۔ تم جانتی ہو نا کہ میری اجازت کے بغیر میرے کمرے میں آنا منع ہے؟“..... سردار بھورا نے ہاتانی کو دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے معاف کر دیں آقا۔ میں آپ کو ایک اہم خبر دینے آئی ہوں۔ خبر ایسی ہے جو میں آپ کو بتانے کے لئے لکھتا ہوں۔“

قابو میں کیا تھا تاکہ لاچاڑی آپ سے ان تینوں کو ہلاک کرنے اور ان کا خون پینے کی اجازت مانگے اور آپ اسے آسانی سے اجازت دے دیں۔ آپ کی اجازت ملتے ہی لاچاڑی کنویں میں چلی جائے اور وہ جیسے ہی کنویں میں پہنچے مہارپش اس کنویں میں کسی ذریعے سے روشنی پیدا کر دے۔ تاریک کنویں میں روشنی پیدا ہونے کا مطلب ہر قسم کی شیطانی ذریات کی تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ہے آقا۔ تاریک کنویں میں پیدا ہونے والی روشنی کی معمولی سی بھی کرن کسی شیطانی ذریت کی آنکھوں میں پڑ جائے تو وہ ایک لمحے میں فنا ہو جاتی ہے اور تاریک کنویں میں کیا گیا موت کا سحر ایک لمحے میں ختم ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ آپ نے لاچاڑی کو کنویں میں جا کر ان تینوں انسانوں کا خون پینے کی اجازت دے دی لیکن وہ جیسے ہی کنویں میں پہنچی تو اچانک کنویں کے اوپر سے روشنی کے دو بڑے ہالے کنویں میں آ گئے جس سے کنویں کی گہرائی میں تاریکی ختم ہو گئی۔ جس وقت روشنی کے ہالے نیچے گرے اس وقت لاچاڑی وہاں نمودار ہوئی ہی تھی کہ روشنی اس کی آنکھوں میں چلی گئی اور وہ ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو گئی۔ اس کے جل کر بھسم ہوتے ہی کنویں سے موت کا سحر ختم ہو گیا۔ اب وہ تینوں اس کنویں میں ہوش میں آ چکے ہیں آقا اور اس کنویں سے باہر نکل رہے ہیں“..... ہاتانی نے کہا تو سردار بھورا اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے ہاتانی اسے کوئی ناقابل

عین کہانی بنا رہی ہو۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیسے ممکن ہے یہ سب“..... سردار بھورا نے متوحش لہجے میں کہا۔  
 ”اگر وہ بوڑھا مہارپش آپ کے دماغ کو قابو میں نہ کرتا تو آپ کسی بھی صورت میں لاچاڑی کو دوبارہ اس کنویں میں جانے کی اجازت نہ دیتے آقا۔ وہ نہ اس کنویں میں جاتی اور نہ روشنی کی وجہ سے جل کر بھسم ہوتی اور اس کے فنا ہونے سے کنویں کا سحر بھی ختم نہ ہوتا اور وہ تینوں ہمیشہ کے لئے اس کنویں قید رہ جاتے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر وہیں ہلاک ہو جاتے“..... ہاتانی نے کہا۔  
 ”تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے“..... سردار بھورا نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”لاچاڑی کا تعلق ان ذریات سے ہے جو فنا ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے کسی دوسری ذریت کے سامنے ظاہر ہوتی ہے اور اسے اپنے فنا ہونے کا راز بتاتی ہے۔ لاچاڑی فنا ہونے کے بعد میرے پاس آئی تھی اور اسی نے مجھے سب کچھ بتایا ہے“..... ہاتانی نے کہا تو سردار بھورا نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔  
 ”تو کیا وہ تینوں اس کنویں سے نکل گئے ہیں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”میں اس کنویں میں نہیں جھانک سکتی آقا۔ اس کنویں میں کیا ہو رہا ہے اس کے بارے میں آپ کو کالا مینڈو ہی بتا سکتا ہے۔

آپ اسے بلا لیں وہ آپ کو ساری بات تفصیل سے بتا دے گا..... ہاتانی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں کالے مینڈو کو بلاتا ہوں“..... سردار بھورا نے کہا تو ہاتانی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ یلکھت ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہو گئی۔

”یہ سب کیا ہو گیا۔ وہ مہا پرش کون تھا جس نے لاچاڑی اور میرے دماغ پر قبضہ کیا تھا۔ کیا وہ مہا پرش اتنا ہی طاقتور ہے کہ مجھ جیسے طاقتور ساحر کے دماغ پر قبضہ کرے اور مجھے اس کا علم ہی نہ ہو“..... سردار بھورا نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر اسی کشمکش میں مبتلا رہا کہ آخر اس کا دماغ قبضے میں لیا گیا تھا تو اسے اس بات کا علم کیوں نہ ہوا تھا۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر مٹھیاں بند کیں اور پھر اس نے مٹھیاں اپنی آنکھوں سے لگا کر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھر اس نے یلکھت آنکھیں کھول کر ہاتھ آگے کر کے مٹھیاں کھول دیں۔ اس کی مٹھیاں کھلتے ہی چنگاریاں سی نکل کر سامنے فرش پر گر گئیں اور زمین پر یلکھت شرارے سے پھیل گئے۔

”کالا مینڈا حاضر ہو“..... سردار بھورا نے شراروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو یلکھت شرارے بھڑکے اور تیزی سے اوپر اٹھے اور دوسرے لمحے جھماکہ ہوا اور اس کے سامنے ایک جانور ظاہر ہو گیا۔ اس جانور کی تھوٹھنی لمبی تھی اور اس کے بڑے بڑے دانت

تھوٹھنی سے باہر نکلے ہوئے تھے اور سرخ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

”کالا مینڈا حاضر ہے آقا“..... جانور کے منہ سے چیختی ہوئی آواز نکلی۔

”ایک بوڑھے مہا پرش نے میرا اور میری شیطانی طاقت لاچاڑی کا دماغ اپنے قبضے میں کیا تھا۔ مجھے بتاؤ کہ وہ مہا پرش کون ہے اور جس تاریک اور گہرے کنویں میں، میں نے چگاڑوں کی مدد سے تین پاکیشیانوں کو قید کرایا تھا۔ وہ کس حالت میں ہیں اور کنویں سے نکلنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ مجھے ساری تفصیل بتاؤ“۔ سردار بھورا نے کہا۔

”وہ بوڑھا مہا پرش پاکیشیائی ہے آقا اور اس کا تعلق روشنی کی دنیا سے ہے۔ یہ وہی مہا پرش ہے جس نے مہارشی کی کارمارا سے جان بچائی تھی۔ اس نے آپ کے اور لاچاڑی کے دماغ پر قبضہ کیا تھا تاکہ آپ نے جن پاکیشیانوں کو تاریک اور سیاہ کنویں میں قید کیا تھا وہ ہلاک نہ ہو سکیں۔ اگر وہ تینوں افراد کنویں کی تاریکی میں رہتے تو ان پر کنویں میں موجود آپ کا چلایا ہوا ہلاکت خیز سحر اثر کر جاتا اور وہ وہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جاتے۔ لیکن مہا پرش نے آپ کا دماغ قبضے میں لیا اور لاچاڑی کے دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ وہ کنویں میں جائے اور ان تینوں افراد کا خون پی جائے۔ چونکہ لاچاڑی آپ کی سب سے بڑی اور خوفناک شیطانی

ذریت تھی اس لئے جب تک اس ذریت کو اس کنویں میں روشنی پھیلا کر فنا نہ کیا جاتا اس وقت تک کنویں سے آپ کے موت کے سحر کا اثر ختم نہ ہو سکتا تھا۔ مہارشی نے یہ سارا چکر موت کا سحر توڑنے کے لئے چلایا تھا جس میں وہ کامیاب رہا ہے۔ کنویں میں دو پاکیشیائی بری طرح سے زخمی ہو گئے ہیں جبکہ ایک سلامت ہے اور وہ اپنے زخمی ہونے والے ساتھیوں کو دو پاکیشیائی عورتوں کی مدد سے لے کر کنویں سے باہر آ گیا ہے۔ اب ان دونوں زخمیوں کو واپس بھیجا جا رہا ہے اور مکاشو خاندان کے مہارشی کے ساتھ دو عورتوں کو آپ کی ہلاکت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ دونوں مکاشو خاندان کے شہزادے کے ساتھ مل کر آپ کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہیں آقا۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس مہارشی اور ان دونوں عورتوں کو ہلاک کر دیں“..... کالے مینڈے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کون ہیں وہ دونوں عورتیں اور وہ میرے لئے کیسے خطرہ ہو سکتی ہیں۔ میں مہا شیطان کا بڑا پجاری ہوں اور سب سے بڑا ساحر بھی۔ میں تو انہیں مکھیوں اور مچھروں کی طرح مسل دوں گا۔“ سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ عام پاکیشیائی نہیں ہیں آقا۔ ان کے پاس مقدس روشنی کلام ہے اور پھر وہ پاکیزگی اور روشنی کے حصار میں رہتے ہیں آقا۔ آپ کو روشنی کے حصار کا تو علم ہے کہ اس حصار کو کوئی ساحر

اور کوئی شیطانی طاقت ختم نہیں کر سکتی ہے“..... کالے مینڈے نے جواب دیا تو سردار بھورا نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے۔

”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو کالے مینڈے۔ میں نے کارمارا سے مہارشی کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس مہارشی کی مدد سے مہارشی نے کارمارا کو بچ راستے میں ہی ختم کر دیا تھا۔ مجھے یہ بات پہلے بھی بتائی گئی تھی کہ اس مہارشی سمیت اس کے سارے ساتھی خطرناک ہیں اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہ تین افراد جو مجھے ہلاک کرنے آئے تھے اور میں نے چکاڈوں کی مدد سے انہیں موت کے تاریک اور انتہائی گہرے کنویں میں پھنکوا دیا تھا وہ بھی کنویں سے باہر آ گئے ہیں۔ اگر یہ لوگ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو پھر یہ میرے لئے بھی واقعی خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ مجھے ہلاک کرنے کے لئے آنے والے آدمی اور دونوں عورتوں کا یقینی خاتمہ ہو سکے“..... سردار بھورا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”آپ ان سے بچنے کے لئے خود بھی کالاگ دیوتا کے معبد میں چلے جائیں اور اپنی شیطانی طاقتوں کو بھی وہاں لے جائیں۔ اس معبد میں آپ اور آپ کی ساری طاقتیں محفوظ رہیں گی۔ جب ان پاکیشیائیوں کو پتہ چلے گا کہ آپ یہاں نہیں بلکہ کوگام میں موجود ہیں تو وہ یقیناً آپ کے پیچھے وہاں آئیں گے۔ آپ یہاں موجود مسلح محافظوں سے کہیں کہ وہ بھی کوگام پہنچ جائیں اور جب

رہے تو ان سات دنوں میں وہ مہارشی جو کارمارا کی وجہ سے شیطانی ذریت کا شکار بن کر بیمار اور بے ہوش ہوا ہے وہ اسی حالت میں ہلاک ہو جائے گا..... کالے مینڈے نے جواب دیا تو سردار بھورا کی آنکھوں کی چمک اور بڑھ گئی۔

”ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو..... سردار بھورا نے کہا تو کالا مینڈا یلکھت شراروں میں تبدیل ہوا اور پھر شرارے بچتے چلے گئے۔

”شائری حاضر ہو..... کالے مینڈے کے جانے کے بعد سردار بھورا نے یلکھت چیختے ہوئے کہا تو کمرے کی چھت سے ایک مکوڑا گرا اور دوسرے لمحے اس کے گرد دھواں سا نمودار ہوا اور پھر ایک چھوٹے قد کی سیاہ فام عورت ظاہر ہوئی۔ اس عورت نے بھی سرخ رنگ کا لمبا لبادہ پہن رکھا تھا۔ عورت نے ظاہر ہوتے ہی سردار بھورا کے سامنے سر جھکا دیا۔

”میرے سامنے بیٹھ جاؤ شائری..... سردار بھورا نے کرخت لہجے میں کہا تو سیاہ فام عورت سر جھکا کر اس کے سامنے فرش پر بیٹھ گئی۔

”حکم آقا..... اس عورت نے باریک سی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

”شائری۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے کالے مینڈے نے بتایا ہے کہ مجھے ہلاک کرنے کے لئے مکاشو خاندان کا ایک سیاہ فام اور اس کے ساتھ دو عورتیں یہاں پہنچ رہی ہیں۔ میں ان سب کو ہلاک

پاکیشیائی وہاں آئیں تو انہیں بغیر کوئی نقصان پہنچائے کوگام کے دوسرے معبد جو سوماگ دیوتا کا معبد ہے میں پہنچا دیں۔ جب وہ معبد میں داخل ہو جائیں تو اس معبد کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اگر وہ اس معبد میں قید ہو گئے تو پھر کوئی روشن طاقت ان کے کالے نہ آئے گی اور نہ ہی مہارشی ان کی کوئی مدد کر سکے گا۔ وہ اس معبد میں قید رہیں گے اور وہیں ہلاک ہو جائیں گے۔“ کالے مینڈے نے جواب دیا تو سردار بھورا یلکھت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات ابھر آئے۔

”بہت خوب۔ تم نے بہترین مشورہ دیا ہے کالے مینڈے۔ واقعی اگر انہیں سوماگ دیوتا کے معبد میں قید کر دیا جائے تو وہاں سے نکلنا ان کے لئے ممکن ہو جائے گا۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے وہ زیادہ دن زندہ نہ رہیں گے اور وہیں ہلاک ہو جائیں گے۔ بہت خوب۔ بہت خوب..... سردار بھورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہیں اپنے ساتھیوں کی مدد سے سوماگ دیوتا کے معبد میں قید کرانا آپ کی ذہانت پر منحصر ہے آقا۔ اور اسی ذہانت سے ہی آپ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ جب تک وہ تینوں سوماگ کے معبد میں قید رہیں گے اس وقت تک بوڑھا مہارشی آپ کی سرکوبی کے لئے کسی اور پاکیشیائی کو نہیں بھیج سکے گا اور اگر تین روز تک یہ تینوں معبد میں قید

کے معبد میں قید نہیں ہو جاتے آپ ان کے سامنے نہ آئیں یہی آپ کے حق میں بہتر ہوگا“..... ساتری نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے“..... سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ اپنے مسلح ساتھیوں سے کہیں کہ وہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ اگر آپ کے ساتھیوں نے ان تینوں کو ہلاک کر دیا تو پاکیشیائی مہاراش آپ کی سرکوبی کے لئے دوسرے آدمیوں کو بھیج دے گا اور یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ وہ ان تینوں کو گھیر لیں اور اپنا گھیرا تنگ کرتے ہوئے سوماگ کے معبد کی طرف لے جائیں۔ یہاں تک کہ انہیں آپ کے ساتھیوں سے بچنے کے لئے اس معبد میں گھس کر پناہ لیتی پڑے اور پھر وہ جیسے ہی معبد میں داخل ہوں آپ کے ساتھی معبد کے سارے راستے بند کر دیں۔ جب وہ راستے بند کر دیں تو آپ جا کر اس معبد کے گرد سرخ حصار باندھ دیں۔ اس سرخ حصار میں آتے ہی معبد اور زیادہ مضبوط ہو جائے گا جسے کوئی بھی روشن طاقت نہ توڑ سکے گی اور نہ کوئی راستہ کھول سکے گی۔ یہاں تک کہ اگر وہ تینوں معبد سے نکل آنے میں کامیاب بھی ہو گئے تو ان کے لئے سرخ حصار پار کرنا مشکل ہو جائے گا۔ باہر آ کر انہوں نے اگر سرخ حصار سے نکلنے کی کوشش کی تو سرخ حصار انہیں دوبارہ معبد میں پھینک دے گا اور پھر وہ جتنی بار بھی باہر آئیں گے سرخ حصار

کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کالے مینڈے نے ان تینوں کو ہلاک کرنے کا ایک طریقہ بتایا ہے کہ میں انہیں کوگام پہنچا دوں اور پھر انہیں کسی طرح سے سوماگ دیوتا کے معبد میں قید کر دوں۔ تم یہ بتاؤ کہ کالے مینڈے نے جو تجویز دی ہے وہ کامیاب رہے گی“..... سردار بھورا نے ساتری کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ کالے مینڈے نے آپ کو زبردست تجویز دی ہے۔ وہ تینوں اگر سوماگ دیوتا کے معبد میں قید ہو جائیں تو اس معبد سے باہر آنا ان کے لئے ناممکن ہو جائے گا اور وہ وہیں بھوک اور پیاس کے باعث ایڑیاں رگڑ رگڑ ہلاک ہو جائیں گے لیکن اس کے باوجود آپ کو انتہائی ہوشیار رہنا ہوگا“..... ساتری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو ساتری“..... سردار بھورا نے سخت لہجے میں کہا۔

”آقا۔ وہ تینوں آپ کو اسی صورت میں ہلاک کر سکتے ہیں جب دونوں عورتیں آپ کی آنکھوں اور سیاہ فام آدمی آپ کے دل میں ایک ساتھ سوراخ کر دیں۔ تینوں جب تک ساتھ رہیں گے آپ کے لئے خطرہ بنے رہیں گے۔ چونکہ وہ پاکیزہ ہیں اور ان کی زبانوں پر مقدس کلام کا ورد ہے اس لئے آپ کا ان پر کوئی سحر کام نہیں کرے گا۔ انہیں معبد میں پہنچانے کے لئے آپ کو اپنے عام انسان ساتھیوں سے ہی کام لینا پڑے گا اور جب تک وہ سوماگ

لہجے میں کہا۔

”ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہماری اطلاع کے مطابق پاکیشیا کے تین ایجنٹ جن میں ایک مرد اور دو عورتیں شامل ہیں مجھے ہلاک کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکے ہیں اور میں ان تینوں کو ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا ہوں“..... سردار بھورا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا کیا آقا جو آپ نے مجھے ان کے بارے میں بتا دیا ہے۔ آپ مجھے اپنی ہلکتیوں سے یہ معلوم کر کے بتا دیں کہ وہ تینوں کہاں ہیں اور ان کے حلیے کیا ہیں۔ میں ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گا“..... شاگو نے کہا۔

”میں تمہیں ان کے چہرے دکھا دیتا ہوں۔ انہیں اچھی طرح سے پہچان لو“..... سردار بھورا نے کہا اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھر اس نے شاگو کے دائیں طرف زور سے پھونک ماری تو جھماکہ ہوا اور شاگو کے قریب تین انسانی سائے سے نمودار ہو گئے۔ ان سایوں میں ایک دیو قامت اور انتہائی جسیم سیاہ فام آدمی تھا جبکہ دو نوجوان لڑکیاں تھیں جن میں ایک لڑکی غیر ملکی دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ ہیں وہ تینوں۔ انہیں اچھی طرح دیکھ لو اور ان کے چہرے اپنے ذہن میں نقش کر لو۔ اگر تم انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں اپنا دوسرا نائب بنا لوں گا اور تمہیں بے شمار ہلکتیاں

انہیں ہر بار معبد میں پھینکتا رہے گا اور وہ کسی صورت بھی باہر نہ نکل سکیں گے“۔ ساتری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے مشورے پر عمل کرتا ہوں لیکن ان سب کے باوجود وہ سوماگ کے معبد اور سرخ حصار سے بھی نکل آئے اور مجھ تک پہنچ گئے تو تمہارے خیال میں مجھے اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”آپ اپنی حفاظت کے لئے شگام دیوتا کے معبد سے سیاہ پجارن کا گئی کو بلا لیں۔ وہ انتہائی طاقتور ہستی ہے جو آپ کا یقینی تحفظ کر سکتی ہے۔ اگر آپ پر آپ کے دشمن حملہ آور ہوئے تو کاگی آپ کو ان سے بچا کر فوراً غائب کر کے لے جائے گی اور آپ کے دشمنوں کا ہر حملہ ناکام ہو جائے گا“..... ساتری نے کہا۔

”اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی بہترین مشورہ دیا ہے۔ میں اسی پر عمل کروں گا۔ اب میں مطمئن ہوں۔ تم جاؤ“..... سردار بھورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ساتری یکنخت دھوئیں میں تبدیل ہو گئی اور پھر دھواں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ سردار بھورا چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دروازے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

”شاگو“..... سردار بھورا نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے تیز اور انتہائی اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان پجاری اندر داخل ہوا۔

”حکم آقا“..... نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے نہایت مؤدبانہ



دوں گا جو تمہیں دوسروں سے نمایاں کر دیں گی اور کوئی تمہارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اگر تم انہیں ہلاک نہ کر سکو تو انہیں کسی طرح سے گھیر کر سوماگ کے معبد میں دھکیل دینا۔ وہ جیسے ہی سوماگ کے معبد میں داخل ہوں گے سوماگ معبد کے سارے راستے بند ہو جائیں گے وہ ہمیشہ کے لئے اس معبد میں قید ہو جائیں گے۔ جیسے ہی وہ تینوں سوماگ دیوتا کے معبد میں قید ہو جائیں گے تو میں وہاں پہنچ کر ہر طرف سرخ حصار باندھ دوں گا تاکہ ان پر سوماگ معبد کے سارے راستے مکمل طور پر بند ہو جائیں اور ان کی موت یقینی ہو جائے۔..... سردار بھورا نے کہا۔

”میں ان تینوں کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی پوری قوت لگا دوں گا آقا“..... شاگو نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو“..... سردار بھورا نے کہا تو شاگو نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے سر جھکا کر سردار بھورا کو سلام کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو سردار بھورا نے ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر اپنی پوجا میں مصروف ہو گیا۔

جولیا اور صالحہ تیز تیز قدم اٹھاتی ناک کی سیدھ میں چلی جا رہی تھیں۔ انہیں ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ انتہائی تاریک اور طویل پہاڑی غار میں سے گزر رہی ہو۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تاریکی اس قدر گہری تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ کان پر ہانک غاموٹی سے چلتی رہیں لیکن راستہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔

”ہمیں چلتے ہوئے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں۔ اب تو میری ٹانگیں بھی چل چل کر شل ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک ہمیں دور دور تک مشعل کی آگ کی روشنی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ آخر کہاں ہے اس راستے کا دوسرا دہانہ جہاں ہابوش ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل لے کر موجود ہے۔“..... صالحہ نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں بھی تمہارے ساتھ ہی چل رہی ہوں اور میری حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے۔ سید قطب شاہ صاحب نے ہمیں ناک کی



سیدھ میں چلتے رہنے کا کہا تھا انہوں نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہابوش ہمیں کتنے فاصلے پر ملے گا۔ اب ظاہر ہے جب تک ہمیں وہ نہیں مل جاتا اس وقت تک ہمیں چلتے ہی رہنا ہوگا“..... جولیا نے کہا۔

”کیا ہم تھوڑی دیر کے لئے آرام نہیں کر سکتیں“..... صالحہ نے اسی انداز میں کہا۔

”ہم نجانے کہاں ہیں۔ یہ کوئی غار ہے یا کوئی سرنگ اس کا ہمیں معمولی سا بھی اندازہ نہیں ہے اس لئے ہم آرام کریں تو کہاں کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آرام کرنے کے لئے رکیں تو اس ڈائریکشن کو ہی بھول جائیں جس طرف ہم چل رہی ہیں اور پھر سید قطب شاہ صاحب نے ہمیں مسلسل چلتے رہنے کا کہا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم رک جائیں اور ہمارے لئے یہ راستہ اور زیادہ طویل ہو جائے“..... جولیا نے کہا۔

”تو آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ ہم رکے بغیر چلتی ہی رہیں۔“ صالحہ نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اور کر بھی کیا سکتی ہیں“..... جولیا نے مسکرا کر کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں شدید تھکن کے باوجود اسی طرح سے چلتی رہیں۔

”وہ دیکھیں مس جولیا۔ سامنے ایک جگنو سا چمک رہا ہے۔“ اچانک صالحہ نے دور نظر آنے والے ایک روشن نقطے کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ جگنو نہیں وہی مشعل ہے جو ہابوش نے تھام رکھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی منزل کے قریب پہنچنے والی ہیں“..... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ان کی رفتار مزید تیز ہو گئی۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتی گئیں روشنی پھیلتی چلی گئی اور کچھ دیر بعد انہیں ایک سفید لباس والے بوڑھے آدمی کے ہاتھ میں وہ جلتی ہوئی مشعل دکھائی دی۔

”جلدی چلو۔ یہی ہابوش ہے“..... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلنے لگیں۔ جس بوڑھے آدمی نے مشعل تھام رکھی تھی وہ راستے کے بندھے کے پاس کھڑا تھا اور اس کا رخ ان دونوں کی طرف ہی تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں اس بوڑھے آدمی کے پاس پہنچ گئیں۔

”رک جاؤ“..... اچانک بوڑھے نے تیز آواز میں کہا تو وہ دونوں رک گئیں۔

”کس نے بھیجا ہے تمہیں“..... بوڑھے نے آگ کی روشنی میں ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”سید قطب شاہ صاحب نے“..... جولیا نے جواب دیا۔

”میرے چہرے کی طرف دیکھو اور بتاؤ میرا چہرہ کس سے ملتا ہے“..... بوڑھے آدمی نے مشعل کی روشنی اپنے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا تو یہ دیکھ کر جولیا اور صالحہ حیران رہ گئیں کہ اس بوڑھے

آدی کا چہرہ ہو بہو سید قطب شاہ صاحب جیسا ہی تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کے سامنے سید قطب شاہ صاحب ہی موجود ہوں۔  
”سید قطب شاہ۔ آپ کی شکل ہو بہو سید قطب شاہ صاحب جیسی ہے“..... صالحہ نے حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا لباس دیکھ کر بتاؤ یہ مجھے پہننے کے لئے کس نے دیا ہے“..... بوڑھے ہابوش نے کہا تو وہ ان کا لباس دیکھنے لگیں اور پھر یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئیں کہ ان کا لباس بھی بالکل ویسا ہی تھا جیسا مسجد میں سید قطب شاہ صاحب نے پہنا ہوا تھا۔

”یہ لباس بھی سید قطب شاہ صاحب جیسا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ انہوں نے ہی آپ کو پہننے کے لئے دیا ہے“..... جولیا نے کہا تو بوڑھے ہابوش کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔  
”ہاں۔ تم نے بالکل صحیح جواب دیا ہے۔ اب بتاؤ کیا چاہتی ہو تم دونوں“..... ہابوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”ہم دونوں کو تیرا ک جانا ہے“..... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے لئے راستہ کھول دیتا ہوں“۔ ہابوش نے کہا اور پھر وہ پیچھے موجود دیوار کی طرف بڑھا اور انہوں نے ایک چٹان پر ہاتھ رکھا تو اچانک گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے چٹان کو حرکت کرتے ہوئے ایک طرف ہٹتے دیکھا۔ جیسے ہی چٹان ہٹی باہر سے تیز روشنی اندر آ گئی۔  
”یہ راستہ ہے تیرا ک کا۔ اب تم جاؤ“..... ہابوش نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

”سید قطب شاہ صاحب نے کہا تھا کہ ہم آپ سے رسیاں مانگ سکتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں دو طویل رسیوں کے بنڈل مہیا کر سکتے ہیں“..... صالحہ نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔  
”ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ سامنے دیوار کے پاس پڑی ہیں۔ اٹھا لو انہیں“..... ہابوش نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے ایک دیوار کے پاس دو موٹی رسیوں کے بنڈل دیکھے۔ جولیا اور صالحہ آگے بڑھیں اور انہوں نے جھک کر ایک ایک بنڈل اٹھا لیا۔

”چلو“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں دہانے کی طرف بڑھیں اور پھر وہ اس دہانے سے باہر نکل آئیں۔ باہر آ کر انہوں نے دیکھا وہ ایک پہاڑی علاقے میں موجود تھیں۔ وہ جس غار سے نکل کر باہر آئی تھیں وہ بھی ایک پہاڑی غار تھا۔ انہیں دور ایک اور پہاڑی دکھائی دی جس کے قریب انہیں سرخ رنگ کی ایک بڑی گول چٹان دکھائی دی۔

”وہ رہا وہ تاریک اور گہرا کنواں جہاں ہمیں پہنچنا ہے“۔ جولیا نے اس چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صالحہ نے اثبات

گیں۔ ہم پیچھے ہٹ کر چٹان کے منڈیر پر رکھے ہوئے حصے پر مٹی  
میزائل فائر کریں گے۔ دھماکے سے یہ چٹان یہاں سے اڑ جائے  
گی اور اگر اس کے ٹکڑے ہوئے تو ان کے بہت کم حصے کنویں میں  
گریں گے۔ اس طرح کنویں میں موجود ہمارے ساتھیوں کو بھی  
نقصان نہ پہنچ سکے گا“..... جولیا نے کہا۔

”تو پھر ایک کی بجائے ہم چٹان پر دو میزائل فائر کرتی ہیں  
تاکہ دھماکے کی شدت سے یہ اچھل جائے اور کنویں کے منہ سے  
ہٹ جائے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ چلو پیچھے ہٹو۔ ہم سو قدم پیچھے ہٹ کر چٹان  
پر ایک ساتھ مٹی میزائل فائر کریں گے۔ یاد رہے ہمارا نشانہ چٹان کا  
نچلا حصہ ہونا چاہیے“..... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر  
ہلایا اور پھر وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئیں۔ سو قدموں کے  
فاصلے پر آ کر وہ رک گئیں اور پھر انہوں نے اپنی کمر سے بیگ  
اتارے اور انہیں زمین پر رکھ کر کھولنے لگیں۔ بیگ کھول کر انہوں  
نے اپنی اپنی مٹی میزائل گنیں نکالیں اور پھر وہ ایک ساتھ کاندھے  
سے کاندھا جوڑ کر کھڑی ہو گئیں اور ان کی نظریں بھاری اور بڑی  
سرخ چٹان پر جم گئیں۔ انہوں نے میزائل گنیں ایک ساتھ اٹھا کر  
چٹان کو ٹارگٹ میں لینا شروع کر دیا۔

”میں تین تک گنوں گی اور پھر ہم ایک ساتھ چٹان پر میزائل  
فائر کر دیں گی“..... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے گول سرخ چٹان کی طرف  
بڑھتی چلی گئیں۔ غار سے باہر نکلتے ہی حیرت انگیز طور پر ان کی  
ساری تھکاوٹ دور ہو گئی تھی اور وہ اس قدر فریش تھیں جیسے شدید  
تھکاوٹ کے بعد وہ کافی دیر آرام کرنے کے بعد غار سے باہر آئی  
ہوں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک بڑے قطر کے کنویں تک پہنچ گئیں۔  
کنویں کی منڈیر واقعی کافی بلند تھی اور اس کا رنگ سیاہ تھا اور سرخ  
پتھر جو انہوں نے دور سے دیکھا تھا وہ کنویں کے منہ پر رکھا ہوا تھا  
جس کے باعث کنویں کا منہ مکمل طور پر بند ہو گیا تھا۔  
”یہ تو کافی بڑا کنواں ہے اور اس پر رکھی ہوئی سرخ چٹان بھی  
کافی بڑی ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں اس چٹان کو کنویں کے منہ سے ہٹانا ہے۔ اس  
چٹان کے ہٹنے کے بعد ہی ہم کنویں میں قید جوزف، جونا اور ٹائیگر  
کو باہر نکال سکتی ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”لیکن ہم اس قدر بھاری بھر کم چٹان کو ہٹائیں گے کیسے۔ اگر  
ہم نے اسے بموں سے تباہ کرنے کی کوشش کی تو اس کے ٹکڑے ہو  
کر کنویں میں بھی گر سکتے ہیں جن سے کنویں میں موجود ہمارے  
بتیوں ساتھی بھی شدید زخمی ہو سکتے ہیں“..... صالحہ نے ہونٹ کاٹتے  
ہوئے کہا۔

”ہم اس چٹان کو بموں سے نہیں مٹی میزائل گنوں سے اڑائیں

”ایک۔ دو۔ تین.....“ جولیا نے رک رک کر کنتی گنتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی تین کہا اس نے منی میزائل گن کا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے سائیکس کی تیز آواز کے ساتھ اس کی منی میزائل گن سے منی میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے کنویں کے منہ پر رکھی ہوئی چٹان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صالحہ نے بھی جولیا کے تین گنتے ہی میزائل فائر کر دیا تھا۔ دوسرے لمحے دونوں کے میزائل ایک ساتھ سرخ چٹان کے نچلے حصے سے ٹکرائے۔ ماحول ایک ساتھ دو دھماکوں سے گونجا اور انہوں نے یلکھت کنویں کے منہ پر رکھی ہوئی سرخ چٹان کو فضا میں اچھلتے اور ہوا میں بلند ہو کر کسی گیند کی طرح دور جا کر گرتے دیکھا۔ دھماکوں سے سرخ چٹان کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا وہ سالم ہی ہوا میں اچھل گئی تھی۔ یہ دیکھ کر جولیا اور صالحہ کے چہرے مسرت سے دمک اٹھے۔

”گڈ۔ یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے کہ چٹان ٹوٹی نہیں ورنہ اس کے ٹکڑے ہو کر کنویں میں گرتے تو ہمارے ساتھی یقیناً زخمی ہو جاتے“..... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ دونوں دوڑتی ہوئی کنویں کے پاس آ گئیں اور پھر وہ کنویں کی منڈیر پر آ گئیں اور کنویں کے اندر جھانک کر دیکھنے لگی۔ یہ دیکھ کر وہ خوف سے کانپ اٹھیں کہ کنواں ان کی توقع سے کہیں گہرا تھا۔ نیچے ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی جس سے کنویں کی اصل گہرائی کا پتہ ہی نہ چلایا جاسکتا تھا۔ جولیا نے فوراً تھیلے سے ٹارچ نکالی اور پھر

اس نے ٹارچ کو روشن کیا اور پھر اللہ کا نام لے کر کنویں میں پھینک دیا۔

”میں بھی اپنی ٹارچ روشن کر کے پھینک دیتی ہوں۔ اس سے ہمارے ساتھیوں کے قریب خاصی حد تک روشنی پھیل جائے گی۔“ صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صالحہ نے اپنے تھیلے سے ٹارچ نکالی اور پھر اس نے بھی ٹارچ روشن کرتے ہوئے کنویں میں پھینک دی۔ وہ سر نیچے کر کے یہ آواز سننے کی کوشش کر رہی تھیں کہ روشن ٹارچیں نیچے کتنی گہرائی میں گرتی ہیں لیکن یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر اور زیادہ خوف کے تاثرات پھیل گئے کہ ٹارچیں گہرائی میں جا کر اندھیرے میں گم ہو گئی تھیں۔ جیسے انہیں اندھیرے نے ضم کر لیا ہو۔

”جوزف۔ ٹائیگر، جونا۔ کیا تم ہماری آواز سن سکتے ہو؟“ جولیا نے کنویں پر سر جھکا کر چیختے ہوئے جوزف، جونا اور ٹائیگر کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز لہراتی ہوئی کنویں کی گہرائی میں اترتی چلی گئی۔

”جوزف۔ جونا۔ ٹائیگر تم میں سے کوئی میری آواز سن رہا ہے تو جواب دو“..... جولیا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اسے اپنی آواز پہلے کی طرح کنویں کی گہرائی میں جاتی ہوئی محسوس ہوئی لیکن نیچے سے جواب میں جوزف، جونا اور ٹائیگر میں سے کسی کی آواز سنائی نہ دی۔

چھوڑتی چلی گئی۔ رسی چونکہ موٹی اور بھاری تھی اس لئے تیزی سے نیچے جاتی چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں جولیا کے ہاتھ میں رسی کا دوسرا سر آ گیا۔

”یہ رسی تو ختم ہو گئی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میں دوسری رسی اس سے باندھ دیتی ہوں“..... صالحہ نے کہا اور پھر اس نے جولیا کے ہاتھ سے رسی کا سرا لیا اور رسی کے اپنے بندل سے رسی کے سرے سے مخصوص انداز میں باندھنے لگی اور پھر جولیا ایک بار پھر رسی نیچے چھوڑنے لگی۔ صالحہ کی رسی کا بندل تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔

”جب رسی بیس فٹ باقی رہ گئی تو اچانک انہیں کنویں سے جوزف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”رسی کا سرا مجھ تک پہنچ چکا ہے“..... جوزف چیختے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس کی آواز سن کر ان دونوں کے چروں پر سکون آ گیا۔

”رسیوں کے دونوں بندل سو سو فٹ کے تھے۔ اب بمشکل دس پندرہ فٹ کی رسی ہمارے پاس ہے۔ میرے خیال میں ہمیں رسی کا یہ سرا کسی مضبوط چیز سے باندھ دینا چاہئے تاکہ جوزف اسے پکڑ کر اوپر آ سکے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ دیکھو کنویں کی منڈیر کا ایک پتھر ابھرا ہوا ہے۔ ہم رسی کا سرا اس پر باندھ دیتی ہیں۔ یہ کافی مضبوط اور ٹھوس پتھر ہے جوزف اور رسی کا وزن آسانی سے سنبھال لے گا“..... جولیا نے

”کیا ہمارے ساتھی نیچے ہوش میں ہیں“..... صالحہ نے ہونٹ کاٹنے ہوئے کہا۔

”وہ میری آواز کا کوئی جواب نہیں دے رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ تینوں خیریت سے ہوں“..... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ کیا یہ آپ ہیں“..... اچانک انہیں کنویں سے جوزف کی تیز اور لہراتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ دونوں اچھل پڑیں اور جوزف کی آواز سن کر ان کے چہروں پر خوشی و دوار ہو گئے۔

”ہاں جوزف۔ میں اور صالحہ تمہاری مدد کے لئے آئی ہیں۔ ٹائیگر اور جونا کس حال میں ہیں“..... جولیا نے ایک بار پھر سر جھکا کر چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز لہراتی ہوئی نیچے گئی۔

”وہ دونوں زخمی ہیں۔ میں دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ تم رکو۔ ہمارے پاس رسیاں ہیں۔ ہم رسی نیچے لٹکا رہی ہیں۔ تم اس رسی کو پکڑ کر اوپر آ جاؤ“..... جولیا نے کہا اور پھر اس نے اپنے کاندھے پر ڈالا ہوا رسی کا بندل نکالا اور اسے تیز سے کھولنا شروع ہو گئی۔ صالحہ نے بھی کاندھے سے رسی کا بندل اتار لیا اور وہ بھی اسے کھولنے لگی۔

”میں رسی نیچے پھینک رہی ہوں۔ جب اس کا سرا نیچے پہنچ جائے تو مجھے آواز دے کر بتا دینا“..... جولیا نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے رسی کا ایک سرا نیچے لٹکایا اور آہستہ آہستہ رسی نیچے

”تم ٹھیک ہو“..... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں ٹھیک ہوں“..... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

”اور ٹائنگر اور جوانا۔ وہ کس حال میں ہیں“..... صالحہ نے پوچھا۔

”وہ زخمی ہیں“..... جوزف نے جواب دیا۔

”کیا وہ اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ رسی پکڑ کر تمہاری طرح اوپر آ سکیں“..... جولیا نے کہا۔

”اودہ نہیں۔ ان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ رسی پکڑ کر اوپر آ سکیں ویسے بھی دونوں بے ہوش ہیں۔ انہیں مجھے ہی نیچے جا کر اوپر لانا پڑے گا“..... جوزف نے کہا۔

”تمہارے اندازے کے مطابق کتنا گہرا ہے“..... صالحہ نے پوچھا۔

”دوسو فٹ سے کم نہیں ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تو کیا اب تم دوبارہ دوسو فٹ نیچے جاؤ گے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ ان دونوں کو لانے کے لئے مجھے نیچے جانا ہی پڑے گا۔ میں یہی دیکھنے کے لئے اوپر آیا تھا کہ کنویں کی گہرائی کتنی ہے اور ان دونوں کو اوپر لانے کے لئے مجھے کتنی طاقت درکار ہوگی۔“

کنویں کی منڈیر پر ایک پتھر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اوپر سے قدرے پتلا تھا اور اس کا نچلا حصہ کافی موٹا تھا اور منڈیر کی دیوار میں مضبوطی سے دھنسا ہوا تھا۔ صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور چھلانگ لگا کر منڈیر سے نیچے آ گئی۔ اس نے رسی کو تیزی سے اس پتھر کے گرد لپیٹا اور پھر اسے مخصوص انداز میں باندھنے لگی۔

”ہم نے رسی باندھ دی ہے۔ تم اسے پکڑ کر اوپر آ جاؤ جوزف“..... جولیا نے چیخ کر کہا تو اسی لمحے رسی تن گئی۔

”وہ اوپر آ رہا ہے“..... صالحہ نے کہا۔ رسی مسلسل تنی ہوئی تھی اور آہستہ آہستہ بل رہی تھی۔ کافی دیر بعد انہیں نیچے سے جوزف رسی پکڑ کر اوپر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر سکون آ گیا۔ جوزف ہاتھوں سے رسی پکڑتا اور پیر کنویں کے ابھرے ہوئے پتھروں پر ٹکاتا ہوا اوپر آ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ منڈیر کے کنارے پر پہنچ گیا تو جولیا اور صالحہ نے فوراً اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

”ارے نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں منڈیر پکڑ کر اوپر آتا جاتا ہوں“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ جوزف نے ایک ہاتھ سے رسی چھوڑی کر منڈیر کا کنارہ پکڑا اور پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے بھی کنارہ پکڑ لیا اور اپنے جسم کو اوپر اٹھاتا ہوا منڈیر پر آ گیا اور منڈیر پر بیٹھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

ہلا دیا اور پھر جولیا نے کنویں کی منڈیر سے چھلانگ لگائی اور نیچے آتے ہی تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی اس پہاڑی کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں موجود غار سے نکل کر وہ دونوں باہر آئی تھیں۔ اسے جاتے دیکھ کر صالحہ نے جوزف کو سید قطب شاہ صاحب کے بتائے ہوئے راستے اور ہابوش کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”اوہ۔ تو اب ٹائیگر اور جوانا کی بجائے آپ دونوں میرے ساتھ اس شیطان ساحر کو ہلاک کرنے جائیں گیں“..... ساری تفصیل سن کر جوزف نے چوکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔ ہمارے ساتھ آنے سے کوئی مسئلہ ہے کیا۔“

اسے چوکتے دیکھ کر صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ مسئلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ اپنی مرضی سے تو آئی نہیں ہیں۔ آپ کو سید قطب شاہ صاحب نے بھیجا ہے تو ٹھیک ہی بھیجا ہو گا“..... جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو صالحہ بھی جواب میں مسکرا دی۔ ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ انہیں دور سے جولیا واپس آتی دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے کہ اس کے کاندھے پر ایک اور رسی کا بٹنل لٹک رہا تھا جو شاید اسے ہابوش نے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں جولیا رسی کا بٹنل لے کر ان کے پاس پہنچ گئی۔

”بتا دیا اسے سب کچھ“..... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

جوزف نے کہا۔

”تو پھر کیا اندازہ لگایا تم نے“..... جولیا نے کہا۔

”میں نیچے جا کر ان دونوں کو اٹھا کر تو نہیں لاسکتا ہوں لیکن اگر مجھے رسی کا ایک بٹنل اور مل جائے تو میں اس کا ایک جال سا بنا سکتا ہوں اور پھر اس لٹکی ہوئی رسی کے سرے سے اس جال کو باندھ کر انہیں آسانی سے اوپر کھینچا جا سکتا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”اوہ۔ رسی کا تیسرا بٹنل کہاں سے لائیں اب“..... صالحہ نے ہونٹ سکڑتے ہوئے کہا۔

”تیسرا بٹنل۔ کیا مطلب“..... جوزف نے چونک کر کہا۔

”ہمارے پاس سو سو فٹ کے دو رسیوں کے بٹنل تھے جو ہم نے باندھ کر نیچے لٹکا دیئے تھے۔ اب ہمارے پاس مزید رسی نہیں ہے جس کا ہم جال بنا سکیں“..... صالحہ نے کہا۔

”میرے خیال میں ہمیں ہابوش سے بات کرنی چاہئے ہو سکتا ہے اس سلسلے میں وہ ہماری مدد کر سکیں“..... جولیا نے کہا تو جوزف چونک پڑا۔

”ہابوش۔ کیا مطلب۔ یہ ہابوش کون ہے“..... جوزف نے چوکتے ہوئے کہا۔

”صالحہ تم اسے ساری تفصیل بتا دو تب تک میں ہابوش سے مزید رسی لے کر آتی ہوں“..... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر

چکا ہے۔

”اب مجھے دوبارہ کنویں میں جانا ہو گا تاکہ میں ان دونوں کو جال میں ڈال سکوں۔ انہیں جال میں ڈال کر میں پھر سی پکڑ کر اوپر آؤں گا اور پھر اوپر آ کر میں منڈیر پر کھڑا ہو کر انہیں جال سمیت باہر کھینچ لوں گا“..... جوزف نے کہا۔

”کیا تمہارے لئے نیچے جانا اور پھر اوپر آنا آسان ہو گا“۔

جولیا نے کہا۔

”آسان ہو یا مشکل اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے اپنے ساتھیوں کو ہر صورت میں کنویں سے نکالنا ہے“..... جوزف نے کہا اور پھر اس نے کنویں کی منڈیر پر آ کر کنویں میں پیر لٹکائے اور سی پکڑ لی۔ سی پکڑ کر اس نے اپنے پیر کنویں کے اندر دیوار پر موجود پتھروں پر پھنسائے اور پھر وہ سی پکڑتا ہوا تیزی سے نیچے جاتا ہوا دکھائی دیا۔

”جوزف کو ان دونوں کو اوپر لانے میں بے حد مشقت کرنی پڑے گی“..... صالحہ نے جوزف کو نیچے جاتے دیکھ کر کہا۔

”ظاہر ہے۔ ہر کام کے لئے محنت اور مشقت تو کرنی ہی پڑتی ہے تب ہی کامیابی ملتی آتی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”اس کام میں جوزف کو کافی وقت بھی لگ جائے گا“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ وقت بھی لگے گا“..... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے

”جی ہاں بتا دیا ہے“..... صالحہ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”جوزف۔ کیا سی کا یہ بنڈل جال بنانے کے لئے کافی ہو گا“..... جولیا نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس سے تو میں کافی بڑا جال تیار کر سکتا ہوں۔ اسے آپ مجھے دے دیں“..... جوزف نے کہا تو جولیا نے سی کا بنڈل جوزف کو دے دیا۔ جوزف نے تیزی سے بنڈل کھولا اور پھر سی کو پھیلاتا چلا گیا۔ ساری سی پھیلا کر اس نے سی کو تیزی سے مخصوص انداز میں بل دینے شروع کر دیئے۔ وہ سی کو بل دے کر تیزی سے جال بننے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے اور وہ جیسے جیسے ہاتھ چلا رہا تھا سی تیزی سے جال میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کی مشقت کے بعد آخر کار جوزف نے ایک بڑا سا جال تیار کر لیا۔ یہ جال مچھلیاں پکڑنے والے جال جیسا تھا جو ایک طرف سے چوڑا تھا لیکن اس کی لمبائی اتنی زیادہ نہ تھی۔ جوزف نے کنویں میں لٹکی ہوئی سی پکڑی اور اسے تیزی سے باہر کھینچنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سی کا سرا باہر آ گیا تو اس نے جال والی سی کے چاروں سرے پکڑے اور انہیں کنویں میں لٹکی ہوئی سی کے سرے سے باندھنا شروع ہو گیا۔ جال کو سی سے باندھ کر اس نے جال کنویں میں ڈالا اور اسے چھوڑ دیا۔ جال تیزی سے نیچے گرتا نظر آیا۔ تھوڑی ہی دیر میں منڈیر سے بندھی ہوئی سی تن گئی جس کا مطلب تھا کہ جال سی سمیت گہرائی میں پہنچ



ہوئے کہا۔ جوزف کافی دیر تک نیچے رہا پھر جب وہ دوبارہ اوپر آتا ہوا دکھائی دیا تو ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ جوزف بے حد تھکا ہوا تھا اور اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ منڈیر پر بیٹھا گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔

”میں نے ان دونوں کو جال میں ڈال دیا ہے۔ اب ہمیں انہیں اوپر سے باہر کھینچنا پڑے گا“..... جوزف نے کہا۔  
 ”پہلے اپنی حالت سنبھال لو پھر ہم انہیں مل کر باہر کھینچیں گے۔“  
 جولیا نے کہا۔

”میں ٹھیک ہوں۔ آپ فکر نہ کریں“..... جوزف نے کہا تو وہ دونوں ایک طویل سانس لے کر رہ گئیں۔ جوزف کو واقعی جوانا اور ٹائیگر کی فکر دامن گیر تھی۔ وہ چند لمحے اپنا سانس بحال کرتا رہا پھر وہ کنویں کی منڈیر پر دونوں پیر پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں کا زور لگا کر کنویں سے جال کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر جولیا اور صالحہ آگے بڑھیں اور انہوں نے منڈیر کے نیچے آنے والی رسی پکڑ لی اور پھر وہ دونوں بھی رسی کھینچنا شروع ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جال میں ٹائیگر اور جوانا باہر آ گئے۔ جوزف نے جال پکڑ کر اسے اٹھایا اور پھر مڑ کر نہایت احتیاط سے زمین پر رکھ دیا۔

”اوہ۔ یہ دونوں تو خاصے زخمی ہیں“..... جولیا نے ٹائیگر اور جوانا

کی حالت دیکھ کر متوحش لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہمارے پاس میڈیکل ایڈ باکس نہیں ہیں ورنہ ہم ان کے زخموں کی یہیں بینڈیج کر دیتے“..... صالحہ نے کہا۔  
 ”آپ فکر نہ کریں۔ میں ان کے زخموں پر مٹی گیلی کر کے لگا دیتا ہوں۔ اس سے نہ صرف ان کا بہتا ہوا خون رک جائے گا بلکہ انہیں تکلیف سے بھی راحت مل جائے گی۔ انہیں ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا لیکن بہر حال یہ صحت یاب ہو جائیں گے“..... جوزف نے منڈیر سے چھلانگ لگا کر نیچے آتے ہوئے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے جوزف۔ تم ان دونوں کو اٹھاؤ اور ہمارے ساتھ چلو۔ شاہ صاحب نے کہا تھا کہ ہم انہیں غار میں موجود ہابوش کے حوالے کر دیں وہ انہیں لے جا کر خود ہی شاہ صاحب کے حوالے کر دیں گے اور پھر شاہ صاحب خود ان کا علاج کریں گے“..... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر جوانا نے دونوں کو جال سمیت اٹھا کر اپنی کمر پر ڈالا اور پھر وہ اس پہاڑی کی طرف چل پڑے جہاں وہ غار تھا جس میں بوڑھا ہابوش مشعل ہاتھ میں لئے بدستور ان کا منتظر تھا۔

انہوں نے ٹائیگر اور جوانا کو ہابوش کے حوالے کیا۔ ہابوش نے بھی جوزف کی طرح انہیں جال سمیت کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ انہیں لے کر غار میں چلا گیا۔ اس کے آگے جاتے ہی غار کا دہانہ بند ہوتا چلا گیا۔

”یہ تیرا کہ علاقہ ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل کر جلد سے جلد بھورا کے علاقے میں پہنچنا ہے۔“ جوزف نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا تم جانتے ہو کہ یہاں سے بھورا کا علاقہ کتنے فاصلے پر ہے۔“ جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔“ جوزف نے کہا۔

”تو پھر ہمیں اندازے سے ہی کسی طرف جانا ہوگا تاکہ ہم کسی آبادی میں پہنچ سکیں اور وہاں جا کر ہی ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ بھورا کا علاقہ کہاں ہے۔“ صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ اس پہاڑی کے درے سے گزر کر ہم آگے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں دور نزدیک ہمیں کوئی نہ کوئی آبادی مل ہی جائے گی۔“ جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ پہاڑی کے درے کی طرف بڑھ گئے۔ درے سے نکل کر وہ ایک کھلے میدانی حصے میں آ گئے جہاں دور انہیں ایک گھنے درختوں سے بھرا علاقہ دکھائی دے رہا تھا۔

”اسی طرف چلتے ہیں۔“ جوزف نے کہا اور پھر وہ تینوں درختوں سے بھرے علاقے کی طرف بڑھ گئے۔ مسلسل اور کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا جنگل تھا جو کافی گھنا تھا۔ راستہ بے حد تنگ اور کچا تھا اس لئے ان کی

رفتار خاصی آہستہ تھی۔ راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ وہ جنگل میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک موڑ آتے ہی جوزف رک گیا تو جولیا اور صالحہ بے اختیار چونک پڑیں۔

”کیا ہوا۔“ جولیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم غلط راستے پر جا رہے ہیں۔“ جوزف

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیسے احساس ہوا ہے تمہیں۔“ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

”اس طرف آتے ہوئے جب ہم ایک کھائی کے قریب سے

گزر رہے تھے تو مجھے گہرائی سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا تھا۔ یقیناً

وہاں کوئی موجود ہوگا۔ اس سے کنفرمیشن ہو سکتی ہے۔“ جوزف

نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا ہمیں واپس اس کھائی کی طرف جانا پڑے گا۔“

جولیا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔“ جوزف نے کہا اور پھر وہ مڑا اور ایک طرف بڑھتا

چلا گیا۔ جولیا اور صالحہ بھی اس کے پیچھے ہوئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ

جنگل کے کنارے پر موجود ایک کھائی کے پاس پہنچ گئے۔ کھائی میں

واقعی دور سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا تو وہ تینوں تیزی سے گہرائی

میں اترتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے انہیں دھواں اٹھتا

ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ ایک عام سی جھونپڑی تھی جو گھنے درختوں کے درمیان بنی ہوئی تھی۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور دھواں جھونپڑی کے اوپر سائیڈ میں بنے ہوئے ایک سوراخ سے باہر آ رہا تھا۔

”رکو میں دیکھتی ہوں“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے جھونپڑی کی طرف بڑھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ جھونپڑی میں ایک سفید ریش آدمی ایک صاف ستھری چٹائی پر بیٹھا اٹکھ رہا تھا۔ ایک طرف لکڑیوں کا ڈھیر تھا اور ایک بڑے سے چولہے میں کئی لکڑیاں جل رہی تھیں۔ دھواں اسی چولہے سے اٹھ رہا تھا۔ آہٹ کی آواز سن کر اس بوڑھے نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر دروازے پر موجود جولیا اور اس کے پیچھے کھڑے جوزف اور صالحہ کو دیکھ کر وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ۔ آؤ۔ اندر آ جاؤ“..... بوڑھے نے بے حد مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ ان تینوں کو بخوبی جانتا ہو اور اسے ان تینوں کو دیکھ کر دلی مسرت ہو رہی ہو۔

”میرا نام جولیا نا ہے اور یہ میری ساتھی صالحہ اور یہ جوزف ہے“..... جولیا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو بوڑھا آدمی بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں جانتا ہوں“..... بوڑھے آدمی نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ تینوں چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ ہم تینوں کو جانتے ہیں۔ لیکن کیسے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم تینوں کو سید قطب شاہ صاحب نے بھیجا ہے اور تم تینوں جس کام کے لئے یہاں آئے ہو اس کے بارے میں بھی مجھے بتا دیا گیا ہے۔ تم چونکہ راستہ بھٹک گئے تھے اس لئے سید قطب شاہ صاحب نے مجھے خصوصی طور پر یہاں تمہاری رہنمائی کے لئے بھیجا ہے اور میں کب ہے اس جھونپڑی میں آگ جلائے تم تینوں کا انتظار کر رہا تھا“..... بوڑھے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ اس کی باتیں سن کر حیران رہ گئے۔

”آپ کا نام کیا ہے“..... صالحہ نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا نام بابا فضل الدین ہے۔ بیٹھ جاؤ“..... بوڑھے نے کہا تو وہ تینوں ان کے پاس چٹائی پر بیٹھ گئے۔

”آپ یہاں کہاں سے آئے ہیں۔ کیا سید قطب شاہ صاحب نے آپ کو پاکیشیا سے ہماری رہنمائی کے لئے بھیجا ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں تپراک کا رہنے والا ہوں“..... بابا فضل الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کتنے عرصے سے یہاں ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”مجھے یہاں رہتے کئی سال گزر گئے ہیں۔ تم اس طرف کہاں

آگئے ہو۔ یہ سارا علاقہ تو انتہائی خوفناک ہے“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”یہاں بھورا کے علاقے میں ایک ساحر سردار بھورا موجود ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بھورا کا علاقہ کہاں ہے اور ہمیں سردار بھورا کہاں مل سکتا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”کیا تم مجھے چند منٹ دے سکتے ہو“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”وہ کس لئے بابا۔ کیا کوئی خاص بات ہے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ سردار بھورا تمہیں کہاں مل سکتا ہے“..... بابا فضل الدین نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے بس چند منٹ دے دو۔ میں ابھی آ رہا ہوں“..... بابا فضل الدین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا جھونپڑی سے باہر چلا گیا۔

”تم نے چیک کیا ہے اسے جوزف“..... جولیا نے خاموش بیٹھے ہوئے جوزف سے کہا۔

”لیس مادام۔ یہ عام سا آدمی ہے اور یہ ہمارا ہمدرد ہے۔ آپ

کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے“..... جوزف نے کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد بابا فضل الدین واپس آیا تو اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

”سردار بھورا تو کوگام کے علاقے میں چلا گیا ہے اور اس نے اپنے مسلح محافظوں کے سالار شاگو کو بلا کر حکم دیا ہے کہ وہ کوگام میں ہر طرف گھاٹ لگا کر بیٹھ جائیں اور تم تینوں کا شکار کھیلیں۔ شاگو اپنے مسلح افراد کو لے کر کوگام میں چھپا ہوا ہے تاکہ جیسے ہی تم تینوں وہاں پہنچو وہ تم پر فائرنگ کرا کر تمہیں ہلاک دے یا پھر تمہیں گھیر کر کوگام میں موجود سوماگ کے معبد کی طرف لے جائے اور تم اپنی جانیں بچانے کے لئے اس معبد میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم اس معبد میں داخل ہو گئے تو معبد کے تمام راستے خود بخود بند ہو جائیں گے اور پھر تم اس معبد سے کسی بھی صورت میں باہر نہ آ سکو گے۔ اگر تم معبد سے باہر بھی آ جاؤ تو معبد کے باہر موجود سرخ حصار کی طرف قدم بڑھاتے ہی تم پھر سے معبد میں پہنچ جاؤ گے اور تم وہاں سے کبھی آزادی نہ حاصل کر سکو گے“..... بابا فضل الدین نے ان کے ساتھ گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ سب باتیں آپ کو کیسے معلوم ہو گئیں“..... جوزف نے ان بزرگ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے دل شفاف آئینے ہوتے

”کس علاقے میں“..... جولیا نے پوچھا۔

”یہاں سے جنوب کی طرف ایک پہاڑی علاقہ ہے جس کے دامن میں ایک گاؤں ہے جس کا نام بھی شوشوگ ہے۔ وہ شوشوگ جادو کا گڑھ ہے اور سردار بھورا چونکہ شوشوگ جادو کا سب سے بڑا عامل ہے اس لئے وہ وہیں موجود ہے۔ اس کے خیال کے مطابق وہاں وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے“..... بابا فضل الدین نے جواب دیا۔

”شوشوگ گاؤں میں وہ کہاں ہوگا“..... جولیا نے کہا۔

”شوشوگ معبد کے ساتھ اس کا حویلی نما بڑا آشرم ہے وہ وہیں پر موجود ہے“..... بابا فضل الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پہلے شوشوگ کی ہلکتوں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ پھر اس سردار بھورا کا“..... صالحہ نے ہونٹ کانٹتے ہوئے کہا۔

”شوشوگ ہلکتیاں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ البتہ تمہیں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گرد اسم اعظم کا حصار قائم کرنا ہوگا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اس سردار بھورا کو آخری لمحے تک معلوم نہ ہو سکے کہ تم اس کے خاتمے کے لئے وہاں پہنچ گئے ہو ورنہ وہ غائب ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنی حفاظت کے لئے ایک ہلکتی کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے جسے وہ کاٹتی ہلکتی کہتا ہے اور میں تمہیں اس کا کٹی ہلکتی کے بارے میں بھی بتا دیتا ہوں۔ کاٹتی ہلکتی ایک اندھی طاقت ہے جب تک سردار بھورا تمہیں خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے گا

ہیں اور اس آئینے میں وہ کچھ نظر آ جاتا ہے جو عام حالات میں نظر نہیں آتا“..... بابا فضل الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس سلسلے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس سلسلے میں آپ ہماری کوئی مدد کر سکتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”ہمارا مقصد سردار بھورا جیسے شیطان صفت ساحر کا خاتمہ ہے اور تم نے بہر حال اس پر کام کرنا ہے“..... بابا فضل الدین نے بڑے پر یقین لہجے میں کہا تو ان تینوں کے سستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ ان کے ذہن میں بابا فضل الدین کے بارے میں بوشک پیدا ہوا تھا وہ ان کے اس جواب سے دور ہو گیا تھا۔

”پھر آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں“..... جولیا نے کہا۔

”سردار بھورا اس پورے علاقے کا سب سے بڑا سفلی عامل ہے۔ شوشوگ بہت طاقتور سفلی جادو ہے اور سردار بھورا اس کا عامل ہے۔ اس کی ہلاکت کے بعد ان علاقوں میں اور کوئی ایسا انسان موجود نہیں ہے جو اس کی جگہ لے سکے“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”تو کیا سردار بھورا کو گام میں ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”نہیں۔ وہ کوگام سے نکل گیا ہے۔ پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ کوگام کے دوسرے معبد میں چھپ جائے لیکن پھر اس نے اس معبد میں جانے کا ارادہ بدل گیا اور دوسرے علاقے میں چلا گیا ہے“..... بابا فضل الدین نے جواب دیا۔

”شوٹوگ کا علاقہ کہاں ہے اور ہم وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں۔“  
جولیا نے پوچھا۔

”یہاں سے پانچ سو گز کے فاصلے پر ایک بہت بڑی پہاڑی ہے۔ تم اس طرف چلے جاؤ اس پہاڑی میں ایک کٹاؤ ہے۔ اس کٹاؤ میں داخل ہو کر تم آنکھیں بند کر کے آگے بڑھتے جانا۔ آنکھیں بند کرنے کے باوجود تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی اور نہ ہی تمہارا پیر کسی چیز سے ٹکرائے گا لیکن جیسے ہی تمہارا پیر کسی چیز سے ٹکرائے اور تم گرنے لگو تو آنکھیں کھول دینا۔ آنکھیں کھولنے پر تم پہاڑی کٹاؤ کے دوسرے کنارے پر ہو گے اور اسی کٹاؤ کے باہر شوٹوگ علاقہ ہے۔“ ..... بابا فضل الدین نے مسکرا کر کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تو پھر ہمیں اجازت دیں۔ ہم ابھی اس علاقے میں پہنچنا چاہتے ہیں تاکہ سردار بھورا کو وہاں سے نکلنے کا موقع نہ مل سکے۔“  
جولیا نے کہا تو بابا فضل الدین نے اثبات میں سر ہلایا اور جولیا سلام کر کے جھونپڑی سے باہر آ گئی۔ جوزف اور صالحہ اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ انہوں نے سامنے دیکھا تو انہیں دور ایک بڑی سی پہاڑی دکھائی دی۔ پہاڑی کا اوپر والا حصہ ایسا تھا جیسے کسی نے اسے کسی قلم کی طرح کاٹ دیا ہو۔

”چلو۔“ ..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تینوں اس پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں اس پہاڑی تک پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگا۔

اس وقت تک اس ہلکتی کو تمہارے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکے گا لیکن جیسے ہی سردار بھورا کی تم پر نظر پڑے گی اس ہلکتی کو بھی تم دکھائی دے جاؤ گے اور پھر اس سے پہلے کہ تم سردار بھورا کو ہلاک کرو وہ ہلکتی اسے لے کر غائب ہو جائے گی۔“ ..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”یہ تو طے ہے کہ سردار بھورا کو جیسے ہی ہمارا شوٹوگ پہنچنے کا علم ہوگا وہ فوراً وہاں سے بھی نکل جائے گا اور ہم چونکہ اجنبی ہیں اس لئے گاؤں کے لوگ ہمیں فوراً پہچان لیں گے اور سردار بھورا کو ہمارے بارے میں آگاہ کر دیں گے۔“ ..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ وہ اس وقت تک اپنے آشرم سے غائب نہیں ہوگا جب تک تم اس کے سامنے نہ پہنچ جاؤ۔ اس کی یہی کوشش ہوگی کہ تم جہاں بھی پہنچو وہ تمہیں اپنے مسلح افراد یا پھر اپنی ہلکتیوں سے ہلاک کر دے۔ تم تینوں کو ہلاک کرنے کے لئے وہ کبھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔“ ..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ آپ نے ہماری رہنمائی کی ہے۔“ ..... جولیا نے کہا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ میں تو کسی قطار شمار میں نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے پناہ عقل و ادراک سے نوازا ہے اس لئے اپنی عقل استعمال کرنا۔ میں دعا کرتا رہوں گا کہ اللہ تمہاری مدد کرے۔“ ..... بابا فضل الدین نے کہا۔

پھاڑی کے قریب پہنچتے ہی انہیں ایک کریک دکھائی دیا۔ کریک کافی بڑا تھا جس میں ایک آدمی آسانی سے چل سکتا تھا۔ جولیا نے جوزف سے کہا کہ وہ آگے آجائے تو جوزف آگے آگیا اور پھر وہ کریک میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد جولیا اور پھر صالحہ بھی کریک میں آگئی اور پھر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

سردار بھورا کے چہرے پر بے حد پریشانی دکھائی دے رہی تھی وہ ایک بڑے کمرے کے پختہ اور چمکدار فرش پر دونوں ہاتھ پشت پر باندھے نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اس کمرے کی دیواریں چھت اور فرش سیاہ رنگ کے تھے۔ کمرے کی چھت پر ایک بڑا سا بلب لٹک رہا تھا اس بلب کو ایک کور سے ڈھکا گیا تھا جس سے بلب کی روشنی پورے کمرے میں پھیلنے کی بجائے فرش پر ایک بڑے دائرے کی صورت میں پڑ رہی تھی اور اس تیز روشنی میں بھی فرش سیاہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔

سردار بھورا نے پہلے کوگام جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہاں موجود معبد میں پناہ لینے کی بجائے وہ اپنے مخصوص علاقے میں چلا جائے جہاں اس کا آشرم بھی تھا اور اس کی شو شوگ ہلکتیاں بھی موجود تھیں۔ معبد کی بجائے شو شوگ ہلکتیاں اس کی زیادہ بہتر طریقے سے حفاظت کر سکتی تھیں اس لئے اس نے

فوری طور پر شوٹنگ پہنچنے کے انتظامات کئے اور اپنے حویلی نما آشرم میں پہنچ گیا اور اس وقت وہ اسی حویلی نما آشرم میں موجود تھے۔

اس نے شاگو کو بھی اطلاع بھیج دی تھی کہ جب وہ اس کے تینوں دشمنوں کو ہلاک کر دے یا سو ماگ کے معبد میں قید کر دے تو وہ اسے اس آشرم میں آ کر اطلاع دے۔ وہ اس وقت شاگو کا ہی منتظر تھا کہ وہ اسے اس کے دشمنوں کی ہلاکت یا قید کی خوشخبری سنائے لیکن شاگو ابھی تک نہ آیا تھا اور جوں جوں دیر ہوتی جا رہی تھی سردار بھورا کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ سردار بھورا ابھی کمرے میں ٹہل ہی رہا تھا کہ اچانک اسے تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی تو سردار بھورا بے اختیار چونک پڑا۔

”آ جاؤ کٹاشی“..... سردار بھورا نے سخت لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دہلی پتلی سیاہ فام عورت اندر داخل ہوئی۔ اس عورت کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے اور اس کے چہرے کے آگے تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کا لبادہ پہنا ہوا تھا جس سے اس کے دونوں پیر بھی چھپ گئے تھے اور اس کی کمر بھی جھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یہ شوٹنگ شکتی تھی۔ شوٹنگ صدیوں پرانی مردار جانوروں کی ہڈیوں کی شکلیاں تھیں جب اس کی تمام طاقتیں مجسم ہوتی تھیں تو ایسی مکروہ بوڑھی عورتوں کی شکل میں ہی ظاہر ہوتی تھیں۔

”کیا بات ہے کٹاشی۔ کیوں آئی ہو“..... سردار بھورا نے سخت لہجے میں کہا۔

”آقا۔ آپ کے تین دشمن جن میں ایک سیاہ فام دیو قامت انسان اور دو نوجوان عورتیں شامل تھیں پہاڑیوں میں داخل ہوئے ہیں اور وہ آپ کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں“..... بڑھیا کے منہ سے تیز اور چھیتی ہوئی آواز نکلی۔

”اودہ اودہ۔ اس سیاہ فام آدمی کا حلیہ کیا ہے“..... سردار بھورا نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

”وہ افریقی جثہ ہے آقا“..... کٹاشی نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

”تو پھر اسے ہلاک کیوں نہیں کیا تم نے“..... سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس کے پاس روشنی ہے آقا۔ میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاسکتی“..... بڑھیا نے کہا۔

”لیکن وہ لوگ تو کو گام جا رہے تھے پھر یہاں کیسے پہنچ گئے“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اس بارے میں لاعلم ہوں آقا“..... کٹاشی نے کہا۔

”ہونہہ۔ اب انہیں ہلاک کرنے کے لئے میں کیا کروں۔“..... سردار بھورا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اس کے لئے آپ شوگوں کو حکم دیں وہ انہیں جال میں ڈال



اس نے بھی مقامی لباس پہنا ہوا تھا۔  
 ”سالار تلک رام حاضر ہے آقا“..... آنے والے نے دونوں ہاتھ جوڑ کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہمیں ہماری شکستی نے اطلاع دی ہے کہ کئی پہاڑی کے پاس تین افراد جن میں ایک سیاہ فام حبشی ہے اور اس کے ساتھ دو گوری چڑی والی عورتیں ہیں وہ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے شوشوگ قصبے کی طرف آرہے ہیں۔ ہماری ہلکتیاں ان کے قریب نہیں جا سکتیں کیونکہ سیاہ فام ایک افریقی ساحر ہے اور ان کے ساتھ روشن طاقت بھی ہے لیکن ان کی ہلکتیاں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اس لئے تم اپنے آدمی لے کر جاؤ اور انہیں پکڑ کر ہمارے سامنے حاضر کرو“..... سردار بھورا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کو وہ تینوں زندہ چاہئیں آقا یا مجھے آپ کے پاس ان کی لاشیں لانے کی بھی اجازت ہیں“..... سالار تلک رام نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کوشش کرنا کہ وہ زندہ ہی ہاتھ آجائیں۔ تاکہ ہم ان سے پوچھ گچھ کر سکیں لیکن ان کا زندہ ہاتھ آنا مشکل ہو تو میری طرف سے تمہیں ان تینوں کو ہلاک کرنے کی اجازت ہے“..... سردار بھورا نے کرخت لہجے میں کہا۔

”جو حکم آقا“..... سالار تلک رام نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو سردار بھورا دوبارہ کمر پر ہاتھ باندھ کر بے چینی

کر آپ کے پاس حاضر کر سکتے ہیں“..... کنٹاشی نے جواب دیا۔  
 ”کہاں موجود ہیں میرے دشمن“..... سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کئی پہاڑی کے پاس ہے آقا۔ ان کا رخ شوشوگ کے علاقے کی طرف ہے“..... کنٹاشی نے جواب دیا۔

”ہونہہ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور ان پر نظر جا کر رکھو۔ انہیں کسی بھی صورت میں اپنی نگاہوں سے اجھل نہ ہونے دینا۔ میں شوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ان پر جال ڈال کر انہیں پکڑ لیں۔ لیکن تم نے دھیان رکھنا ہے کہ شوگے اگر انہیں جال میں نہ پکڑ سکیں تو تم مجھے اس کے بارے میں فوراً آکر اطلاع دو گی۔ سمجھ گئی تم“۔ سردار بھورا نے کہا۔

”ٹھیک ہے آقا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی“..... کنٹاشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑی اور اسی طرح پیر گھسیٹی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ جیسے ہی کنٹاشی باہر گئی تو سردار بھورا نے دونوں ہاتھوں سے زور سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا۔

”سالار تلک رام کو بلاؤ۔ فوراً“..... سردار بھورا نے چیختے ہوئے کہا تو وہ آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک دیو ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔

لہجے میں کہا۔

”آقا۔ ایک بات کہنی ہے“..... بڑھیا نے کہا۔

”کون سی بات“..... سردار بھورا نے چونک کر کہا۔

”یہ سیاہ فام حبشی انتہائی خطرناک ہے اس لئے آپ ہوشیار رہیں“..... کنٹاشی نے کہا۔

”جاؤ دفع ہو جاؤ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ایک افریقی حبشی سے خوفزدہ ہو جاؤں گا۔ جاؤ۔ جاؤ دفع ہو جاؤ“..... سردار بھورا نے بری طرح سے چیخے ہوئے کہا تو بڑھیا تیزی سے مڑی اور پھر پیر کھینٹی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

”ہونہ۔ مجھے ایک آدمی سے ڈرا رہی تھی۔ ہونہ“..... سردار بھورا نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور سالار تلک رام اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار قوی ہیکل مقامی آدمی تھے جنہوں نے جال میں پھنسے ہوئے ایک قوی ہیکل حبشی کو اٹھایا ہوا تھا۔ وہ حبشی بے حس و حرکت تھا۔ شاید وہ بے ہوش تھا۔

”شکار حاضر ہے آقا۔ اس کی ساتھی لڑکیاں بچ نکلی تھیں۔ وہ پہاڑی کے گرد بکھری ہوئی چٹانوں میں گھس گئی تھیں۔ ان کی تلاش کی جا رہی ہیں۔ جلد ہی وہ بھی ہاتھ لگ جائیں گی“..... سالار تلک رام نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس سیاہ فام وحشی کو جال سے نکال کر ری سے

کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلنا شروع ہو گیا پھر کافی دیر بعد اچانک غراہٹ کی تیز اور خوفناک آواز ایک بار پھر دروازے کے باہر سے سنائی دی۔

”آ جاؤ کنٹاشی“..... سردار بھورا نے چیخ کر کہا تو دروازہ کھلا اور وہی سیاہ لبادے والی دہلی پتلی بوڑھی عورت پیر کھینٹی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”کیا خبر لائی ہو کنٹاشی“..... سردار بھورا نے اس کی طرف بے چین نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”شوگوں نے آپ کے ایک سیاہ فام دشمن کو جال میں جکڑ لیا ہے آقا اور بے ہوش بھی کر دیا ہے۔ اب وہ اسے یہاں لا رہے ہیں۔ میں آپ کو اطلاع دینے حاضر ہوئی ہوں“..... بڑھیا نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ایک دشمن۔ کیا مطلب۔ اس کے ساتھ جو سفید چمڑی والی لڑکیاں تھیں۔ ان کا کیا ہوا ہے“..... سردار بھورا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ شوگوں کے جال میں نہیں پھنسی آقا کیونکہ وہ پہاڑی کے کٹاؤ سے نکلے ہی چٹانوں کے پیچھے غائب ہو گئی تھیں۔ دوسرے شوگے انہیں بھی تلاش کر رہے ہیں۔ جلد ہی وہ دونوں بھی پکڑی جائیں گی“..... کنٹاشی نے کہا۔

”ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ“..... سردار بھورا نے تیز

جکڑ دو“..... سردار بھورا نے کہا تو اس کے حکم پر افریقی حبشی کو زمین پر ڈال دیا گیا۔ ایک آدمی مڑ کر تیزی سے باہر چلا گیا جبکہ باقیوں نے اس افریقی حبشی کو جال سے نکالنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی جو باہر چلا گیا تھا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی تھی۔ پھر اس نے دوسرے ساتھیوں سے مل کر اس افریقی حبشی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں باندھ کر باقی رسی سے اس کے پورے جسم کو جکڑ کر آخر میں دونوں پیروں کو بھی باندھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے اٹھا کر دیوار کے ساتھ بٹھا دو“..... سالار بھورا نے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

”ہوش میں لاؤ اسے“..... سردار بھورا نے کہا تو سالار تلک رام نے اس افریقی حبشی کا ایک ہاتھ سے سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر افریقی حبشی ہوش میں آ گیا تو سالار تلک رام تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

”بس۔ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ تم جا کر اس کی ساتھیوں لڑکیوں کو تلاش کرو۔ تب تک میں اس سیاہ فام حبشی کا خود ہی عبرتناک حشر کروں گا“..... سردار بھورا نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا تو سالار تلک رام نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر چلے گئے اور دروازہ بند ہو

گیا۔ سردار بھورا نے فوراً اپنے لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تیز اور پتلی دھار والا خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور سیاہ فام حبشی کی طرف بڑھا جو ہوش میں آنے کے بعد حیرت سے چادروں طرف دیکھ رہا تھا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... سالار بھورا نے اس افریقی حبشی کے قریب پہنچ کر فاتحانہ لہجے میں کہا۔

”میرا نام جوزف ہے۔ جوزف دی گریٹ۔ تم سردار بھورا ہو شیطان ساحر“..... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا نام سردار بھورا ہے اور میں یہاں کا مہاراج ہوں۔ مہا مہاراج“..... سردار بھورا نے کہا۔

”تم مہاراج نہیں شیطان کے پیروکار ہو۔ خود بھی شیطان ہو“..... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں شیطان بھی ہوں اور مہا شیطان کا پیروکار بھی۔ تم یہاں کیا کرنے آئے تھے۔ بولو۔ جلدی۔ ورنہ اس خنجر سے میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ بولو“..... سردار بھورا نے جوزف کے قریب آ کر اس کی آنکھوں کے سامنے خنجر لہراتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں تمہارا خاتمہ کرنے آئے ہیں شیطان پجاری۔ جلد ہی تم عبرتناک انجام تک پہنچ جاؤ گے“..... جوزف نے غرا کر کہا۔

”ہونہ۔ تمہارے ساتھی کہاں ہیں اور انہوں نے تمہیں اکیلے کیوں بھیجا ہے“..... سردار بھورا نے کہا۔

ہوئے سردار بھورا کی طرف بڑھا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کیا ہی تھا کہ یکفخت سردار بھورا کی آنکھیں کھل گئیں اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف اسے خنجر مارتا اسی لمحے سردار بھورا غائب ہو گیا۔ سردار بھورا کو اس طرح غائب ہوتا دیکھ کر جوزف کا خنجر والا ہاتھ اٹھا کا اٹھا رہ گیا۔

”میرے ساتھی شوٹنگ علاقے سے باہر موجود ہیں اور میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آیا ہوں۔“  
یہ ٹھیک ہے کہ تمہارے آدمیوں نے پہاڑی کریم سے باہر آتے ہی اچانک مجھ پر جال پھینک کر مجھے بے بس کر دیا اور پھر میرے سر پر ضربیں لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا لیکن یہ اچھا ہوا کہ اس طرح میں تم تک پہنچ گیا ہوں“..... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ تمہارے کلڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا“..... سردار بھورا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ ہاتھ تیزی سے اونچا کیا جس ہاتھ میں خنجر تھا کہ یکفخت وہ اچھل کر چیختا ہوا واپس تخت پر جا گرا۔ اس نے جیسے ہی جوزف کو خنجر مارنے کی کوشش کی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی انجان طاقت نے اس کے سینے پر پوری قوت سے بھاری بھر کم گرز مار دیا ہو۔ وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف نے زور لگا کر اپنے ہاتھوں کی رسیاں توڑیں اور پھر وہ اپنے جسم پر لپٹی ہوئی رسیاں کھول کر وہ اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”حفاظت کرنے کا شکریہ شوٹو“..... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے زمین پر گرا ہوا سردار بھورا کا خنجر اٹھایا اور اسے لے کر تیزی سے بے ہوش پڑے

خطرہ“..... جوزف نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑیں۔  
 ”کیسا خطرہ“..... دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

”مجھے وچ ڈاکٹر شو شو کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ جو میرا  
 محافظ ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس پہاڑی پر شوگے موجود ہیں  
 جن کا تعلق شو شوگ قبضے سے ہے۔ وہ باہر جال لے کر ہمارا انتظار  
 کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ہم اس کریک سے نکل کر باہر جائیں گے  
 وہ ہم پر جال پھینک کر ہمیں پکڑ لیں گے“..... جوزف نے کہا تو  
 جولیا اور صالحہ چونک پڑیں۔

”اوہ۔ پھر اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہم مشین پمپل نکال لیں اور  
 ان شوگوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں“..... صالحہ نے  
 فوراً کہا۔

”نہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی تعداد بہت  
 زیادہ ہے“..... جوزف نے کہا۔ وہ کریک کے پاس ہی موجود  
 تھے۔

”اوہ۔ تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے“..... جولیا نے کہا۔

”میں وچ ڈاکٹر شو شو سے بات کرتا ہوں“..... جوزف نے کہا  
 اور اس نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ جولیا اور صالحہ نے فوراً اپنی  
 کمروں پر بندھے ہوئے تھیلے اتار لئے اور انہیں کھول کر مشین  
 پمپل ہاتھ میں لے لئے تاکہ کسی بھی خطرے کا آسانی سے مقابلہ  
 کر سکیں۔ جوزف نے کچھ دیر بعد آنکھیں کھول دیں۔

اچانک جوزف کے ساتھ ساتھ جولیا اور صالحہ بھی لڑکھڑا گئیں۔  
 انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے پیر پتھروں سے ٹکرائے ہوں۔ وہ  
 تینوں گرتے گرتے سنبھل گئے۔ ساتھ ہی ان کی آنکھیں کھلیں تو  
 انہوں نے خود کو پہاڑی کے کٹاؤ کے دوسرے سرے پر پایا۔ سامنے  
 ایک طویل میدان پھیلا ہوا تھا جہاں ہر طرف لکڑیوں کے بنے  
 ہوئے گھر دکھائی دے رہے تھے۔

”یہ ہے شو شوگ قبضہ“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ باہر ایک  
 آدمی بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے“..... جوزف نے حیرت بھرے  
 لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مکانوں کے اندر ہی ہوں“..... صالحہ  
 نے کہا۔

”مجھے نجانے کیوں خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ ایک انجان سا

”کیا ہوا“..... اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر جولیا نے پوچھا۔  
 ”میری وچ ڈاکٹر شو شو سے بات ہو گئی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ  
 آپ دونوں اسی کریک میں ہی رکیں۔ اس کریک سے مجھے اکیلے  
 ہی باہر جانا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”اکیلے۔ تم کہہ رہے ہو کہ باہر پہاڑی پر شوگے جال لے کر  
 موجود ہیں۔ اگر انہوں نے تمہیں پکڑ لیا تو“..... صالحہ نے کہا۔

”وچ ڈاکٹر شو شو یہی چاہتا ہے کہ وہ شوگے مجھے پکڑ لیں اور  
 انہیں ایسا محسوس ہو جیسے آپ دونوں اس کریک سے نکل آئی ہیں  
 اور سامنے موجود چٹانوں میں چھپ گئی ہیں۔ جب شوگے مجھے پکڑ  
 کر لے جائیں گے تو بہت سے شوگے آپ کی تلاش میں یہیں رک  
 جائیں گے۔ وہ اس کریک میں جھانک کر نہیں دیکھ سکیں گے بلکہ  
 سامنے موجود چٹانوں میں ہی آپ کو تلاش کرتے رہ جائیں گے۔  
 آپ اس کریک سے ان تمام شوگوں کو ہلاک کر دیں۔ میں جلد ہی  
 واپس آ جاؤں گا“..... جوزف نے کہا۔

”کیا مطلب۔ اگر تمہیں انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش  
 کی تو“..... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”نہیں۔ وہ مجھے نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ وچ ڈاکٹر شو شو کی  
 روح میری حفاظت کرنے کے لئے میرے ساتھ رہے گی۔ وچ  
 ڈاکٹر شو شو کا کہنا ہے کہ مجھے اکیلے سردار بھورا کے حویلی نما آشرم  
 میں جانا چاہئے۔ وہاں سردار بھورا مجھ پر حملہ کرے گا لیکن وچ ڈاکٹر

شو شو کی روح مجھے اس کے حملے سے بچا لے گی۔ تب مجھے موقع  
 ملے گا کہ میں سردار بھورا پر حملہ کروں لیکن ظاہر ہے میں اکیلا اسے  
 ہلاک نہیں کر سکوں گا۔ جیسے ہی میں اس پر حملہ کروں گا سردار بھورا  
 کی جان کی محافظ شکتی کا نگہ اسے بچا کر لے جائے گی۔ تب مجھے  
 اس کے آشرم میں بم لگا کر اسے تباہ کرنا ہے۔ وچ ڈاکٹر شو شو کی  
 روح کے کہنے کے مطابق اگر اس کا آشرم تباہ کر دیا جائے تو اس  
 سے سردار بھورا کی بہت سی طاقتیں فنا ہو جائیں گی اور وہ بے حد  
 کمزور ہو جائے گا“..... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم اکیلے اس کا آشرم تباہ کر لو گے“..... جولیا نے کہا۔  
 ”ہاں۔ میرے تھیلے میں طاقتور میگا پاور بم موجود ہیں۔ میں  
 انہیں اپنے لباس کی خفیہ جیبوں میں چھپا لیتا ہوں۔ اگر میری تلاشی  
 لی گئی تو وہ لوگ ان بموں کو تلاش نہ کر سکیں گے اور میں سردار بھورا  
 کے غائب ہوتے ہی بم اس کے آشرم میں ہر طرف پھیلا دوں  
 گا“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو ہم یہیں رک کر تمہارا  
 انتظار کریں گیں“..... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا  
 دیا۔ اس نے اپنی پشت سے تھیلا اتارا اور اس میں سے میگا پاور بم  
 نکالے جو اخروٹ جتنے بڑے تھے۔ اس نے ان بموں کو اپنے لباس  
 کی مختلف جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ جب اس نے دس بم  
 مختلف جیبوں میں ڈال لئے تو اس نے تھیلا بند کیا اور اسے جولیا

”اس کے مطابق تو اس نے ٹھیک ہی کیا ہے۔ اگر آشرم کو تباہ کرنے سے سردار بھورا کی طاقتیں کم ہو سکتی ہیں تو اس سے اچھی بات ہمارے لئے اور کیا ہو سکتی ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا“..... صالحہ نے کہا۔

”تو کیا تھا تمہارے کہنے کا مطلب“..... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

”جوزف نے کہا تھا کہ وہ جیسے ہی سردار بھورا پر حملہ کرے گا اس کی شیطانی طاقت کا نگلی اسے لے کر غائب ہو جائے گی۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کا نگلی اگر سردار بھورا کو لے کر غائب ہو گئی تو وہ اسے لے کر کہاں جائے گی۔ نجانے وہ یہاں سے غائب ہو کر کس علاقے میں پہنچ جائے جہاں شاید ہمارا پہنچنا مشکل ہو جائے“..... صالحہ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں تھی۔ اب جبکہ یہ کنفرم تھا کہ سردار بھورا اپنے آشرم میں موجود ہے تو ہمیں جوزف کے ساتھ اس کے آشرم میں پہنچنا چاہئے تھا تاکہ ہم ایک ساتھ اس پر حملہ کرتے اور اس کا وجود فنا کر ڈالتے“..... جولیا نے کہا۔

”اب کیا ہو سکتا ہے جب چڑیاں چک گئی کھیت“..... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری یہ مثال ایسے ہونی چاہئے کہ اب کیا ہو سکتا ہے جب شوگے اٹھا کر لے گئے جوزف“..... جولیا نے مسکرا کر کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

کے حوالے کر دیا۔

”مجھے ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپ اپنے پاس رکھیں۔ واپس آ کر میں آپ سے لے لوں گا“..... جوزف نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف نے سامنے دیکھا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا کریک کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا اور پھر وہ جیسے ہی کریک سے نکل کر باہر گیا اسی لمحے جولیا اور صالحہ نے اس پر ایک جال گرتے دیکھا۔ دوسرے لمحے انہیں تیز شور سنائی دیا اور پھر انہوں نے پہاڑی پر سے بے شمار مقامی افراد کو اچھل اچھل کر نیچے آتے دیکھا اور وہ سب تیزی سے جال کے گرد پھیل گئے۔

”وہ دونوں لڑکیاں ان چٹانوں کی طرف دوڑ کر گئی ہیں۔ جلدی کرو اس سارے علاقے کو گھیر لو۔ ان لڑکیوں کو یہاں سے بھاگنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے“..... اچانک ایک آدمی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ پھر جس آدمی نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا اس نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس جال کو اٹھایا جس میں جوزف جکڑا ہوا تھا اور پھر وہ سب اس جال کو اٹھائے تیزی سے سامنے میدانِ علاقے کی طرف دوڑتے چلے گئے جہاں لکڑیوں کے کیبن نما مکان بنے ہوئے تھے۔

”کیا جوزف نے اکیلے جا کر ٹھیک کیا ہے“..... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تب ہمیں اس کریک کے قریب ہی رہنا پڑے گا تاکہ خطرے کی صورت میں ہم فوراً اس میں پناہ لے سکیں“..... جولیا نے کہا تو صالح نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے تھیلوں سے منی میزائل گن اور بم نکالے اور پھر وہ دونوں کریک کے سرے کی طرف بڑھیں اور پھر انہوں نے دو اطراف منہ کر کے مسلح افراد پر یکلخت منی میزائل فائر کرنا شروع کر دیئے۔ ماحول یکلخت زور دار دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ میزائل دو اطراف میں موجود مشین گن بردار افراد کے قریب جا کر پھٹے تھے اور چٹانوں کے ساتھ ساتھ ان کے بھی پر نچے اڑتے چلے گئے۔ منی میزائل فائر کرتے ہی جولیا اور صالح تیزی سے کریک سے نکلیں اور پھر دونوں ایک دوسرے کے مخالف سمت دوڑنے لگیں۔ انہیں دیکھ کر مسلح افراد فوراً حرکت میں آ گئے اور پھر انہوں نے یکلخت ان پر مشین گنوں سے فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جولیا اور صالح انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں دو چٹانوں کی آڑ میں پہنچ گئیں اور پھر جولیا نے سامنے سے آنے والے چار افراد کو دیکھا تو اس نے ان کی طرف منی میزائل گن سے فائر کر دیا۔ میزائل اڑتا ہوا ان چار افراد کے قریب ایک چٹان سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور اس چٹان کے ساتھ ان چاروں افراد کے پر نچے اڑتے نظر آئے۔ ادھر صالح نے بھی دوڑ کر اپنی طرف آنے والے آٹھ افراد پر میزائل فائر کر دیا تھا۔ میزائل آن واحد میں ایک آدمی کے سینے سے ٹکرایا اور

”ظاہر ہے مطلب تو یہی تھا“..... صالح نے کہا۔  
 ”جوزف نے کہا تھا کہ اس کے پکڑے جانے کے بعد شوگ ہماری تلاش میں پھیل جائیں گے اور ہمیں چٹانوں میں تلاش کریں گے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ تمام مقامی مسلح افراد پھیل گئے ہیں اور چٹانوں میں ہمیں تلاش کر رہے ہیں جیسے ہم واقعی ان چٹانوں میں چھپی ہوئی ہوں“..... صالح نے کہا تو جولیا نے دیکھا باہر واقعی مقامی افراد ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور چٹانوں کے پیچھے انہیں تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ افراد مشین گنوں سے وہاں پھیلی ہوئی جھاڑیوں اور کھائیوں میں فائرنگ بھی کر رہے تھے جیسے وہ انہیں ڈرا رہے ہوں کہ وہ ان کے سامنے آ جائیں اور خود کو ان کے حوالے کر دیں ورنہ وہ انہیں گولیاں مار دیں گے۔  
 ”جوزف نے ہمیں ان سب کو ہلاک کرنے کا کہا تھا۔ کیا خیال ہے۔ کام شروع کیا جائے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”ہاں ضرور۔ ان کی تعداد ساٹھ سے ستر کے لگ بھگ ہے۔ ہم ان پر میزائل گن سے منی میزائل فائر کرتے ہیں اور پھر کریک سے نکل کر چٹانوں کی طرف دوڑتی ہوئیں ان پر فائرنگ شروع کر دیں گے۔ یہ جہاں ٹولیوں کی شکلوں میں ہوں گے ہم پر ان پر بم برسائیں گی ورنہ مشین گنوں سے ہی انہیں ہٹ کرتی رہیں گی اور خطرے کی صورت میں دوبارہ اس کریک میں آ جائیں گیں“.....  
 صالح نے کہا۔



دھماکے سے اس کے ساتھ اس کے قریب موجود افراد کے ٹکڑے اڑ گئے۔ اور پھر وہاں جیسے میدان کارزار بن گیا۔ ہر طرف سے تیز فائرنگ کے ساتھ بموں کے دھماکوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مسلح افراد چٹانوں کی آڑ سے ہر طرف فائرنگ کر رہے تھے کیونکہ انہیں اس بات کا علم ہی نہ ہو رہا تھا کہ ان پر کہاں سے فائرنگ کی جا رہی ہے اور کہاں سے بم برسائے جا رہے ہیں کیونکہ جولیا اور صالحہ کسی ایک جگہ رک ہی نہ رہی تھیں۔ وہ چھلاؤں کی طرح ادھر سے ادھر بھاگتی پھر رہی تھیں۔ وہاں مسلح افراد کی لاشوں کے پٹے لگتے جا رہے تھے۔

جولیا اور صالحہ مشین پستل سے فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بموں اور منی میزائل گنوں سے آزادانہ میزائل بھی فائر کر رہی تھیں۔ بموں اور منی میزائلوں سے ان افراد کو چٹانوں کے پیچھے بھی چھپنے کا موقع نہ مل رہا تھا کیونکہ بم اور میزائل اتنے طاقتور تھے کہ بڑی بڑی چٹانوں کے بھی پرچے اڑ جاتے تھے جس کے نتیجے میں چٹانوں کے ساتھ ان کے پیچھے چھپنے والے افراد کے بھی ٹکڑے اڑ جاتے تھے۔

جولیا اور صالحہ نے اس وقت تک مسلسل مسلح افراد کے خلاف جارحانہ کارروائی جاری رکھی جب تک وہ سب ہلاک نہ ہو گئے۔ جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو جولیا اور صالحہ مشین پستل ہاتھ میں لئے ہر طرف گھومنے پھرنے لگیں تاکہ ان میں سے اگر کوئی زندہ بچ

گیا ہو تو وہ اسے ہلاک کر سکیں لیکن اب وہاں ایک بھی انسان ایسا نہ تھا جو زندہ ہو۔ وہ کچھ دیر گھومتی پھرتی اور اپنا اطمینان کرتی رہیں اور پھر وہ دوبارہ اس پہاڑی کے کریک میں پہنچ گئیں۔ مسلسل بھاگ دوڑ نے انہیں بری طرح سے تھکا کر رکھ دیا تھا۔ وہ دونوں کریک کی دیواروں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

”جوزف کو گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب تک اسے لوٹ آنا چاہئے تھے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے“..... جولیا نے ریست وایج دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر انتظار کرتی رہیں لیکن جوزف لوٹ کر نہ آیا۔ یہاں تک کہ تین گھنٹے گزر گئے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ جولیا اور صالحہ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ ”ہمیں جوزف کو اکیلے نہیں بھیجنا چاہئے تھا۔ اس سردار بھورا کی شکلیوں کے علاوہ یہاں اس کے لوگ بھی موجود ہیں“..... صالحہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ جوزف جنگل کا شہزادہ ہے۔ وہ اکیلا پورے قبیلے پر بھاری رہے گا“..... جولیا نے کہا لیکن حقیقتاً اس کے اندر بھی بے چینی نے ڈیرہ ڈال لیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دور سے انہیں زور دار دھماکہ سنائی دیا۔ انہوں نے قصبے کے ایک حصے سے آگ کا طوفان سا بلند ہوتے دیکھا۔ آگ کے طوفان کے ساتھ گرد و غبار بھی تھا۔

”اوہ۔ شاید جوزف نے سردار بھورا کا آشرم تباہ کر دیا ہے۔“  
 صالحہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دعا کرو اب جوزف بھی جلد واپس آ جائے“..... جولیا نے کہا  
 اور پھر انہیں تھوڑی دیر بعد دور سے چٹانوں میں ایک لمبا تڑنگ سیاہ  
 فام آدمی دوڑ کر اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس سیاہ فام آدمی کو  
 دیکھ کر جولیا اور صالحہ اچھل پڑیں کیونکہ انہوں نے پہچان لیا تھا۔ وہ  
 جوزف تھا جو ایک آدمی کو کاندھے پر ڈالے تیزی سے دوڑتا ہوا اس  
 طرف آ رہا تھا۔ جوزف اکیلا نہ تھا اس کے پیچھے بے شمار مسلح افراد  
 دوڑتے ہوئے آ رہے تھے جو اس پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے اور  
 ان کی فائرنگ سے بچنے کے لئے جوزف زگ زگ انداز میں دوڑ  
 رہا تھا اور بار بار چٹانوں کی آڑ لینے کے لئے غوطے لگا رہا تھا۔

”اوہ۔ جوزف کے پیچھے مسلح افراد لگے ہوئے ہیں۔ جلدی کرو  
 ہمیں جوزف کو ان سے بچانا ہے۔ آؤ“..... جولیا نے تیز لہجے میں  
 کہا تو صالحہ نے اثبات میں ہلایا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے  
 کریک سے باہر آ گئیں۔ باہر آتے ہی وہ تیزی سے چٹانوں کی  
 آڑ لے کر آگے بڑھیں اور پھر انہوں نے جوزف کے پیچھے آنے  
 والے افراد پر منی میزائل گنوں سے میزائل فائر کرنے شروع کر  
 دیئے۔ میزائل شائیں شائیں کی آوازوں کے ساتھ مسلح افراد کے  
 پاس جا کر پھٹے اور ان کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔ جولیا اور صالحہ  
 دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔

”جوزف تم اسے لے کر کریک میں جاؤ۔ ہم تمہارے پیچھے  
 آنے والے افراد سے خود ہی نپٹ لیں گی“..... جولیا نے جوزف کو  
 ایک چٹان کی آڑ میں آتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو جوزف نے  
 اثبات میں سر ہلایا اور لمبے تڑنگے مقامی آدمی کو اٹھائے تیزی سے  
 کریک کی طرف دوڑنا شروع ہو گیا جبکہ جولیا اور صالحہ نے چٹانوں  
 کے پیچھے سے سامنے سے آنے والے مسلح افراد پر نہ صرف مسلسل  
 فائرنگ کرنی شروع کر دی بلکہ وہ وقفے وقفے سے ان پر منی میزائل  
 گنوں سے میزائل بھی فائر کر رہی تھیں جن سے مسلح افراد کے  
 ٹکڑے بکھر جاتے تھے۔ ماحول ایک بار مشین گنوں اور مشین پستلوں  
 کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

جوزف کے پیچھے آنے والے افراد کی تعداد زیادہ نہ تھی اس  
 لئے جلد ہی جولیا اور صالحہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ ان  
 سب کو ٹھکانے لگا کر وہ دونوں تیزی سے مڑیں اور پھر اس کریک  
 کی طرف دوڑتی چلی گئیں جہاں جوزف اس مقامی آدمی کو لے کر  
 گیا تھا۔ وہ کریک میں داخل ہوئیں تو جوزف ایک دیوار سے ٹیک  
 لگائے گہرے سانس لے رہا تھا اور اس کے سامنے ایک لمبا تڑنگا  
 آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس آدمی کو دیکھ کر وہ دونوں چونک  
 پڑیں کیونکہ یہ وہی آدمی تھا جو جوزف کو جال میں باندھ کر اپنے  
 ساتھ لے گیا تھا اور اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو چٹانوں میں  
 ان دونوں کو تلاش کرنے کا حکم دیا تھا۔

”کون ہے یہ“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”یہ شوشوگ قبیلے کا سالار تلک رام ہے“..... جوزف نے  
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 ”تلک رام“..... ان دونوں نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے وچ ڈاکٹر شوشو نے کہا تھا کہ میں اسے ساتھ لے  
 جاؤں اس سے بہت قیمتی معلومات مل سکتی ہیں“..... جوزف نے  
 جواب دیا۔

”اس سردار بھورا کا کیا ہوا“..... صالحہ نے بے چینی سے کہا۔  
 ”ہاں اس بارے میں تفصیل بتاؤ“..... جولیا نے مسکراتے  
 ہوئے کہا تو جوزف نے انہیں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”سردار بھورا کے غائب ہوتے ہی میں اس کے آشرم میں  
 داخل ہو گیا اور میں نے وہاں جگہ جگہ میگا پاور بم لگائے اور وہاں  
 سے نکل ہی رہا تھا کہ وچ ڈاکٹر شوشو کی روح نے میرے کان میں  
 سرگوشی کی کہ اس آشرم کے باہر قصبے کا سالار تلک رام موجود ہے۔  
 اسے میں بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے جاؤں۔ میں باہر آیا تو  
 یہ اکیلا ہی باہر موجود تھا میں نے اس پر حملہ کیا اس کے سر پر مکا مار  
 کر اسے بے ہوش کیا اور اسے اٹھا کر اس طرف بھاگا ہی تھا کہ  
 آشرم کے گرد پھیلے ہوئے مسلح افراد نے مجھ پر فائرنگ کرنی شروع  
 کر دی جس کے نتیجے میں مجھے ان سے بچنے کے لئے دوڑنا  
 پڑا“..... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی جنگل کے شہزادے ہو“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے  
 کہا تو جوزف بھی مسکرا دیا۔  
 ”میں تو باس کا غلام ہوں“..... جوزف نے کہا۔  
 ”یہ ہمیں کیا بتا سکتا ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

”وچ ڈاکٹر شوشو کی روح کے مطابق یہ ہمیں بتا سکتا ہے کہ  
 سردار بھورا کی شکتی کا نگلی اسے مجھ سے بچا کر کہاں حلے گئی ہے۔“  
 جوزف نے جواب دیا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اسے ہوش میں لاؤ۔ اس سے میں خود بات کروں گی۔“ جولیا  
 نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سالار تلک  
 رام کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھے ہوئے تھے۔ اس نے اسے  
 اٹھا کر دیوار کے ساتھ بٹھایا اور پھر اس نے زور زور سے سالار تلک  
 رام کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ سالار تلک رام کے منہ  
 پر تین چار تھپڑ پڑے تو وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس نے  
 آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی  
 کوشش کی لیکن چونکہ وہ رسی سے بندھا ہوا تھا اس لئے وہ دوبارہ  
 نیچے گر پڑا۔

”تمہارا نام تلک رام ہے“..... جولیا نے تلک رام کے سامنے آ  
 کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔  
 ”تم۔ تم۔ کون ہو اور یہ۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... سالار تلک  
 رام نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت اپنے قصبے سے دور ایک پہاڑی کریک میں موجود ہو سالار تلک رام اور ہمارے رحم و کرم پر ہو۔ ہم نے تمہارے تمام مسلح افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ دیکھو۔ سامنے ہر طرف ان کی لاشیں بکھری ہوئی ہیں“..... جولیا نے کہا تو سالار تلک رام بے اختیار اچھل پڑا اس نے سر اٹھا کر کریک سے باہر جھانکا تو اسے ہر طرف اپنے ساتھیوں کی لاشیں دکھائی دیں۔ اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر سالار تلک رام کا رنگ زرد ہو گیا۔

”کک کک۔ کیا تم نے ان سب کو ہلاک کیا ہے“..... سالار تلک رام نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہم نے ہی ان سب کو ہلاک کیا ہے اور یہی نہیں تمہارے آقا سردار بھورا کے حویلی نما آشرم کو بھی ہم نے تباہ کر دیا ہے وہ دیکھو قصبے کے آخری سرے پر تمہیں جو سیاہ دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا ہے وہ تمہارے آقا سردار بھورا کے آشرم کے لمبے میں لگی والی ہولناک آگ کا ہے“..... جولیا نے کہا تو سالار تلک رام دور آسمان پر بلند ہوتا ہوا سیاہ دھواں دیکھنے لگا۔

”اوہ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ اس سیاہ فام دیو پیکل آدمی کو تو میں نے مضبوط رسی سے باندھا تھا۔ پھر یہ آزاد کیسے ہو گیا اور سردار بھورا اور اس کی ہلکتیوں نے اسے آشرم سے باہر کیسے نکلنے دیا“..... سالار تلک رام نے بری طرح سے سرمارتے ہوئے کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم بھی سردار بھورا کی

طرح ہلکتیوں کے مالک ہو“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرے پاس بھی ہلکتیاں ہیں لیکن وہ سردار بھورا کی ہلکتیوں کی عشر عشر بھی نہیں ہیں“..... سالار تلک رام نے کہا۔

”لیکن ہمیں پتہ چلا ہے کہ تمہاری یہ ہلکتیاں یہ ضرور بتا سکتی ہیں کہ سردار بھورا کہاں ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میری ہلکتیوں میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ آقا پر نظر رکھ سکیں یا اس کا ٹھکانہ جان سکیں“..... سالار تلک رام نے فوراً کہا۔ اس کے لہجے سے ہی جولیا کو معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”تم جھوٹ بول رہے ہو تلک رام“..... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا“..... سالار تلک رام نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہمیں تمہاری قسم پر کوئی اعتماد نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”میری بات کا یقین کرو۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا“..... سالار تلک رام نے ادھر ادھر سرمارتے ہوئے کہا۔

”کیا تم شوگھا دیوتا کا دچن دے کر یہ بات کہہ سکتے ہو کہ تم جھوٹ نہیں بول رہے۔ سوچ کر جواب دینا۔ اس دیوتا کی قسم کھا کر اگر جھوٹ بولا جائے تو جھوٹ بولنے والا عبرتناک موت مر جاتا ہے“..... جوزف نے غراتے ہوئے کہا تو سالار تلک رام یکلخت

”ہاں۔ کوئی حرج نہیں“..... جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ سالار تلک رام نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھے اور اپنی آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد ان کے سامنے سیاہ دھواں سا پھیلنا شروع ہو گیا۔

”مگراچی حاضر ہے مہاراج“..... ایک نسوانی آواز اس دھوئیں میں سے سنائی دی۔

”مجسم ہو جاؤ، مگراچی۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ مجسم ہو جاؤ“..... سالار تلک رام نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی دھواں مجسم ہونا شروع ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہاں ایک انتہائی بد شکل عورت موجود تھی جس کے جسم پر قدیم دور کا عبا نما لبادہ تھا۔ وہ انتہائی کریہہ ناک تھی جسے دیکھ کر جولیا اور صالحہ کے چہروں پر نفرت کے تاثرات پھیل گئے جبکہ جوزف نارل انداز میں کھڑا تھا جیسے اس بھیانک شکتی کو دیکھ کر اسے ذرا بھی حیرت نہ ہوئی ہو۔

”مگراچی اصل حالت میں حاضر ہے آقا۔ کیا ان دشمنوں کو ختم کرنا ہے۔ حکم دیں آقا میں ابھی ان تینوں کو اپنی شکتی سے جلا کر بھسم کر سکتی ہوں“..... اس عورت نے سالار تلک رام سے مخاطب ہو کر نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں ان پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔ نہ تم ان پر حملہ کرنا اور نہ یہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں

خاموش ہو گیا۔

”اگر تم ہمارے ہاتھوں عبرتناک موت نہیں مرنا چاہتے تو ہماری بات کا جواب دو سالار تلک رام ورنہ میں مٹین پسل سے فائرنگ کر کے تمہارے سر کے ٹکڑے اڑا دوں گی“..... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”نن نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے گولی نہ مارنا میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہیں سب کچھ سچ بتاؤں گا“..... سالار تلک رام نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔ اب بتاؤ کہ تمہارا سردار بھورا آشرم سے غائب ہو کر کہاں گیا ہے“..... جولیا نے کہا۔

”یہ معلوم کرنے کے لئے مجھے اپنی کالی شکتی کو بلانا پڑے گا۔“ سالار تلک رام نے کہا۔

”کس شکتی کو“..... جولیا نے پوچھا۔

”مگراچی کو۔ وہی مجھے بتا سکتی ہے کہ سردار بھورا اس وقت کہاں پر موجود ہے“..... سالار تلک رام نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بلواؤ اسے“..... جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے بلواتا ہوں“..... سالار تلک رام نے

کہا۔

”جوزف۔ کیا اس کی شکتی یہاں بلانا ٹھیک رہے گا“..... جولیا نے جوزف کی طرف دیکھ کر افریقی زبان میں پوچھا۔

گئے..... سالار تلک رام نے کہا۔  
 ”جیسا تمہارا حکم مہاراج“..... مگراچی نے کہا۔  
 ”اب یہ تم سے جو پوچھیں ان کی بات کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا ہے تم نے“..... سالار تلک رام نے کہا۔  
 ”حکم کی تعمیل ہوگی مہاراج“..... مگراچی نے جواب دیا۔  
 ”سنو مگراچی۔ میری بات سنو“..... جوزف نے مگراچی سے

مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”کیا تم بتا سکتی ہو کہ تمہارے مہاراج کا آقا سردار بھورا اس وقت کہاں پر موجود ہے“..... جولیا نے کہا۔  
 ”میں انسانی روپ میں ہوں۔ اس روپ میں مجھے سردار بھورا کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکتا ہے“..... مگراچی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاؤ۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور پتہ لگاؤ کہ آقا سردار بھورا کہاں ہیں اور جلد سے جلد آ کر ان کے بارے میں بتاؤ۔ ابھی جاؤ۔ فوراً“..... سالار تلک رام نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔  
 ”حکم کی تعمیل ہوگی مہاراج“..... مگراچی نے کہا اسی لمحے اس کا وجود ایک بار پھر دھوئیں میں تبدیل ہوا اور پھر دھواں تیزی سے تحلیل ہوتا چلا گیا۔  
 ”کیا یہ ایک گھنٹے میں واپس آ جائے گی“..... جولیا نے سردار بھورا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مگراچی میری شکتی ہے۔ وہ ضرور واپس آئے گی“..... سالار تلک رام نے جواب دیا۔  
 ”تو ہمیں ایک گھنٹہ اب یہاں اس کی واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا“..... جولیا نے پوچھا۔  
 ”میں طاقتور شکتی ہوں۔ مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ تمہارے

دنیا کے وقت کے لحاظ سے میں ایک گھنٹے میں یہ بات معلوم کر سکتی ہوں کہ سردار بھورا کہاں پر موجود ہے“..... مگراچی نے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں ایک گھنٹے کا وقت دیتے ہیں تم جاؤ اور پتہ لگا کر آؤ کہ سردار بھورا کہاں پر موجود ہے“..... جولیا نے کہا۔  
 ”میں صرف آقا کا حکم مانتی ہوں“..... مگراچی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سالار تلک رام اس سے کہو جو میں کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرے ورنہ.....“ جولیا نے مشین پستل کا رخ سالار تلک رام کے سر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”جاؤ۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور پتہ لگاؤ کہ آقا سردار بھورا کہاں ہیں اور جلد سے جلد آ کر ان کے بارے میں بتاؤ۔ ابھی جاؤ۔ فوراً“..... سالار تلک رام نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہوگی مہاراج“..... مگراچی نے کہا اسی لمحے اس کا وجود ایک بار پھر دھوئیں میں تبدیل ہوا اور پھر دھواں تیزی سے تحلیل ہوتا چلا گیا۔

”کیا یہ ایک گھنٹے میں واپس آ جائے گی“..... جولیا نے سردار بھورا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مگراچی میری شکتی ہے۔ وہ ضرور واپس آئے گی“..... سالار تلک رام نے جواب دیا۔

”تو ہمیں ایک گھنٹہ اب یہاں اس کی واپسی کا انتظار کرنا پڑے

گا..... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مجبوری ہے“..... جولیا نے جواب دیا۔

”ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ شکتی سردار بھورا کی تلاش میں جائے تو سردار بھورا کو اس کے بارے میں معلوم ہو جائے اور وہ اسے فنا کر دے“..... اچانک جولیا نے ایک خیال آنے پر سالار تلک رام سے پوچھا۔

”نہیں۔ میں سردار بھورا کا غلام ہوں۔ یہ شکتیاں انہوں نے ہی مجھے دی ہیں لیکن اب اس شکتی کا پورا اختیار میرے پاس ہے۔ وہ خود اسے کسی صورت میں فنا نہیں کر سکتے“..... سالار تلک رام نے کہا۔

”اور اگر تمہیں اس شکتی کو فنا کرنا پڑے تو تم کیا کرو گے کیا اسے فنا کرنے کے لئے تمہیں کسی منتر یا جاپ کی ضرورت ہوگی۔“ جولیا نے سادہ سے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر جوزف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”نہیں۔ اس شکتی کو فنا کرنا بہت آسان ہے۔ جب یہ انسانی روپ میں ہو تو اسے عام انسان کی طرح ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو“..... سالار تلک رام نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کچھ نہیں ایسے ہی۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا سردار بھورا کی طرح تمہاری حفاظت کے لئے بھی کوئی شکتی کام کر رہی ہے“..... جولیا

نے پوچھا۔

”نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ سیاہ فام وحشی مجھے اس طرح اٹھا کر یہاں نہ لے آتا“..... سالار تلک رام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تم بھی انسان ہو اور تمہیں بھی عام انسانوں کی طرح ہلاک کیا جاسکتا ہے“..... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تو کیا تم مجھے ہلاک کرنے کا سوچ رہی ہو“..... سالار تلک رام نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گی“..... جولیا نے کہا تو سالار تلک رام کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وچن پر اعتبار ہے“..... سالار تلک رام نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا پھر وہ مگراچی کا انتظار کرنے لگے اور پھر ایک گھنٹہ پورا ہوتے ہی اچانک وہاں دھواں پھیل گیا۔

”مگراچی حاضر ہے مہاراج“..... دھویں سے مگراچی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”اسے انسانی روپ میں ظاہر ہونے کا حکم دو“..... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”مگراچی انسانی روپ میں ظاہر ہو جاؤ“..... سالار تلک رام نے دھویں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دھواں نے یلکھت اسی بدصورت عورت کا روپ دھار لیا۔

”میں اصل روپ میں حاضر ہوں مہاراج“..... مگراچی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بتاؤ۔ کہاں ہے سردار بھورا“..... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا مجھے اسے جواب دینے کی اجازت ہے مہاراج“۔ مگراچی نے سالار تلک رام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اجازت ہے“..... سالار تلک رام نے جواب دیا۔

”سردار بھورا اس وقت.....“ ابھی مگراچی نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے ایک جھٹکا لگا اور اس کا وجود دوبارہ دھویں میں تبدیل ہوا اور دوسرے لمحے اس دھویں میں شرارے سے ناپنے لگے اور ماحول یکفخت اس کی تیز اور انتہائی خوفناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ دھویں سے نکلنے والے شرارے ادھر ادھر گرے تو جولیا، صالحہ اور جوزف یکفخت اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے یکفخت سالار تلک رام کے جسم میں بھی آگ لگ گئی۔ اس کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا اور دوسرے لمحے وہاں انسانی گوشت جلنے کی سرائی پھیل گئی۔ جوزف، جولیا اور صالحہ حیرت سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھواں غائب ہو گیا اور سالار تلک رام کا وجود بھی جل کر راکھ ہو گیا اور پھر وہاں یکفخت گہری خاموشی چھا گئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ شکتی کیسے فنا ہو گئی اور یہ سالار تلک

رام خود بخود کیسے جل گیا“..... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

”شاید انہیں سردار بھورا نے فنا کیا ہے“..... جوزف نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ تو کہہ رہا تھا کہ سردار بھورا اس کی شکتی کو فنا نہیں کر

سکتا“..... صالحہ نے کہا۔

”میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ سب کیا ہو گیا اور

کیسے ہو گیا“..... جوزف نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

”میرے خیال میں شو شوگ قصبے میں جانا ہمارے لئے خطرناک

ہو سکتا ہے۔ ہمیں بابا فضل الدین کے پاس واپس جانا چاہئے۔ اب

وہی ہماری رہنمائی کر سکتے ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ چلو“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تینوں مڑے اور تیز تیز

قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑی کریم میں واپس اس طرف چلنا شروع

ہو گئے جس طرف سے وہ آئے تھے۔



لیں کر کے ہلاک کر دیں گی اور جب وہ ہلاک ہو جائیں گے تب وہ چاہے شوشوگ کے علاقے میں چلا جائے یا پھر بھورا کے علاقے میں لیکن اپنی زندگی بچانے کے لئے تین دن اسے ہر حال میں اس جنگل اور اسی جھونپڑی میں رہنا ہو گا۔ کاگی نے اسے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ تین روز تک اسے جھونپڑی سے بھی باہر نہیں نکلنا چاہئے ورنہ اس جنگل میں بھی اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ سردار بھورا کو یہ سن کر بے حد غصہ آیا تھا کہ اس قوی ہیکل سیاہ فام نے اس کے شوشوگ والے آشرم کو دھاکے سے اڑا دیا تھا۔ اس آشرم میں چونکہ اس کی بے شمار ہلکتیاں تھیں اس لئے وہ ساری ہلکتیاں جل کر فنا ہو گئی تھیں جس کے باعث اس کی طاقتوں میں نمایاں کمی آ گئی تھی جس کا فائدہ اٹھا کر پاکیشیائی ایجنٹ اسے ہلاک کر سکتے تھے۔

سردار بھورا نے چونکہ تین دن اور تین راتیں اس جھونپڑی کے اندر گزارنی تھیں اس لئے اس کے پاس سوائے پوجا کرنے کے اور کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ اپنی پوجا میں مصروف تھا کہ اچانک جھونپڑی کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک کالے رنگ کا جانور اندر داخل ہوا۔ یہ لومڑی کی شکل کا جانور تھا اس کی تھو تھنی تھی۔ وہ آگے بڑھ کر اپنے دونوں پنجے پھیلا کر سردار بھورا کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے حلق سے مسلسل غراہٹ کی آواز نکل رہی تھی۔ سردار بھورا کی آنکھیں چونکہ بند تھیں اس لئے اس نے اس جانور کو اندر

یہ انتہائی گھنا جنگل تھا اور اس جنگل کے اندر ایک جھونپڑی میں سردار بھورا چٹائی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی جان بچانے والی شکتی اسے شوشوگ کے علاقے کے آشرم سے اس قوی ہیکل سیاہ فام سے بچا کر یہاں لے آئی تھی۔ وہ کافی دیر جھونپڑی میں بے ہوش پڑا رہا تھا اور پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ خود کو اس جھونپڑی میں پا کر حیران رہ گیا اس نے فوراً اپنی ساحرانہ طاقتوں سے پتہ چلا لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

سردار بھورا کو اس قوی ہیکل سیاہ فام پر بے حد غصہ تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس قوی ہیکل سیاہ فام کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اڑا دے لیکن اس کی جان بچانے والی طاقت کاگی نے اسے چند روز اسی جگہ رہنے کا کہا تھا اور اسے مشورہ دیا تھا کہ کم از کم تین روز تک اسے ان علاقوں سے دور رہنا ہے جہاں اس کے دشمن موجود ہیں۔ تین دن کے اندر اس کی ہلکتیاں ان تینوں کو تلاش کر

آتے نہ دیکھا تھا لیکن جیسے ہی جانور کے منہ سے غراہٹ کی آواز نکلی سردار بھورا نے یلکھت آنکھیں کھول دیں اور پھر اس جانور کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

”شاہو۔ تم یہاں“..... سردار بھورا نے حیرت بھرے لہجے میں اس جانور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا“..... اس جانور کے منہ سے عجیب سی مگر انسانی آواز نکلی۔

”کیا بات ہے شاہو۔ کیوں آئے ہو“..... سردار بھورا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ آپ بھامبا کے جنگل میں موجود ہیں“..... اس جانور کے منہ سے انسانی آواز نکلی لیکن لہجہ عجیب سا تھا تو اس کی بات سن کر سردار بھورا یلکھت اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ انہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں“..... سردار بھورا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”روشن دنیا کے انسان ان کی مدد کر رہے ہیں آقا اور انہوں نے نہ صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس جنگل کے بارے میں بتا دیا ہے بلکہ ان کے لئے جنگل میں آنے کا راستہ بھی کھول دیا ہے تاکہ انہیں طویل سفر نہ کرنا پڑے“..... شاہو نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ یہ تو بہت بری اطلاع ہے۔ بہت ہی بری۔ کیا وہ

اب اس جنگل میں موجود ہیں“..... سردار بھورا نے کہا۔  
 ”ہاں آقا۔ لیکن وہ ابھی اس علاقے سے کافی دور ہیں۔ انہیں یہاں تک پہنچنے پہنچنے کافی وقت لگ جائے گا“..... شاہو نے کہا۔  
 ”وقت لگ جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ یہاں ضرور آئیں گے“..... سردار بھورا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں پریشانی کا عنصر تھا۔  
 ”ہاں آقا۔ اگر انہیں جلد سے جلد ہلاک نہ کیا گیا تو وہ یہاں ضرور پہنچ جائیں گے“..... شاہو نے جواب دیا تو سردار بھورا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔  
 ”تو پھر مجھے بتاؤ کہ مجھے ان سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے“..... سردار بھورا نے کہا۔  
 ”آپ کو ان سے بچنے کی ضرورت نہیں ہے آقا۔ آپ کی حفاظت کے لئے کاگی موجود ہے۔ وہ جب بھی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے کاگی آپ کو ان سے ہر حال میں بچا کر لے جائے گی لیکن بہتر یہی ہو گا کہ آپ ان سے بچنے کی بجائے ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں اور اس سے پہلے کہ وہ آپ کو ہلاک کرنے کے لئے یہاں آئیں۔ آپ انہیں ہلاک کر دیں تاکہ یہ خطرہ ہی ختم ہو جائے“..... شاہو نے کہا۔  
 ”انہیں ہلاک کرنے کی میں پہلے بھی کوشش کر چکا ہوں شاہو۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ کسی طرح سے کوگام کے علاقے میں پہنچ

جائیں تو میرے ساتھی جو وہاں ان پر گھات لگائے بیٹھے تھے کہ ان کے وہاں آتے ہی وہ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے یا انہیں سوماگ کے معبد میں قید کر دیں گے لیکن وہ اس طرف گئے ہی نہیں اور میرے پیچھے شو شوگ قصبے میں پہنچ گئے۔ میں نے ان کے پیچھے اپنی ہتکتیوں کو بھی لگایا لیکن ان کے کہنے کے مطابق ان تینوں کے سروں پر روشن دنیا کے نمائندوں کا ہاتھ ہے اس لئے وہ ان کے قریب نہ جاسکیں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”وہ روشنی کی مدد سے کام کرتے ہیں مہاراج اور روشنی ان ہتکتیوں کا خاتمہ تو کر سکتی ہے ہمارا نہیں کیونکہ ہم تو جنگل کے باسی ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں جنگل کے کالے بھٹیروں کو اکٹھا کر لیتا ہوں اور اس طرف روانہ کر دیتا ہوں جہاں وہ تینوں موجود ہیں۔ کالے بھٹیڑیئے ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے“..... شاپھو نے کہا۔

”اوہ۔ کیا ایسا ممکن ہے۔ کیا تم کالے بھٹیروں کے ساتھ مل کر انہیں ہلاک کر سکتے ہو“..... سردار بھورا نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ کالے بھٹیڑیئے اس جنگل کے باسی ہیں اور وہ اصل جانور ہیں جبکہ میں آپ کی جادوئی ہتکتی ہوں۔ آپ اگر مجھے دشگام ہتکتی دے دیں تو یہ منتر میں جنگل کے بھٹیروں پر چلا کر انہیں اپنے دھش میں کر سکتا ہوں پھر وہ سب کے سب بھٹیڑیئے میرے تابع ہو جائیں گے اور پھر وہ وہی کریں گے جو میں انہیں کرنے کا حکم دوں

گا“..... شاپھو نے کہا۔

”دشگام ہتکتی۔ اس ہتکتی سے تو تم کوئی بھی روپ دھار سکو گے۔

انسان، جانور، پرندہ کچھ بھی“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ہاں آقا۔ اس ہتکتی سے مجھے کالا بھٹیڑیا بننے کی بھی ہتکتی مل جائے گی اور کالے بھٹیڑیوں کی زبان کالے بھٹیڑیئے جانتے ہیں۔

جب تک میں کالا بھٹیڑیا نہیں بن جاتا اس وقت تک اس جنگل کے

بھٹیڑیئے بھلا میری زبان کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ میں ان جیسا روپ

دھار کر ان پر منتر چلا سکتا ہوں اور پھر ان کی زبان میں انہیں یہ حکم

دے سکتا ہوں کہ انہیں کیا کرنا ہے“..... شاپھو نے کہا۔

”لیکن دشگام ہتکتی میں نے تمہیں دے دی تو پھر اس کے ساتھ

میری کانگی کی طاقت بھی چلی جائے گی۔ وہ میری حفاظت نہ کر سکے

گی۔ ایسی صورت میں اگر میرے دشمن یہاں آ گئے اور انہوں نے

مجھ پر حملہ کر دیا تو میں ان سے کیسے بچوں گا“..... سردار بھورا نے

پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں آقا۔ میں کالے بھٹیڑیوں کا سردار

بن کر بے شمار کالے بھٹیڑیوں کو اس جھونپڑی کے ارد گرد پھیلا دوں

گا تو آپ کو کانگی کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس جنگل میں چار سو

کالے بھٹیڑیئے موجود ہیں جو انتہائی طاقتور اور خونخوار بھٹیڑیوں میں

شمار ہوتے ہیں۔ وہ سب اس علاقے میں پہنچ جائیں گے جہاں

سے پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہاں جاتے ہی سارے

انھیں۔

”تو پھر میں باہر پوجا کا انتظام کروں تاکہ آپ مجھے اپنا سحر دینے کا اہتمام کر سکیں“..... شاپھو نے کہا۔

”ہاں ضرور“..... سردار بھورا نے کہا تو شاپھو اٹھا اور پھر وہ تیزی سے چھلانگیں مارتا ہوا جھوپڑی سے نکلنا چلا گیا۔

”یہ دشمن ایجنٹ تو سچ مچ میری جان کے لئے عذاب بن گئے ہیں۔ ان کا ختم ہونا ہی ضروری ہے اور مجھے یقین ہے کہ شاپھو اگر کالے بھیڑیوں کو اپنا غلام بنا لے تو وہ ان کی مدد سے ان دشمن ایجنٹوں کے کلوے اڑا سکتا ہے“..... سردار بھورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دروازے سے تیز چیخ کی آواز سنائی دی تو سردار بھورا بے اختیار چونک پڑا۔

”اندر آ جاؤ کاگلی“..... سردار بھورا نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا تو جھوپڑی کے کھلے دروازے سے سرخ رنگ کا دھواں اندر داخل ہوا اور پھر وہ سردار بھورا کے سامنے مجسم ہو گیا۔ یہ کاگلی تھی۔ قدیم دور کی شہزادیوں جیسی جو سردار بھورا کی جان کی محافظ تھی اور خطرے کی صورت میں سردار بھورا کو فوراً غائب کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکتی تھی۔

”میں نے سالار تلک رام اور اس کی شہتی گمراہی کو ختم کر دیا ہے مہاراج“..... کاگلی نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم نے ایسا کیوں کیا ہے کاگلی۔ سالار تلک رام تو میرا

کالے بھیڑیے ان پر جھپٹ پڑیں گے اور ان کے کلوے اڑا کر رکھ دیں گے۔ جیسے ہی وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہوں گے آپ کا سارا مسئلہ حل ہو جائے گا پھر آپ کو ان ایجنٹوں سے ڈر کر اس طرح جنگل میں اس چھوٹی سی جھوپڑی میں تن و تنہا بھی نہ رہنا پڑے گا“..... شاپھو نے سردار بھورا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ابھی اس جنگل میں آئے مجھے زیادہ دیر نہیں گزری ہے لیکن میرا دل یہاں سے اچاٹ ہو گیا ہے۔ مجھے اس جنگل میں عجیب سی بے چینی اور پریشانی کا احساس ہو رہا ہے۔ میرا یہاں وقت ہی نہیں گزر رہا ہے تو میں یہاں تین دن اور تین راتیں کیسے گزاروں گا“..... سردار بھورا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اس کے لئے ضروری ہے آقا کہ آپ کے دشمنوں کو جلد سے جلد ختم کر دیا جائے“..... شاپھو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم واقعی انہیں کالے بھیڑیوں کی مدد سے ہلاک کر سکتے ہو تو میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ میں تمہیں دشگام شہتی دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس شہتی سے تم جنگل کے سارے کالے بھیڑیوں کو اپنا تابع کرو اور ان کے ساتھ مل کر ان دشمن ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے نکل جاؤ۔ کوشش کرو کہ دشمنوں کو آج ہی ختم کر دو تاکہ میں اس جنگل سے چلا جاؤں“..... سردار بھورا نے کہا تو شاپھو کی آنکھیں چمک

خاص آدمی تھا اور مگراچی کی شکتی بھی اسے میں نے ہی دی تھی۔ پھر تم نے اسے کیوں فنا کیا اور سالار تلک رام کو کیوں ہلاک کیا۔

سردار بھورا نے حیرت بھرے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”سالار تلک رام آپ کے دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا تھا آقا اور آپ کے دشمنوں نے سالار تلک رام کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی تو سالار تلک رام نے اپنی شکتی کو ہلاک کر یہ پتہ لگانے کا حکم دیا میں آپ کو اس سیاہ فام حبشی سے بچا کر کہاں لے گئی ہوں۔ اس بات کا مگراچی نے پتہ بھی چلا لیا تھا۔ وہ آپ کے دشمنوں کو یہ بتانے ہی والی تھی کہ آپ کہاں پر موجود ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بتاتی میں نے فوراً اسے بھسم کر دیا۔ اس کا وجود شرارے بن کر فنا ہو گیا اور اس کے وجود سے نکلنے والے شراروں سے سالار تلک رام کو بھی آگ لگ گئی جس سے وہ بھی جل کر بھسم ہو گیا“..... کاگنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہر۔ اچھا کیا جو تم نے ان دونوں غداروں کو جلا کر بھسم کر دیا ہے لیکن ان کے جلنے اور ختم ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ روشن دنیا کے ایک نمائندے نے میرے دشمنوں کو بتا دیا ہے کہ میں کہاں چھپا ہوا ہوں۔ اس نمائندے نے ان تینوں کے لئے اس جنگل میں آنے کا راستہ بھی کھول دیا ہے اور اب وہ اسی جنگل میں موجود ہیں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”وہ۔ یہ تو بری خبر ہے۔ بہت ہی بری۔ تو کیا میں آپ کو

یہاں سے کسی اور مقام پر لے جا کر چھپا دوں۔“ کاگنی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میری شاپھو سے بات ہوئی ہے۔ شاپھو نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ اس طرح مجھے دشمنوں سے چھپنا نہیں چاہئے بلکہ ان کی ہلاکت کا انتظام کرنا چاہئے“..... سردار بھورا نے کہا۔

”کیسا انتظام“..... کاگنی نے چونک کر کہا۔

”شاپھو مجھ سے دھگام شکتی بھینٹ مانگ رہا ہے۔ اس شکتی سے وہ کوئی بھی روپ دھار سکتا ہے۔ وہ اس جنگل کے کالے بھیڑیے کا روپ دھارے گا اور پھر وہ کالے بھیڑیوں کے بڑے غول کو اپنے تابع کر لے گا اور پھر یہ سارے بھیڑیے اس علاقے میں پھیل جائیں گے جہاں سے وہ دشمن ایجنٹ آ رہے ہیں۔ سارے بھیڑیے مل کر ان پر پل پڑیں گے اور ان کی یونیاں اڑا دیں گے۔ جیسے ہی میرے دشمن ہلاک ہوں گے مجھے آزادی مل جائے گی پھر مجھے نہ اس جنگل میں چھپ کر رہنے کی ضرورت رہے گی اور نہ کہیں اور۔ میں سکون سے اپنے علاقے بھورا میں رہ سکتا ہوں“..... سردار بھورا نے کہا۔

”کیا آپ کو یقین ہے کہ شاپھو یہ سب کر لے گا“..... کاگنی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری طرح وہ بھی میری بڑی شکتی ہے۔ ایسی شکتی جو

کہتی ہے اس پر پوری طرح عمل بھی کرتی ہے“..... سردار بھورا نے جواب دیا۔

”لیکن آقا۔ اگر آپ نے شاپھو کو دھگام منتر دے دیا تو پھر میں آپ کی حفاظت نہیں کر سکوں گی۔ مجھے آپ سے دور جانا پڑے گا۔ اگر آپ کی زندگی خطرے میں ہوئی تو میں آپ کی مدد کے لئے بھی واپس نہیں آ سکوں گی“..... کانگی نے کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن اس بار مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں پڑے گی کانگی۔ شاپھو اور اس کے کالے بھیڑیے جب میرے دشمنوں کو یہاں آنے سے پہلے ہی ہلاک کر کے ان کی بوٹیاں کھا جائیں گے تو پھر مجھے بھلا کسی سے کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔“ سردار بھورا نے کہا۔

”تو کیا مجھے واقعی یہاں سے جانا پڑے گا“..... کانگی نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے میری جان بچائی ہے اس لئے میں تمہارا بعد میں نہ صرف شکریہ ادا کروں گا بلکہ تمہیں اس کا انعام بھی دوں گا۔ بس ایک بار میرے دشمن ہلاک ہو جائیں پھر مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہ ہو گی“..... سردار بھورا نے کہا۔

”ٹھیک ہے آقا۔ پھر مجھے جانے کی اجازت دیں“..... کانگی نے سنجیدگی سے کہا۔

”اجازت ہے۔ تم جا سکتی ہو کانگی“..... سردار بھورا نے کہا تو اسی لمحے کانگی سرخ رنگ کے دھویں میں تبدیل ہوئی اور پھر دھواں

تیزی سے ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہوتا چلا گیا۔

”تم کہاں ہو شاپھو۔ اس سے پہلے کہ میرے دشمن یہاں پہنچ جائیں تم کالے بھیڑیوں کو اپنے تابع کرو اور جا کر ان سب کی بوٹیاں اڑا دو۔ میں جلد سے جلد ان کی ہلاکت کی خبر سننا چاہتا ہوں“..... سردار بھورا نے جھونپڑی کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے شاپھو جو ایک جانور تھا اچھل کر اندر آ گیا اور اسے دیکھ کر سردار بھورا کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”میں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں آقا۔ آئیں باہر آئیں اور جلد سے جلد مجھے دھگام شکتی بھیجتے رہیں تاکہ میں جلد سے جلد آپ کے دشمنوں کا خاتمہ کر سکوں“..... شاپھو نے انسانی آواز میں کہا تو سردار بھورا اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تو بتائیں کہاں چھپا ہے اب سردار بھورا“..... صالحہ نے کہا۔

”وہ ایک گم جنگل میں موجود ہے“..... بابا فضل الدین نے کہا

تو وہ تینوں چونک پڑنے۔

”گم جنگل۔ کیا مطلب۔ یہ گم جنگل سے آپ کی کیا مراد

ہے“..... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پہاڑی وادیوں میں چھپا ہوا ایک گھنا جنگل جہاں دن میں بھی

اندھیرا چھایا رہتا ہے اسے دنیا کا تاریک اور گم جنگل کہا جاتا ہے۔

ایک ایسا جنگل جہاں خطرے ہی خطرے ہیں اور ہر قدم پر موت کا

راج ہے“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہے وہ گم جنگل اور ہم وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں۔“

صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ جنگل یہاں سے ہزاروں کلومیٹر دور اتر پردیش کے انتہائی

سرے پر موجود ہے۔ جہاں پہنچتے پہنچتے تمہیں کئی روز لگ جائیں

گے اور پھر تمہیں جنگل کے ایک سرے سے داخل ہو کر جنگل کے

عین وسط میں پہنچنا پڑے گا۔ سردار بھورا نے ایک ساحرانہ جھونپڑی

میں پناہ لے رکھی ہے جو اس جنگل کے عین وسط میں موجود ہے۔

جب تک وہ اپنی مرضی سے جھونپڑی سے باہر نہیں آ جاتا اس وقت

تک تم نہ جھونپڑی میں داخل ہو سکتے ہو اور نہ اسے کوئی نقصان پہنچا

سکتے ہو“..... بابا فضل الدین نے کہا تو ان تینوں نے ہونٹ بھینچ

جوزف، جولیا اور صالحہ بوڑھے بابا فضل الدین کی جھونپڑی میں

موجود تھے۔ وہ سب جھونپڑی میں چٹائی پر بیٹھے تھے۔ جولیا اور

جوزف نے انہیں ساری باتیں بتا دی تھیں۔ ان کی باتیں سن کر بابا

فضل الدین نے آنکھیں بند کر لی تھیں وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ

رہے تھے۔ انہیں اس طرح آنکھیں بند کئے اور منہ ہی منہ میں کچھ

پڑھتے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن وہ آنکھیں کھولنے کا نام ہی نہ لے

رہے تھے جس پر ان تینوں کو بے حد بے چینی ہو رہی تھی۔

پھر کافی دیر بعد بابا فضل الدین نے آنکھیں کھول دیں۔ انہیں

آنکھیں کھولتے دیکھ کر ان تینوں نے سکون کا سانس لیا۔ بابا فضل

الدین کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

”کچھ پتہ چلا بابا جی“..... انہیں آنکھیں کھولتے دیکھ کر جولیا

نے بے چینی سے پوچھا۔

”ہاں۔ چل گیا ہے پتہ“..... بابا فضل الدین نے جواب دیا تو

لئے۔

”تو پھر آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم وہاں کیسے جائیں اور سردار بھورا کو ہلاک کرنے کے لئے کیا کریں“..... صالحہ نے کہا۔

”وہاں میں تمہیں پہنچا تو دوں لیکن اس جنگل کے خطرناک جانوروں سے تمہیں خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہیں ان سے کیسے بچاؤں“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”کون سے جانور ہیں“..... جوزف نے چونک کر کہا۔

”اس جنگل میں یوں تو ایک سے بڑھ کر ایک خونخوار جانور موجود ہیں اور وہاں حشرات الارض کی بھی کوئی کمی نہیں ہے لیکن تمہارے لئے اس جنگل کے سب سے زیادہ خطرناک اور خونخوار جانوروں کو تیار کیا جاسکتا ہے جو اس جنگل میں جاتے ہی تم پر موت بن کر ٹوٹ سکتے ہیں اور وہ جانور اس جنگل کے کالے بھیڑیے ہیں“..... بابا فضل الدین نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

”کالے بھیڑیے“..... ان تینوں کے منہ سے نکلا۔

”ہاں۔ سردار بھورا نے اپنی حفاظت کے لئے جنگل میں ایک اور شکاری کو بلایا ہے جو ایک جانور کے روپ میں ہے۔ اس شکاری کا نام شاپھو ہے اس نے سردار بھورا سے دشگام شکاری مانگی ہے۔ اس شکاری کی مدد سے وہ کوئی بھی روپ دھار سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ سردار بھورا، شاپھو کو دشگام شکاری بھیجتا رہا ہے تاکہ وہ اس

شکاری کی مدد سے کالا بھیڑیا بن جائے اور پھر وہ اس شکاری کی مدد سے جنگل کے تمام کالے بھیڑیوں کو اپنے تابع کر سکے۔ ایسا ہوا تو وہ بھیڑیوں کو لے کر جنگل کے اس حصے میں پہنچ جائے گا جہاں سے میں تمہیں اس گم جنگل میں پہنچا سکتا ہوں لیکن تم جیسے ہی گم جنگل میں پہنچو گے تم پر ہر طرف سے کالے بھیڑیے جھپٹ پڑیں گے اور وہ تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ ان بھیڑیوں کو تم پر حملہ کرنے سے روکنے کا میرے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے اسی لئے میں پریشان ہوں کہ اس معاملے میں تمہاری مدد کیسے کروں“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”کالے بھیڑیے۔ وہ کس نسل کے بھیڑیے ہیں“..... جوزف نے ان کی ساری باتیں سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

”یہ ماجانگا نسل کے بھیڑیے ہیں جو عام بھیڑیوں سے کہیں زیادہ قوی ہیکل، بھاری بھر کم اور تیز رفتار ہوتے ہیں۔ ان کے دانت بے حد لمبے اور نوکیلے ہیں اور ان کے پنجے بھی شیروں کے پنجوں سے کم نہیں ہیں اس لئے یہ ایک لمحے میں ہاتھی جیسے گرائڈیل جانور کو بھی ادھیڑ کر رکھ سکتے ہیں“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”یہ وہی بھیڑیے ہیں ناجن کے کانوں کے سرے سرخ ہوتے ہیں“۔ جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ ان کے کانوں کے سرے سرخ ہوتے ہیں“..... بابا فضل الدین نے کہا تو جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔



”ان کے ساتھ آنے والی شیطانی طاقت شاید بھی ان جیسا ہی  
بھیڑیا ہو گا یا وہ کسی اور روپ میں ہمارے سامنے ظاہر ہو گا۔“  
جوزف نے پوچھا۔

”یہ ماجانگا نسل کا ہی بھیڑیا بنے گا تاکہ اسی نسل کے بھیڑیوں  
کی زبان میں ان سے باتیں کر سکے اور انہیں تمہارے خلاف بھڑکا  
سکے لیکن یہ دوسرے بھیڑیوں سے قدرے مختلف ہو گا۔“..... بابا  
فضل الدین نے کہا۔

”بہت خوب۔ کیا آپ مجھے اس کے مختلف ہونے کی نشانی بتا  
سکتے ہیں۔“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ دوسرے تمام بھیڑیوں کے صرف کانوں کی نوکیں ہی  
سرخ ہوں گی جبکہ شیطانی شکتی کے کان جڑوں تک سرخ ہوں گے  
جن سے وہ دوسرے بھیڑیوں میں نمایاں ہو گا اور اسے تم آسانی  
سے پہچان سکتے ہو۔“..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”اگر میں اس بھیڑیے کو ہلاک کر دوں تو کیا دوسرے بھیڑیے  
اس کے سحر سے آزاد ہو جائیں گے۔“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ اس بھیڑیے کی دونوں آنکھوں کو ایک ساتھ پھوڑ دیا  
جائے تو وہ شکتی فوراً جل کر بھسم ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہی  
دوسرے بھیڑیے اس کے سحر سے آزاد ہو جائیں گے لیکن تم یہ  
سب کیوں پوچھ رہے ہو۔ اودہ۔ اودہ۔ میں سمجھ گیا کہ تم کیا کرنا چاہتے  
ہو۔ بہت خوب۔ واقعی اگر تم ایسا کر دو تو شاید اور جنگل کا کوئی

بھیڑیا تمہارے قریب بھی نہ پھٹک سکے گا۔ بہت خوب۔ بہت  
خوب۔“..... بابا فضل الدین نے پہلے حیرت بھرے لہجے میں اور پھر  
چونکتے ہوئے کہا جیسے وہ جوزف کی یہ ساری باتیں پوچھنے کا مقصد  
سمجھ گئے ہوں۔

”اگر آپ سب کچھ سمجھ گئے ہیں تو پھر آپ ہمیں اس جنگل  
میں پہنچا دیں۔ ان بھیڑیوں سے ہم خود نپٹ لیں گے۔ وہ ہم پر  
کسی صورت میں حملہ آور نہیں ہو سکیں گے۔“..... جوزف نے اعتماد  
بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔ ہمیں بھی بتاؤ۔ ایسا کون سا طریقہ سوچا ہے  
تمہیں کہ تم کالے بھیڑیوں سے بچنے کی بات کر رہے ہو۔“..... جولیا  
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ سب میں آپ دونوں کو جنگل میں جا کر بتاؤں گا۔ آپ  
چلنے کی تیاری کریں۔“..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہاں بتانے میں کیا حرج ہے۔“..... صالحہ نے کہا۔  
”حرج کوئی نہیں لیکن میں آپ کو جنگل میں بھیڑیوں کو بھگانے  
کا عملی مظاہرہ کر کے دکھانا چاہتا ہوں اور بس۔“..... جوزف نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بار سردار بھورا جنگل میں ہی رہ جائے گا۔ شاید کو اپنی  
دشگام شکتی دینے کی وجہ سے اس کی حفاظت کرنے والی شکتی کا کئی  
بھی اس کے پاس نہ ہو گی اور اگر تم اس پر جان لیوا حملہ کرو گے تو

اسے پہچانے کے لئے کوئی نہیں آئے گا اور اس بار تم آسانی سے اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے..... بابا فضل الدین نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمارے لئے اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس طرح ہمارا مشن بھی پورا ہو جائے گا اور اس شیطان ساحر کے ہلاک ہوتے ہی عمران کی جان بھی بچ جائے گی اور وہ رو بصحت بھی ہو جائے گا“..... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ عمران بیٹے کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ ضرور بچ جائے گا اور صحت مند بھی ہو جائے گا“..... بابا فضل الدین نے کہا تو ان کی بات سن کر جولیا کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

”لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم جنگل یہاں سے بہت دور ہے۔ پھر آپ ہمیں اتنی جلدی وہاں کیسے پہنچائیں گے“..... صالحہ نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ سید قطب شاہ صاحب اگر تم دونوں کو ایک سرنگ کے راستے پاکیشیا سے چند گھنٹوں میں کافرستان پہنچا سکتے ہیں تو میں بھی تم تینوں کو یہاں سے چند منٹوں میں گم جنگل بھیج سکتا ہوں“۔ بابا فضل الدین نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا آپ بھی ہمیں جنگل میں پہنچانے کے لئے کوئی

خاص راستہ کھولیں گے“..... صالحہ نے چوٹ کر کہا۔  
”ہاں۔ عمران بیٹے کی زندگی کے لئے خطرہ مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی صحت بھی خراب ہو رہی ہے اگر جلد سے جلد سردار بھورا کو ہلاک نہ کیا گیا تو اس کی زندگی بچانا مشکل ہو جائے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جلد سے جلد اس شیطان ساحر سردار بھورا کو ہلاک کر دیا جائے۔ اس لئے تمہیں جلد سے جلد گم جنگل میں پہنچانا بہت ضروری ہے“۔ بابا فضل الدین نے کہا۔

”ہم نے یہاں آ کر کافی آرام کر لیا ہے اور آپ نے ہمیں ہرن کا شکار کر کے اس کا گوشت بھی بھون کر کھلایا ہے اس لئے ہمارے شکم سیر ہیں۔ اگر آپ ہمیں ابھی اس گم جنگل میں پہنچا دیں تو ہم جلد سے جلد اس شیطان ساحر کو ہلاک کر سکتے ہیں“۔ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ابھی اس جنگل میں پہنچا دیتا ہوں۔ صالحہ بیٹا اٹھو اور اس جھونپڑی کا دروازہ بند کر دو“..... بابا فضل الدین نے پہلے جولیا اور پھر صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہو گئی۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے دروازہ بند کر دیا جو بانسوں اور خشک پتوں کا بنا ہوا تھا اور اسے مضبوط رسیوں سے جوڑ کر بنایا گیا تھا۔

”جوزف تم اس آگ میں یہ ساری لکڑیاں ڈال کر آگ تیز

کرؤ..... بابا فضل الدین نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔ سامنے چولہا تھا جس میں ہلکی ہلکی آگ جل رہی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر لکڑیوں کا ڈھیر موجود تھا۔ جوزف نے ان لکڑیوں کو اٹھایا اور چولہے کے قریب لے آیا اور پھر اس نے چولہے میں لکڑیاں ڈالنا شروع کر دیں۔ لکڑیاں چونکہ خشک تھیں اس لئے انہوں نے فوراً آگ پکڑ لی اور چولہے میں شعلے بھڑکنے لگے۔

”بس اب آ کر اپنی جگہ بیٹھ جاؤ“..... بابا فضل الدین نے کہا تو جوزف چولہے کے پاس سے اٹھا اور واپس آ کر چٹائی پر بیٹھ گیا۔ صالحہ بھی دروازہ بند کر کے اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی تھی۔ اب بابا فضل الدین اٹھے۔ ان کا لباس جھولے جیسا تھا۔ انہوں نے چولہے کے پاس آ کر اپنے لباس کی بڑی سی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر انہوں نے جیب سے سرخ رنگ کے خشک پتے نکال کر جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیئے۔ پتوں نے فوراً آگ پکڑ لی اور یہ دیکھ کر وہ تینوں چونک پڑے کہ پتے آگ میں جلتے ہی سرخ رنگ کا دھواں بکھیرنا شروع ہو گئے۔ بابا فضل الدین پیچھے ہٹے اور واپس چٹان پر آ کر بیٹھ گئے۔

”آنکھیں بند کر لو۔ جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا“..... بابا فضل الدین نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور آنکھیں بند کر لیں۔ آگ سے مسلسل سرخ رنگ کا

دھواں نکل رہا تھا اور وہ جھونپڑی میں پھیلتا جا رہا تھا۔ حیرت کی بات تھی کہ سارا دھواں جھونپڑی کے اندر ہی پھیل رہا تھا جھونپڑی کی درزوں سے نکل کر باہر نہ جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ساری جھونپڑی اس سرخ دھوئیں سے بھر گئی۔ سرخ دھواں اس قدر زیادہ تھا کہ وہ سب اس دھوئیں میں چھپ گئے۔ کافی دیر تک دھواں جھونپڑی میں موجود رہا پھر آہستہ آہستہ دھواں جھونپڑی میں چاروں طرف موجود درزوں سے نکلتا چلا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں دھواں مکمل طور پر جھونپڑی سے غائب ہو گیا۔ سرخ دھوئیں کے ختم ہوتے ہی چولہے میں بھڑکتی ہوئی آگ بھی کم ہو گئی۔

”اب تم آنکھیں کھول سکتے ہو“..... بابا فضل الدین نے کہا تو ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگے کیونکہ آنکھیں بند کرنے سے پہلے جھونپڑی کا جو ماحول تھا اب بھی ویسا ہی تھا سوائے اس کے کہ اب وہاں سرخ دھواں نہ تھا اور نہ ہی آگ تیز تھی۔ کیونکہ جوزف نے چولہے میں جو لکڑیاں ڈالی تھیں جو جل کر راکھ بن چکی تھیں۔

”یہاں تو کچھ بھی نہیں بدلا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جھونپڑی میں کچھ نہیں بدلا ہے لیکن جھونپڑی کے باہر سب کچھ بدل گیا ہے بیٹا۔ دروازہ کھولو اور باہر دیکھو“..... بابا فضل الدین نے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔ جوزف اٹھا اور دروازے

کے پاس جا کر اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ چوہک پڑا۔ بابا فضل الدین کی جھوپڑی ایک چھوٹے جنگل کی کھائی میں تھی۔ کھائی میں صرف جھاڑیاں تھیں وہاں درخت نہ تھے لیکن اب باہر ہر طرف گھنا جنگل دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں روشنی تھی لیکن یہ روشنی اتنی کم تھی جیسے شام کا وقت ہو جبکہ ان کے آنکھیں بند کرنے سے پہلے وہاں دن کا وقت تھا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تو جنگل ہے“..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا اور صالحہ چوہک پڑیں۔ وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے دروازے کے پاس آئیں اور پھر باہر کا بدلا ہوا ماحول دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

”اوہ اوہ۔ تو بابا فضل الدین صاحب نے ہمیں اس جھوپڑی سمیت گم جنگل میں پہنچا دیا ہے جہاں پر وہ شیطان ساحر سردار بھورا موجود ہے“..... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے مڑ کر بابا فضل الدین کی طرف دیکھا تو اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔

”ارے۔ یہ بابا فضل الدین کہاں چلے گئے“..... صالحہ نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اور جوزف نے پلٹ کر دیکھا اور پھر ان کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات پھیل گئے کیونکہ جس جگہ چٹائی پر بابا فضل الدین بیٹھے ہوئے تھے اب وہ جگہ خالی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔ جھوپڑی میں اس دروازے کے علاوہ

باہر جانے کا اور کوئی راستہ نہ تھا جہاں جوزف، جولیا اور صالحہ موجود تھے۔ وہ حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔

”شاید بابا صاحب کا کام ختم ہو گیا ہے اس لئے وہ ہمیں اس جنگل میں پہنچا کر غائب ہو گئے ہیں“..... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”غائب ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کوئی انسان کیسے غائب ہو سکتا ہے اور وہ بھی اتنی جلدی“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ روشن دنیا کے نمائندے تھے مادام۔ باس کہتے ہیں کہ روشن دنیا کے نمائندوں کے لئے زمان و مکاں کی کوئی قید نہیں ہوتی وہ مدد کرنے کے لئے اچانک ہی سامنے آتے ہیں اور پھر اپنا کام کرتے ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ بابا فضل الدین کو خصوصی طور پر ہماری رہنمائی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے ہمیں اس گم جنگل میں پہنچایا اور پھر وہ چلے گئے۔ ہمیں ان کے بارے میں زیادہ نہیں سوچنا چاہئے بلکہ اس جھوپڑی سے باہر نکلنا چاہئے کیونکہ یہ وہی جنگل ہے جہاں وہ شیطان ساحر سردار بھورا موجود ہے“..... جوزف نے کہا۔

”لیکن یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ یہاں کالے بھیڑیے تو کیا مجھے چڑیا کا ایک بچہ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے“..... صالحہ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ باہر ہر طرف

ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

”چلو آگے بڑھتے ہیں“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ احتیاط کے ساتھ جنگل میں آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ بابا فضل الدین نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سردار بھورا کی جھونپڑی جنگل کے کس حصے میں ہے اس لئے وہ اسی ڈائریکشن میں بڑھ رہے تھے یہ پورا علاقہ گھنے جنگل پر مشتمل تھا۔ وہ تینوں اطمینان سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جو فاصلہ بابا فضل الدین نے بتایا تھا اس کے مطابق انہیں سردار بھورا کی جھونپڑی تک پہنچنے میں کم از کم پانچ گھنٹے لگنے تھے۔

”بابا فضل الدین نے کہا تھا کہ جنگل میں داخل ہوتے ہی ہمارے گرد ہر طرف خونخوار کالے بھیڑیے پھیل جائیں گے لیکن کالے بھیڑیے تو کیا یہاں چند چھوٹے موٹے جانوروں کے سوا ہمیں کوئی بڑا جانور بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ کیا ہم غلط راستے پر تو نہیں جا رہے؟“..... اچانک صالحہ نے کہا۔

”میں ان کی غبراہٹوں کی آوازیں سن رہا ہوں اور مجھے ان کے دوڑنے کی آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ وہ تین اطراف سے دوڑتے ہوئے ہماری طرف آ رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہاں کالے بھیڑیوں کی پوری فوج پہنچ جائے گی“..... جوزف نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑیں۔

”اوہ۔ کیا اتنی تعداد میں آنے والے کالے بھیڑیوں کا ہم

گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

”جب تک ہم جھونپڑی کے اندر ہیں ہمیں یہاں کوئی آواز سنائی نہ دے گی اور نہ ہی اس جنگل کا کوئی باسی دکھائی دے گا۔ اس کے لئے ہمیں جھونپڑی سے باہر جانا ہو گا۔ جھونپڑی سے باہر جا کر ہی ہم اس جنگل میں داخل ہوں گے اور اس جنگل میں داخل ہوتے ہی ہم پر سب کچھ آشکار ہو جائے گا“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ان تینوں نے اپنے بیک اٹھا لئے۔

”منی میزائل گنیں نکال لیں۔ ہمیں اب ان کی ضرورت پڑے گی“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور اپنے بیگوں سے منی میزائل گن نکال کر ہاتھوں میں لے لیں اور پھر وہ تینوں جھونپڑی سے نکل کر باہر آ گئے۔ جیسے ہی وہ جھونپڑی سے نکل کر باہر آئے انہیں ہر طرف سے پرندوں کے چہچہانے اور مختلف قسم کے جانوروں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ یہ سب ایسے ہوا تھا جیسے ٹی وی کے کسی چینل کی آواز میوٹ کر دی جاتی ہے اور پھر اسے اچانک آن کر دیا جاتا ہے۔ صالحہ نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ چونک پڑی کہ وہ جس جھونپڑی سے نکل کر باہر آئے تھے اب وہ جھونپڑی بھی ان کے پیچھے موجود نہ تھی۔

”جھونپڑی بھی غائب ہو گئی ہے“..... صالحہ نے کہا تو جولیا اور جوزف مڑ کر پیچھے دیکھنے لگے اور پھر جھونپڑی کو غائب دیکھ کر وہ

مقابلہ کر سکیں گے“..... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔  
 ”ہمیں ان کا مقابلہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔  
 ہمیں انہیں ڈرا کر یہاں سے بھگانا ہے اور بس“..... جوزف نے  
 سنجیدگی سے کہا۔  
 ”ڈرا کر بھگانا ہے۔ کیا مطلب“..... ان دونوں نے چونک کر

کہا۔  
 ”میں نے بابا فضل الدین سے ان کالے بھیڑیوں کی نشانی  
 پوچھی تھی تاکہ مجھے پتہ چل سکے کہ بھیڑیے کس نسل سے تعلق رکھتے  
 ہیں۔ بابا فضل الدین نے جب مجھے بتایا کہ بھیڑیے ماجانگ نسل  
 کے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ ایسے بھیڑیے ہیں جن کے کانوں کے  
 سرے سرخ ہوتے ہیں۔ ایسے بھیڑیوں کے کان بے حد تیز ہوتے  
 ہیں اور دور سے اپنے شکار کے قدموں کی آوازیں سن لیتے ہیں۔  
 چونکہ ان بھیڑیوں کے کان بے حد تیز ہوتے ہیں اس لئے شکار  
 کرتے ہوئے یا پھر شکار کھاتے ہوئے بھی ان کے کان جنگل کی ہر  
 آہٹ پر لگے رہتے ہیں اور انہیں جیسے ہی کسی خطرے کا احساس  
 ہوتا ہے یہ یلکھت بھاگ اٹھتے ہیں اور خاص طور پر جہاں تیز شور  
 ہو وہاں یہ بھیڑیے جانا پسند نہیں کرتے۔ بابا فضل الدین سے ان  
 بھیڑیوں کے بارے میں سن کر میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر ان کے  
 قریب زور دار دھماکے کئے جائیں تو یہ دھماکے ان کے کانوں کے  
 پردے پھاڑ دیں گے اور یہ فوراً پلٹ کر بھاگ جائیں گے اور پھر

واپس نہیں آئیں گے۔ جھونپڑی سے باہر آتے ہوئے میں نے  
 آپ کو اسی لئے میزائل گنیں نکالنے کا کہا تھا تاکہ جیسے ہی کالے  
 بھیڑیے ہمارے سامنے آئیں ان پر ڈائریکٹ میزائل فائر کرنے  
 کی بجائے ہم ان سے چند فٹ اوپر بلاسٹنگ کریں گے تو زور دار  
 دھماکے ہوں گے۔ ان دھماکوں کے اثر سے کالے بھیڑیوں کے  
 کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اور وہ شدید اذیت کا شکار ہو  
 کر فوراً جدھر سینک سمائے گا ادھر ہی بھاگ جائیں گے۔“ جوزف  
 نے جواب دیا تو جولیا اور صالحہ نے ساری بات سمجھ جانے والے  
 انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں ان کے بھاگتے قدموں کی تین  
 اطراف سے آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ ہم بھی تین ہیں ہم ان  
 تین اطراف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر جیسے ہی ہمیں  
 کالے بھیڑیے اس طرف آتے دکھائی دیں گے ہم ان کی طرف  
 میزائل فائر کرنا شروع کر دیں گے“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ان کی رفتار بے حد تیز ہے۔ ہمیں ان سے بچنا بھی  
 ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم ان سے بچنے کے لئے اونچے درختوں  
 پر چڑھ جائیں۔ بھیڑیے درختوں پر نہیں چڑھ سکتے۔ ان بھیڑیوں کو  
 ڈرا کر بھگانے سے پہلے مجھے شاپھو کو ہلاک کرنا ہے۔ شاپھو ایک  
 شیطانی شکتی ہے جسے ہلاک کرنے کے بعد ہی کالے بھیڑیوں پر  
 سے اس کے سحر کا اثر ختم ہو گا۔ جب تک کالے بھیڑیوں پر ہے

نہایت دھیرے دھیرے سانس لینا شروع کر دیا۔ بھیڑیے ہر طرف پھیل گئے تھے اور غراتے ہوئے ہر جھاڑی اور ہر درخت کے گرد گھومتے پھر رہے تھے۔ ماحول ان کی تیز اور بھیانک غراہٹوں سے بری طرح سے گونگ رہا تھا۔ جولیا، صالحہ اور جوزف ان بھیڑیوں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ جوزف نے جیب سے مشین پستل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا اور وہ اس کالے بھیڑیے کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جس کے کان مکمل طور پر سرخ ہوں لیکن ابھی تک اسے سرخ کانوں والا کوئی بھیڑیا دکھائی نہیں دیا تھا۔

جوزف کے ساتھ ساتھ جولیا اور صالحہ بھی سرخ کانوں والے بھیڑیے کو تلاش کرنے کے لئے چاروں طرف نظریں دوڑا رہی تھیں لیکن انہیں بھی وہ کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”یہاں درختوں کی تعداد زیادہ ہے بھیڑیے درختوں کی اوٹ میں بھی موجود ہیں۔ سرخ کانوں والے بھیڑیے کو تلاش کرنے کے لئے مجھے دوسرے درختوں پر جانا ہو گا۔ آپ میرا یہیں انتظار کریں“..... اچانک جوزف نے چیخ کر جولیا اور صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ نیچے موجود کالے بھیڑیے بھی اس کی آواز سن کر چونک پڑے اور پھر بے شمار بھیڑیے تیزی سے اس درخت کے گرد پھیل گئے جس پر جوزف موجود تھا۔ بھیڑیوں نے درخت کی طرف دیکھ کر زور زور سے غرانا اور اچھلنا شروع کر دیا جیسے وہ اچھل اچھل کر درخت پر چڑھنا چاہتے ہوں۔ جوزف

شاہچو کا سحر ختم نہ ہو گا اس وقت تک وہ کسی دھماکے سے ڈر کر نہیں بھاگیں گے“..... جوزف نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر چلو۔ درختوں پر چڑھتے ہیں“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک درخت پر چڑھنا شروع ہو گئی۔ جوزف اور صالحہ بھی ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر موجود اونچے اور گھنے درختوں پر چڑھ گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک انہیں ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے اور خوفناک غراہٹوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔

”جب تک ہم دم سادھ کر بیٹھے رہیں گے ان بھیڑیوں کو اس بات کا پتہ نہیں چل سکے گا کہ ہم کہاں پر موجود ہیں“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کچھ ہی دیر میں جنگل کے تین اطراف سے سیاہ رنگ کے بڑے بڑے اور خوفناک بھیڑیے امنڈ پڑے۔ یہ بھیڑیے عام بھیڑیوں سے واقعی کہیں بڑے اور طاقتور تھے اور ان کی تھوٹھنیاں بھی بے حد بڑی اور خوفناک تھیں جن سے لمبے اور نوکیلے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ تھیں اور ان کے پنجے بھی شیروں کے پنجوں جیسے بڑے اور خوفناک دکھائی دے رہے تھے۔ ان سب بھیڑیوں کے کان لمبے لمبے تھے اور ان کے کانوں کے سرے سرخ رنگ کے دکھائی دے رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ہر طرف سینکڑوں کالے بھیڑیے پھیل گئے۔ جوزف، جولیا اور صالحہ نے

نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ وہ سیدھا ہوا اور پھر وہ دائیں طرف موجود دوسرے درخت کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے مشین پھل اور میزائل گن جیب میں ڈالی اور پھر وہ ایک شاخ کو پکڑ کر نیچے موجود ایک موٹی شاخ پر کھڑا ہو گیا۔ شاخ پر چلتا ہوا وہ آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے دوسرے درخت کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ ہوا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دوسرے درخت پر آیا اور اس نے فوراً دوسرے درخت کی شاخیں پکڑ لیں۔ کھڑکڑاہٹ ہوئی پتے جھڑے اور جوزف اس درخت کی شاخوں کو پکڑے ہوا میں جھولنے لگا۔ اسے ایک درخت سے دوسرے درخت پر جاتے دیکھ کر بھیڑیے اور زور زور سے چیخنے لگے اور اچھل اچھل کر دوسرے درخت کی طرف لپکے۔ جوزف کو ان کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس نے شاخیں پکڑتے ہوئے اپنا جسم سمیٹا اور اچھل کر ایک بڑی شاخ پر آ گیا۔ شاخیں پکڑتا ہوا وہ آگے بڑھا اور درخت کے دوسرے سرے پر آ گیا اور پھر اس نے اس شاخ پر آگے درخت پر چھلانگ لگا دی۔ اسے ایک سے دوسرے درخت پر جاتے دیکھ کر بھیڑیے مسلسل اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور وہ جوزف کو جس درخت پر جاتا دیکھتے تھے اس کی طرف بڑھ کر چیخا اور اچھلنا شروع ہو جاتے تھے۔

جوزف اسی طرح ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور اس کی نظریں وہاں موجود بھیڑیوں

میں سرخ کانوں والے بھیڑیے کی تلاش میں لگی ہوئی تھیں لیکن اسے کہیں بھی سرخ کانوں والا بھیڑیا دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”کہاں رہ گیا یہ سرخ کانوں والا بھیڑیا؟“..... جوزف نے ایک درخت پر رک کر وہاں پھیلے ہوئے بھیڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اسی لمحے اسے درختوں کی شاخیں ہلنے اور پتوں کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے دو الگ الگ درختوں سے جولیا اور صالحہ بھی اسی طرح چھلانگیں لگا کر دوسرے درختوں پر جاتی دکھائی دیں جیسے جوزف آیا تھا۔

”اوہ۔ آپ کیوں اس طرف آ گئیں؟“..... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم جانتی ہیں تم یہاں سرخ کانوں والے بھیڑیے کو تلاش کر رہے ہو اس لئے ہم نے بھی سوچا کہ تمہاری مدد کی جائے یہاں سینکڑوں سیاہ بھیڑیوں میں شاید تم اکیلے کو سرخ کانوں والا بھیڑیا نہ دکھائی دے سکے اس لئے ہم بھی یہاں آ گئی ہیں“..... جولیا نے چھلانگ لگا کر دوسرے درخت پر آتے ہوئے کہا۔

”سرخ کانوں والا بھیڑیا شاید ان کے ساتھ آیا ہی نہیں ہے۔ ہمیں اسی طرح ان درختوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے آگے بڑھنا پڑے گا“..... جوزف نے کہا۔

”تو کیا ہم ان بھیڑیوں پر میزائل فائر کر کے انہیں نہیں بھگا



”سکتے“..... صالحہ نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی فائرنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ سحر زدہ بھیڑیے ہیں۔ یہ ایسے نہیں جائیں گے یہاں سے“..... جوزف نے کہا۔

”تو پھر ہم ان پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر کے ان کی تعداد تو کم کر ہی سکتے ہیں“..... جولیا نے کہا۔

”کوئی فائدہ نہیں۔ یہاں سینکڑوں کی تعداد میں کالے بھیڑیے موجود ہیں۔ ہماری گولیاں ختم ہو جائیں گی لیکن ان کی تعداد کم نہیں ہوگی“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تمہارے کہنے کے مطابق اگر ہم درختوں پر سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے تب بھی یہ اسی طرح ہمارے پیچھے لگے رہیں گے۔ پھر آخر ہم کب تک درختوں پر رہیں گے“..... جولیا نے کہا۔

”جہاں تک ممکن ہو سکے ہمیں درختوں پر ہی رہنا ہو گا۔ ہمارے نیچے جاتے ہی یہ بھیڑیے ہم پر پل پڑیں گے اور ہماری ایک لمحے میں بوٹیاں اڑا دیں گے“..... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے تو پھر بڑھو آگے۔ ہم بھی تمہارے پیچھے آ رہی ہیں“..... جولیا نے سر جھٹک کر کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ چھلانگ لگاتا ہوا اگلے درخت پر پہنچ گیا۔ جولیا اور صالحہ بھی اس کی تقلید کرتی ہوئیں ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگا رہی تھیں۔ وہ مسلسل اور کافی دیر تک درختوں پر چھلانگیں

لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ بھیڑیوں نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ سارے کے سارے بھیڑیوں کی نظریں ان تین درختوں پر ہی جمی ہوئی تھیں جن پر وہ کود کر جاتے تھے۔ ان بھیڑیوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ درختوں پر چڑھ جائیں اور انہیں درختوں سے نیچے گرا کر ان پر پل پڑیں اور واقعی ان کی بوٹیاں اڑا کر رکھ دیں۔ درختوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے وہ ایک کھائی کے قریب پہنچ گئے جس کے سرے پر ایک کھلا میدانی حصہ تھا۔

”وہ رہا سرخ کانوں والا بھیڑیا۔ وہ دیکھو“..... اچانک صالحہ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو جولیا اور جوزف فوراً گردن موڑ کر اس طرف دیکھنے لگے جس طرف صالحہ اشارہ کر رہی تھی۔ دوسرے لمحے جوزف کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اسے واقعی کچھ فاصلے پر ایک سیاہ رنگ کا قوی ہیکل بھیڑیا دکھائی دیا جس کے کان دوسرے بھیڑیوں سے لمبے بھی تھے اور سرخ بھی تھے۔

”ہاں۔ یہی ہے شاہجو“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ فوراً ایک موٹی سی شاخ پر ٹانگیں پھنسا کر بیٹھ گیا اور اس نے جیب سے مشین پستل نکال لیا۔ سرخ کانوں والا بھیڑیا فائرنگ رینج میں ہی تھا اور سر اٹھائے دانت نکال کر غراتا ہوا جوزف کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

”ایک مشین پستل سے کیا تم اس کی دونوں آنکھوں کو نشانہ بنا سکو گے“..... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس کا پورا سر گولیوں سے بھون دوں گا“۔ جوزف

نے کہا۔

”نہیں۔ تمہاری معمولی سی غلطی ہمیں بڑی مصیبت میں پھنسا سکتی ہے۔ بابا فضل الدین نے اس کی دونوں آنکھوں کو نشانہ بنانے کا کہا تھا۔ اس لئے تم کوئی رسک نہ لو اور یہ لو میرا مشین پٹل اور اس کی دونوں آنکھوں کو نشانہ بناؤ“..... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پٹل پوری قوت سے جوزف کی طرف اچھال دیا۔ جوزف تیزی سے آگے کی طرف جھکا اور اس نے جولیا کا پھینکا ہوا مشین پٹل فوراً ہوا میں ہی دبوچ لیا۔

”اب ٹھیک ہے“..... جوزف نے کہا اور پھر اس نے اپنے پیروں کو مضبوطی سے بڑی شاخ میں پھنساتے ہوئے دونوں مشین پٹل ہاتھوں میں لئے اور ان کے رخ سرخ کانوں والے بھیڑیے کی طرف کر دیا۔ اسی لمحے اس نے سرخ کانوں والے بھیڑیے کو تیزی سے اس درخت کی طرف آتے دیکھا جس پر وہ موجود تھا۔ یہ دیکھ کر جولیا اور صالحہ چونک پڑی تھیں کہ سرخ کانوں والے بھیڑیے کے منہ سے آگ کی لپٹیں سی نکلتا شروع ہو گئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ منہ سے آگ کے شعلے نکالتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھ رہا ہو جس پر جوزف موجود تھا تاکہ وہ اس درخت کو آگ لگا سکے۔ سرخ کانوں والا بھیڑیا تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور پھر اس نے یلکھت ایک لمبی چھلانگ لگائی اور منہ سے آگ اگلتا ہوا اور ہوا میں اڑتا ہوا جوزف کے درخت کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

اس سے پہلے کہ وہ درخت کے قریب پہنچتا اسی لمحے ماحول مشین پٹل کی تڑتڑاہٹ اور سرخ کانوں والے بھیڑیے کی ہولناک چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ سرخ کانوں والے بھیڑیے کو ایک زور دار جھکا لگا اور وہ گولیاں کھا کر ہوا میں پلٹا اور گھومتا ہوا پوری قوت سے پیچھے موجود دوسرے بھیڑیوں پر جا گرا۔ اسے خود پر گرتے دیکھ کر سیاہ بھیڑیے اچھل اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ اسی لمحے سرخ کانوں والے بھیڑیے کے جسم میں یلکھت آگ لگ گئی اور ماحول تیز اور انتہائی دردناک انسانی چیخوں سے گونجنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرخ کانوں والا بھیڑیا جل کر راکھ بن گیا۔ اس بھیڑیے کے فنا ہوتے ہی وہاں موجود دوسرے بھیڑیے بری طرح سے اچھلنے اور چیخنے لگے۔

”اب ان کے ارد گرد میزائل بلاسٹ کریں۔ یہ ڈر کر بھاگ جائیں گے۔ شاہو فٹا ہو گیا ہے اب ان پر اس کا سحر نہیں ہے۔“ جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں مشین پٹل جیب میں ڈالے اور ساتھ ہی جیب سی منی میزائل گن نکال کر اس نے سامنے موجود بھیڑیوں کے بڑے غول کی طرف منی میزائل گن کا رخ کیا اور پھر بٹن پریس کر دیا۔ گن سے میزائل نکل کر بجلی کی سی تیزی سے بھیڑیوں کی طرف بڑھا اور ایک درخت سے ٹکرا کر زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ درخت کے پرچے اڑ گئے۔ زور دار دھماکے نے بھیڑیوں میں یلکھت بوکھلاہٹ طاری کر دی اور وہ بری طرح

سے چیختے ہوئے ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جولیا اور صالحہ نے بھی بھیڑیوں کے ارد گرد موجود درختوں پر میزائل برسانے شروع کر دیئے جنگل خوفناک دھماکوں سے بری طرح سے گونجنے لگا اور ان دھماکوں کی آوازیں نے جیسے ان کالے بھیڑیوں کو پاگل کر دیا۔ وہ بری طرح سے چیختے چلاتے ہوئے واپس بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں میدان صاف ہو گیا تھا۔ انہیں بھیڑیوں کے بھاگنے کی دور جاتی ہوئی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

”بھاگ گئے سارے بھیڑیے“..... جولیا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب ہم درختوں سے نیچے آ سکتے ہیں“..... جوزف نے کہا اور پھر وہ درخت سے چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا۔ جولیا اور صالحہ بھی درختوں سے نیچے آ گئیں اور پھر وہ تیزی سے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سردار بھورا کی جھوپڑی تھی۔ آخر کار پانچ گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں نیچے گہرائی میں ایک جھوپڑی نظر آ رہی تھی۔ وہ وہیں رک گئے تھے۔ جھوپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اس کے ارد گرد کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہاں رہتا ہے وہ سردار بھورا“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ آئیں“..... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور صالحہ تھیں۔ وہ بڑے محتاط انداز میں نیچے اتر رہے تھے کیونکہ یہ خاصی خطرناک ڈھلوان تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نیچے پہنچ گئے۔

نیچے آتے ہی وہ جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے اس جھوپڑی کے پاس پہنچ گئے۔ جھوپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جوزف نے قریب جا کر اندر جھانکا تو اسے سامنے وہی بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا دکھائی دیا جو اسے آشرم میں ملا تھا۔

”وہ اندر ہی موجود ہے“..... جوزف نے قریب موجود جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو اسے باہر بلاؤ تاکہ ہم اس پر فائرنگ کر کے اس کھیل کو یہیں ختم کر سکیں“..... جولیا نے آہستہ آواز میں کہا۔

”یہ تو طے ہے کہ اب اسے اس کی کوئی شکتی ہمارے ہاتھوں سے بچا کر نہیں لے جاسکتی لیکن جب تک یہ جھوپڑی سے باہر نہیں آ جاتا ہم اس کی آنکھوں اور دل کو نشانہ نہیں بنا سکتے“..... جوزف نے کہا۔

”تو کیا کریں۔ کب تک اس کا جھوپڑی سے باہر آنے کا انتظار کریں۔ اگر اس دوران اس کی کسی شکتی نے اسے ہمارے یہاں آنے کے بارے میں بتا دیا تو“..... صالحہ نے کہا۔

”میں کچھ کرتا ہوں“..... جوزف نے کہا۔ اس نے ادھر ادھر

دیکھا پھر اس نے سامنے پڑا ہوا ایک پتھر اٹھایا اور پھر اس نے پتھر دروازے کے ساتھ والی دیوار پر کھینچ مارا۔ پتھر سے تیز آواز پیدا ہوئی تو انہوں نے جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو چوکلتے دیکھا۔ چند لمحوں کے بعد دروازے کے باہر دیکھتا رہا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”مشین پمپل ہاتھ میں لے لیں۔ وہ جھونپڑی سے باہر آ رہا ہے“..... جوزف نے کہا اور جیب سے جولیا کی مشین پمپل نکال کر اسے جولیا کو تھا دیا اور اپنا مشین پمپل بھی ہاتھ میں لے لیا۔

”وہ جیسے ہی جھونپڑی سے نکل کر باہر آئے آپ اس کی آنکھوں کو نشانہ بنائیں اور میں اس کے دل پر فائرنگ کروں گا۔ مس جولیا آپ اس کی دائیں اور مس صالحہ آپ اس کی بائیں آنکھ کو نشانہ بنائیں تاکہ کوئی کنفیوژن نہ ہو“..... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے سردار بھورا جھونپڑی کے دروازے پر آیا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”کون ہے“..... سردار بھورا نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم ہیں۔ تمہاری موت“..... جوزف نے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور یلخت مشین پمپل لے کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر جولیا اور صالحہ نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ ان تینوں کو دیکھ کر سردار بھورا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”تت۔ تت۔ تت۔ تم۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے آ گئے۔ شاہو

تو سینکڑوں بھیڑیوں کے ساتھ تمہارے شکار کے لئے گیا تھا۔ اس نے تمہیں یہاں کیسے آنے دیا“..... سردار بھورا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”تمہاری شیطانی طاقت کو ہم نے فنا کر دیا ہے سردار بھورا اور وہ جن کالے بھیڑیوں کو ہمارا شکار کرنے کے لئے لایا تھا انہیں بھی ہم نے بھگا دیا ہے“..... جوزف نے کڑکتے ہوئے کہا۔

”بھگا دیا ہے۔ شاہو کو فنا کر دیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ شاہو اگر فنا ہوتا تو مجھے اس کی اطلاع مل جاتی لیکن مجھے تو ایسی کوئی خبر نہیں ملی ہے کہ شاہو فنا ہو گیا ہو“..... سردار بھورا نے حیرت اور غصے بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری شکتی شاہو نے کالے بھیڑیے کا روپ دھارا ہوا تھا اور اس کے کان سرخ رنگ کے تھے۔ اس کے فنا ہونے کا راز اس کی آنکھوں میں تھا۔ میں نے اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی تھیں وہ فنا ہوا اور اس کے وجود میں آگ لگ گئی اور وہ فوراً جل کر بھسم ہو گیا“..... جوزف نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم نے میری اتنی طاقتور شکتی کو فنا کر دیا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تم تینوں کو ہلاک کر دوں گا۔ تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا“..... سردار بھورا نے گرجتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔

”فائر“..... جوزف نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے

میں کہا۔

”ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے۔ اب چلو۔ ہمیں اب یہاں سے نکلنا ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہمیں واپس اس جھونپڑی کی طرف جانا ہے جس سے نکل کر ہم اس جنگل میں پہنچے تھے۔ مجھے وچ ڈاکٹر شوشو کی روح نے بتایا ہے کہ اس جھونپڑی میں بابا فضل الدین ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ وہی ہمیں اپنے خاص عمل سے واپس پاکیشیا اور مانجو داڑ پہنچائیں گے“..... جوزف نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے چلو پھر“..... جولیا نے کہا اور پھر وہ تینوں واپس ہو لئے۔ مسلسل اور کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ آخر کار جنگل کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں انہیں بابا فضل دین نے جھونپڑی سمیت اس جنگل میں پہنچایا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ وہاں واقعی وہ جھونپڑی موجود تھی جس کے باہر بابا فضل الدین ان کے منتظر تھے۔

سردار بھورا کے سینے پر فائرنگ کر دی۔ اس کے فائر کہتے ہی جولیا اور صالحہ نے بھی ٹریگر دبا دیے۔ دوسرے لمحے سردار بھورا کی دونوں آنکھیں اور اس کا سینہ چھلنی ہوتا چلا گیا۔ سردار بھورا کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی وہ اچھل کر پشت کے پل پیچھے جھونپڑی کے دروازے سے نکلایا اور دروازہ توڑتے ہوئے جھونپڑی کے اندر جا گرا۔ یہ دیکھ کر جوزف نے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کا لاک ہٹا کر اسے جھونپڑی کی طرف اچھال دیا۔

”بھٹک جائیں“..... جوزف نے چیخ کر کہا اور خود بھی تیزی سے زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور جھونپڑی کے پرچے اڑتے چلے گئے اور پھر جھونپڑی کے بچے کچھے حصے میں یکھٹ آگ بھڑک اٹھی۔

”ہرا ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ ہم نے میدان مار لیا۔ ہم نے آخر کار سردار بھورا کو ہلاک کر دیا۔ ہرا ہرا“..... صالحہ نے یکھٹ زور زور سے نعرے مارتے ہوئے کہا۔ جوزف اور جولیا کے چہرے بھی خوشی سے کھلے پڑ رہے تھے۔

”یہ ہلاک ہو گیا ہے۔ کیا اب عمران ٹھیک ہو جائے گا“۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس ساحر کے ہلاک ہوتے ہی اس کی ساری شکلیاں فنا ہو گئی ہیں۔ اب باس پر کسی سحر کا اثر باقی نہیں ہے۔ وہ اب ٹھیک ہو جائیں گے۔ بالکل ٹھیک“..... جوزف نے مسرت بھرے لہجے

”تو کیا کرتے۔ اگر ہم جا کر اس سردار بھورا کا خاتمہ نہ کرتے تو تم اسی حالت میں پڑے پڑے.....“ جولیا نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ شاید اس سے آگے کہنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔

”ہلاک ہو جاتا۔“ عمران نے جولیا کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

”فضول بکواس مت کرو“..... جولیا نے غرا کر کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

”کیوں تم نہیں چاہتی کہ صفدر خطبہ نکاح یاد کرے اور میرے ساتھ تمہارا بھی خاتمہ بالخیر ہو جائے اور ہم دونوں اپنی نماز جنازہ جائز کرا سکیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ٹھیک ہے تم سب باتیں کرو۔ میں چلتا ہوں میری عبادت کا وقت ہو رہا ہے“..... ان کی ہنسی مذاق کی باتیں سن کر سید قطب شاہ صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ شاہ صاحب۔ مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”پوچھو“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا۔

”میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس کیس پر کام کر رہا تھا۔ وہ کیس تو پورا ہو گیا تھا اس دوران آپ کے نمائندے مجھ تک نشانہ بازی کی پختگی کے پیغامات پہنچاتے رہے۔ چونکہ مجرم اپنے انجام

وہ سب مسجد کے احاطے میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ سید قطب شاہ صاحب بھی موجود تھے۔ عمران کو ہوش آ چکا تھا۔ وہ اب بالکل تندرست دکھائی دے رہا تھا۔ اسے تندرست دیکھ کر اس کے ساتھیوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے۔

جولیا، صالحہ اور جوزف بھی واپس پہنچ چکے تھے۔ عمران کو تندرست دیکھ کر انہوں نے بھی اطمینان کا سانس لیا تھا اور اب وہ انہیں ساری تفصیل بتا رہے تھے کہ وہ کیسے کافرستان پہنچے تھے اور انہیں کن حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ جوانا اور ٹائیگر بھی ان کے ساتھ موجود تھے جو عمران کی طرح بالکل تندرست دکھائی دے رہے تھے۔

”حیرت ہے میں خوابِ خرگوش کے مزے لوٹتا رہا اور تم نے جا کر سارا کھیل ہی ختم کر دیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تک پہنچ چکے تھے اس لئے میں نے بھی اپنی توجہ اس کیس سے ہٹا کر اس طرف مبذول کر لی تھی لیکن ہمارے لئے اب بھی ایک مسئلہ ہے۔ کیا آپ اس مسئلے کو سلجھانے میں میری کچھ مدد کر سکتے ہیں..... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اشارہ اس فائل کی طرف ہے جس میں کوڈ درج ہے اور تم اس کوڈ کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں جان سکے ہو کہ وہ کیسے حل ہوگا“..... سید قطب شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا تو عمران ایک، طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ دور تک پہنچنے ہوئے بزرگ ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سید قطب شاہ صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے میں پہنچا ہوا بزرگ ہوں“..... سید قطب شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ہاں کرنے کے علاوہ کیا کہہ سکتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”مجھ پر اللہ کا بے پایاں کرم ہے عمران بیٹا جو اس پاک ذات نے مجھے سید چراغ شاہ صاحب کی تربیت میں رکھا ہے کہ میں مشکلات کا حل تلاش کر سکوں اور جس حد تک ممکن ہو سکے بنی نوع انسان کی خدمت کر سکوں۔ یہ اللہ کا کرم ہی تھا کہ اس معاملے میں تم سب کو میں نے کامیابی تک پہنچانے میں مدد کی ہے ورنہ میں

ایک عاجز سا بندہ ہوں۔ بہر حال تم جس مسئلے کی بات کر رہے ہو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس کوڈ کا حل قدیم شوگرانی زبان کی گنتی میں ہے۔ تم قدیم شوگرانی زبان والی کتاب تلاش کرو اور گنتی کے ہیر پھیر کو چیک کرو۔ فائل میں لکھی ہر بات تمہاری سمجھ میں آ جائے گی۔ اب میں چلتا ہوں۔ اللہ حافظ“..... سید قطب شاہ صاحب نے کہا اور پھر وہ مڑے اور تیز تیز چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر دروازے سے باہر نکل گئے۔

”قدیم شوگرانی زبان کی گنتی سے اس فائل کوڈی کوڈ کیا جاسکتا ہے۔ حیرت ہے یہ بات پہلے میرے دماغ میں کیوں نہیں آئی۔ کوڈ دیکھ کر مجھے بھی یہی لگ رہا تھا جیسے کسی بچے نے الٹی سیدھی گنتی لکھ دی ہو لیکن عجیب سی زبان میں“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”تم میں اتنی عقل ہے ہی کہاں جو یہ بات سمجھ سکتے“۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں میری ساری عقل تو صرف جولیا اور تم پر ہی آ کر ختم ہوتی ہے۔ کچھ اور سوچنے کا موقع ہی کہاں ملتا ہے“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”جولیا اور مجھ پر عقل ختم ہو جاتی ہے۔ کیا مطلب“..... تنویر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یہی سوچتا رہتا ہوں کہ تمہارا ساحرانہ سایہ آخر کب ہٹے گا اور

دریا میں ڈال“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرے پاس تو سلیمان کی شکل میں ایک ہی نیکی ہے۔  
اسے دریا میں تو کیا سمندر میں بھی ڈال دیا جائے تو وہ تیر کر پھر  
واپس آ جائے گا۔ اس نے تو مہنگائی کا رونا، ادھار کا رونا اس طرح  
رونا ہے کہ مجھے بھی اس کے ساتھ رونا پڑے گا اور جب دو کنوارے  
بیٹھ کر رونا شروع کر دیں تو پھر تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہوتا ہے۔“  
عمران نے کہا۔

”کیا ہوتا ہے؟“..... اس بار جولیا نے چونک کر پوچھا۔  
”تو شیطان ہنستا ہے۔ کیوں تنویر“..... عمران نے بڑے معصوم  
سے لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

کب جولیا کے دل میں میرا تصور جاں گزریں ہوگا۔ کب بیٹھ بجے گا  
اور کب صفدر خطبہ نکاح یاد کرے گا اور کب میرے فلیٹ میں دس  
بارہ ننھے منے پھول کھلکھلائیں گے..... عمران نے کراہ کر کہا تو وہ  
سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر اس کی بات سن کر  
برے برے منہ بنانے لگا جیسے اس نے کونین کی درجنوں گولیاں  
ایک ساتھ چبالی ہوں۔ جولیا البتہ دھیرے سے مسکرا دی تھی۔

”عمران صاحب! ان سب باتوں کو چھوڑیں اور اس بات کی  
فکر کریں کہ اس مشن پر آپ کو چیف کی طرف سے کوئی چیک نہیں  
ملے گا“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔  
”ارے باپ رے۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ مجھے سید  
قطب شاہ صاحب کو چیف کے پاس لے جانا چاہئے تاکہ وہ گواہی  
دیں کہ میں ان کے سامنے کئی روز تک جاں بلب پڑا رہا ہوں۔  
مشن کے لئے میں بھاگ دوڑ تو نہ کر سکا لیکن عالم بے ہوشی میں،  
میں نے جولیا، صالحہ اور جوزف کے لئے یہ چانس تو پیدا کر دیا تھا  
کہ یہ جا کر مشن مکمل کر سکیں۔ ویسے بھی اگر سید قطب شاہ صاحب  
حکم دے دیں تو پھر تمہارے چیف کی مجال ہے کہ مجھے چیک نہ  
دے“..... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار  
ہنس پڑے۔

”یہ تو وہی بات ہو گئی کہ آپ نیکی کر کے اس کا معاوضہ وصول  
کرنے کا سوچ رہے ہیں جبکہ صاحب تصوف کہتے ہیں کہ نیکی کر